خواتین کے لیے صاف ستھرا تفریحی ادب

ماہنامہ

آنچل

کراچی

Pakistanipoint
Learning Point

مشترکہ شمارہ

مئی جون جولائی

ابتدائیہ

سرگوشیاں — مدیرہ — 10
حمد — صبیح رحمانی — 11
نعت — فاخرہ گل — 11
درجواب آں — مدیرہ — 12

دانش کدہ

ربنا آتنا — مشتاق احمد قریشی — 17

ہمارا آنچل

انٹرویو — عروسہ شہوار رفیع — 20

سالگرہ کا دن

سالگرہ سروے — سعیدہ نثار — 24

سلسلہ وار ناول

اکائی — عشنا کوثر سردار — 94
سنسانوں کے اس سفر میں — اُم ایمان قاضی — 156

مکمل ناول

محبت کو ریئر کردو — بسباس گل — 32

گوری تجھ سے عشق ہے کچھ خال کچھ خد

ندا حسنین — 122

افسانے

پردے میں رہنے دو — نازیہ جمال — 86
خسارہ — راشدہ رفعت — 118
سپنوں کا شہزادہ — حنا بشریٰ — 148
حصار — فرحی نعیم — 186

پبلشر مشتاق احمد قریشی پرنٹر جمیل حسن مطبوعہ ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی
دفتر کا پتا: 81 نیپئر بیرکس، ہاکی کلب آف پاکستان، اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

PakistaniPoint
www.pakistanipoint.com

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سرورق: فرحین اعجاز　　عکاسی: موسیٰ رضا

مستقل سلسلے

بیاض دل	میمونہ رومان	198	یادگار لمحے	جویریہ سالک	213
ڈش مقابلہ	طلعت آغاز	200	آئینہ	شہلا عامر	217
نیرنگ خیال	ایمان وقار	203	ہم سے پوچھیے	شمائلہ کاشف	221
دوست کا پیغام آئے	ہما احمد	208	آپ کی صحت	ہومیو ڈاکٹر ہاشم مرزا	224

خط و کتابت کا پتا: ماہنامہ آنچل پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی، 74200 فون نمبرز 021-35620771/2
فیکس 03008264242 یکے از مطبوعات نئے افق پبلی کیشنز ای میل: Info@naeyufaq.com

سرگوشیاں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جولائی ۲۰۲۰ء کا شمارہ آپ کے ذوق مطالعہ کی تسکین کے لیے حاضر ہے۔

تین ماہ بعد آپ سے مخاطب ہوں اور ان تین ماہ میں دنیا میں کیا کچھ ہوا ہم سب ہی اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اچانک سے ایک موذی وبا کا پوری دنیا میں پھیل جانا، جس کا علاج لوگوں کو گھروں میں قید کرنے کے سوا کچھ نہ تھا لیکن اس کے باوجود یہ وبا اتنی بدصورتی کے ساتھ پھیلی جس کے باعث کئی قیمتی انسانی جانوں کا ضیاء ہوا اور کئی صحت یاب بھی ہوگئے۔ پر ہم میں اب بھی کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس وبا کو مذاق یا ڈراما سمجھ رہے ہیں جبکہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے بچاؤ اس ہی صورت ممکن ہے کہ پاک وصاف رہیں اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں تب ہی ہم اس بیماری سے بچ سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچا سکتے ہیں۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

زندگی اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے دی گئی ایک انمول نعمت ہے اور اس پر ہم اللہ سبحان وتعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ آئیں ہم سب مل کر اللہ سبحان وتعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ ہم سب سے راضی ہوجائے اور اس کرونا وائرس کو جڑ سے ختم فرمادے، آمین۔ جو لوگ اس وبا کی زد میں آکر بیمار ہیں انہیں شفا کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جو دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں ان کی کامل مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

آپ بہنیں جس طرح ہر ماہ اپنی نگارشات بھیج کر آنچل وحجاب سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتی ہیں اس کے لیے ہم آپ کے ممنون ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی آپ کا تعاون ہمیں حاصل رہے گا اور آپ آنچل وحجاب کو سجانے اور سنوارنے میں ہمارا ساتھ دیں گی۔ ہم اپنی مصنفین بہنوں کے بھی مشکور ہیں کہ وہ اپنی تحریریں ہمیں ارسال کرتی ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ ماہ اگست کا آنے والا شمارہ عیدالاضحیٰ نمبر ہوگا۔ مصنفین، بہنوں اور قارئین سے درخواست ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی تحریر ونگارشات ارسال کردیں۔

اس ماہ کے ستارے:

سباس گل، ندا حسنین، نازیہ جمال، راشدہ رفعت، حنا بشریٰ، فرحی نعیم۔

اگلے ماہ تک کے لیے اللہ حافظ۔

مدیرہ

قیصر آرا

حمد

کعبے کی رونق کعبے کا منظر اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہ اکبر اکبر

حیرت سے خود کو کبھی دیکھتا ہوں
اور دیکھتا ہوں کبھی میں حرم کو
لایا کہاں مجھ کو میرا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

حمد خدا سے تر ہیں زبانیں
کانوں میں رس گھولتی ہیں اذانیں
بس اک صدا آ رہی ہے برابر اللہ اکبر اللہ اکبر

مانگی ہیں میں نے جتنی دعائیں
منظور ہوں گی مقبول ہوں گی
میزاب رحمت ہے میرے سر پر اللہ اکبر اکبر

تیرے کرم کی کیا بات مولا
تیرے حرم کی کیا بات مولا
تا عمر کردے آنا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

جس پر نبی نے قدم کو سجایا
اپنی نشانی کہہ کہ بتایا
محفوظ رکھا رب نے یہ پتھر اللہ اکبر اللہ اکبر

صبیح رحمانی

نعت

میرا ہے حوالہ گدائے محمد ﷺ
مجھے بخش دینا خدائے محمد ﷺ

وہ طٰہٰ وہ یٰسیں وہ احمد پیارا
وہ محبوب تیرا خدائے محمد ﷺ

میں کیسے کروں شکر اس اک عطا کا
کہ لکھنا سکھایا، خدائے محمد ﷺ

وہ کاغذ ہمیشہ مہکتا ہی پایا
جہاں میں نے لکھا خدائے محمد ﷺ

محمد ﷺ کی باتیں محمد ﷺ کی نعتیں
ہوں میرا حوالہ خدائے محمد ﷺ

میں پاپی میں عیبی سیاہ کار بھی میں
ان عیبوں کو ڈھکنا خدائے محمد ﷺ

تو وقتِ نزع پر محمد ﷺ کا چہرہ
دکھا دے دکھا دے خدائے محمد ﷺ

مجھے قبر میں گر اجازت ملے تو
میں نعتیں پڑھوں گی خدائے محمد ﷺ

گناہ گار ہوں میں تو معافی عطا کر
محمد ﷺ کے صدقے خدائے محمد ﷺ

فاخرہ گل

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

editor_aa@naeyufaq.com
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

دوجواب آں

مدیرہ

اقرأ صفیر احمد..... کراچی

پیاری اقرأ! سدا سہاگن رہو۔ ''تیری زلف کے سر ہونے تک'' کے اختتام کے بعد ہم آپ کی جانب سے مکمل ناول کے منتظر ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ انتظار کی گھڑیوں کو مختصر فرمائیں گی اور جلد ہی آنچل و حجاب کو اپنی خوب صورت تحریر سے سجائیں گی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے۔

نازیہ کنول نازی..... ہارون آباد

پیاری نازیہ! سدا سہاگن رہو، آپ نے ہمیشہ ہی آنچل کو اپنی تحریر سے سجایا اور کیا خواب سجایا کہ قارئین آپ کی تحریروں کے انتظار میں رہے اور یہ آپ کا بڑا پن ہے کہ نئی آنے والی مصنفین کی حوصلہ افزائی بھی کی انہیں آنچل سے متعارف کرایا۔ آپ نے ہر جگہ آنچل کا ساتھ دیا اس کے لیے ہم آپ کے ممنون ہیں آپ نے آنچل کے علاوہ دوسرے پرچوں میں بھی اپنی تحریروں سے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا بے شک آج آپ ملک کی نام ور مصنفین میں شمار ہوتی ہیں اور ہر موضوع کو بہت خوب صورتی سے قلم بند کرتی ہیں اور اس کی وجہ غالباً آپ کا حساس دل ہے جو دوسروں کا دکھ فوراً محسوس کرلیتا ہے۔ آج کل آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور آپ کو اپنے گھر میں شاد وآباد رکھے آمین۔

طلعت نظامی..... کراچی

پیاری طلعت! سدا سہاگن رہو، یوں تو بہت سی شکایات ہیں آپ سے اور شکایت بھی اپنوں سے ہی ہوتی ہیں۔ آپ نے صرف آنچل کے لیے لکھا یہ ہماری خوش نصیبی ہے پر بہت کم لکھا یہ ہماری اور آپ کو پسند کرنے والے قارئین کی آپ سے شکایت ہے گو کہ اس مصروف زندگی میں جہاں گھریلو کام کے ساتھ اپنوں سے مل جول بھی ضروری ہے لکھنا مشکل ہوجاتا ہے پر ہم اگر تھوڑا سا وقت لکھنے کے لیے مختص کرلیں تو قارئین آپ کی تحریر ہر ماہ نہ سہی پر ایک دو ماہ بعد ضرور پڑھ سکیں گے اور آنچل کو بھی آپ سے شکایت نہیں رہے گی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور آپ کے لکھنے کے عمل کو آسان کرے آمین۔ آج کل آپ کی بیٹی کی طبیعت بھی ناساز ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ بچی کو صحت وتندرستی عطا فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

عشنا کوثر سردار..... کراچی

پیاری عشنا! خوش وآباد رہو آپ کی والدہ کی خراب طبیعت کا جان کر دعا گو ہوئے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ آپ کے سر پر تادیر قائم رکھے آمین۔ قارئین سے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے۔

سمیرا شریف طور..... گوجرانوالہ

پیاری سمیرا! سدا سہاگن رہو امید کرتے ہیں کہ آپ بمعہ اہل خانہ خیر و عافیت سے ہوں گی۔ قارئین آنچل و حجاب آپ کی تحریروں کو پڑھنے کے لیے بے چین و بے قرار ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنے قارئین کی اس فرمائش اور خواہش کو جلد دور فرما کر اپنی شہکار تحریر سے قارئین آنچل وحجاب کو محظوظ کریں گی۔

یاسمین نشاط..... لاہور

پیاری یاسمین! سدا سہاگن رہو، بزرگ ہماری زندگی کا اہم حصہ ہیں اور ان کے دم سے ہی گھر میں رونق ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ان کی باتیں ہمیں اچھی نہیں لگتی لیکن وقت ہمیں بتاتا ہے کہ انہوں نے جو بھی کہا تھا ہمارے بھلے کے لیے ہی کہا تھا اور اپنی زندگی کے تجربہ کے تحت ہمیں سمجھایا تھا آپ کی ساس کے انتقال کا سن کر دعا گو ہوئے اللہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔ قارئین سے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے۔

نزھت جبین ضیاء..... کراچی

پیاری نزہت! سدا سہاگن رہو، میاں بیوی کا رشتہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے بہت انمول بنایا ہے۔ جہاں محبت، غصہ، روٹھنے اور منانے کا عمل بھی ہے وہیں اس رشتے سے زندگی کی تمام خوب صورتی منسوب ہے۔ اس لیے اگر میاں یا بیوی دونوں میں سے کسی کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے فریق کی جان پر بن جاتی ہے یہ محبت ہی تو ہے جو اس رشتے کو مضبوط کرتی ہے۔ آپ کے میاں کی خراب طبیعت کا معلوم ہوا تھا اب تو اللہ سبحان وتعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اسپتال سے گھر آگئے ہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ دونوں کا ساتھ قائم و دائم رکھے اور ہر پریشانی سے محفوظ رکھے آمین۔

ڈاکٹر ھما جھانگیر..... اسلام آباد

پیاری ہما! سدا شاد وآباد رہو آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اس پر کوئی یقین کررہا ہے اور کوئی نہیں جب کہ حکومت کے ساتھ ڈاکٹرز بھی کرونا وائرس سے بچاؤ کی تدبیر نشریاتی ادارے، سماجی اور اشاعتی ادارے کے ذریعے عوام کو بتارہے ہیں لیکن پھر بھی عوام یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اب انہیں کون سمجھائے کہ مریض اس بیماری کی زد میں آکر دنیا سے جارہے ہیں۔ وہ مذاق نہیں بلکہ کڑا سچ ہے احتیاط ہی ہر بیماری سے بچا سکتی ہے۔ آپ ماشاء اللہ سے باہمت ڈاکٹر بھی ہیں اور باکمال مصنف بھی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپ مشکل کا سامنا بہت خوبی سے کرتی ہیں اور اس بات کا اندازہ آپ کی تحریروں سے ہوجاتا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی آپ کی تحریر کی پہلی قسط موصول ہوئی ہے، اب اس کرونا وائرس کو شکست دے کر جلد از جلد اس تحریر کو مکمل کریں کیونکہ قارئین انتظار میں ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ زیادہ طویل انتظار نہیں کروائیں گی اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور اس کرونا وائرس کو دنیا سے ختم فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے۔

ماورا طلحہ..... گجرات

پیاری ماورا! سدا سہاگن رہو آپ کے نانا کے انتقال کی خبر سن کر دعا گو ہوئے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔ اتنی دور بیٹھ کر یہ خبر سننا آپ کے لیے حقیقتاً پریشانی اور زیادہ دکھ کا باعث ہوگی۔ دنیا کے حالات ہی اچانک سے بدل گئے ہیں اور ہم سب فون تک ہی محدود ہوکر رہ گئے ہیں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ عید قرباں کی کہانی کے منتظر ہیں امید ہے جلد ارسال کریں گی۔

کوثر نلز..... حیدر آباد

پیاری کوثر! سدا سہاگن رہو شادی کے بعد زندگی مصروف ہو ہی جاتی ہے۔ اصل زندگی شروع بھی یہیں سے ہوتی ہے۔ ماں باپ کے گھر تو بے فکری ہوتی ہے۔ دل چاہا تو کام کیا نہیں تو کل پر چھوڑ دیا۔ پر سسرال میں تو ہر حال میں کام کرنا ہی کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہوجائے اور آپ تو اپنی تحریروں سے ہی رشتوں کو نبھانے والی لڑکی معلوم ہوتی ہیں اور آپ کی تعریف تو ہمارے ایڈمن بھی کرتی ہیں آپ نے پہلے بھی ایک وقت میں کئی کام انجام دیے اور اب بھی دے رہی ہوں گی اس لیے اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپ کو اپنی دو انمول نعمت سے نوازا ہے ماشاء اللہ سے آپ دو جڑواں بیٹوں کی ماں بھی بن گئی ہماری جانب سے مبارک باد قبول کیجیے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ بچوں کو صحت کاملہ والی عمر دراز عطا فرمائے اور آپ کی خوشیوں میں اضافہ کرے آمین۔

افشاں علی..... کراچی

پیاری افشاں! خوش وآباد رہو ہر لڑکی کی زندگی کا انمول دن اس کی شادی کا ہوتا ہے اور اس حوالے سے وہ بہت سے خواب دیکھتی ہے اور ان خوابوں کے پورے ہوجانے کی دعا بھی مانگتی ہے۔ آپ کی زندگی میں بھی یہ دن جلد

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

آنے والا ہے اور آپ پیا دیس سدھارنے والی ہیں گو کہ زندگی میں اب پہلے جیسی بے فکری نہیں رہتی اور بہت سی مصروفیات ہاتھ آجاتی ہیں پر ہمیں امید ہے کہ آپ اس مصروفیات سے وقت نکال کر آنچل وحجاب کے لیے ضرور لکھیں گی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کو خوشی و راحت والی زندگی عطا فرمائے، آمین۔ ہماری جانب سے شادی کی مبارک باد قبول فرمائیں۔

حمیرا علی..... کراچی

پیاری حمیرا! سدا سہاگن رہو آپ کی جانب سے تحریر آنچل کی کہانیاں موصول ہوئی۔ اس بار آپ نے مختلف انداز تحریر کے ساتھ تحریر ارسال کی پسند آئی پر آنچل کی سالگرہ کافی پرانی ہوچکی ہے اس لیے تحریر آئندہ سال کے لیے سنبھال کر رکھ لی ہے۔ آپ نے تین اقساط کا ناول بھی بھیجا تھا جس پر آپ کو کام کرنے کے لیے کہا تھا اگر وہ مکمل ہوگیا ہے تو ارسال کردیں، ان شاء اللہ باری آنے پر لگا دیں گے۔

صبا اپشل..... فیصل آباد

پیارصبا! سدا سہاگن رہو امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت سے ہوں گی آپ کی محبت، پیار اور سلام ہم تک وقتاً فوقتاً پہنچتا رہتا ہے اور ہم آپ کی اس محبت اور مان کے بہت شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کو سدا کامیاب و کامران رکھے صحت و تندرستی کے ساتھ آمین۔ ہمارے قارئین کی پرزور فرمائش ہے کہ آپ سے کچھ لکھوایا جائے تو ہم امید کرتے ہیں کہ آپ جلد ہی قارئین کی فرمائش پر کچھ لکھ کر بھیجیں گی کہ وہ پڑھ کر محظوظ ہوسکیں۔

پروین افضل شاہین..... بہاولنگر

پیاری پروین! سدا سہاگن رہو، یوں تو میاں بیوی زندگی میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں لیکن کبھی کبھی حالات ایسے بھی آجاتے ہیں جس میں کسی ایک کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے بے شک والدین کا نعم البدل نہیں اور ان کا سایہ سر سے اٹھ جائے تو انسان خود کو صحرا میں محسوس کرتا ہے۔ افضل صاحب کی والدہ آپ کی ساس کا دنیا سے رخصت ہونا گو کہ حکم الٰہی ہے پر ان کے لیے تو دکھ کی گھڑی ہے اور اس پر صبر آتے آتے ہی آتا ہے اللہ سبحان و تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔

عینی نیازی..... کراچی

پیاری عینی! خوش و خرم رہو آپ کی جانب سے تحریر ''میری بہار تم سے ہیں'' موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ موضوع ایک لچی چینل سے چلنے والے ڈرامہ کی کہانی کا ہے۔ اس میں پھوپو لڑکی پسند کرکے ملک سے باہر لے جاتی ہیں اور یہاں آپ نے بس یہ کیا کہ غیر خاندان میں لڑکی بیاہ کر ملک سے باہر جاتی ہے اور جو خواب اس کو دیکھائے گئے تھے وہاں ایسا کچھ نہیں ہوتا انداز تحریر بھی کمزور ہے اسی لیے ابھی صرف مطالعہ کریں۔

ارم کمال..... فیصل آباد

پیاری ارم! سدا سہاگن رہو، کرونا وائرس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور تقریباً ہر کوئی اس سے بچاؤ کی کوشش بھی کررہا ہے۔ پر یہ بیماری اللہ کی طرف سے ہے اور غالباً ہمارے اعمال کی وجہ سے وہ ہم سے ناراض ہے بے شک توبہ ہی ہمیں اس وبا سے بچا سکتی ہے آئیں مل کر دعا کرتے ہیں شاید ہم میں سے کسی ایک کی دعا میں اثر ہو اور اللہ ہم سے راضی ہوجائے، اللہ سبحان و تعالیٰ ہمیں اس کرونا وبا سے محفوظ رکھے اور اس بیماری کو دنیا سے ختم فرمائے، ہم سے راضی ہوجائے آمین۔

کنول نلز..... حاصل پور

پیاری کنول! شاد رہو حقیقتاً باپ کا سایہ سر سے اٹھ جائے تو دکھ گھر میں ڈیرہ ڈال دیتے ہیں۔ ہر بات پر آنکھیں نم ہوجاتی ہیں اور احساس ہوتا ہے کہ ہمارے آنسو پونچھنے والا اب کوئی نہیں۔ ہمیں سینہ سے لگا کر یہ کہنے والا اب اس دنیا سے رخصت ہوگیا ہے کہ کیوں روتی ہو میں ہوں ناں، مضبوط گھر میں رہتے ہوئے بھی بے سامانی کا احساس ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے کسی نے تپتے صحرا میں پھینک دیا ہو اور یہاں سے نکلنا ناممکن ہو میں آپ کا دکھ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سمجھ سکتی ہوں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کے والد کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔

انعم زہرہ..... ملتان

پیاری انعم! سدا سہاگن رہو اس کرونا وائرس نے زندگی ہی مفلوج کر کے رکھ دی ہے۔ سب اچانک سے بند ہو گیا اور احساس ہوا کہ زندگی اللہ کی طرف سے دی گئی ایک انمول نعمت ہے۔ آپ سب سے بھی کوئی رابطہ نہ تھا۔ ایک آنچل ہی ہے جس سے ہم سب جڑے ہیں اور یہ اب دو ماہ بعد آپ تک پہنچ رہا ہے۔ آگے کے حالات کیا ہوں کچھ خبر نہیں۔ دفتر میں سب سے پہلا خط بھی آپ کا ہی موصول ہوا۔ آپ کی خیریت جان کر خوشی ہوئی۔ جس طرح آپ کے ماموں دوسرے شہر میں پھنس گئے تھے ایسے کتنے ہی لوگ اپنوں سے دور دوسرے شہروں اور ملکوں میں پھنسے ہوئے تھے اب حالات کچھ بہتر ہوئے ہیں تو سب اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں پر کرونا وائرس ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ اب اس میں شدت آتی جا رہی ہے اور کئی لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں کچھ صحت یاب ہوئے جبکہ زیادہ تر خالق حقیقی سے جا ملے ہیں دعا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور بیماروں کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور اس کرونا وائرس کو جڑ سے ختم فرمائے اور ہم سب سے راضی ہو جائے آمین۔

بنت احمد..... اسلام آباد

پیاری بنت احمد! سدا مسکراتی رہو آپ کی جانب سے دو تحریریں موصول ہوئی۔ ''حقیقت یا تصور'' اور ''آئس کوئن'' گو کہ حقیقت یا تصور میں آپ کا انداز تحریر اور موضوع دونوں کمزور ہیں جبکہ آئس کوئن میں انداز تحریر بہتر ہے۔ پر اختتام کے ساتھ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ اب جہاں اتنے دکھ ہیں وہاں ڈائجسٹ پڑھنے والے خوشی کو تلاش کرتے ہیں۔ آپ نے تحریر کے اختتام سے ذرا پہلے لڑکی کو دکھایا کہ وہ ہیرو کو پسند کرنے لگی ہے پر اچانک اس لڑکی کا ہیرو کو بھائی کہنا یہ بات ٹھیک نہیں ہے اس وجہ سے تحریر بھی اپنی جگہ بنانے میں ناکام ٹھہری۔

عائشہ سکندر..... نامعلوم

پیاری عائشہ! جگ جگ جیو آپ کی جانب سے تحریر ''معیار'' صول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ پر منظر نگاری میں ابھی آپ کو مزید محنت کی ضرورت ہے۔ اس لیے مطالعہ وسیع کریں گو کہ ''معیار'' موضوع اور انداز تحریر قدرے بہتر ہونے کی بنا پر جگہ بنانے میں کامیاب ٹھہری ہے۔ امید ہے آئندہ مزید بہتر لکھنے کی کوشش کریں گی اور اپنی تحریر پر نام اور مکمل پتا ضرور درج کریں گی۔

تمثیلہ لطیف..... لاہور

پیاری تمثیلہ! سدا خوش رہو آپ کی جانب سے تحریر ''آزمائش'' موصول ہوئی گو کہ آپ پہلے بھی لکھتی رہی ہیں پر اس تحریر کو پڑھ کر اندازہ ہو رہا ہے جیسے پہلی بار قلم اٹھایا ہو۔ کسی بھی کردار کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ بابا نے لڑکے سے کہا چلے جاؤ کیوں؟ اس بات کا اختتام تک کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لیے اپنا مطالعہ وسیع کر کے آنچل و حجاب کو بغور پڑھیں اس کے بعد قلم اٹھائیں امید ہے تشفی ہوئی ہوگی۔

رفعت فاطمہ..... نامعلوم

پیاری رفعت! جگ جگ جیو، آپ کی جانب سے تحریر ''دست قدرت کی عطا'' موصول ہوئی۔ انداز تحریر اور موضوع دونوں کمزور ہیں اس لیے لکھنے کے عمل کو وقتی طور پر چھوڑ کر صرف مطالعہ کریں اور نامور مصنفین کی تحریروں کا بغور مطالعہ کریں تاکہ لکھنے میں بہتری آئے۔ آئندہ تحریر بھیجتے ہوئے اپنا نام اور مکمل پتا ضرور لکھیں۔

عصمت ارشد..... سیالکوٹ

پیاری عصمت! سدا آباد رہو آپ کی جانب سے تحریر ''زندگی کے انوکھے رنگ'' موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اصل میں ہم ڈائجسٹ کی کہانیاں پڑھ کر سوچتے ہیں کہ ایسا تو ہم بھی لکھ سکتے ہیں اس کے پیچھے چھپی محنت کو نہیں سمجھ سکتے جب وہ سمجھ میں آجائے تو لکھنا آسان ہو جائے گا۔ آپ ابھی اپنا

Waqar Azeem
Pakistanipoint

مطالعہ وسیع کریں اور لکھنے کے عمل کو فی الحال چھوڑ دیں۔ کچھ عرصہ بعد لکھنے کی طرف آئیں پہلے اپنی تحریر خود قارئین کی نظر سے پڑھیں اس کی خامی کو دور کرنے کی کوشش کریں تب ہی تحریر بہتر ہو سکتی ہے۔ امید ہے تشفی ہوئی ہوگی۔

قابل اشاعت:۔

شکر کا شربت، ستم گر، کھارے پانی جیسا پیار، بڑی رقم، بے نشاں جزیرے، آنچل کی کہانی، معیار۔

ناقابل اشاعت:۔

زندگی کے انوکھے رنگ، اف یہ کچن، شوہر بے چارے، بھوک، دل کے اندر ایک گھر، میری بہاریں تم سے ہیں، میں اور تم، عشق خاک نہ کردے، اس عید پر تم میرے ہوئے، آئس کوئن، چراغ محبت، اخلاقی سفر، مستقیم العزم، موراسیاں موسے بولے نا، مومن کی دعا، خود کی پہچان، مزارذات، اپنوں کے خلاف جا کر، میرا ماضی، میرا ثمر، محبت کے واسطے، محبت جیت جاتی ہے، بائیک ریس، ہمیں تو محبت نبھانا بھی نہ آئی، بالڑی، طلاق یافتہ عورت اور معاشرہ، نیک نامی، پردے کی برکت، انتظار یار، برأت، میرے چاند گواہ رہنا، بچھڑنا بھی ضروری تھا، جانے انجانے میں، دست قدرت کی عطا، ضد، حقیقت، آزمائش، اور بھی غم ہیں، فاتح عالم، جلد باز، ایک داستان امر ہوئی، حاصل لاحاصل، آپا جان، وہ عشق تھا، عورت کا استحصال، سراسیمگی حیات۔

www.naeyufaq.com

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

مصنفین سے گزارش

☆ مسودہ صاف خوش خط لکھیں۔ ہاشیہ لگائیں صفحہ کی ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس رکھیں۔

☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔

☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ پر طبع آزمائی کریں۔

☆ فوٹو اسٹیٹ کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔ ادارہ نے ناقابلِ اشاعت تحریروں کی واپسی کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔

☆ کوئی بھی تحریر نیلی یا سیاہ روشنائی سے تحریر کریں۔

☆ مسودے کے شروع میں کہانی اور اپنا نام لکھیں اور آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام، پتا اور رابطہ نمبر خوشخط تحریر کریں۔

☆ کہانی ای میل کرنے کے لیے ایم ایس کی فائل ہو، ایم ایس ورڈ کی فائل میں اردو میں لکھیں تحریر ہونی چاہیے یا یونی کوڈ پر ہو۔ کہانی کے نام سے فائل کا نام رکھنا ہوگا۔ کہانی کے شروع میں کہانی اور اپنا نام لکھیں اور آخر میں اپنا پورا نام، مکمل پتا اور رابطہ نمبر بھی لکھنا ہوگا۔

☆ ای میل چاہے کہانی کی کرنی ہو یا مستقل سلسلوں میں ہمیشہ نیو ای میل کا انتخاب کریں اور سبجیکٹ میں کہانی اور سلسلے کا نام لکھیں۔ جوابی میل پر کچھ بھی ای میل نا کریں اگر جوابی میل پر کچھ بھی ای میل کیا جائے گا وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ editor_aa@naeyufaq.com

☆ ای میل پر کہانی یا مستقل سلسلے میں شرکت کے لیے اسکین، امیجز، رومن یا پی ڈی ایف قابل قبول نہیں ہوتی۔

☆ دیگر سوشل ایپ پر بھی کہانی یا سلسلوں کی کوئی بھی چیز قابل قبول نہیں ہوگی۔

☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتا پر رجسٹرڈ ڈاک یا کوریئر کے ذریعے ارسال کیجئے۔ 81 عیپر بیرکس، ہاکی کلب آف پاکستان اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

ابجد آشنا

مشتاق احمد قریشی

اس طرح یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت برپا فرمادے گا اور میدانِ حشر جما دیا جائے گا تو اللہ جو عظیم ترین خالق ہے اپنے ایک حکم سے تمام روحوں کو واپس ان کے جسم میں جانے کا حکم دے گا۔ اس کے ساتھ ہی تمام اجسامِ انسانی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کے آخری لمحے تک اس دنیا میں موجود بشر اٹھ کر میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جائیں گے تب سب کے ہاتھوں میں ان کے نامہ اعمال دے دیئے جائیں گے اور فیصلے کر دیئے جائیں گے۔ فیصلوں کے ساتھ ہی تمام افراد کی آخرت کی زندگی شروع ہوگی۔ اس عظیم فیصلے کے مطابق جو ربِّ کائنات نے خود ان تمام انسانوں کو زمین پر دی گئی مہلت کے مطابق اپنے اعمال کے ذریعے آخرت کی زندگی کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے کر زمین پر زندگی بسر کرنے کے ساتھ دیا تھا۔ اس سے یہ بات بھی خوب اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آخرت کی زندگی کا فیصلہ تو ہمیں دنیا میں رہتے ہوئے اپنے اختیار وارادے کے استعمال سے کرنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تو روزِ محشر ہر انسان کے اعمال جو ان کے اپنے ہاتھوں میں ہوں گے کے مطابق صرف اپنا فیصلہ سنائے گا تاکہ ان کو ان کی دائمی رہائش گاہ تک پہنچایا جا سکے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint

آخرت در صل ایمان بالغیب کا حصہ ہے۔ خود قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کی یہ صفت بیان کرتا ہے۔ ''ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ غائب امور پر ایمان لاتے ہیں۔'' (البقرۃ۔۳) آخرت پر ایمان مومن کی صفات میں شامل ہے۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اُس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا' اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ (البقرۃ۔۴)

تفسیر۔ آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ رسولِ آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب حکیم آپ پر اور آپ سے پہلوں پر جو کتب نازل کی گئیں جو لوگ ان سب پر ایمان لاتے ہیں وہی متقین میں شمار ہوں گے۔ شرائط ایمان میں یہ شرط بھی لازمی ہے کہ انسان تمام کتب آسمانی پر ایمان لائے۔ قرآنِ حکیم چونکہ تکمیلِ دین کرنے والی اللہ کی آخری کتاب ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں تمام آسمانی کتب کے اہم ترین مندرجات کو یکجا کر دیا ہے اسی طرح قرآنِ حکیم اسلام کی ابتدا سے لے کر اس کی تکمیل تک کے تمام احکامات وہدایات پر مشتمل مکمل کتابِ الٰہی ہے۔ قرآن کریم سے ہدایت پانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان عملی طور پر خود کو اطاعتِ الٰہی کے لیے تیار کرے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے نہ صرف پوری پوری رہنمائی ورہبری فرمائی ہے اور ہر طرح سے بہتر زندگی گزارنے کے احکام وہدایات بھی عطا فرمائی ہیں اس لیے ہی انسان سے اس کی ذمے داریوں کا حساب بھی لیا جائے گا وہ اپنے تمام اعمال کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ دنیا کا یہ نظام ابدی نہیں ہے ایک وقت ایسا آنا ہے جب یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا کچھ باقی نہیں بچے گا۔ یہ زمینی عالم جسے ہم دنیا کہتے ہیں ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک دوسرا عالم جو آخرت کا عالم ہوگا اللہ کے حکم سے وجود میں آجائے گا جس میں پوری نوع انسانی جو ابتدائے آفرینش سے قیامت تک زمین پر پیدا ہوئی ہوگی اسے اللہ بیک وقت دوبارہ پیدا کرے گا اور سب کو جمع کر کے ان کے اعمال کا حساب لے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق پورا پورا بدلہ دے گا۔

آخرت پر یقین رکھنا دراصل غیبِ الٰہی پر یقین رکھنا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات' ملائکہ' وحی' جنت' دوزخ' آخرت اور روزِ محشر ہونے والا احساب کتاب اجر وثواب یہ سب حقیقی ہیں کہ انہیں بغیر دیکھے ماننا اور اعتماد کرنا ہی ایمان بالغیب ہے

یعنی انسان ان غیر محسوس حقیقتوں کو قرآن کی رہنمائی کے باعث تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ ان پر ایمان بھی رکھتا ہے۔ آخرت پہ یقین جس کی ہدایت آیتِ مبارکہ میں دی گئی ہے یہ ایمان کا اہم جزو ہے اور آخرت پہ ایمان مومن کی صفات میں آخری صفت ہے۔ آخرت پہ یقین و ایمان رکھنے والے دنیا کی زندگی کے ایک ایک لمحے کو اللہ کی رضا و منشا کے مطابق گزارتے ہیں۔ وہ نہ خود کو نہ اپنے ہر قسم کے بشری تقاضوں کو بے لگام چھوڑتے ہیں اس طرح انسان باطنی ظاہری فکری اور عملی طور پر اپنے رب سے جڑ جاتا ہے اور اُسے قربِ الٰہی نصیب ہو جاتا ہے۔

ترجمہ۔ کوئی ذی روح اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا وقت لکھا ہوا ہے جو شخص دنیا کے ثواب کے ارادے سے کام کرے گا ہم اس کو دنیا میں ہی دے دیں گے اور جو آخرت کے ثواب کے ارادے سے کام کرے گا وہ آخرت کا ثواب پائے گا اور شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزا ضرور عطا کریں گے۔ (آل عمران۔۱۴۵)

تفسیر۔ آیتِ مبارکہ میں تمام اہلِ ایمان افراد کو یہ بات ذہن نشین کرائی جا رہی ہے کہ ہر شخص کی موت کا وقت اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے جس طرح انسان کی پیدائش کا وقت مقرر ہے بالکل ایسے ہی اس کی موت کا وقت بھی مقرر ہے۔ کوئی بھی ذی روح اللہ کے مقرر کردہ وقت سے نہ ایک لمحہ پہلے مر سکتا ہے نہ ہی ایک لمحہ زیادہ جی سکتا ہے۔ اس لیے موت کی فکر کرنے اور اس سے بچنے کے جتن کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اگر انسان زندگی کی جو مہلت اسے میسر ہے آخرت کی کامیابی کے لیے صرف کرے۔

آیتِ مبارکہ میں یہ حقیقت بیان کر دی گئی ہے کہ نفسِ انسانی میں تقدیر و اجل کی حقیقت بیٹھ جائے اور وہ اس بارے میں پریشان ہونا چھوڑ کر اپنے ادائے فرض میں لگ جائے جب انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ایک نہ ایک دن اس دنیا سے جانا ہے یہاں کا مال و اسباب سب یہیں رہ جائے گا تو اس میں نئی سوچ ابھرتی ہے۔ اس میں سے حرص و ہوس، کنجوسی دور ہو جاتی ہے وہ پورے صبر و سکون کے ساتھ اپنے ربّ کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کے بتائے صراطِ مستقیم پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اسے موت کا خوف نہیں رہتا وہ جانتا ہے موت کا وقت اللہ کے ہاتھ ہے جو متعین ہے اور جس میں انسان کی کسی کوشش کاوش سے کچھ فرق پڑنے والا نہیں ہے تو وہ اپنی دائمی کمائی کی طرف پوری یکسوئی اخلاص نیت سے متوجہ ہو جاتا ہے وہ اس محدود و مختصر دنیا کے مقابلے میں اس سے کہیں بڑی اہم اور ہمیشہ قائم رہنے والی دنیا کی فکر میں مگن ہو کر لگ جاتا ہے اسے آخرت کی فکر دنیا کی تمام فکروں سے آزاد کر کے اپنی طرف متوجہ رکھتی ہے۔

ثواب کے معنی نتیجہ، عمل، اجر ہے ثواب دنیا سے مراد وہ فوائد و منافع ہیں جو انسان اپنی کوشش و عمل سے اس دنیا میں حاصل کرتا ہے اور ثواب آخرت سے مراد وہ فوائد و منافع ہیں جو انسان اپنی سعی و عمل سے آخرت کی پائیدار زندگی کے لیے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دنیا و آخرت کی زندگیوں کی تیاری میں بڑا فرق ہے۔ دونوں کے ارادوں میں بڑا امتیاز ہے حالانکہ دونوں صورتوں میں موت تو اپنے مقررہ وقت پر ہی آئے گی لیکن دونوں زندگیوں میں یہ فرق ہے کہ جو شخص دنیا کے لیے زندگی بسر کرتا ہے اور دنیا کے لیے زندہ رہتا ہے اسے دنیا میں ہی اس کی محنتوں کا صلہ مل جاتا ہے اور جس شخص کی نظریں دارِ آخرت پر لگی ہوتی ہیں وہ بڑی شریفانہ اور کریمانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اللہ کا منتخب اور زمین پر اس کی نیابت کرنے والا خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے وقت مقرر پر ہی دنیا سے رخصت ہوگا۔ قرآنِ کریم انسانوں کے سامنے دو راستے رکھتا ہے اور ان کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔ وہ اپنے ارادہ و اختیار سے اپنے لیے جو راہ پسند کریں منتخب کر لیں، وہ اپنی زندگی کیڑے مکوڑوں کی طرح بسر کرنی چاہتا ہے یا ایک مکرم و محترم زندگی پسند کرتا ہے یہ انتخاب انسان اپنے اختیار تمیزی سے کرتا ہے چاہے وہ دنیا کا راستہ اختیار کرے یا آخرت کا وہ جو راہ اختیار کرے گا اللہ اسے اس کا پورا پورا صلہ دے گا۔

شکر گزار لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی نعمتوں کے قدر شناس ہوں کہ اس نے انہیں دینِ حق کی صحیح تعلیم سے آراستہ کر کے دنیا کی محدود و مختصر زندگی سے بہت بڑی بہت اہم وسیع دنیائے آخرت کی خبر دے کر حقیقت آشنائی بخشی اور یہ بھی کہ انسانی جدوجہد کے نتائج صرف اسی دنیا تک جو چند روزہ ہے محدود نہیں ہیں بلکہ اس زندگی کے بعد کی زندگی کے لیے بھی کارآمد ہیں۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ تمام کام احکامِ الٰہی کے مطابق کرتا چلا جاتا ہے جن کے متعلق اللہ نے اسے یقین دلایا ہے کہ آخرت میں

Nadeem Azeem
pakistanipoint.com

اسے اپنے تمام نیک اور صالح اعمال کا پورا پورا صلہ دیا جائے گا۔ وہ شکر گزار بندہ بن جاتا ہے اور جو لوگ احکام الٰہی سے انحراف کرتے ہیں شرک کرتے ہیں اور دنیا کی تنگ نظری میں بتلا رہتے ہیں اور آخرت کے برے نتائج جو ان کے برے اعمال کے صلے میں ملیں گے کی بھی پروا نہیں کرتے اور اللہ کی سیدھی سچی راہ کو چھوڑ کر دنیا کی شیطانی راہ پر چلتے چلے جاتے ہیں۔ یہ اللہ کے ناشکر گزار ناقدر شناس بندے ہوتے ہیں جو اللہ کا اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ شکر کیا ہے اگر ہم اسے سمجھ لیں تو ہم آسانی سے اللہ کے شکر گزار بندے بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں چاہے وہ جسمانی ہوں روحانی ہوں، تمام قوتیں، تمام اختیارات، تمام مال و متاع اسباب و آل کا درست طریقے پر احکام الٰہی کے مطابق صحیح صحیح استعمال کرنا اور ان سب کا غلط طریقوں سے استعمال کرنے سے گریز کرنا اور احتیاط کرنا اس کے علاوہ تمام نعمتوں کا غلط استعمال درحقیقت نہ صرف کفران نعمت ہے بلکہ وہ اللہ کی ناشکری ہوگی۔

ترجمہ۔ جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب موجود ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔ (النساء۔۱۳۴)

تفسیر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہی وہ ذاتِ مبارک ہے جس نے نہ صرف انسان کو پیدا کیا بلکہ پوری کائنات اس کی تخلیق ہے اور وہ ذات باری اپنی تمام مخلوقات کے بارے میں ان کی فطرت کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ اس سے کسی کی کوئی بات پوشیدہ ہے نہ رہ سکتی ہے۔ اسلامی نظام انسانی شعور اور نفس کے پوشیدہ میلانات کو اور پوری زندگی کو اس کے طور طریقوں کو حقیقت پسندی کے ساتھ دیکھتا ہے اسلامی نظام حیات ایسا نظام ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس کے لیے بلندی و رفعت کا کوئی مخصوص ہدف مقرر نہیں کرتا۔ اسلام تو اپنے ماننے والوں کو خود ایک ایسے بلند مقام تک لے جاتا ہے جہاں تک کوئی دوسرا نظام نہیں لے جا سکتا۔ کائنات اور کائنات کی تمام چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ تعالیٰ کی ہی ذات آخرت کی بھی مالک و مختار ہے۔ اللہ کے پاس دنیا و آخرت کے تمام فوائد تمام اجر و ثواب کے خزانے تمام عذاب و سزا کے کارخانے ہیں وہ سب کا مالک ہے وہ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت و شفقت کا معاملہ فرماتا ہے اور اس نے ان کی بھلائی کا بندوبست اسی دنیا کی زندگی کے لیے ہی نہیں بلکہ ان کی آخرت کی دائمی زندگی کے لیے بھی پورا پورا کیا ہے اور ان دونوں زندگیوں کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے قرآن کریم میں جگہ جگہ وہ طریقے ہدایات اپنے بندوں کو بتائے ہیں جن پر عمل کر کے وہ اپنی دونوں جہانوں کی زندگی کو محفوظ و مامون بنا سکتا ہے۔ اگر بندہ اپنے عمل سے صرف دنیا ہی طلب کرتا ہے تو وہ اس کی طلب پوری کر دیتا ہے اور اسے جو کچھ دینا ہوتا ہے۔ وہ اسے اسی دنیا میں عطا کر دیتا ہے حالانکہ وہ قادر مطلق تو اسے دونوں جہانوں کی بہتری بھلائی عطا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تو مانگنے والے کی طلب پر ہے کہ وہ اپنے لیے کیا پسند کرتا ہے۔ عارضی زندگی کے عیش و آرام یا دائمی زندگی کی راحتیں یا دونوں جہاں کی نعمتیں اللہ اپنے بندوں کو ان کی خواہشات کو خوب جانتا ہے۔

ترجمہ۔ اور اگر کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور وہ آخرت کے خسارے سے دوچار ہو جائے گا۔ (المائدہ۔۵)

تفسیر۔ آیتِ مبارکہ کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ اپنے اہلِ ایمان بندوں کو ایک شدید اور خوفناک تنبیہہ کر رہا ہے جو دانستہ اپنے اختیار و ارادے کو استعمال کرتے ہوئے دینِ حق کے احکاماتِ الٰہی پر چلنے کے بجائے ان کے خلاف چلے یا اپنے معاشرے میں تنقید و انگشت نمائی سے بچنے کے لیے احکام الٰہی میں تحریف کرے یا احکام کے نفاذ سے روگردانی کرے تو گویا وہ ایمان کو چھپا رہا ہے اس پر پردہ ڈال رہا ہے جو شخص کسی بھی طرح اپنے قول و فعل کے ذریعے ایمان سے انکار کا مرتکب ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو سمجھا رہا ہے آگاہ فرما رہا ہے کہ اگر انہوں نے ایمان کے بارے میں کسی قسم کی آنا کانی کی تو پھر ان کے تمام اچھے اعمال جو انہوں نے کیے ہوں گے اُن پر پانی پھر جائے گا۔ وہ سب ختم ہو جائیں گے اور وہ ہر قسم کے اجر و ثواب سے نہ صرف محروم ہو جائیں گے بلکہ سزا کے مستحق ٹھہریں گے۔ اس طرح وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔

(جاری ہے)

www.naeyufaq.com

ہمارا آنچل

عروسہ شہوار رفیع

س: آپ کے نزدیک زندگی کا سب سے حسین دور کون سا ہے؟

ج: زندگی کا اصل لطف تو بچپن کی شراتوں اور معصومیت میں ہی ہے۔ کبھی ڈانٹ پڑ رہی ہے تو کبھی پیار سے سمجھایا جا رہا ہے۔ کبھی درختوں سے چوری چھپے پھل توڑنے سے شامت آجاتی، ایسا نہیں کرنا، یہ کیا کردیا، مٹی میں نہیں کھیلنا، کبھی موڈ میں اپنے کھلونے دوسرے بچوں کے ساتھ خوشی خوشی شیئر کرنا اور کبھی جھنٹ ان کے ہاتھ سے چھین بھی لینا۔ گڈے گڑیا کا بیاہ اور آئے باراتیوں کو چھوٹے چھوٹے برتنوں میں کھانا سرو کرنا، گلی محلہ میں بارش میں نہانا ایک دوسرے کے پیچھے بھاگنا۔ امی ابو کی بانہوں میں جھول کر اپنی ضد منوانا اور کاغذ کی ناؤ بنوا کر پانی میں ڈالنا، آہ! کبھی نہ بھولنے والا میرا حسین ترین بچپن کبھی نہیں بھولتا، ہمیشہ یاد رہتا ہے۔

س: کون سا مضمون ناپسند تھا؟

ج: مجھے، اردو اور اسلامیات زیادہ پسند تھی۔ جب میں نے میٹرک کا امتحان دیا تھا تب میتھس کو لازمی درجہ قرار نہیں دیا گیا تھا۔ تو اس میں کوئی خاص دل چسپی بھی نہیں ہے۔ ہاں انگریزی کے ہاتھ پاؤں توڑنے کی کوشش خوب کرتی ہوں۔

س: اپنی تعلیم کو کس طرح کام میں لا رہی ہیں؟

ج: میں انٹر کے امتحانات کے بعد فارغ تھی تو تب ہی ایک پرائیوٹ مقامی اسکول میں ٹیچنگ شروع کردی تھی۔ تعلیم مکمل کرتے کرتے ٹیچنگ بھی جاری رکھی اور پھر تو نصف زندگی تو ٹیچنگ میں ہی گزار دی۔ ساتھ ساتھ لکھنے لکھانے کا بھی شوق تھا۔ درس و تدریس کے ساتھ روز نامہ جنگ اور روز نامہ نوائے وقت میں بچوں کے لیے لکھنا پھر خواتین ایڈیشن میں تحریر و کہانیاں آرٹیکل شامل اشاعت ہوتے رہے۔ نثری اور نظم نگاری میں بھی دل چسپی ہے۔ اپنی تعلیمی قابلیت جو مجھ میں ہے کم یا زیادہ مثبت ہی استعمال کیا ہے۔

س: آپ اپنے کس استاد سے متاثر ہیں؟

ج: میں کسی ایک استاد سے متاثر نہیں ہوئی بلکہ مجھے تو ہر ہر استاد نے متاثر کیا ہے۔ اسکول کے زمانے میں ٹیچر چودھری، ٹیچر غزالہ، ٹیچر سعیدہ، ٹیچر گیلانی، ٹیچر مسٹر اقبال ٹیچر فضیلت مجھے بہت پسند تھیں۔ نرم گو، شفیق، پیار کرنے والی تھیں۔ کالج کے زمانے میں ٹیچر فرزانہ، ٹیچر مسز شمیم ٹیچر تنویر اور ٹیچر جعفری سے متاثر تھی۔

س: پابندیاں صلاحیتوں کو متاثر کرتی ہیں یا شخصیت کی مثبت تعمیر کے لیے ضروری ہیں؟

ج: پابندیاں حقیقت میں بچے کو باغی بنا دیتی ہیں۔ انہیں جس کام سے منع کیا جائے وہ اسے ہی کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ صلاحیتوں کو ابھارنے کے لیے والدین کو اپنے بچوں کو مکمل اعتماد دینا چاہیے، اس سے وہ بڑے کاموں کی تکمیل سے بچ جاتے ہیں جن کو پابندیاں عمل کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں۔ پابندیاں برائے اصلاح تو ٹھیک ہیں، البتہ بے جا پابندیاں بچے کی ذہنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کردیتی ہیں۔ اس طرح کرنے سے بچے کی شخصیت معاشرے میں آدھی ادھوری رہ جاتی ہے۔

س: حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرتی ہیں؟

ج: اللہ کا شکر ہے کہ کسی حد تک حقوق اللہ کی جانب مائل ہو کر ادائیگی کر لیتی ہوں۔ ہاں ایسا ہوتا ہے کہ باقاعدگی میں کبھی کوتاہی و غفلت آڑے آجاتی ہے۔ باجود کوشش کے اس طرح تو حقوق العباد ادا نہیں ہوسکتا کہ جیسا حکیم دیا گیا ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے ہر پل کوشاں رہتی ہوں، اپنے اختیار میں جو کام ہو وہ ضرور کردیتی ہوں۔ سوشل ہوں اس لیے کبھی کسی بچے بچی کا

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اسکول وکالج میں داخل کرادیا، کبھی کسی کا سرکاری کام کرنے میں اس کے حل کے لیے ضرور تعاون کردیا۔ بھئی آخر کو نیوز فائیو کی ڈپٹی بیورو چیف ہوں۔ نیوز فائیو)

س: اپنی شخصیت کو کس طرح بیان کریں گی؟ آپ میں کیا خامیاں خوبیاں ہیں۔

ج: بھئی میں تو ہوں ہی خامیوں، خوبیوں کا حسین امتزاج، خامی یہ کہ ہر ایک سے جلد گھل مل جاتی ہوں، ایک کے بعد ہر بار اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتی ہوں۔ جلد باز ہوں، دو افراد کے درمیان ہوتی گفتگو یا بحث میں کود پڑتی ہوں، گفتگو نتیجہ خیز نہ ہوں تو بولنے کے لیے بے چین ہوجاتی ہوں۔ مجھ میں خوبیاں تو دوسرے ہی بتاسکتے ہیں۔ چلیں اپنے منہ میاں مٹھو بننے میں کیا قباحت ہے۔ ہاں تو جناب گھنٹوں کا کام منٹوں میں ختم کرلیتی ہوں۔ نہیں بھئی مزاق نہیں کوئی بھی کام ہو کھانا بنانا، کپڑے دھونا، برتن صاف صاف دھونا، فرش دھلائی بہت جلد کرلیتی ہوں، گرمیوں میں آٹھ بجے تک اور سردیوں میں گیارہ بجے تک گھریلو کاموں سے فارغ ہوجاتی ہوں۔

س: غم اور خوشی کے موقع پر آپ کا کیا ردعمل ہوتا ہے؟

ج: غم میں تو بالکل خاموش ہوجاتی ہوں نہ چاہتے ہوئے بھی اداسی کو اپنے اوپر طاری کرلیتی ہوں، ایسے کہ اعصاب شل ہوجاتے ہیں۔ غم کسی کا بھی ہو اپنا سا لگتا ہے۔ ایسے واقعات، حادثات اور سانحہ جو غم دیتے ہوئے یاد کرکے بے اختیار ہی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔ خوشی میں جو بھی سامنے آجائے اسی سے شیئر کرتی ہوں۔ اور اس موقع پر گھر والوں کو اچھی سی ڈش بنا کر کھلاتی ہوں، کبھی فرمائشی پروگرام پر عمل کرنا پڑجاتا ہے۔ آؤٹنگ، ہوٹلنگ وغیرہ کرادی۔

س: کن باتوں سے خوف آتا ہے؟

ج: خوف کی کئی وجوہات ہوتی ہیں، جن کے پیچھے ہمارا اپنا ہی عمل پوشیدہ ہوتا ہے شاید یہ ہمارے اندر کنڈلی مارے بیٹھا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضی غیظ وغضب سے خوف آتا ہے۔ ناکامی، بیماری و معذوری، حق تلفی، برائی وجھوٹ، دھوکہ دہی وفریب سے خوف آتا ہے۔ قبر کے اندھیرے، قیامت کی گھڑی، دوزخ کے عذاب سے خوف آتا ہے۔ شیطانی کاموں، شیطان کے ورغلانے سے خوف آتا ہے، کسی کو میری ذات سے ذرا برابر بھی نقصان ہو خوف آتا ہے، اندھیری رات کے سناٹے اور خاموشی، ماں جیسی مقدس ہستی کی جدائی سے خوف آتا ہے۔

س: کس مقام پر پہنچنا چاہتی ہیں؟

ج: میں تو اڑنا چاہتی تھی، آسمان کی بلندیوں اور کھلی ہواؤں، فضاؤں، میں مگر آہ! ماموں جانی نے کال آنے کے باوجود قومی ایئر لائن جوائن کرنے کی اجازت نہ دی، مگر الحمدللہ اب بھی خاندان، گلی محلہ، رشتہ داروں اور معاشرے مین ایک مقام ہے، جو عزت مجھے اور جو پذیرائی ملتی ہے میں اس قابل نہیں ہوں، پھر بھی خواہش ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچنا چاہتی ہوں جہاں انسانی کردار کو سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے۔ وطن کی خاطر ایسا کچھ کر جاؤں کہ رہتی دنیا تک قوم کے دلوں میں زندہ رہوں۔

س: محبت پر یقین رکھتی ہیں؟

ج: محبت فاتح عالم بالکل مکمل یقین رکھتی ہوں۔ میرے نانا ابو کہا کرتے تھے کہ بیٹا یاد رکھنا "زبان شیریں تو ملک گیری" اس وقت تو اس محاورے کی کم کم ہی سمجھ آتی تھی مگر شعور کے ساتھ ہی اس پر عمل پیرا ہوں اور میں تو مانو محبت کے سکے ہر وقت جیب میں لیے پھرتی ہوں، ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق محبت کا سکہ بانٹ دیتی ہوں۔ میرے خمیر میں محبت گوندھی ہے۔ جو بھی ہے محبت کا پھیلاؤ ہے۔ دل میں ہر ایک رشتہ کے لیے محبت کا خانہ موجود ہے۔

س: گھر میں فیصلے کون کرتا ہے؟

ج: گھر میں فیصلے تو عموماً گھر کے سربراہان ہی کیا کرتے ہیں، ان کے بعد بہن بھائی، امی جانی کے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اپنا فیصلہ خود کرسکے تو کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہوتا، اگر وہ فیصلہ بروقت اور دانشمندی سے کیا گیا ہو۔ اور شادی کے بعد تو ظاہر سی بات ہے سسرالی فیصلے ہی تسلیم کیے جاتے ہیں۔

س: اپنے آج کو گزشتہ کل سے بہتر بنانے کے لیے کیا کرتی ہیں؟

ج: میرا ماضی اتنا شاندار گزرا ہے کہ بھلائے نہیں بھولتا، لیکن اب میں ماضی کے ساتھ ساتھ مستقبل پہ نظر رکھے رکھے اپنا آج بھی کھو دیتی ہوں۔ کل کی فکر میں حال میں جینا بھول جاتی ہوں۔ مستقبل کا علم تو بس پیدا کرنے والا ہی جانتا ہے۔ کل ہمارے لیے خوشی لیے ہے یا غم ہم بے خبر ہیں۔ ویسے تو کل کو بہتر بنانے کے کئی منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ جو دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

س: نئے لوگوں سے ملنا، کوئی نیا ہنر یا نئی بات سیکھنا اور اس پر عمل کرنا اچھا لگتا ہے یا لگی بندھی زندگی گزارنے کی قائل ہیں؟

ج: نہیں بھئی میں تو بندھی بندھائی زندگی گزارنے کی قائل ہوں، نہ لکیر کی فقیر، مجھے تو نئے نئے لوگوں کی قابل باصلاحیت اور پڑھے لکھے لوگوں سے دوستی کرنا اچھا لگتا ہے، میں ایسے بے عمل لوگوں کے کردار، گفتگو اور اچھے عمل کو فالو کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہوں، ہنر مند سے ہمیشہ، دانش ور سے ہمیشہ سیکھتے رہنے کی تشنگی باقی رہتی ہے۔ میں نے مختلف شعبہ جات میں تجربے کیے ہیں اور اس دوران میں نے اپنے سینئرز سے کچھ نہ کچھ ضرور سیکھا ہے۔ زندگی مسلسل عمل سیکھتے رہنے کا کام ہے۔ اور میں سیکھ کر اپنا تجربہ، اپنا علم بڑھانا چاہتی ہوں۔

س: اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں سے کیا سیکھا ہے؟

ج: اپنی کامیابیوں سے سیکھا کہ محبت کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور ناکامیوں سے سیکھا کہ مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ ہمیشہ پرعزم رہنا چاہیے، کامیابی کے لیے اپنے وقت کو اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے انویسٹ کرتے رہنا چاہیے کہ کامیابی وہ سیڑھی ہے جس پر جیبوں میں ہاتھ ڈال کر نہیں چڑھا جاسکتا۔

س: خود پر کتنی توجہ دیتی ہیں۔

ج: سجنا، سنورنا تو ہر عورت کا حق ہے۔ یہ سچ ہے لیکن ایک وقت تھا کہ سجنے سنورنے میں لطف آتا تھا۔ ہر فیشن اپنانا فرض اولین سمجھتی تھی۔ کیا ہے کہ بعض اوقات سجنا سنورنا ضرورت اور بعض اوقات دوسرے سے مقابلہ ہوتا ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ لاابالی پن ختم ہوجاتا ہے۔ سمجھ آجاتی ہے تو پھر فیشن کی جگہ سادگی لے لیتی ہے۔ مزاج میں ٹھہراؤ آجاتا ہے۔ اب تو صرف عید تہوار یا پھر شادی بیاہ کی تقریبات پر ہی توجہ دی جاتی ہے۔ خود پہ توجہ دینا اچھا لگتا ہے۔ جب کوئی پرواہ کرنے والا ہو۔

س: اگر ماضی میں جانے کا موقع ملے تو کس شخصیت کے ساتھ دن گزارنا پسند کریں گی؟

ج: موقع ملنے کی بات ہے اگر موقع ملا تو میں اس دور کے وقت میں دن گزارنا چاہوں گی جس دور میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے دن گزارے۔ حسرت ہی رہی کہ کاش میں اس زمانے میں پیدا ہوئی ہوتی تو اس خاک کو چومتی جہاں جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پاک پڑتے۔ قائداعظم کی عظمت کو سلام، مادر ملت کو خراج تحسین، شاعر مشرق کو داد تحسین، پاک فوج کو سلیوٹ اور بھی بہت سی نامور شخصیات ہیں جن کے ساتھ دن گزارنا چاہتی ہوں، جس جس نے اپنے مذہب ملک وقوم کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہوں۔

س: ملکی حالات سے باخبر رہنے کے لیے کون سے ذرائع استعمال کرتی ہیں؟

ج: حالات سے باخبر رہنے کے لیے میں الیکٹرک اور پرنٹ میڈیا استعمال کرتی ہوں۔ ٹی وی خبرنامہ، ٹاک شوز، تجزیے ہی نہیں دیکھتی ہوں بلکہ اخبار بینی کی بھی عادت ہے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

س: ایسی کون سی ایجاد ہے جس کے بغیر زندگی ادھوری ہے؟

ج: یوں تو سائنسی تمام ایجادات مفید ہیں۔ ظاہر ہے ایسی ایجادات کے بنا زندگی ادھوری ہے، جن سے ہماری زندگیوں میں رابطہ ممکن ہیں اور آج کے وقت میں فون کے بغیر زندگی ادھوری ہے۔ سیل فون زندگی میں نمایاں حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ انٹرنیٹ کے بغیر کہہ سکتے ہیں۔

س: مہمانوں کی خاطر ہوں مصروف ہوں ایسے میں چوہایا کا کروچ نظر آجائے تو کیا کریں گی؟

ج: مہمانوں کی خاطر تواضع میں مصروف ہونے کے باوجود چوہا، کا کروچ یا کوئی ایسا حشرات دکھائی دے جائے جو نقصان کا باعث ہو اسے مہمانوں سے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے چوہے اور کا کروچ کو مٹانے کی کوشش کروں گی۔ ہوسکتا ہے میرے اس عمل کو دیکھتے ہوئے مہمان خود بھی میرے ساتھ اس کام میں باقاعدہ چیخ و پکار کرتے ہوئے انہیں مارنے کی کوشش میں شامل ہوجائیں۔

س: مہمانوں کے جانے کے بعد کیا تبصرہ کرتی ہیں؟

ج: مہمانوں کے جانے کے بعد گھر میں موجود افراد کے ساتھ تبصرہ ضرور کرتی ہوں۔ میرا مہمانوں کے بارے میں تبصرہ ہمیشہ مثبت انداز میں ہوتا ہے۔ مثلاً فلاں خاتون اس ڈریس میں کیسی لگ رہی تھیں؟ میک اپ کیسا تھا؟ ہیئر اسٹائل اچھا بنایا ہوا تھا۔ فلاں خاتون تو بہت باتونی تھیں، ہاں مگر دل چسپ تھیں۔

س: باتونی لوگوں سے کس طرح جان چھڑاتی ہیں؟

ج: نہیں بھئی میں باتونی لوگوں کو بھی ضرور سنتی ہوں۔ ان کی باتوں سے کوئی نہ کوئی پتے کی بات ضرور سننے کو مل جاتی ہے۔ ہوں، ہاں یا سر ہلا کر جواب نہیں دیتی، نہ ہی خاموشی پہ اکتفا کرتی ہوں۔ آخر کو وہ بھی تو جیتے جاگتے انسان ہیں۔ ہاں ایسا کرنے پر بعد میں جو دردِ سر میں ہوتا ہے وہ پھر جتنی مرضی کڑک چائے پی لوں جاتے جاتے ہی جاتا ہے۔

س: وطن کے لیے کیا سوچتی ہیں؟

ج: وطن کے لیے کرنے کو بہت کچھ دل چاہتا ہے مثلاً ملک کی خوشحالی و ترقی میں ایسا کردار ادا کروں جو یادگار بن جائے۔ یہ وطن ہم نے بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کیا ہے۔ عظیم لوگوں نے عظیم قربانیاں دی ہیں، اس کے ذرے ذرے، گوشے گوشے سے پیار ہے۔

س: زندگی کا سب سے خوب صورت لمحہ یا ایسا لمحہ جس کی آپ منتظر ہیں؟

ج: زندگی میں خوشیوں بھرے لمحات بہت کم میسر ہوتے ہیں۔ مگر میں نے بلاشبہ ایسے خوب صورت لمحات اپنی زندگی میں بے شمار پائے ہیں، جیسے کہ میں نے جب جب اخبار کے لیے اچھا کالم لکھا جس کو پڑھنے کے بعد لوگوں کی جانب سے تعریفی الفاظ مجھے ملے ہوں، میں نے ملک گیر شہرت یافتہ شاعر جو کئی کتابوں، کئی نظمی مجموعہ جات کے مالک ہیں، ان کا انٹرویو لیا جو انہیں بہت پسند آیا میرے الفاظ کے چناؤ پر وہ دنگ رہ گئے اور ان کی طرف سے جو مجھے توصیفی الفاظ ملے ان سے زیادہ خوب صورت لمحات میرے لیے اور کوئی نہیں۔ میں اس کے بعد داشن ور مفکر اور بے شمار کتابوں کے مصنف اور اقرار ملت، ماہنامہ کے ایڈیٹر جناب سجاول رانجھا انہوں نے کہا۔ ”آپ کی معاشرتی موضوعات پر گرفت کافی مضبوط ہے۔“ ان کے یہ الفاظ میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ اس کے لیے جناب قمر رضا شہزاد اور جناب رانجھا کی شکر گزار ہوں۔ اس کے علاوہ میں منتظر ہوں کہ کب میری کوئی کہانی کوئی افسانہ آنچل کی زینت بنتا ہے۔ ہائے خوش فہمی، سی خوش فہمی۔

www.naeyufaq.com

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سالگرہ کا ان

سعیدہ نثار

☆ اگر آپ کسی ملک کی شہزادی ہوتیں تو اپنی سالگرہ پر اپنی رعایا کے ساتھ کیسے پیش آتیں؟

☆ اگر کوئی ایسی شخصیت جو آپ کو بے انتہا پسند ہو۔ (میڈیا یا سیاست سے) اچانک آپ کے گھر آجائے تو آپ اس کی خاطر داری میں کیا کریں گی؟

☆ محبت کو دو لفظوں میں بیان کریں؟

☆ ویسے تو آنچل کے ہر سلسلے میں ہی سب لڑکیاں شامل ہونا چاہتی ہیں آپ کے نزدیک سب سے بہترین سلسلہ کون سا ہے، جس کے لیے آپ کہیں کہ اس کے بغیر آنچل کچھ ادھورا ہے؟

❁.....❁.....❁

سلمیٰ غزل..... کراچی

ا: آپ نے بڑا مشکل موضوع چنا ہے تمام لڑکیاں شادی سے پہلے گھر کی شہزادیاں اور شادی کے بعد گھر کی ملکہ ہوتی ہیں ہم تو اپنے ملک میں ہی خوش ہیں اگر غلطی سے کسی ملک کی شہزادی بن جاتے تو اپنی سالگرہ پر اپنی رعایا کے ساتھ یہی سلوک کرتے کہ سب کو لولی پاپ دے دیتے کیونکہ عوام کے حصے میں تو عموماً اور خصوصاً ہمارے ملک میں یہی ہوتا ہے سب سے بڑی بات کہ بے چاری عوام کو سالگرہ میں شرکت کرنے کا موقع ہی کب ملتا مفروضہ تک تو صحیح ہے۔

۲: مجھے میڈیا کی دو شخصیات بے حد پسند ہیں انصار عباسی اور سلیم صافی اگر یہ اچانک میرے گھر آجائیں تو میری تو خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوگا فل پروٹوکول کے ساتھ ان کی خاطر مدارت کروں گی اور ان کے قلم کی طاقت کو سراہوں گی سلیم صافی کی بے باک سیاست اور انصار عباسی کی دین سے رغبت۔

۳: محبت فاتح عالم۔

۴: ایک مرتبہ پھر آپ نے مشکل میں ڈال دیا کہ آنچل کا ہر سلسلہ بہترین ہے کم از کم مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن محترم مشتاق احمد قریشی کا دینی صفحہ اور ہمارا آنچل دونوں بڑے زبردست سلسلے ہیں اور پرانی اور نئی رائٹرز کا انٹرویو اچھا لگتا ہے پھر نیرنگ خیال بھی لاجواب ہے حالانکہ مجھے تھوڑا سا گلہ ہے کہ کافی ساری غزلیں میں نے بھیجیں اور ہر ماہ رسالے میں ڈھونڈی بھی مگر ندارد حالانکہ پہلے سب سے زیادہ میری غزلیں آنچل میں ہی شائع ہوتی تھیں۔ خیر ممکن ہے اس میں بھی کوئی مجبوری ہو اب اجازت دیجیے ان شاء اللہ کوشش کر کے حاضری لگاتی رہوں گی۔

شبانہ امین راجپوت..... کوٹ رادھا کشن

دعا ہے کہ اللہ آنچل اور آنچل کو ترتیب دینے والوں کو آسمان کے ستاروں سے اور سمندر کی گہرائی سے بھی زیادہ خوشیاں عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ میری طرف سے آنچل جی سالگرہ کی مبارک باد قبول کرو اور رہتی دنیا تک قائم رہو آمین۔ اب آتے ہیں سوالوں کی طرف ارے کیا سوال پوچھ لیا خوش فہمی میں مبتلا کر دیا۔

ا: جی میں اپنی رعایا کے غریب لوگوں کی مدد کرتی اور ان کی ضروریات کے لیے وظائف مقرر کرتی ان کی ہر پریشانی دور کرنے کی کوشش کرتی۔

۲: جو چیزیں مجھے خود پسند ہیں وہی بناؤں گی بریانی، رائتہ، شامی اور ساتھ میں مزیدار الائچی والی چائے۔

۳: محبت پر لکھنے بیٹھ جائیں تو ورق کم پڑ جائیں آپ نے دو لفظوں کا کہا ہے تو ملاحظہ کیجیے۔

محبت لباس نہیں جو روز بدل جائے یارو
محبت کفن ہے پہن کر اتارا نہیں کرتے

۴: آنچل کے سارے سلسلے ہی لاجواب ہیں لیکن بیاض دل کے بغیر آنچل ادھورا ادھورا لگے گا۔

کیسے کہوں کہ اس دل کے لیے کتنے خاص ہو تم
فاصلے تو قدموں کے ہیں پر ہر وقت دل کے پاس ہو تم

اس کے ساتھ ہی اجازت غلطی کی معذرت خواہ ہوں۔

ارم کمال..... فیصل آباد

سب سے پہلے میری طرف سے آنچل کے تمام اراکین، قیصر آنی، طاہر بھائی کو سالگرہ کی بہت بہت مبارک ہو۔ جس طرح آسمان پر چاند چمکتا ہے، اسی طرح

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہمارا آنچل ادب کے آسمان پر چودھویں کے چاند کی مانند چمکے آمین۔

ا: ہائے کیا مزیدار سوال ہے اگر میں شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ پر پوری رعایا کی دعوت عام کرتی ان کے معاشی مسائل کا مستقل بنیادوں پر حل کرتی انہیں بہترین روزگار دلواتی۔ غریب اور متوسط طبقے کو زیادہ سے زیادہ مراعات سے نوازتی، اس دن ڈھیر ساری لڑکیوں کی شادیاں کراتی۔ اپنی رعایا کے ساتھ گھومتی خوب ہلہ گلہ کرتی۔ من پسند چیزیں انہیں کھلاتی خود بھی کھاتی ان کے ساتھ سیلفیاں لے کر یادگار لمحات امر کرتی۔

۲: میڈیا اور سیاست سے مجھے کچھ خاص لگاؤ نہیں لیکن میری فیورٹ شخصیات میں ڈاکٹر رتھ فاؤ سرفہرست ہیں۔ ڈاکٹر رتھ فاؤ کا پاکستان پر بہت بڑا احسان عظیم ہے۔ میں ان کے لیے ریڈ کارپٹ ایشن دیتی انہیں سلوٹ پیش کرتی ان کی پسند کے کھانے پکا کر ان کو کھلاتی اور ان کے ساتھ ڈھیر ساری سیلفیاں لیتی۔

۳: محبت زندگی ہے اور زندگی محبت ہے۔

۴: ویسے تو آنچل کے تمام سلسلے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں لیکن میرے نزدیک ''در جواب آں'' میں جو قیصر آنی کا پیار بھرا لہجہ ہوتا ہے باتوں میں جو مٹھاس ہوتی ہے اس کا کوئی مول نہیں اور دوسرا ''دوست کا پیغام آئے'' ایسا سلسلہ ہے اس کے بغیر آنچل ادھورا ہے کیونکہ یہ دونوں سلسلے ہی ہیں جنہوں نے بہنوں کو ایک محبت بھری لڑی میں پرو دیا ہوا ہے۔

رباب اینڈ ثمرین شاکر..... شور کوٹ

ا: واہ! سوال تو اچھا ہے آہم آہم اول تو ہمیں آئیڈیا ہی نہیں ہے کیونکہ ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں ہے کہ ہم اگر کسی ملک کی شہزادیاں ہوتیں تو ہم اپنی رعایا کے ساتھ کیسا سلوک کرتیں اب اگر آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو اب سوچ ہی لیتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتیں..... ہم اپنی سالگرہ کے دن شاہی فرمان جاری کرتیں کہ ہمارے شاہی محل میں ہماری ساری رعایا کو اکٹھا کیا جائے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم غریبوں، محتاجوں، ضرورت مندوں کی بڑھ چڑھ کر مدد کریں، اس طرح تو ہمیں موقع مل رہا تھا تو ہم کیوں نہ ان کی مدد کریں۔

۲: سیاست تو ہمیں بالکل بھی پسند نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام اور رہی بات میڈیا کی تو وہ سیاست سے کچھ بہتر ہے اگر وہ اچانک ہمارے گھر آجائے تو ہمارا کوئی خاص ردعمل نہیں ہوگا، خاطر تواضع بہت اچھے طریقے سے کریں گے۔

۳: وفا اور عزت۔

۴: جہاں تک میرا خیال ہے کہ ان سلسلوں کے بغیر آنچل ادھورا ہے تو وہ ہیں ''دوست کا پیغام'' اور ''یادگار لمحے'' میری اور ثمرین کی نظر میں۔ ''بیاض دل'' اور ''آئینہ'' ہیں۔ یہ سلسلے ہمیں بہت پسند ہیں اور ان کے بغیر آنچل کچھ ادھورا ہے بلکہ سارا ہی ادھوار ہے۔

پیارے آنچل پبی برتھ ڈے ٹو یو اینڈ آئی لو یو الاٹ اب تو خوش ہو جاؤ یار آنچل۔

ام ھانی شاھد راجپوتانہ..... ڈگری

ا: سب سے پہلے میرے گولو، مولو، تو لو آنچل کو پبی برتھ ڈے ٹو یو۔ اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ والے دن ملک کی پوری رعایا کو کھانا کھلاتی ان سے تحفے لینے کے بجائے انہیں بہت سارے تحفے دیتی اور ان کی ڈھیر ساری دعاؤں سے مسرور ہوتی اگر میں سچ میں شہزادی بننا چاہتی تو مہر ماسلطان جیسی بننا چاہتی میری آئیڈیل شہزادی مہر ماسلطان ہے۔

۲: میرا فیورٹ سوال پوچھا آپ نے، میرے فیورٹ اداکار عاصم ریاض اور حنیفل کیا میرے گھر آجائے تو پہلے تو میں بے ہوش ہوتے ہوتے بچوں گی اور پھر ان کی خاطر و مدارت میں زمین و آسمان ایک کردوں گی ان کی پسند کے کھانے پکا کر کھلاؤ گی اور اس کے بدلے ایک سیلفی اور آٹو گراف ضرور لوں گی۔

۳: محبت کے بارے میں مجھے کوئی خاص تجربہ تو نہیں لیکن ہاں اتنا کہوں گی کہ محبت ایک بلا ہے جو آپ کے پیچھے پڑ جائے تو کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتی مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہتی ہے۔

۴: میرے خیال میں آنچل کے سارے سلسلے ہی بیسٹ ہیں لیکن بات ہو ایک کی تو آئینہ سلسلہ بہت اچھا لگتا ہے اس لیے میری نظر میں تو آئینہ بیسٹ ہے سب دوستوں سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے تو ڈن ہوا کہ آنچل آئینہ کے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

بغیر ادھورا ہے۔ آخر میں زندگی رہی تو پھر ملیں گے ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اللہ حافظ۔

فیاض اسحاق مہانہ..... سلانوالی

سب سے پہلے تو میری طرف سے آنچل کو اپنی سالگرہ کی کروڑوں مبارکاں، آنچل اس طرح دن رات ترقی کرتا رہے، آمین۔

ا: اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ والے دن اپنے سارے غلاموں کو آزادی دیتی اور کہتی کہ آج میری سالگرہ ہے اور تم اپنا جشن آزادی مناؤ، ہاہاہاہا۔

۲: مجھے سندھ کے وزیراعظم مراد علی شاہ بہت اچھے لگتے ہیں فرسٹ آف آل ہم غریبوں کے ڈیرہ پر بھلا اتنی بڑی شخصیت کیوں آئے گی اگر آ بھی گئی تو اپنی اوقات سے بڑھ کر ان کی مہمان نوازی کریں گے۔

۳: یہ محبت بھی کیا روگ ہے فراز
جسے بھولے وہ سدا یاد آیا

۴: آنچل کا سب سے بہترین سلسلہ بیاض دل ہے اس کے بغیر آنچل ادھورا ہے۔

قدم قدم پر ملے ایک نئی خوشی تم کو
اندھیری راہ میں مل جائے روشنی تم کو
میری دعا ہے خدا سے کاش لگ جائے
میرے حیات کے لمحوں کی زندگی تم کو

یاسمین کنول..... پسرور

ا: اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ پر کیک کے ساتھ ایک آنچل تمام لڑکیوں کو گفٹ کرتی (جن علاقوں میں لڑکیاں ان پڑھ ہوتیں وہاں تعلیم کا انتظام کراتی تاکہ آنچل پڑھ سکیں)

۲: اگر کوئی سیاسی شخصیت مثلاً فردوس عاشق اعوان (ہمارے قریب ہی سیالکوٹ کی ہیں) اچانک ہمارے گھر آجائے تو پہلے تو اسے اچھی سی چائے پلاؤں گی کیک کے ساتھ اس کے بعد لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے بات کروں گی اور پھر آنچل کے لیے کوئی ڈونیشن دینے پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گی تاکہ آنچل میں ہماری ایڈیٹر صاحبہ مزید بہتری لاسکیں۔

۳: میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے۔ محبت کے دم سے یہ دنیا حسین ہے محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

۴: اگر آنچل کے سلسلوں سے اشعار کا سلسلہ نکال دیا جائے تو کیا آنچل مکمل لگے گا؟ نہیں ناں تو مجھے شعروشاعری کے حوالے سے آنچل پسند ہے۔ ہر ماہ ہزاروں خطوط صرف شاعری پر مبنی ملتے ہیں اگر یہ سلسلہ بند کردیا جائے تو آنچل کچھ ادھورا ادھورا سا لگے گا۔ لہٰذا نظم اور نثر یعنی غزلیں نظمیں اشعار بھی آنچل کی رونق ہیں اور افسانے، ناول، ناولٹ، نثری سرمایہ اس کی ترقی کے لیے بے حد ضروری ہے۔

پروین افضل شاہین..... بھلوالنگر

ا: اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی رعایا کے لیے گیس، بجلی فری کردیتی خواتین کے لیے حجاب لازمی قرار دیتی اور اپنے میاں کو محل کے گیٹ پر چوکیدار مقرر کردیتی، ہاہاہاہا۔

۲: اگر میری پسندیدہ شخصیت بختاور بھٹو زرداری اچانک میرے گھر آجائیں تو ان کی پسندیدہ ڈش اپنے ہاتھوں سے بنا کر انہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گی۔

۳: محبت زندگی ہے۔

۴: ویسے تو آنچل کا ہر سلسلہ ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے مگر مجھے اس کا سلسلہ ہم سے پوچھیے بہت پسند ہے یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جسے پڑھ کر اداس لڑکی بھی مسکرانے پر مجبور ہوجاتی ہے اگر یہ سلسلہ نہ ہوتا تو آنچل کچھ ادھورا ہوتا۔

رمشاء آصف..... خانگڑھ

ا: اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ کے دن کے علاوہ بھی غریبوں کا خیال رکھتی، یہ نہیں کرتی کہ عام حالات میں ان کے ساتھ برا سلوک کرو اور اپنی سالگرہ والے دن اچھے بنتے پھر دعائیں لینے کے لیے۔

۲: مجھے تو قیصر آرائی بے انتہا پسند ہیں اگر وہ اچانک ہمارے گھر آجاتی ہیں تو ان سے پوچھ کر کہ انہیں کیا پسند ہے وہی سب کچھ تیار کراتی۔

۳: نمبر ون بکواس، نمبر ٹو ٹائم پاس۔

۴: میرے نزدیک آئینہ ایسا سلسلہ ہے جس کے بغیر آنچل ادھورا ہے۔

ماریہ نذیر..... بھاگٹانوالہ

ا: ارے پہلا سوال تو بہت شاندار ہے واقعی میں شہزادی ہوسکتی ہوں، گھر میں تو شہزادی ہی ہوں ارے حیران مت ہوں موصوفہ کا پیار سے بلائے جانے والا نام شہزادی ہے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

جس جس نے کہنا ہو فراخ دلی سے اجازت ہے ہاہاہاہا)
یسے شہزادی بن کے ہم ساری آنچل فرینڈز کیسی پیاری لگی
ں ناں۔ میں اپنی رعایا سے بہت اچھا سلوک کروں گی
ب کو اچھے اچھے کپڑے دوں گی اچھا سا کھلاؤں گی ان
سے ان کے قصے سنوں گی غرض کہ میں ان میں پوری طرح
حل مل جاؤں گی تاکہ محسوس تک نہ ہو کون آقا ہے اور کون
ام۔ اپنے اچھے رویے سے ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ
را کروں گی تاکہ وہ بغیر کسی ڈر اور جھجک کے اپنی باتیں مجھ
سے کرسکیں اسلام میں ہر انسان برابر ہے۔ کوئی چھوٹا کوئی
ے کا تصور نہیں ہے۔ ان سب کو برابری کا درجہ دوں گی
نی جیسی میں ہوں ویسے وہ سب ہیں۔ اپنی سالگرہ کے
وقع پر اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثال پیش
روں گی (میں آنچل کی شہزادی اور ساری پڑھنے والیاں
ایا) ہاہاہاہاہا مذاق کررہی ہوں مائنڈ مت کرنا ڈیئر
ینڈز۔

۲: میڈیا میں اداکار اور اداکارہ میں تو پسند نہیں اور میں
ی مجھے سیاست سے لگاؤ ہے ہاں یہ ہے کہ نیوز کاسٹر
ت پسند ہیں۔ کوئی ایک نہیں سب کے سب پسند ہیں اگر
ئی آیا تو چٹنی سے خاطر مدارت کروں گی ہاہاہاہاہا۔
ے یار کھور و تو مت مرغ مسلم تو وہ کھاتے ہوں گے تو اگر
ں سارہ دال روٹی سے خاطر داری کروں گی تو یقیناً اچھا
ے گا ناں۔ کیوں یار حرا گل غفور اور ایمن غور بتاؤ میں نے
ح کہاں نا پھر چلو شانزہ تم اور گلشن بتاؤ میں نے غلط تو نہیں
ا ناں۔

۳: محبت کو دو لفظوں میں بیان کرنا بہت اوکھا ہے آنی
"محبت روح سے ہو تو عبادت ہے" ٹھیک کہا نا یا غلط یہ تو
ی ارم کمال اور آپی انجم انجم بتائیں گی اوکے یا پھر میری
رٹ سوئٹ دوست ام ہانی بتائے گی ٹھیک کہا یا غلط۔

۴: میں اگر آئینہ میں شرکت نہ کروں تو ادھورا سا لگتا
اور میں سب سے پہلے یہی سلسلہ پڑھتی ہوں سب
ں آدھی ملاقات کررہی ہوتی ہیں سب کی مزے مزے
باتیں پڑھ کر بہت خوشی ملتی ہے۔ سب اتنی محنت سے
ے شاندار طریقے سے اپنی رائے کا اظہار کرتی ہیں تو اچھا
وس ہوتا ہے۔ میں کسی اور سلسلے میں شرکت کروں یا نہ
وں آئینہ میں ضرور کرتی ہوں اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ
تبصرے کے بغیر خط پوسٹ کیا ہو میں نے۔ المختصر سب
سلسلے کلیاں ہیں اور آئینہ گلاب کا پھول ہے اور میرا پسندیدہ
ترین سلسلہ ہے۔

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے
ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

مسز سدرہ ارسلان..... ملتان

ا: ہاہاہاہاہا ویسے تو اب شہزادیوں کا دور نہیں ہے لیکن اپنے والدین کے لیے تو ہم کسی شہزادی سے کم نہیں ہیں سو میں ہوں تو حقیقت پسند پھر بھی کچھ لمحوں کو خواب و خیال میں خود کو شہزادی تصور کرکے جواب دینے لگی ہوں۔ شہزادی سدرہ اپنی رعایا کو بہت بڑی دعوت دیتی جس میں مزے مزے کی ڈشیں کرین قورمہ، بریانی، وائٹ ہانڈی، مدراسی ہانڈی، کھیر، شاہی ٹکڑے اور زبردست سا کیک میں خود بنا کے کھلاتی اور رعایا میں ہیرے جواہرات تقسیم کرتی اور ان کے ساتھ نہایت محبت و بھائی چارے کا سلوک روا رکھتی۔

۲: میں ٹی وی کچھ خاص نہیں دیکھتی لیکن پھر بھی بشریٰ انصاری، ابرار الحق اور احسن خان اور سیاست سے نواز شریف آجائیں تو میں بہت مزے کے کھانے بناتی ہوں، سو ضرور دل سے بہت اچھی مہمان نوازی کروں گی مزے مزے کے پکوان پکا کر کھلاؤں گی اور بہت خوش دلی سے استقبال کروں گی کیونکہ مہمان اللہ کی رحمت ہیں چاہے میڈیا یا سیاست سے ہوں یا رشتہ داروں اور اجنبیوں میں سے۔

۳: اتنا مختصر جواب دینا مشکل لگ رہا ہے لیکن کردیتی ہوں بیان میرے نزدیک محبت اللہ کی طرف سے تحفہ ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا، بس دعا ہے کہ محبت کا تحفہ جن خوش قسمتوں کو نصیب ہوتا ہے وہ اس تحفہ کی ضرور ضرور قدر کریں اور اپنے درمیان ہمیشہ محبت کو مزید بڑھاتے رہیں تاکہ خوشیاں ان کی زندگی میں شامل رہیں، آمین۔

۴: اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہی میں نے سروے میں شرکت کی ہے اور جواب ہے "آپ کی شخصیت" اور ہمارا آنچل۔

عائشہ شکیل..... گوجرہ

ا: اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ پر غریب عوام کو مدعو کرتی اور انہیں تحائف پیش کرتی تاکہ

Waqar Azeem
Pakistan Point

غریب رعایا بھی ملکی ترقی کا سبب بن سکے اور ملک میں عام آدمی ترقی سے شاد و آباد رہے آگے اللہ کی مرضی ہے کہ میں شہزادی بنتی ہوں یا جسٹ..... ہاہاہاہاہا

۲: خدانخواستہ مابدولت کے ساتھ اگر ایسا حادثہ پیش آ بھی گیا تو کتنی ہی دیر آنکھیں خوشی سے پٹپٹا کر دیکھوں گی کافی دیر بعد جب چائے پانی کا خیال آئے گا تو جلدی سے کچن کی دوڑ لگائیں گے درحقیقت ہمارا معیار عام و خاص کے لیے ایک جیسا ہے لیکن کچھ تکلفات بھی نبھانے پڑتے ہیں۔ اگرچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مساوات کا حکم دیا ہے تو ہم بھی ذرا اس بات کا خیال رکھیں گے، ہاہاہاہا۔

۳: مل جائے تو زندگی، نہ ملے تو مکر و فریب کیونکہ اگر نیت میں کھوٹ نہ ہو تو لاحاصل چیز پر عنایت اور کرم خدا ہو جاتا ہے۔

۴: مین تو یہی کہوں گی کہ ہمیں سارے سلسلے بہت پسند ہیں ہر کسی کے بغیر آنچل ادھورا سا محسوس ہوگا مگر آئینہ ایک ایسا سلسلہ ہے جسے میں سب سے پہلے پڑھتی ہوں تو یوں آئینہ کے بغیر آنچل ادھورا سا محسوس ہوگا۔

کرن شہزادی..... مانسہرہ

ا: آئے ہائے اتنے مزے کے سوالات پہلے تو بتا دیں یہ بنائے کس نے ہیں سچ میں مزہ آ گیا پڑھ کر، اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو (جو کہ ملکی حالات کو دیکھتے میں اکثر سوچتی ہوں) ویسے ہی بہت کچھ کر دینا تھا میں نے اپنی رعایا کے لیے۔ سالگرہ سے تین ماہ پہلے میں مختلف چھوٹے چھوٹے علاقوں کا دورہ کرتی، براہ راست ان کے مسائل کو جانتی اور ان کو حل کرتی مکمل شریعت کے لحاظ سے قانون نافذ کرتی۔

ا: مجھے وزیر اعظم عمران خان بہت پسند ہیں اگر وہ اچانک آ جائیں ہمارے گھر تو (یہ تو دیوانے کا خواب ہوا ناں) میں تو حواس باختہ ہو جاؤں گی ہاتھ پیر پھول جائیں گے مجھے سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا کیا جائے اور کیسے؟

۳: وہ محبت ہی کیا جو دو لفظوں میں بیان ہو سکے (ویسے بھی میں پورے سیاق و سباق کے ساتھ بات کرنے کی عادی ہوں تو ایسے میں صرف دو لفظ) پھر بھی محبت ایک خوب صورت احساس کا رشتہ ہے جو سراسر عزت پر مبنی ہے کیونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔

۴: یوں تو آنچل پورا کا پورا بہترین ہے پر وہ سلسلے جن کے بغیر آنچل ادھورا لگے گا میرے خیال میں آئینہ اور ہم سے پوچھیے ہیں ان کے بغیر تو آنچل کے رنگ ہی پھیکے پڑ جائیں، یہ بھی میری ذاتی رائے ہے۔

ثمرہ گلزار..... کوٹلی

ا: اگر ملک کی شہزادی ثمرہ گلزار کی سالگرہ ہوتی تو میں اپنی سالگرہ والے دن کو بہت انجوائے کروں تمام غریبوں کو خود سے گفٹ کروں اچھا سا کھانا یتیموں میں تقسیم کروں اپنی سالگرہ کو غریبوں اور یتیم بچوں کے ساتھ انجوائے کروں اسی میں میری خوشی شامل ہوگی۔

۲: میرے گھر میری فیورٹ رائٹرز ریحانہ اعجاز، جویریہ وسمی، آنٹی کوثر خالد آ جائیں تو مجھے بہت خوشی ہوگی تو میں ان کی خاطر داری میں زمین و آسمان ایک کر دوں گی ہاہاہاہا۔ جو جو وہ فرمائش کریں گی میں وہ سب پکاؤں گی یہ سب تو میرے گھر مہمان ہوں گی ناں مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔

۳: محبت خوشبو ہوتی ہے یہ ہر طرف اپنی خوشبو بکھیرتی ہے محبت سچے دل سے اگر اللہ سے کی جائے تو دنیا کی ہر چیز آپ کا ہی مقدر بن جاتی ہے۔

۴: آنچل کے سارے ہی سلسلے زبردست ہیں پر میرا فیورٹ سلسلہ یادگار لمحے ہیں اس سلسلے کے بغیر آنچل ادھورا سا لگتا ہے اس سلسلے کو ہمیشہ آنچل میں رکھیے گا آخر میں ایک بار پھر سب کو آنچل کی سالگرہ مبارک ہو، اللہ حافظ۔

ارم آصف..... خانگڑھ

ا: کس ملک کی شہزادی اور کہاں کی شہزادی ہاہاہاہاہا۔ ہم تو اپنے گھر کی شہزادی ہیں ابو جان گھر کے بادشاہ اور امی جان گھر کی ملکہ اور ہم شہزادیاں اپنے والدین کی ہاہاہاہاہا۔ ہاں اگر کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ کے دن رعایا کے ساتھ نارملی پیش آتی جیسے عام دنوں میں پیش آتی، یہ کیا سالگرہ کے دن اچھے بنتے پھرو اور اگلے دن سے دوبارہ وہی روٹین شروع، یہ اپنا ذاتی خیال ہے او کے۔

۲: مجھے سیاست میں صرف قائداعظم محمد علی جناح ہی اچھے لگتے تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ وہ تو گھر آنے سے رہے باقی بات ہے میڈیا کی تو اس میں کوئی ایسی شخصیت

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

نہیں ہے جو بے انتہا پسند ہو اور اگر پسند ہو بھی تو انہیں کسی پاگل کتے نے کاٹا ہے جو وہ میرے گھر آئیں گے ہاں اگر شہزادی اور باقی آنچل اسٹاف میں سے کوئی بھی ہمارے گھر آجائے تو میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں گی، ہوش میں جب آؤں گی پھر کوئی خاطر داری کروں گی ناں ہاہاہا۔ وہ بھی ان کی پسند کے عین مطابق ہر چیز تیار کروں گی۔

۳: محبت تو ایک خالص جذبہ ہے جو محبت اللہ اس کے رسول پاک ﷺ والدین اور اپنی فیملی سے ہوتی ہے وہ رشتوں سے ہوتی ہے وہ بہت پاکیزہ اور خالص ہوتی ہے اور جو صنف مخالف سے ہوتی ہے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتے ہاں دوسروں کے تجربوں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ محبت نہیں ہوتی جسٹ ٹائم پاس ہوتا ہے۔

۴: آنچل کا ہر سلسلہ ہی ماشاء اللہ سے بہترین ہے لیکن آئینہ اور درجواب آں میں میرا نام نہ ہو تو مجھے آنچل ادھورا سا لگتا ہے باقی سب سلسلے اچھے ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ نیرنگ خیال اور بیاض دل میں بھی میرا نام آئے ایک بار لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرا انتخاب ابھی اتنا اچھا نہیں ہے کہ ایمان وقار اور میمونہ جی کے معیار پر پورا اتر سکے، آنچل اتنا اچھا رسالہ ہے کہ کیا بتاؤں، آنچل میرے لیے پانی کی طرح ہے اور میں آنچل کی پیاسی ہوں جس طرح پیاسے کو پانی نہ ملے تو وہ مرنے کے قریب ہو جاتا ہے تو میرا حال بھی کچھ اسی طرح ہے۔ آنچل تمہیں سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اور دن رات ترقی کرو اور بہت زیادہ شہرت کی بلندیاں چھوؤں، آمین۔

ثمرہ گلزار..... کوٹلی گجرات

سب سے پہلے میں تمام پڑھنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتی ہوں۔ آنچل کی سالگرہ تمام پڑھنے والوں کو بہت بہت مبارک ہو، آنچل سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ آنچل یوں ہی دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

ا: شہزادی ثمرہ گلزار کی سالگرہ ہو تو میں اپنی سالگرہ والے دن کو بہت انجوائے کروں، تمام غریبوں کو خود سے گفٹ کروں، اچھا سا کھانا یتیموں میں تقسیم کروں، اپنی سالگرہ کو غریبوں اور یتیم بچوں کے ساتھ انجوائے کروں اسی میں میری خوشی شامل ہوگی۔

۲: میرے گھر میری فیورٹ رائٹرز ریحانہ اعجاز جویریہ وسی آئے، کوثر خالد آجائے تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔ میں ان کی خاطر داری میں زمین آسمان ایک کردوں گی۔ ہاہاہا۔ جو جو وہ فرمائش کریں گی میں وہ سب پکاؤں گی، یہ تو میرے گھر مہمان ہوں گی ناں مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔

۳: محبت میٹھی سی ہوتی ہے یہ ہر طرف اپنی خوشبو بکھیرتی ہے۔ محبت سچے دل سے اگر اللہ سے کی جائے تو دنیا کی ہر چیز آپ کا ہی مقدر بن جاتی ہے۔

۴: آنچل کے سارے ہی سلسلے زبردست ہیں پر میرا فیورٹ سلسلہ ''یادگار لمحے'' ہے اس سلسلے کے بغیر آنچل ادھورا سا لگتا ہے۔ اس سلسلے کو ہمیشہ آنچل میں رہنا چاہیے۔ آخر میں ایک بار پھر سب کو آنچل کی سالگرہ مبارک ہو اللہ حافظ۔

مسز سدرو ارسلان..... ملتان

ا: ہاہاہا..... ویسے تو اب شہزادیوں کا دور نہیں ہے، بٹ اپنے والدین کے لیے تو ہم کسی شہزادی سے کم نہیں ہیں۔ سو میں ہوں تو حقیقت پسند، پھر بھی کچھ لمحوں کو خواب و خیال میں خود کو شہزادی تصور کر کے جواب دینے لگی ہوں۔ شہزادی سدرہ اپنی رعایا کو بہت بڑی دعوت دیتی، جس میں مزے مزے کی ڈشیں گرین قورمہ، بریانی، وائٹ ہانڈی، مدراسی ہانڈی، کھیر، شاہی ٹکڑے اور زبردست سا کیک میں خود بنا کے کھلاتی اور رعایا میں ہیرے جواہرات تقسیم کرتی اور ان کے ساتھ نہایت محبت و بھائی چارے کا سلوک روا رکھتی۔

۲: میڈیا سے ٹی وی کچھ خاص نہیں دیکھتی میں بٹ پھر بھی بشریٰ انصری، ابرار الحق اور احسن خان اور سیاست سے نواز شریف آجائیں تو ویل اینڈ گڈ اور ان شاء اللہ میں بہت مزے کے کھانے پکاتی ہوں۔ سو ضرور دل سے بہت اچھی مہمان نوازی کروں گی مزے مزے کے پکوان پکا کر کھلاؤں گی اور بہت خوش دلی سے استقبال کروں گی کیونکہ مہمان اللہ کی رحمت ہیں، چاہے میڈیا یا سیاست سے ہوں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

یارشتہ داروں میں سے یا دوست واحباب سے۔

۳:۔ اتنا مختصر جواب دینا مشکل لگ رہا ہے۔ میرے نزدیک محبت اللہ کی طرف سے تحفہ ہے۔ جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ بس دعا ہے کہ محبت کا تحفہ جن خوش قسمتوں کو نصیب ہوتا ہے وہ اس تحفہ کی ضرور ضرور قدر کریں اور اپنے درمیان ہمیشہ محبت کو مزید بڑھاتے رہیں تاکہ خوشیاں ان کی زندگی کو پررونق رکھیں آمین۔

۴:۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہی میں نے سروے میں شرکت کی ہے اور جواب ہے ''آپ کی شخصیت'' اور ''ہمارا آنچل''

مازیہ نذیر..... بھاگتا نوالہ

ا:۔ ارے پہلا سوال تو بہت شاندار ہے۔ واقعی میں شہزادی ہوسکتی ہوں؟ گھر میں تو شہزادی ہی ہوں ارے حیران مت ہوں، موصوف کا پیار سے بلائے جانے والا نام ''شہزادی'' ہے۔ (جس جس نے کہنا ہو فراخ دلی سے اجازت ہے ہاہاہا) میں اپنی رعایا سے بہت اچھا سلوک کروں گی، سب کو اچھے اچھے کپڑے دوں گی، اچھا سا کھانا کھلاؤں گی، ان سے ان کے قصے سنوں گی۔ غرض کہ ان میں پوری طرح گھل مل جاؤں گی تاکہ محسوس تک نہ ہو کون آقا ہے کون غلام۔ اپنے اچھے رویے سے ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کروں گی تاکہ وہ بغیر کسی ڈر اور جھجک کے اپنی باتیں کرسکیں۔ اسلام میں ہر انسان برابر ہے۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑے کا تصور نہیں ہے۔ ان سب کو برابری کا درجہ دوں گی، یعنی جیسی میں ہوں ویسے وہ سب ہیں۔ اپنی سالگرہ کے موقع پر اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثال پیش کروں گی (میں آنچل شہزادی اور ساری پڑھنے والیاں رعایا) (ہاہاہا) مذاق کررہی ہوں مائنڈ مت کرنا ڈیئر فرینڈز۔

۲:۔ میڈیا میں اداکار اور اداکارائیں تو پسند نہیں ہیں نہ ہی سیاست سے لگاؤ ہے۔ ہاں یہ ہے کہ نیوز کاسٹر بہت پسند ہیں کوئی ایک نہیں سب کے سب پسند ہیں۔ اگر کوئی آیا تو چٹنی سے خاطر مدارت کروں گی (ہاہاہا) ارے یار ہنسو تو مت۔ مرغ مسلم تو وہ کھاتے ہوں گے تو اگر میں سادہ دال روٹی سے خاطر داری کروں گی تو یقیناً اچھا لگے گا ناں؟

۳:۔ محبت کو دو لفظوں میں بیان کرنا بہت اوکھا ہے۔ ''محبت روح سے ہو تو عبادت ہے''

۴:۔ میں اگر ''آئینہ'' میں شرکت نہ کروں تو ادھورا سا لگتا ہے اور میں سب سے پہلے یہی سلسلہ پڑھتی ہوں۔ سب بہنیں آدھی ملاقات کررہی ہوتی ہیں، سب کی مزے مزے کی باتیں پڑھ کر بہت خوشی ملتی ہے۔ سب اتنی محبت سے اتنے شاندار طریقے سے اپنی رائے کا اظہار کرتی ہیں تو اچھا محسوس ہوتا ہے۔ میں کسی اور سلسلے میں شرکت کروں یا نہ کروں آئینہ میں ضرور کرتی ہوں اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ تبصرے کے بغیر کبھی خط پوسٹ کیا ہو میں نے..... المختصر سب سلسلے کلیاں ہیں اور آئینہ گلاب کا پھول ہے اور میرا پسندیدہ ترین سلسلہ ہے۔

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے
ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

ام ھانی شاھد..... راجپوت

ا:۔ سب سے پہلے میرے گولو، مولو، تولو آنچل کو پپی برتھ ڈے ٹو یو۔ اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ والے دن ملک کی پوری رعایا کو کھانا کھلاتی، ان سے تحفے لینے کے بجائے انہیں بہت سارے تحفے دیتی اور ان کی ڈھیر ساری دعاؤں سے مسرور ہوتی۔ اگر میں سچ میں شہزادی بننا چاہتی تو مہرماسطان جیسی بننا چاہتی میری آئیڈیل شہزادی مہرماسلطان ہے۔

۲:۔ میرا فیورٹ سوال پوچھا آپ نے میرے فیورٹ اداکار عاصم ریاض اور حنیف کیا، میرے گھر آجائیں تو پہلے میں بے ہوش ہوتے ہوتے بچوں گی اور پھر ان کی خاطر و مدارت میں زمین و آسمان ایک کردوں گی ان کی پسند کے کھانے پکا کر کھلاؤں گی اور ان کے بدلے ایک سیلفی اور آٹوگراف ضرور لوں گی۔

۳:۔ محبت کے بارے میں مجھے کوئی خاص تجربہ تو نہیں لیکن ہاں اتنا کہوں گی کہ محبت ایک بلا ہے جو آپ کے پیچھے پڑجائے تو کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتی مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہتی ہے۔

۴:۔ میرے خیال میں آنچل کے سارے سلسلے ہی بیسٹ ہیں، لیکن بات ہو ایک کی تو آئینہ سلسلہ بہت اچھا لگتا ہے۔ اس لیے میری نظر میں تو آئینہ بیسٹ ہے، سب

WaqarAzeem
Pakistanipoint

دوستوں سے ملاقات بھی ہوجاتی ہے۔ تو ڈن ہوا کہ آنچل آئینہ کے بغیر ادھورا ہے۔

عائشہ شکیل..... گوجرہ

ا:۔ اگر میں کسی ملک کی شہزادی ہوتی (ہم) تو اپنی سالگرہ پر غریب عوام کو مدعو کرتی اور انہیں تحائف پیش کرتی تاکہ غریب رعایا بھی ملکی ترقی کا سبب بن سکے اور ملک کی عوام ترقی سے شاد و آباد رہے۔ آگے اللہ کی مرضی ہے کہ میں شہزادی بنتی ہوں یا جسٹ (ہاہاہا ہی ہی)

۲:۔ خدانخواستہ مابدولت کے ساتھ اگر ایسا حادثہ پیش آ بھی گیا تو کتنی ہی دیر آنکھیں خوشی سے پٹپٹا کر دیکھیں گے۔ کافی دیر بعد جب چائے پانی کا خیال آئے گا تو جلدی سے کچن کی دوڑ لگائیں گے درحقیقت ہمارا معیار عام و خاص کے لیے ایک جیسا ہے لیکن کچھ تکلفات بھی نبھانے پڑتے ہیں۔ اگرچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مساوات کا حکم دیا ہے تو ہم بھی ذرا کام برابر ہی رکھیں گے (ہاہاہا)

۳:۔ ''مل جائے تو زندگی''

''نہ ملے تو مکر و فریب''

کیونکہ اگر نیت میں کھوٹ نہ ہو تو لاحاصل چیز پر بھی عنایت اور کرم خدا ہو جاتا ہے۔

۴:۔ میں تو یہی کہوں گی کہ ہمیں سارے سلسلے بہت پسند ہیں، ہر کسی کے بغیر آنچل ادھورا سا محسوس ہوگا، مگر آئینہ ایک ایسا سلسلہ ہے جسے میں سب سے پہلے پڑھتی ہوں تو یوں آئینے کے بغیر آنچل ادھورا سا محسوس ہوگا۔

ادم آصف..... خانگڑھ

السلام علیکم! آنچل اسٹاف، رائٹرز اور ریڈرز کو میری طرف سے آنچل کی سالگرہ مبارک ہو، آنچل اسٹاف کا بہت بہت شکریہ آپ کی اتنی محنت کے بعد ہمیں آنچل پڑھنے کو ملتا ہے۔ اچھا جی اب آتے ہیں سروے کی جانب۔

ا:۔ کس ملک کی شہزادی اور کہاں کی شہزادی؟ (ہاہاہا) ہم تو اپنے گھر کی شہزادی ہیں۔ ابو جان گھر کے بادشاہ اور امی جان گھر کی ملکہ اور ہم شہزادیاں اپنے والدین کی (ہاہاہا) ہاں اگر کسی ملک کی شہزادی ہوتی تو اپنی سالگرہ کے دن رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آتی، جیسے عام دنوں میں پیش آتی ہوں، یہ کیا سالگرہ کے دن اچھے بنتے پھرو اور اگلے دن سے دوبارہ وہی روٹین شروع، یہ اپنا ذاتی خیال ہے او کے۔

۲:۔ مجھے سیاست میں صرف قائداعظم محمد علی جناح ہی اچھے لگتے تھے اور رہیں گے۔ ہاں اگر قیصر آنی اور باقی آنچل اسٹاف میں سے کوئی بھی ہمارے گھر آجائے تو میں خوشی سے پاگل ہوجاؤں گی ہوش میں آجاؤں گی تو پھر کوئی خاطر داری کروں گی ناں (ہاہاہا) وہ بھی ان کی پسند کے عین مطابق ہر چیز تیار کروں گی۔

۳:۔ محبت تو ایک خاص جذبہ ہے جو محبت اللہ، اس کے رسول پاک ﷺ والدین اور اپنی فیملی سے ہوتی ہے دوستوں سے ہوتی ہے، وہ بہت پاکیزہ اور خاص ہوتی ہے اور جو صنف مخالف سے ہوتی ہے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے، اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں دوسروں کے تجربوں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ محبت نہیں ہوتی جسٹ ٹائم پاس ہوتا ہے۔

۴:۔ آنچل کا ہر سلسلہ ہی ماشاء اللہ سے بہترین ہے لیکن آئینہ اور درجواب آں میں میرا نام نہ ہو تو مجھے آنچل ادھورا سا لگتا ہے۔ باقی بھی سلسلے اچھے ہیں اور اچھے ہیں تو ابھی تک چل رہے ہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ نیرنگ خیال اور بیاض دل میں بھی میرا نام آئے۔ ایک بار لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرا انتخاب ابھی اتنا اچھا نہیں ہے کہ ایمان وقار اور میمونہ کے معیار پر پورا اتر سکے۔ آنچل اتنا اچھا رسالہ ہے کہ کیا بتاؤں۔ آنچل میرے لیے پانی کی طرح ہے اور میں آنچل کی پیاسی ہوں۔ جس طرح پیاسے کو پانی نہ ملے تو وہ مرنے کے قریب ہوجاتا ہے میرا حال بھی کچھ اسی طرح ہے۔ آنچل تمہیں سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اور دن رات ترقی کرو اور بہت زیادہ شہرت کی بلندیوں کو چھوؤں آمین۔

www.naeyufaq.com

Waqar Azeem Pakistanipoint.com

محبت کبھی کبھی

سباس گل

یہ کس غم سے محبت ہوگئی ہے
غم دنیا سے فرصت ہوگئی ہے
اگر دو دل کہیں بھی مل گئے ہیں
زمانے کو شکایت ہوگئی ہے

''سوہا..... دروازے پہ دیکھو کون آیا ہے بیل بج رہی ہے؟'' قدسیہ بیگم نے باورچی خانے سے باہر آ کر اسے ٹی وی میں مگن دیکھ کر کہا۔

''کوریئر والا ہوگا امی! ابھی اس کی کال آئی تھی مکمل ایڈریس پارسل پہ لکھا ہوتا ہے اس کے باوجود ان کی سمجھ میں نہیں آتا کال کر کے پوچھنا تو جیسے فرض ہے ان پر پارسل اگر لڑکی کے نام ہے تو فرض کی قضا ممکن ہی نہیں۔'' سجاب احمد اپنی ہی دھن میں قدسیہ بیگم کو جواب دیتی ہوئی گیٹ تک آ گئی۔

''کون ہے؟'' سجاب نے اندر سے ہی پوچھا۔

''آپ کا کوریئر آیا ہے میڈم۔'' باہر سے مردانہ دلکش آواز آئی۔

''دیجیے۔'' سجاب نے گیٹ کھول کر ہاتھ آگے بڑھایا وہ اونچا لمبا صحت مند خوبرو لڑکا تھا۔ بائیک پر سوار ہاتھ میں دستخط لینے والا کاغذ تھامے سفید پینٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا' سجاب کو اس کی اس وردی پر بہت حیرت ہوئی۔

''پورا بگلہ بنا ہوا ہے سر سے پاؤں تک سفید۔'' سجاب نے دل میں کہا۔

''میم..... دستخط کرنا ہیں۔'' کوریئر والا بولا۔

''کہاں دستخط کرنے ہیں؟ لائیے پین دیجیے۔'' سجاب نے سنجیدگی سے کہا۔

''میم..... پارسل جن کے نام ہے دستخط انہیں کے چاہیے' یعنی مس سجاب احمد کے۔'' کوریئر والے نے نہایت مہذب لہجے میں جواب دیا۔

''میں ہی سجاب احمد ہوں' ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے مجھے کال ہی کی تھی' اب کیا شناختی کارڈ لا کر دکھاؤں آپ کو تب یقین آئے گا؟'' سجاب غصہ میں جھلا کر بولی۔

''دکھا دیں تو اور بھی اچھا ہو جائے گا وہ کیا ہے ناں کہ ہمیں بھی تو آفس میں رپورٹ کرنا ہوتی ہے۔ کوئی اونچ نیچ ہو جائے تو ہماری شامت آ جاتی ہے' انکوائری شروع ہو جاتی ہے۔'' کوریئر والے نے اپنی مجبوری بیان کرتے ہوئے لجاجت سے کہا تھا وہ چڑ گئی۔

''توبہ ہے آپ تو تقریر ہی کرنے کھڑے ہو گئے۔ مظلوم بہوؤں کی طرح رونا رونے لگے ہیں اپنی مجبوری کا' لا رہی ہوں آئی ڈی کارڈ۔'' سجاب نے تنک کر تند لہجے میں کہا اور اپنے کمرے سے شناختی کارڈ لے کر آئی اور کوریئر والے کو دیا اس نے شناختی کارڈ الٹ پلٹ کر بغور دیکھا اور اسے واپس کر دیا۔

WadaAzam
Pakistanipoint.com

''تھینک یو میم..... آپ کو زحمت دی۔'' وہ پارسل لے کر بڑبڑاتی ہوئی گیٹ بند کر کے اندر چلی آئی اور آن لائن منگوایا گیا فینسی ڈریس پارسل کھول کر دیکھنے لگی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''ایک تو کوریئر والوں نے اس گھر کا رستہ ہی دیکھ لیا ہے مجال ہے جو یہ لڑکی آن لائن شاپنگ کرنے سے باز آجائے بازار جا کر خود خریدلو مگر نہیں بیکار کی چیزیں منگواتی رہتی ہے اور پیسے ضائع کرتی رہتی ہے۔'' قدسیہ بیگم نے اس کے نئے فینسی ڈریس کو دیکھ کر کہا۔

''امی..... اتنا اچھا تو ہے۔'' وہ فوراً بولی۔

''کیا خاک اچھا ہے..... آدھی قیمت پر تو یہاں سے بھی مل جاتا۔ میں آئندہ نہ دیکھو تمہارا آن لائن آرڈر کا پارسل آیا تو آگ لگا دوں گی۔'' قدسیہ بیگم نے سوٹ کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے.....'' سجاب احمد مسکین صورت بنا کر بولی۔

''تمہارے اس آرڈر کو جیسے وصول کرنے سے پہلے ہزاروں روپے دینا پڑیں۔'' قدسیہ بیگم نے اسے غصیلے لہجے میں خبردار کرتے ہوئے کہا تو اس سے دو سال بڑی نایاب بولی۔

''اور ایسا کوئی پارسل آئے گا نہیں جو فری میں وصول کرنا نصیب ہو مس سجاب احمد عرف سوہا کو۔''

''کسی کا دماغ خراب ہوگا جو مفت میں انہیں تحفے بھیجے گا۔'' قدسیہ بیگم بھی غصے اور طنز سے بولیں۔

''ہاں واقعی درست دماغ رکھنے والے غلط تھوڑی کہتے ہیں وہ تو صرف دماغ کھاتے ہیں جیسے کہ آپ لوگ۔'' سجاب نے دکھی ہو کر کہا اور اپنا سوٹ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

قدسیہ بیگم اور رشید احمد کا تعلق متوسط گھرانے سے تھا۔ رشید احمد مقامی بینک میں ملازم تھے۔ دس مرلے کے دو منزلہ گھر میں وہ ان کی بیوی قدسیہ بیگم' دو بیٹیاں نایاب' سجاب اور بڑا بیٹا وحید احمد رہائش پذیر تھے۔ بیٹا وحید ایک سال پہلے ملائیشیا گیا تھا۔ وہاں اس نے اپنے ماموں کی بیٹی زاریہ سے شادی کر لی تھی اور وہیں ملازمت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ماموں سسر کا جنرل اسٹور بھی سنبھال لیا

اور پاکستان میں اپنے گھر والوں کو بھی مالی لحاظ سے مدد کررہا تھا۔ نایاب نے ایم اے انگلش کیا تھا اور تایا کے بیٹے اظفر احمد سے اس کا نکاح چند ماہ پہلے ہوگیا تھا اور رخصتی عیدالفطر کے بعد ہونا تھی' گھر میں اسی کی شادی کی تیاریاں جاری تھیں۔ سجاب نے ایم ایس سی کیمسٹری سال اول کے پرچے دیئے تھے اس کا چونکہ زیادہ وقت کتابوں میں گزرتا تھا لہٰذا وہ بازار جانے کے لیے وقت نکالنا وقت کو ضائع کرنے کے برابر سمجھتی تھی اور اس کا بہترحل اس نے آن لائن شاپنگ کی صورت میں نکالا تھا۔ نایاب اور قدسیہ بیگم اس کے لیے خریداری کرتی تھیں۔ قدسیہ بیگم کو اس کی آن لائن شاپنگ کی عادت سے بہت چڑ تھی ان کا کہنا تھا کہ سستا اور ناقص میٹریل زیادہ قیمت پر بیچا جاتا ہے اور خریدنے والے کو کہا جاتا ہے کہ وہ سستے داموں خرید رہا ہے۔ انہیں سجاب کی آن لائن کی گئی شاپنگ کبھی بھی پسند نہیں آئی تھی اور اس بار تو اسے اچھی خاصی ڈانٹ پڑی تھی' لہٰذا اس نے سوچ لیا تھا کہ آئندہ وہ آن لائن شاپنگ نہیں کرے گی' نہ ہی امی اور نایاب سے کچھ منگوائے گی بلکہ خود بازار جائے گی۔ یوں بھی آج کل وہ فارغ تھی امتحانات کے بعد گزر بسر کے لیے کوئی مشغلہ تو چاہیے تھا' شاپنگ ہی سہی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''سب ہی کچھ آن لائن لیتی ہو نا تم
سنو!
محبت بھی کسی دن تم
ذرا سی آن لائن کرلو یا پھر یوں کرو پگلی!
کہو ان سے
میرا آرڈر یہ بک کرلیں
بہت انمول سی ہو وہ
بڑی دلکش سی پیکنگ ہو
جس کے ملتے ہی راحت جان شناخت ہو جائے
وہ پوچھے
تو اسے کہہ دو
محبت' بس محبت کوریئر کردو
دل وروح عشق سے بھردو
میری عیدیں' اداسی کے سمندر میں
سدا ہچکولے کھاتی روکھی پھیکی سی گزرتی ہیں
انہیں تم خوشنما کردو
ہنسی سے' مسکراہٹ سے
محبت سے انہیں بھردو
تم!
جہاں کہیں بھی ہو' بس مجھ کو
میرے حصے کی محبت کوریئر کردو
محبت کوریئر کردو۔''

''واہ واہ واہ' کیا شاعری ہے تمہاری..... محبت کوریئر کردو۔ ہاہاہا بے وقوف لڑکی سب سے زیادہ محبت ہی تو آن لائن سیل ہو رہی ہے ان دنوں لڑکیاں لڑکا بن کر لڑکیوں کو الو بنا رہے ہیں اور لڑکے لڑکی بن کر..... اگر وہ اپنی جنس چینج نہ بھی کریں تو بھی فیس بک پر محبت عام ہے ہر کوئی ہر کسی سے یہی کہہ رہا ہوتا ہے کہ مجھے تم سے محبت ہے' میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتا' تم ہی میری دنیا ہو' تم نہ ملیں تو میں اپنی جان دے دوں گا وغیرہ وغیرہ تم سے کوئی نہیں کہتا آئی لو یو..... جو یہ شاعری فرمانے کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔ تم تو اپنی شاعرانہ تک بندی اپنے ٹائم لائن پر پوسٹ کرتی رہتی ہو کتنے فینز اور عاشق پروانے' دیوانے بن چکے اب تک؟'' نایاب نے کمرے میں آ کر اس کی ڈائری جھپٹ کر اس کی نظم پڑھ کر طویل لیکچر دینے کے بعد پوچھا۔

''میں ان فضولیات میں نہیں پڑتی جس محبت کا تم ذکر کررہی ہو ناں وہ فلرٹ' ٹائم پاس اور دل لگی ہے..... مجھے سچی اور پاکیزہ محبت کی چاہ ہے اور یہی دعا ہے کہ جب بھی شریک سفر ملے سچی محبت کرنے والا اور دل سے عزت کرنے والا ملے۔'' سجاب نے سنجیدگی سے جواب دیا تو وہ ہنستی ہوئی اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولی۔

''خواب دیکھنے پر کوئی پابندی تو نہیں ہے اور جیسا

WaqarAzeem
PakistaniPoint.com

تمہارا صاف گوئی اور سچ بولنے کا مزاج ہے ناں' سچی محبت کا خیال تو تم اپنے دل سے نکال ہی دو' مرد کو اپنی بیوی کی صاف گوئی' بدتمیزی محسوس ہوتی ہے اس کا اعتماد اور نڈر انداز مرد کو اس کی بے حیائی اور بے باکی لگتا ہے۔ مرد تو ڈری' دبی' سہمی ہوئی کم گو جی جی کرنے والی بیوی پسند کرتا ہے' بحث کرنے' تکرار یا اصرار کرنے والی بیوی کو شوہر قطعاً پسند نہیں کرتا۔"

"اچھا.....! ایسا ہے تو تم بن جانا ڈری سہمی ہوئی کم گو بیوی اپنے شوہر کی..... مجھے یہ احمقانہ سبق مت پڑھاؤ' میاں بیوی کا رشتہ باہمی محبت' اعتماد اور اعتبار کا ہوتا ہے ڈر خوف' نیچا دکھانے' دھمکانے کا نہیں۔" سجاب نے اس کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے اپنی ڈائری اس کے ہاتھ سے لے لی۔

"چلو میں بھی دیکھتی ہوں کون عاشق تمہیں محبت کو ریئر کرتا ہے؟"

"میری فکر کرنا چھوڑ دو کیونکہ میں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے اور اللہ میرے لیے بہت اچھا کریں گے مجھے یقین ہے۔ تم اپنی فکر کرو اور اتنے نادر خیالات کے ساتھ اپنے ماڈرن مزاج شوہر کے ساتھ کیسے چل پاؤ گی؟ اپنا اعتماد گنوانے کی' سر جھکا کے دب کے' ڈر کے رہنے کی باتیں کر رہی ہو یعنی خود کو اپنی شخصیت کو ابھی سے مارنے کا سوچ لیا ہے تم نے..... محبت کی اذیت ناک زندگی گزارنے کا سوچے بیٹھی ہو تم تو..... ہوش کے ناخن لو ورنہ پچھتاؤ گی اور مجھے بزدلی کا سبق مت پڑھایا کرو۔" سجاب نے اسے دیکھتے ہوئے قدرے غصے سے جواب دیا۔

وہ شرمندہ سی ہو کر کمرے سے چلی گئی اور سجاب نے تاسف زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کی خوشگوار ازدواجی زندگی کی دعا مانگی اور اپنی تازہ نظم "محبت کو ریئر کردو" فیس بک پر پوسٹ کردی۔ سجاب کھانا کھا کر ٹی وی دیکھ رہی تھی کہ اس کے موبائل پر انجان نمبر سے میسج آیا۔

"کیسی ہیں سجاب احمد' میرے سپنوں کی رانی؟" میسج پڑھتے ہی سجاب کا رنگ فق ہو گیا دل ایک لمحے کو خوفزدہ ہو کے دھڑکا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے بعد ایک اور میسج آ گیا۔

"اب آپ پوچھیں گی کہ میں آپ کا نام کیسے جانتا ہوں' آپ کا سیل نمبر مجھے کہاں سے ملا اور آپ میرے سپنوں کی رانی کیسے بن گئیں..... ہے ناں؟"

"اف..... کون ہے یہ خبیث؟" سجاب کے پسینے چھوٹ گئے۔ پریشان ہو کر بڑبڑائی جواب بھی نہ دیا۔

"ارے جواب تو دیں حسینۂ عالم..... آپ مجھے نہیں جانتیں' لیکن میں آپ کو جانتا ہوں' کہیں تو آپ کو آپ کے گھر کا ایڈریس سینڈ کروں؟" اگلا میسج آیا جس میں سجاب کے گھر کا مکمل پتا' اس کے گھر کے قریب کی مین نشانی ایک اسکول کا نام پتا بھی تحریر تھا۔ اب تو سجاب احمد کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔ وہ تو کبھی کسی مرد سے مخاطب نہیں ہوئی تھی نہ ہی فیس بک پر اس نے اپنا سیل نمبر کسی فیس بک فرینڈ تک کو نہ دیا تھا کہ وہ اسے اس طرح پریشان کرتا۔

"یہ موبائل نمبر کس کا ہے؟ کہیں وہ کو ریئر والا تو یہ شرارت نہیں کر رہا؟ اس کو ہی گھر کا ایڈریس سمجھایا تھا صبح۔" سجاب کے دماغ میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا اس نے کال لسٹ نکالی ریسیور کالز میں یہی نمبر موجود تھا یعنی وہ میسج کو ریئر والا ہی کر رہا تھا۔ اب سجاب کا ڈر ختم ہوا اور دماغ حرکت میں آ گیا تھا۔ اس نے فوراً میسجز کا اسکرین شارٹ لیا اور پارسل کی رسید کی تصویر موبائل میں کھینچی اور جس آن لائن شاپنگ بوتیک سے سوٹ منگوایا تھا ان کو ان باکس کر کے ساری بات بتا دی اور ساتھ ہی اپنے شہر کے کو ریئر آفس میں خود بھی فون کر کے شکایت کر دی۔ کو ریئر والے نے اپنا نام عاصم مختار بتایا تھا..... آفس والوں نے معذرت کرتے ہوئے عاصم مختار سے انکوائری کرنے کی یقین دہانی کرائی اور آن لائن شاپنگ بوتیک والوں نے بھی فوراً رسپانس دیتے ہوئے کمپنی آفس میں کال کر کے شکایت نوٹ کرا دی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''تم عاصم مختار ہوناں کوریئر کمپنی کے ملازم ابھی سائبر کرائم والوں کو تمہاری شکایت کرتی ہوں پھر دیکھنا تمہاری کیسی درگت بنتی ہے۔ شرم نہیں آتی اپنے پروفیشن سے بے ایمانی کرتے ہوئے۔'' سجاب نے اپنا کام کرتے ہی اسے ریپلائی کیا تو میسج کرنے والا حسن چنگیزی سٹپٹا کر رہ گیا۔ وہ عاصم مختار کی جگہ پارسل ڈلیوری کرنے گیا تھا۔ اس نے کال اپنے اور عاصم دونوں کے ہی موبائل نمبر سے کی تھی اور سجاب نے اپنی ذہانت اور سمجھداری سے پہچان لیا تھا کہ اسے کوریئر والا ہی میسج کر رہا ہے۔

''اوگاڈ.....! یہ لڑکی ہے یا کمپیوٹر؟ کتنا دماغ چلتا ہے اس کا۔'' حسن چنگیزی اپنا سر پکڑ کر بوکھلائے ہوئے اس کی حاضر دماغی سے متاثر ہو کر بولا۔

عاصم مختار محض ایک ملازم تھا۔ برانچ ہیڈ نے اسے بلا کر اچھی طرح سے اس کی جھاڑ پلائی اور اسے وارننگ دی کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے۔ وہ کمپنی مالک حسین چنگیزی کے بیٹے حسن چنگیزی کے تفریحی مذاق کے ہاتھوں ذلیل ہوا تھا۔ حسن چنگیزی نے اپنی اس حرکت کو چھپانے کے لیے اس سے بھی جھوٹ بولا کہ اس کا کمپنی کا دیا ہوا موبائل اس سے کہیں راستے میں گر گیا تھا جس کے ہاتھ لگا ہوگا اسی نے یہ حرکت کی ہوگی اور برانچ ہیڈ کا دل بھی اس کی طرف سے صاف کر دیا تھا۔ ادھر سجاب کو بھی آن لائن شاپنگ بوتیک کی طرف سے میسج موصول ہو گیا تھا کہ جس شخص نے اسے تنگ کیا تھا اس کو تنبیہہ کر دی گئی ہے اور اسے نوکری سے فارغ کرنے کی دھمکی کے ساتھ آخری موقع دیا ہے اس یقین دہانی پر کہ وہ آئندہ کسی موکل کو تنگ نہیں کرے گا ورنہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ سجاب بھی مطمئن ہو گئی تھی کیونکہ اس ایک گھنٹے کے دوران دوبارہ اس نمبر سے اسے کوئی کال یا میسج نہیں آیا تھا۔ اس نے ساری بات نایاب کو بھی بتا دی تھی۔

''تم لکھ رہی تھیں ناں ''محبت کوریئر کر دو'' تمہارے دل کی آواز کوریئر والے کے دل کے کانوں نے سن لی ہوگی اسی لیے تو تمہیں لائن مار رہا تھا بے چارہ۔'' نایاب نے ہنس کر کہا تو وہ بولی۔

''اس کو بے چارا کیوں کہہ رہی ہو؟''

''اس لیے کہ اس کی دل لگی تم نے ایک گھنٹے میں بے عزتی میں تبدیل کر کے رکھ دی اس کو انجوائے کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ بڑی ظالم ہو تم۔'' نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ تنک کر بولی۔

''شٹ اپ..... ایسوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے۔ آئندہ کسی لڑکی کو ٹیکسٹ کرنے سے پہلے وہ آج ہونے والی بے عزتی ضرور یاد کرے گا۔ شکل سے اچھا خاصا معقول انسان دکھ رہا تھا اور حرکتیں وہی چھچھورے لڑکوں والی۔ سچ کہتے ہیں انسان کے دو چہرے ہوتے ہیں' دیکھنے میں اور پرکھنے میں کچھ اور۔''

''ہاں یہ تو سچ ہے۔'' نایاب نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''سوہا..... تمہارا پارسل آیا ہے۔'' نایاب ایک بڑا سا ڈبہ اٹھائے ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئی۔

''میرا کون سا پارسل؟'' سجاب نے حیرانگی سے پوچھا۔

''تم نے پھر کچھ آن لائن منگوا لیا ہوگا۔ ابھی پرسوں تو تمہارا پارسل آیا تھا وہ تین ہزار کا سوٹ اب کیا منگوا لیا تم نے؟'' قدسیہ بیگم نے اسے ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔

''میں نے تو کچھ نہیں منگوایا امی.....'' اس کی حیرت دیدنی تھی۔

''پھر کس نے بھیجا ہے؟''

''اللہ جانے اس بار تو پیسے بھی نہیں لیے کوریئر والے نے اور میرے دستخط لے کر ہی پارسل دے دیا۔'' نایاب نے ڈبا میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔

''یہ تو کمال ہی ہو گیا کہ بنا کچھ لیے سوہا بی بی کا پارسل آیا ہے۔ اسے اپنے کمرے میں لے جا کر کھولنا پتا نہیں کیا الا بلا بھرا ہوگا یہاں کچرا پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' قدسیہ بیگم نے اٹھتے ہوئے اسے ڈانٹ کر کہا۔ لہجہ طنزیہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

تھا۔ سجاب شرمندہ سی ہوگئی اور خاموشی سے پارسل اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ بیڈ پر پارسل رکھا اور کھول کر دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں' گلابی اور فیروزی رنگ کا شاندار فینسی ڈریس موجود تھا۔ کون مہندی' میچنگ چوڑیاں' میچنگ جوتے' میک اپ کٹ' پرفیوم اور عید کارڈ' جس پر سرخ گلاب اور دل بنا ہوا تھا۔ وہ حیران پریشان سی سب چیزیں دیکھ رہی تھی جو بہت مہنگی اور شاندار تھیں۔

''لگتا ہے تمہارے سسرال سے عیدی آئی ہے۔'' نایاب بھی متجسس سی پارسل کے اندر سے برآمد ہونے والی چیزیں دیکھنے چلی آئی تھی اتنا سب دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون سے سسرال سے؟''

''ہونے والی سسرال سے۔'' وہ شرارت سے ہنس دی۔

''بکو مت' پتا نہیں کس نے بھیجا ہے' کیوں بھیجا ہے؟''

''ویسے یہ گفٹ جس کسی نے بھی بھیجا ہے بہت دل سے بھیجا ہے بہت قیمتی ہے' لگتا ہے کوئی کروڑ پتی نہ سہی لکھ پتی تو ہوگا ہی۔''

''ہوگا اپنے لیے..... مجھ پہ یہ نوازش کس لیے؟'' سجاب نے فکرمندی اور غصہ سے کہا۔

''دل آ گیا ہوگا تم پر۔''

''شٹ اپ' میں کسی کو اپنی تصویر یا صورت نہیں دکھاتی پھرتی کہ کسی کا بھی دل آ گیا ہوگا۔'' سجاب غصے سے بولی۔

''دل کا معاملہ نہیں ہے تو اور کیا ہوسکتا ہے؟ تمہاری کسی دوست کو تو اتنی شاندار عیدی بھیجنے کی توفیق ہو نہیں سکتی پھر کون ہے؟''

''کہیں یہ کوریئر والا تو نہیں؟'' سجاب نے قیاس کیا۔

''ہاہاہا..... تمہارے لیے کوریئر والا اپنی مہینے بھر کی تنخواہ کیوں خرچ کرنے لگا وہ بھی رمضان اور عید کے قریب جب کہ اس کے اپنے گھر والے اس کی تنخواہ کے انتظار میں شاپنگ اور ضرورت کی لسٹ تیار کر کے بیٹھے ہوں گے۔'' نایاب نے تیزی اور سنجیدگی سے کہا۔

''تو کیسے موت پڑی تھی یہ بھیجنے کی؟''

''عید کارڈ دیکھو' ہوسکتا ہے کہ بھیجنے والے کا نام پتا ہو۔ پارسل کے پیچھے تو صرف مسز چنگیزی لکھا ہے۔'' نایاب نے دیکھ کر کہا۔

''یہ کیا چنگیز خان کی زوجہ محترمہ ہیں جو مجھ پر مہربان ہیں؟'' سجاب چڑ کر بولی اور لفافے میں سے عید کارڈ نکال کر دیکھنے لگی۔

''پہلی نظر اور پہلی بات
تم نے مجھ کو دے دی مات
چاہت اور الفت سے میں نے
بھیجی ہے تم کو سوغات
ہاتھ بڑھایا ہے چاہت سے
تم بھی بڑھ کے تھام لو ہاتھ
جیون میں تم آجاؤ ناں!
بخش دو مجھ کو اپنا ساتھ
عید مبارک تم کو جاناں!
عید کے دن ہوگی ملاقات''

''محبت کوریئر کردی۔''

حسن چنگیزی

''او مائی گاڈ.....! یہ کیا ہے' کون ہے؟ قسم سے میں تو اسے جانتی بھی نہیں ہوں۔'' سجاب اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔ نایاب نے بھی عید کارڈ پڑھا اور کہنے لگی۔

''ایک بات تو طے ہے کہ یہ ''حسن چنگیزی'' تمہاری نظم ''محبت کوریئر کردو'' فیس بک پر پڑھ چکا ہے اور لاہور سے ہی اس کا تعلق ہے اور تمہیں دیکھ بھی چکا ہے مجھے تو یہ پہلی نظر کا پیار لگتا ہے اب تم سوچو کے تم یونیورسٹی میں کسی حسن کو جانتی ہو یا کہیں کوئی ملا ہو؟''

''میں نہیں جانتی نایاب..... پتا نہیں چنگیز خان کی یہ کون سی نسل ہے جو میرے پیچھے پڑ گئی ہے خوامخواہ۔'' سجاب نے پریشانی سے کہا تو وہ ہنس دی۔

Waqar Azeem
Paksanipoint.com

''ارے پاگل..... اس نے سیل نمبر بھی تو لکھا ہوا ہے ذرا کال کر کے معلوم تو کرو کیا مسئلہ ہے موصوف کو؟'' نایاب نے دھیان سے کارڈ دوبارہ پڑھا تو کارنر میں سیل نمبر لکھا دیکھ کر بولی۔

''میں کیوں کال کروں؟ کرلے گا خود ہی جب حسب توقع میری طرف سے جواب نہیں ملے گا تو..... ہاں یہ نمبر میں اپنے سیل فون میں سیو کرلیتی ہوں تاکہ اس کا ٹیکسٹ یا کال آئے تو میں سمجھ جاؤں کہ یہ حسن چنگیزی ہے۔'' سجاب سنجیدگی سے بولی اور کارڈ سے نمبر حسن چنگیزی کے نام سے اپنے سیل فون میں سیو کرلیا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''لڑکیوں تمہاری عید کی شاپنگ مکمل ہوگئی کہ نہیں پھر عین وقت شور مچاتی ہو کہ میچنگ چوڑیاں نہیں ہیں' جوتے تنگ ہیں' مہندی صحیح نہیں۔ چاند رات کو بازار بھرے ہوتے ہیں' میں نہیں نکلنے دوں گی تم دونوں کو چاند رات میں شاپنگ کے لیے لہٰذا جو خریدنا ہے آج کل میں خرید لو بعد میں میرا سر مت کھانا۔'' قدسیہ بیگم نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد ان دونوں سے کہا۔

''امی..... میری شاپنگ تو مکمل ہوگئی تھی سوہا کی اب ہوگئی ہے مکمل دیکھیں تو کتنی شاندار عیدی آئی ہے اس کی۔'' نایاب نے انہیں دیکھتے ہوئے بتایا۔ وہ سجاب کے بیڈ پر پھیلی چوڑیاں' مہندی' کپڑے' جوتے' پرفیوم وغیرہ دیکھ کر حیران رہ گئیں' تمام چیزیں اٹھا کر دیکھیں اور سجاب کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ اتنی اعلیٰ سوغات کی مہربانی کس کی طرف سے ہے؟''

''حسن چنگیزی کی اور میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے اور اس نے مجھے یہ عیدی کیوں بھیجی ہے؟'' سجاب نے سچ بتادیا۔

''میرا خیال تھا کہ تم حسن چنگیزی کی جگہ کسی دوست یا سہیلی کا نام لے دو گی امی کے سامنے۔'' نایاب نے تحیر آمیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا کر بولی۔

''کیوں..... میں جھوٹ کیوں بولوں؟ جب میں جانتی ہی نہیں ہوں اس شخص کو' نہ میرے دل میں کوئی چور ہے جو میں سچ چھپاؤں۔''

''تم اسے جانتی نہیں ہو مگر ان تحائف کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہے نہ صرف جانتا ہے بلکہ چاہتا بھی ہے اور اگر یہ سچ ہے تو وہ تم سے رابطہ ضرور کرے گا اور تمہارے معاملے میں اگر وہ سنجیدہ ہے تو اپنے گھر والوں کو ہمارے گھر لے کر ضرور آئے گا۔'' قدسیہ بیگم نے بغور سجاب کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ نایاب فوراً بولی۔

''تو امی..... آپ نے اس پہ یقین کرلیا کہ یہ سچ کہہ رہی ہے۔''

''ہاں..... کیوں تمہیں اپنی بہن پر یقین نہیں ہے؟'' قدسیہ بیگم نے نایاب کو کھوجتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ایسا تو فلموں' ڈراموں میں ہوتا ہے امی اور یہ حقیقت ہے اور حقیقت میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ کوئی ایک نظر دیکھ کر ہی کسی پر مرمٹے۔'' نایاب نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بے پروا اور بے یقین لہجے میں جواب دیا۔

''یعنی تم اپنی بہن پر شک کر رہی ہو؟''

''پتا نہیں۔'' اس نے کندھے اچکائے' سجاب کو نایاب کی بات سے بہت دکھ ہوا۔

''یہ تحائف بھی حقیقت ہیں اور ان کے پس پردہ اگر محبت ہے تو وہ بھی جلد سامنے آجائے گی اور اگر یہ شکاری کا جال ہے تو میں نے تم دونوں کی تربیت ایسی کی ہے کہ تم یہ جال کاٹ سکو' اس کی گرفت میں آنے سے خود کو بچا سکو۔'' قدسیہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔

''امی جان..... آپ بے فکر ہوجائیں میں کسی جال میں نہیں پھنسنے والی' اگر اس شخص نے مجھ سے رابطہ کیا تو میں کہہ دوں گی' میرے ماں باپ سے بات کرے ورنہ اپنی حد میں رہے۔'' سجاب نے قدسیہ بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا تو قدسیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اس کا

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

رخسار تھپتھپایا۔

"ٹھیک ہے مجھے تم پہ بھروسہ ہے تم کچھ غلط نہیں کروگی کبھی بھی۔"

"ان شاء اللہ۔" سجاب نے مسکرا کر کہا نایاب طنزیہ ہنسی ہنس دی۔ سجاب نے تاسف زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

بعض تجربے اور اتفاق بہت اچھے ثابت ہوتے ہیں انسان کی زندگی کا رخ موڑ دیتے ہیں' رکے ہوئے پانی میں کنکر کی مانند آ گرتے ہیں اور اس میں ہلچل مچا دیتے ہیں' ملنے اور بچھڑنے کا اپنا درد' احساس ہوتا ہے' کوئی برسوں تلاشنے کے بعد بھی خالی ہاتھ رہ جاتا ہے اور کسی کو ایک پل میں عمر بھر کا خزانہ ہاتھ لگ جاتا ہے' بات نیت' نصیب اور محبت کی ہے..... برکت تب ہوتی ہے جب نیت صاف' دل شفاف' اور روح پاک ہو پھر تو دو مختلف دنیاؤں کے لوگ بھی ایک خطۂ ارض پہ آ ملتے ہیں۔ یک جان دو قالب..... دو جسم ایک روح کہلاتے ہیں..... حسن چنگیزی کو بھی سجاب احمد کی ایک جھلک نے چونکا دیا تھا۔

وہ اس کے خواب و خیال کا پیکر بنی زندہ سلامت اس کے روبرو تھی۔ اس کی خود اعتمادی نے اسے بوکھلا دیا تھا۔ وہ یقین و بے یقینی کی سی کیفیت میں گھر کر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جیسے اس وقت کسی کو ادھار دے آیا تھا..... وہ جو دوسروں کو لاجواب کر دیا کرتا تھا سجاب احمد جیسی عام سی لڑکی کے سامنے لاجواب ہو گیا تھا مگر وہ عام سی لڑکی کب تھی؟ جو لڑکی حسن چنگیزی جیسے شخص کے دل کو چھو گئی تھی وہ عام سی تو نہ تھی۔ پانچ فٹ تین انچ کی قدامت پر چمپئی رنگت' سیاہ گھنے لمبے بال' دلکش لب و رخسار سیاہ آنکھیں جن میں ذہانت' شرارت اور سنجیدگی بیک وقت چھلکتی تھی۔ آواز میں نغمگی اور ترنم ایسا کہ سننے والا محو ہو جائے' انداز کی بے نیازی ایسی کہ بہت سے بے نیازوں کو چاروں شانے چت کر جائے اور حسن چنگیزی..... چاروں شانے چت ہو گیا تھا۔ دنیا بھر کے حسین چہروں کو دیکھنے' سراہنے اور ملنے والا حسن چنگیزی ایک عام سے گھر کی مڈل کلاس لڑکی کو "ہائی کلاس" کا درجہ دینے کا فیصلہ کر رہا تھا۔ "حسن چنگیزی" حسین چنگیزی کا بڑا بیٹا تھا۔ وہ ایک ماہر اور کامیاب آرکیٹیکٹ تھا۔ حسین چنگیزی سینٹری کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کی اپنی فیکٹری تھا جہاں بہت عمدہ اور جدید طرز کا سامان تیار ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی ایک کوریئر کمپنی تھی جو ان کی زیر نگرانی اپنا کام بخوبی انجام دے رہی تھی۔ حسن چنگیزی کبھی کبھار کوریئر کمپنی کا چکر لگا لیا کرتا تھا اور کارخانے کا بھی' ورنہ وہ اپنی ذاتی آرکیٹیکٹ کمپنی میں ہی مصروف رہتا تھا۔ اس نے امریکہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ دو سال وہاں ملازمت کرنے کے بعد لاہور واپس آ گیا تھا اور اپنا ذاتی کام کر رہا تھا۔ وہ بہت جاذب نظر تھا۔ سفید رنگت پر سیاہ آنکھیں' ہلکی سی شیو بڑھی ہوئی تھی' مضبوط جسم کا مالک اپنی اسمارٹ پرسنالٹی کی بدولت خاندان بھر کا منظور نظر تھا۔ کم گوئی اور لیے دیئے روئے کی وجہ سے لڑکیوں میں مغرور مشہور تھا۔

حسین چنگیزی کا دوسرے نمبر والا بیٹا حسنین چنگیزی اپنا ماسٹرز مکمل کرنے کے بعد ان کے ساتھ فیکٹری جاتا تھا اور اس سے چھوٹی حنا چنگیزی کی بی ایے کے فوراً بعد چچا کے بیٹے اویس چنگیزی سے شادی ہو گئی تھی اور اب وہ ایک بیٹی کی ماں بھی بن گئی تھی۔ مسز ناصرہ چنگیزی مکمل گھریلو خاتون تھیں۔ ایک کینال کے دو منزلہ بنگلے کو بہت عمدگی سے سجایا گیا تھا۔ حسنین چنگیزی کی شادی بھی پھوپو کی بیٹی سدرہ کے ساتھ چند ماہ قبل ہوئی تھی' وہ سدرہ کو چاہتا بھی تھا اس لیے بہت خوش تھا..... ناصرہ چنگیزی کی دلی خواہش اور تمنا تھی کہ حسن چنگیزی ان کی بھانجی روبابہ جی اسرا سے شادی کے لیے آمادگی ظاہر کر دے۔ دو بچوں کی شادی شوہر اور بچوں کی مرضی سے ہوئی تھی' اب بڑے بیٹے کی شادی وہ اپنی مرضی سے کرنا چاہتی تھیں' جس کے لیے حسن نے صاف انکار کر دیا تھا اور باپ کے سمجھانے کے باوجود وہ راضی نہیں ہوا تھا' ناصرہ چنگیزی اس کے انکار سے بہت مایوس ہوئی تھیں۔ انہیں اس بات کا بہت ملال تھا کہ

WaqarAzeem
Pakistanipoint

حسنین اور حنا کی شادی کے وقت وہ کیوں خاموش رہیں تب ہی کچھ کرلیتیں تو حسنین کی شادی اپنی بھانجی سے اور حنا کی شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کرادیتیں۔ میکے والے بھی ناراضی کا اظہار کرچکے تھے کہ انہیں تو سسرال والوں سے ہی عشق ہے..... اس بات نے انہیں مزید رنج میں مبتلا کردیا تھا اور وہ باقاعدہ ناراضی کا اظہار حسن چنگیزی سے بھی کرچکی تھیں۔ وہ انہیں سمجھا سمجھا کر خاموش ہوگیا تھا اور معمول کے کاموں میں مصروف ہوگیا تھا کہ اچانک ہی اس کی ایک وقت گزاری کی مہم جوئی نے اسے اپنے آئیڈیل سے ملادیا تھا۔

وہ اس روز اپنی روٹین سے ہٹ کر یونہی ڈیڈی کی کوریئر کمپنی کے مقامی صدر دفتر چلا آیا تھا۔ جہاں ہیڈ برانچ قمر شفیق صاحب ملازم عاصم مختار کو چھٹی دینے سے منع کررہے تھے اس نے کسی عزیز کی فوتگی پر جانا تھا۔ حسن چنگیزی کو عاصم مختار کی مسکین سی شکل دیکھ کر رحم آگیا اس کے دماغ میں اسی وقت خیال آیا کہ وہ آج عاصم مختار کے حصے کا کام کردے تو وہ آرام سے اپنے رشتے دار کے جنازے میں شریک ہوسکے گا۔ اس نے عاصم مختار سے بات کی اور وہ اپنے مالک کے بیٹے کی اس پیشکش پر اس کا شکر گزار ہوا اور تین گھنٹے بعد آنے کا کہہ کر رشتے دار کے جنازے میں شرکت کے لیے روانہ ہوگیا۔ تین پارسل تھے۔ ایک لیٹر تھا جو بذریعہ کوریئر اس نے مطلوبہ جگہ پر پہنچانا تھا۔ سجاب احمد کے پارسل کو پہنچانے میں اسے کچھ دقت ہوئی تھی کیونکہ وہ اس علاقے سے ناواقف تھا۔ لہٰذا فون کرکے ایڈریس سمجھا اور جب پارسل دے رہا تھا تو سجاب احمد اپنی حاضر دماغی، ذہانت اور خوب صورتی سمیت اس کے دل و دماغ میں نقش آئیڈیل کے تصور پر پوری اترتی چلی گئی اور وہ حیرت زدہ سا اس حسن اتفاق پر اسے دیکھتا رہ گیا۔ جذبے مچلے تھے اس کی آواز سن کر اور دماغ نے مشورہ دیا تھا کہ یہی ہے اس کے خوابوں کی رانی زندگانی کی ملکہ لہٰذا اسے کبھی کھونے کا نہ سوچے بلکہ پانے کے لیے کام شروع کردے۔ اس کا آئیڈیل آج اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اس کی تلاش ختم ہوگئی تھی اور ناصرہ چنگیزی یعنی ممی کو منانے کی مہم شروع ہوگئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"تمہیں لڑکی پسند آگئی ہے گویا تم میری پسند کی لڑکی کو ریجیکٹ کررہے ہو۔" ناصرہ چنگیزی نے حسن چنگیزی کی بات سنتے ہی بھڑک کر کہا تو وہ نفی میں سر ہلا کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ممی..... میں آل ریڈی آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھے خاندان میں شادی نہیں کرنی اور آپ کی بھانجی، بھتیجی میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں..... وہ میری آئیڈیل نہیں ہیں۔"

"اچھا.....! تو وہ لڑکی جو ہماری کلاس کی بھی نہیں ہے وہ تمہاری آئیڈیل ہوگئی۔" ناصرہ چنگیزی طنزیہ لہجے میں بولیں۔

"ہاں وہ میری آئیڈیل ہے ذہین، سمجھدار، پراعتماد اور باوقار۔"

"یہ تمام خوبیاں میری بھانجی، بھتیجی میں بھی موجود ہیں۔"

"پھر بھی میرا دل ان کی طرف مائل نہیں، میرا دل ان کو دیکھ کر نہیں دھڑکا نہ میرے ذہن میں ان میں سے کسی ایک کو اپنانے کا خیال آیا..... کوئی تو وجہ ہوگی ناں ممی کہ مجھے سجاب احمد اپنی تمام تر صاف گوئی اور سادگی کے ساتھ بھا گئی اور آپ کی بھانجی بھتیجی ساری کوششوں کے باوجود میرے دل کو نہیں چھو سکیں۔" حسن چنگیزی نے سنجیدگی سے کہا تو وہ بولیں۔

"یہ سادگی اور صاف گوئی بھی تم جیسے شاندار لڑکوں کو پھنسانے کا ایک ڈراما ہوتا ہے ان مڈل کلاس لڑکیوں کا۔"

"پلیز ممی..... سجاب کے بارے میں ایسی بات مت کیجیے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میرا اس سے سامنا کب، کہاں اور کیسے ہوا؟ وہ تو جانتی بھی نہیں ہے میری فیلنگز کے بارے میں۔" وہ تڑپ کر بولا۔

"اس کا نہ جاننا ہی بہتر ہے کیونکہ میں اسے اپنی بہو ہرگز نہیں بناؤں گی۔" ناصرہ چنگیزی نے اٹل لہجے میں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کہا۔

"ڈیڈ..... آپ ہی سمجھائیں ممی کو..... میں سجاب کے علاوہ کسی اور لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔" حسن چنگیزی نے کافی دیر سے خاموشی سے چائے پیتے حسین چنگیزی کو مخاطب کرکے عاجزی سے کہا۔

"میں کیا سمجھاؤں بیٹا..... تمہاری ماں بھی اپنی جگہ درست ہے غلط تم بھی نہیں کہہ رہے کیونکہ زندگی تو تم نے گزارنی ہے لہٰذا لائف پارٹنر بھی تمہاری پسند کا ہونا چاہیے۔" حسین چنگیزی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ناصرہ چنگیزی فوراً تیز لہجے میں بولیں۔

"ہاں آپ بھی اسے شہہ دیں خود تو دونوں بچوں کے رشتے اپنے بھائی بہن کے ہاں کردیئے اور میرے بھائی بہن نے بات کی تو فوراً ہری جھنڈی دکھادی۔ میری تو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے ناں آپ دونوں کی نظر میں۔"

"ممی..... کیسی باتیں کررہی ہیں آپ؟ آپ کی پسند کی لڑکی کو اگر میں خوش نہ رکھ سکا اور نہ ہی میں اس کے ساتھ خوش رہا تو کیا آپ دو انسانوں کی زندگی تباہ ہوتی دیکھ کر خوش ہوں گی؟ آپ کا نیا رشتہ جوڑنے کا فیصلہ اور ضد کہیں پہلے رشتے کو بھی نہ خطرے میں ڈال دے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے بھائی بہن کے ساتھ آپس کے رشتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ بہتر ہے کہ پہلے رشتے پر ہی اکتفا کریں بعد میں مجھ سے گلہ مت کیجئے گا کہ آپ کی من پسند بہو کو میں خوش نہیں رکھتا' وقت نہیں دیتا' توجہ نہیں دیتا وغیرہ وغیرہ۔" حسن چنگیزی نے حقیقت پسندانہ انداز میں ان پر ساری بات واضح کردی' وہ پیچ وتاب کھا کر رہ گئیں۔

"بیٹے کی بات میں وزن ہے ناصرہ بیگم۔" حسین چنگیزی بولے۔

"آپ بھی اپنے بیٹے کا ہی ساتھ دیجئے میں تو سوتیلی ہوں ناں جیسے' کچھ لگتی ہی نہیں ہوں آپ کی۔" ناصرہ چنگیزی غصیلے اور ناراض لہجے میں بولیں تو وہ ہنسنے لگے۔

"سوتیلی بیوی بھی ہوتی ہے یہ آج پتا چلا ہے مجھے۔"

"ہاں اڑالیں مذاق میرا..... بیٹے کو تو سمجھا نہیں سکتے بیوی کو مذاق کا نشانہ بنانا خوب آتا ہے۔" ناصرہ چنگیزی غصے سے بولیں۔

"اف..... میں جارہا ہوں ڈیڈ آپ سمجھائیں اپنی بیوی کو کیسی بچوں کی سی باتیں کررہی ہیں۔"

"سن رہے ہیں آپ اس کی باتیں' ایک غیر لڑکی کی خاطر اپنی ماں کو کم عقل اور ضدی قرار دے رہا ہے۔" ناصرہ چنگیزی نے شوہر کی جانب شکایتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ممی..... اس غیر لڑکی کے ملنے سے پہلے ہی میں آپ کو آپ کے منتخب کردہ رشتوں سے انکار کرچکا تھا سو پلیز روایتی ساسوں والا رویہ مت اپنائیں' دل بڑا کریں اپنا وہ بہت اچھی لڑکی ہے رشتوں کو سنبھال کے رکھنے اور چلنے والی۔" حسن چنگیزی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہوگی میری بلا سے..... اسے اس گھر میں بیاہ کر لائے گی میری جوتی۔" ناصرہ نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"مائی گاڈ..... اب آپ لوئر مڈل کلاس کی ان پڑھ کم عقل عورتوں کی زبان بول رہی ہیں۔" حسن چنگیزی کو ان کے اس لہجے اور الفاظ کے چناؤ نے لرزا کر رکھ دیا تھا۔ وہ تاسف سے انہیں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"شوخی' شباب' حسن' تبسم' حیا کے ساتھ
دل لے لیا ہے آپ نے کس کس ادا کے ساتھ"

سجاب کے موبائل پر حسن چنگیزی کے نمبر سے یہ شعر واٹس ایپ پر آیا تھا۔ سجاب نے شعر پڑھا تو اس کا دماغ گھوم گیا۔

"کم بخت مارا' الو کا پٹھا' میں نے کون سی ادائیں دکھائی ہیں اسے جو یوں اور روہوا جارہا ہے۔" سجاب غصے سے بڑبڑائی۔ وہ آن لائن شو ہو رہا تھا مگر سجاب نے ریپلائی نہیں کیا۔

"سجاب..... آئی لو یو۔" حسن چنگیزی نے بے

Waqar Azeem
Pakistanipoint

اختیار ہی ٹائپ کیا اور سینڈ کر دیا۔

''کیوں اپنی موت کو آواز دے رہے ہو مسٹر تھم کے رہو ورنہ ایسا حشر کروں گی کہ پھر روز حشر ہی اٹھائے جاؤ گے۔'' سجاب نے غصے سے جواب دیا تو اس نے فوراً جواب دیا۔

''ہاہاہا..... زہے نصیب..... بندہ تو پہلے ہی آپ پر مرمٹا ہے۔''

''شٹ اپ۔'' سجاب نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس کا نمبر بلاک کر دیا۔

''بلاک کرنے سے تو بھاگنے والا نہیں ہوں میں..... آپ کے گھر کا رستہ جانتا ہوں گھر پہنچ جاؤں گا سیدھا۔'' حسن چنگیزی نے اسے ایس ایم ایس کیا تو وہ سٹپٹا گئی۔

''آخر چاہتے کیا ہو تم؟''

''آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔'' جواب آیا۔

''بھول جایئے کہ کبھی ایسا ہوگا۔'' سجاب نے جواب ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

''بھولنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں نے نہیں' میرے دل نے چنا ہے تمہیں۔''

''آپ کے دل کی تو ایسی کی تیسی۔'' اس نے غصے والے ایموجی کے ساتھ لکھ کر سینڈ کیا۔

''ہاہاہا..... وہ تو آپ نے پہلے ہی کر رکھا ہے۔'' جواب فوراً آیا تھا۔

''کیا بکواس ہے یہ تو پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔'' سجاب اٹھ کر ٹہلنے لگی۔

''عیدی پسند آئی آپ کو؟ بہت محبت سے خریدی تھی' پہلی بار کسی لڑکی کے لیے شاپنگ کی ہے میں نے میرا ذوق' میری پسند کیسی لگی آپ کو؟ عید پر میری بھیجی ہوئی عیدی سے خود کو سجایئے گا اور ہو سکے تو ایک تصویر بنا کر سینڈ کر دیجئے گا۔'' حسن چنگیزی کا ٹیکسٹ پڑھ کر سجاب کا پارہ مزید ہائی ہو گیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ جس قسم کی باتیں وہ کر رہا تھا وہ امی یا بہن کو بتانے والی تو ہرگز نہیں تھیں۔ دونوں ہی اسے باتیں سناتیں کیونکہ اس دن کے بعد سے وہ دونوں اسے سیم بدلنے کا کہہ رہی تھیں اور وہ آج کل پر ٹال رہی تھی۔

''تم ہو کون..... کیسے جانتے ہو مجھے؟'' سجاب نے ایس ایم ایس کیا۔

''اجازت ہو تو کال کر لوں آپ کو؟'' جواب آیا۔

''باقی سب تو مجھ سے اجازت لے کر کیا ہے ناں جو اب اجازت مانگ رہے ہو۔'' سجاب نے غصے سے ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

''محبت ایسی ہی ہوتی ہے بے اختیار' بے قرار' سراپا پیار' اقرار۔'' حسن چنگیزی کے اس جواب نے اسے آگ لگا دی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی کال آنے لگی تو اس نے کل کاٹ دی۔

''کیا ہوا..... شرما گئیں؟'' حسن چنگیزی کا میسج آیا۔

''شٹ اپ' میں نماز ادا کرنے جا رہی ہوں خبردار جو اب کال یا میسج کیا۔'' اس نے تیزی سے ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

''نماز میں ہمارے ملنے کی دعا ضرور کیجئے گا۔''

''کیوں..... آپ نماز نہیں پڑھتے کیا؟'' سجاب نے سوال کیا۔

''نہیں..... پہلے نہیں پڑھتا تھا آج سے بلکہ ابھی سے ریگولر پڑھا کروں گا۔ آپ کو دل سے رب سے مانگنا جو ہے۔'' حسن چنگیزی نے مسکراتے ہوئے جواب ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا۔

''نماز پڑھتے نہیں ہیں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں پھر تو روزے بھی نہیں رکھتے ہوں گے۔'' اس نے ناچاہتے ہوئے میسج کر دیا۔

''روزے پورے رکھتا ہوں الحمدللہ' روزہ کبھی نہیں چھوڑا۔'' حسن چنگیزی نے ایمان داری سے جواب لکھ کر بھیج دیا۔ سجاب نے پڑھ کر چیٹ ڈیلیٹ کر دی اور عشاء کی نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"ناصرہ بیگم..... جوان اولاد کے ساتھ اس طرح بات نہیں کرتے اور حسن کی خواہش ایسی غلط بھی نہیں ہے کہ آپ اتنا غصہ کریں۔ زندگی تو اسے گزارنی ہے اور اگر من پسند شریک زندگی کا ساتھ نصیب ہوجائے تو سفر آسان اور خوشگوار ہوجاتا ہے۔" حسین چنگیزی نے ناصرہ چنگیزی کو سمجھاتے ہوئے نرم لہجہ میں کہا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی بہن کے سامنے شرمندہ ہوجاؤں۔ آپ نے تو اپنے بھائی بہن سے رشتہ مضبوط کرلیا' دونوں بچوں کی شادیاں کرکے اور میرا کیا؟" ناصرہ چنگیزی خفگی سے بولیں۔

"آپ کا سب کچھ ہے بیگم صاحبہ..... حسنین اور حنا کی مرضی اور پسند جاننے کے بعد ہی میں نے ان کی شادی کی تھی اور حسن کی مرضی بھی اگر آپ کے میکے کی طرف نہیں ہے تو ہم زبردستی تو نہیں کرسکتے ناں' جوان اولاد ہاتھ سے نکل جائے گی' ناراض ہوکر گھر چھوڑ کر بھی جاسکتا ہے۔ حسن خود مختار ہے بہت اچھا کام چل رہا ہے اس کا الگ رہنا با آسانی افورڈ کرسکتا ہے۔ بعد میں آپ کو ہی پچھتاوا ہوگا اتنے قابل اور فرماں بردار بیٹے کو خود سے ناراض اور دور کرکے۔" حسین چنگیزی نے کہا۔

"کیا خاک فرماں بردار ہے' وہ میری مرضی سے شادی تو کر نہیں رہا۔" ناصرہ چنگیزی ناراض لہجے میں بولیں۔

"بس اس ایک بات کی وجہ سے آپ اس کی محبت' خدمت اور عزت جو وہ آپ کو دیتا ہے اسے نظر انداز نہیں کرسکتیں۔ اس نے آج تک آپ سے اونچی آواز میں بات نہیں کی اور آج آپ نے ان پڑھ' جاہل عورتوں کی طرح اس سے اس لڑکی سجاب کے حوالے سے جس انداز میں بات کی ہے وہ بے چارا تو شاکڈ تھا ہی مجھے بھی آپ نے حیرت اور افسوس میں مبتلا کردیا۔ ایک ان دیکھی لڑکی سے اتنی نفرت کی آپ نے اپنے وقار کو ہی داؤ پر لگادیا۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے آپ پیار سے نرمی سے بھی تو بات کرسکتی تھیں..... ہوگا تو وہی جو وہ چاہتا ہے۔"

"اگر آپ میرا ساتھ دیں تو وہ سب نہیں ہوگا جو حسن

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں

ماہنامہ آنچل کراچی ماہنامہ حجاب کراچی

ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرِ سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے ہر کونے میں 850 روپے

امریکا' کینیڈا' آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے

8000 روپے

مڈل ایسٹ ایشیائی' افریقہ' یورپ کے لیے

6000 روپے

رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ' منی آرڈر' منی گرام و ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔ مقامی افراد

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر

0316-0128216

موبی کیش اکاؤنٹ نمبر

0300-8264242

رابطہ: طاہر احمد قریشی..... 0300-8264242

نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز

81 نیشنل بینکرس ہائی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم زد آنچل پریس کراچی 75510

فون نمبرز: +922-35620771/2

naeyufaq.com

Info@naeyufaq.com

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

چاہتا ہے۔'' ناصر چنگیزی نے پرسوچ انداز میں کہا۔

''کیا مطلب؟''

''ہم سجاب کے گھر جائیں گے۔''

''حسن کا رشتہ لے کر؟''

''بظاہر۔'' ناصرہ چنگیزی بولیں۔

''اور مخفی کیا ہے؟''

''یہ آپ کو وہاں جا کر ہی معلوم ہوگا آپ بس میری ہاں میں ہاں ملاتے رہیے گا باقی میں سنبھال لوں گی۔''

''حسن تو خوشی سے دیوانہ ہوجائے گا جب اس کو معلوم ہوگا کہ آپ سجاب کے گھر جانے کے لیے راضی ہوگئی ہیں۔'' حسین چنگیزی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

''ہاں حسن کے لیے تو یہ سرپرائز ہی ہوگا۔''

''ایک منٹ..... آپ نے کہا کہ جو حسن چاہتا ہے وہ نہیں ہوگا یعنی سجاب اور حسن کی شادی آپ نہیں ہونے دیں گی پھر یہ کارروائی کس لیے؟'' حسن چنگیزی نے انہیں کھوجتی نظروں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ وہ فی الحال انہیں کچھ نہیں بتانا چاہتی تھیں۔ ورنہ وہ ساتھ چلنے سے صاف انکار کردیتے۔

''افوہ..... میری بات نہیں سمجھ رہے آپ۔'' وہ جھلا کر بولیں۔

''ارے بھئی تو آپ سمجھایئے ناں۔''

''سنیں ہم سجاب کے گھر جائیں گے وہ لڑکی کیسی ہے اس کے گھر والے ان کا ماحول، گھر کیسا ہے فی الحال ہم یہی دیکھنے جائیں گے، اگر وہ لڑکی مجھے اچھی لگی تو بات کرلیں گے رشتے کی نہیں تو حسن کو میری مرضی ہی ماننا ہوگی پھر۔'' ناصرہ چنگیزی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ ان کے دماغ میں سازشی کھچڑی پک رہی تھی اور وقت سے پہلے وہ حسین کو اس کی بھاپ بھی نہیں لگنے دینا چاہتی تھیں، ورنہ تو سارا معاملہ چوپٹ ہوسکتا تھا۔

''چلیے ٹھیک ہے شکر ہے آپ کے رویے میں کچھ تو لچک پیدا ہوئی، ویسے مجھے یقین ہے کہ سجاب تمہیں بھی اچھی لگے گی کیونکہ مجھے اپنے بیٹے کی پسند کا اندازہ ہے وہ کوئی معمولی اور عام لڑکی نہیں ہوگی یقیناً بہت خاص اور بہت خوب صورت ہوگی جس نے ہمارے بیٹے کا دل مٹھی میں کرلیا۔'' حسین چنگیزی نے مسکراتے ہوئے پریقین لہجے میں کہا۔

''دل مٹھی میں کرنا تو خوب آتا ہے ایسی لڑکیوں کو۔'' ناصرہ چنگیزی نے خود کلامی کی۔

''کچھ کہا؟''

''نہیں، سو جائیں سحری کے وقت اٹھنا بھی ہے۔ شب بخیر۔'' وہ بات بدل کر بولیں اور بستر پر لیٹتے ہی کروٹ بھی بدل لی اور حسین چنگیزی ان کے اس بدلے ہوئے رویے پر الجھن میں مبتلا ہوگئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

''اتنی سی خواہش ہے میرے دل کی کہ بس
یہ عمر بیت جائے تم سے پیار کرتے کرتے''

سحری کے وقت آنکھ کھلتے ہی حسن چنگیزی کا پیار بھرا ایس ایم ایس موصول ہوا تھا۔ سجاب کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں، چہرہ تپ کر سرخ ہوگیا۔ وہ جتنا اسے لتاڑ رہی تھی اتنا ہی وہ شخص اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

''تھرڈ کلاس شاعری کے علاوہ بھی کچھ کرتے ہیں آپ؟'' اس نے لیٹے لیٹے میسج ٹائپ کیا اور سینڈ کردیا۔ وہ تو جیسے اس کے جواب کا منتظر تھا فوراً ریپلائی آ گیا۔

''آپ سے محبت کرتا ہوں، وہ بھی فسٹ کلاس۔''

''شٹ اپ۔'' سجاب نے فوراً سینڈ کیا۔

''محبت میں زبردستی مجھے اچھی نہیں لگتی''

تمہارا دل جب چاہے تو میری تم خود سے ہوجانا''

حسن چنگیزی کے اس شعری جواب نے اسے مزید الجھن میں ڈال دیا۔

''عجیب آدمی ہے کبھی محبت کا اظہار کرتا ہے ساتھ زندگی بھر کا چاہتا ہے اور کبھی کہتا ہے کہ زبردستی اچھی نہیں لگتی تمہارا دل جب چاہے تو..... میرا دل کیوں چاہے گا؟

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

نجانے کون ہے جو مجھے تنگ کررہا ہے یا شاید آزما رہا ہے۔'' وہ دل میں سوچ رہی تھی۔

''سوہا..... سحری بناؤ جا کر اور جب بن جائے تو مجھے بھی جگا دینا۔'' نایاب نے آنکھیں بند کیے ہی اسے مخاطب کرکے کہا تو وہ بوکھلا کر اٹھی۔ سحری کا وقت شروع ہوچکا تھا اور وہ اس حسن چنگیزی سے چیٹ کررہی تھی۔ فوراً سیل فون تکیے کے نیچے رکھا اور بستر چھوڑ دیا تھا۔

❁.....❁.....❁

قدسیہ بیگم اور نایاب افطاری کے بعد شاپنگ کے لیے چلی گئیں۔ رشید احمد انہیں لے گئے تھے۔ نایاب کی شادی کی شاپنگ کی جاری تھی اور لاہور میں رات کے وقت ہی بازاروں میں رونق ہوا کرتی ہے۔ رمضان میں روزوں کی وجہ سے لوگ دن میں کم نکلتے ہیں۔ لہٰذا افطار کے بعد مارکیٹ میں خریداری کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوتا ہے۔

سجاب گھر پر ہی تھی، سحری کے لیے دودھ میں پھینیاں بھگو کر رکھیں، کچن صاف کیا اور ٹی وی لاؤنج میں آ بیٹھی۔ اپنا موبائل اٹھایا ہی تھا کہ میسج ٹون بج اٹھی۔

''تیرے بدلے
میں زمانے کی کوئی
چیز نہ لوں۔''

میسج پڑھتے ہی اس کا چہرہ انگارے کی طرح دہک گیا۔ حسن چنگیزی کا ایس ایم ایس تھا۔

''کیا مسئلہ ہے؟'' اس نے غصے سے ٹائپ کیا اور سینڈ کردیا۔

''محبت میرا مسئلہ ہے
تم مل جاؤ اور حل کردو۔''

جواب ایک شعر میں آیا تھا۔ وہ مزید چڑ گئی آخر چاہتا کیا تھا وہ ٹائم پاس؟ اس کے ذہن میں خیال آیا تو اس نے میسج ٹائپ کیا۔

''مسٹر ٹائم پاس کرنے کے لیے کسی اور کو الو بنائیں میرا وقت ضائع مت کریں۔''

''میں آپ کے ساتھ ٹائم نہیں اپنی لائف پاس کرنا چاہتا ہوں، آپ کے سنگ جینا چاہتا ہوں، پلیز ایک بار فون پر بات کریں، میں آپ کو سب سمجھاتا ہوں، بتاتا ہوں اپنے بارے میں۔'' حسن چنگیزی نے جواب سینڈ کیا جسے پڑھ کر کچھ سیکنڈ کے لیے تو وہ سوچ میں پڑ گئی پھر کچھ سوچ کر اس سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

''اوکے کیجیے کال۔'' سجاب نے میسج سینڈ کیا دل بے قابو ہوکر دھڑکنے لگا، ہتھیلیوں میں پسینہ آنے لگا۔

''اف..... کوئی جن تھوڑی ہے جو میری یہ حالت ہورہی ہے۔'' سجاب نے اپنے آپ کو سرزنش کی۔ اسی وقت حسن چنگیزی کی کال آ گئی۔ اس نے اپنے اوسان بحال کیے۔ ایک لمبا گہرا سانس لیا۔ تیسری بیل پر کال ریسیو کرلی۔

''السلام علیکم!'' سجاب نے سلام سے گفتگو کا آغاز کیا۔

''وعلیکم السلام! اینڈ تھینک یو ویری مچ کے آپ نے مجھے کال کرنے کی اجازت دی۔'' بہت ہی دھیما، دلکش اور مہذب لہجہ سجاب کی سماعتوں میں اترا تھا۔

''کیوں بات کرنا چاہ رہے تھے آپ مجھ سے، کون ہیں آپ، اور مجھے کیسے جانتے ہیں؟'' سجاب نے ایک ساتھ کئی سوال پوچھ لیے۔

''ارے..... ارے آپ تو ٹرین پر سوار ہوگئیں۔'' وہ اس کے سوالات سے گھبرا کر ہنس کر بولا تو سجاب نے سنجیدگی سے کہا۔

''آپ بھی ایف سولہ کی رفات سے جواب دیجیے فوراً۔''

''اوکے سنیے، میرا نام آپ نے عید کارڈ پر پڑھ لیا ہوگا، میں حسن چنگیزی ہوں حسین چنگیزی کا بڑا بیٹا۔ آرکیٹیکچر ہوں اپنی کمپنی ہے میری چھوٹے بھائی بہن کی شادی ہوچکی ہے مجھے اپنے آئیڈیل کی تلاش تھی جو مجھے آپ کی صورت میں نظر آیا۔ میں وہی کوریئر بوائے ہوں جو آپ کو تین ہزار کا پارسل ڈلیور کرنے آیا تھا۔''

''واٹ.....؟'' سجاب چیخ کر بولی۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

"یس۔"

"تو میرا اندازہ درست نکلا۔"

"آپ کی کیا بات ہے۔ آپ کے تو انداز اور اندازے بھی نرالے اور بے مثال ہیں۔" وہ ہنس کر بولا لہجے میں ستائش تھی۔

"شٹ اپ..... کام کی بات کیجیے۔" سجاب غصے سے بولی۔

"میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں؟" حسن چنگیزی نے بلاتمہید اپنا مدعا بیان کیا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے ذہین لڑکیاں پسند ہیں۔"

"ساری ذہین لڑکیاں؟"

"نہیں..... میرے کہنے کا مطلب ہے کہ میں چاہتا تھا کہ میری جس لڑکی سے شادی ہو وہ ذہین' سمجھدار اور حاضر دماغ ہو اور میں آپ کی ذہانت' سمجھداری' حاضر جوابی سے متاثر ہو کر آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔" حسن چنگیزی نے سنجیدگی سے جواب دیا تو وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"حیرت ہے' آپ پہلے مرد ہیں جسے ذہین' سمجھدار اور لاجواب کر دینے والی شریک حیات چاہیے۔"

"میں سچ بول رہا ہوں۔"

"جھوٹ تو میں بھی نہیں بول رہی۔"

"پھر آپ کا کیا جواب ہے؟"

"آپ کا کیا سوال ہے؟"

"مجھ سے شادی کریں گی؟"

"جی نہیں۔"

"کیوں؟"

"میں ایک کم عقل' غائب دماغ اور کم ہمت شخص سے ایک کوریئر مین سے شادی نہیں کر سکتی۔" سجاب نے صاف گوئی سے جواب دے دیا۔

"پلیز میری بات تو سن لیں میں آپ کو سچ بتا رہا ہوں؟"

"کیا یہ سچ نہیں ہے؟"

"میں نے بتایا کہ میں کوریئر بوائے نہیں ہوں اسی لیے تو اس روز بوکھلاہٹ اور غائب دماغی میں آپ کو پارسل ڈیلیور کیا تھا۔ دراصل ہماری کمپنی کا ایک ملازم ہے عاصم مختار اسے چھٹی چاہیے تھی اور میں نے اپنے ایڈونچر کے طور پر اس کے حصے کی ڈیوٹی ادا کی تھی اسی لیے تو غلطی کر گیا تھا اور جھاڑ پڑی اس بے چارے عاصم کو۔" حسن چنگیزی نے سچ بتایا۔

"کمپنی آپ کی ہے اور عاصم سے آپ نے اس کی ڈیوٹی لی تھی تو عاصم کو جھاڑا کس نے؟" سجاب نے سوال کیا۔

"برانچ کے ہیڈ نے۔"

"تو اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"آپ کا ساتھ۔" وہ بولا۔

"مسٹر..... یہ زندگی ہے کوئی فلم نہیں ہے کہ آپ بہروپ بدل کر آئے اور ہیروئن کے دل تک رسائی حاصل کر لی۔" سجاب سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تو ہیروئن کے دل تک رسائی حاصل کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں تو شریفانہ طریقے سے اپنے گھر والوں کو بھیج کر رشتہ مانگنا ہوگا اور اگر میرے گھر والے راضی ہو گئے تو یہ رشتہ ہو جائے گا' ورنہ کسی اور دروازے پر چلے جایئے گا۔ اپنے اس ایڈونچر کے ساتھ۔" سجاب نے کھرا جواب دیا۔

"یہ محض اتفاق تھا کہ آپ مجھے پسند آ گئیں..... ورنہ بخدا میں نے اس نیت سے وہ سب نہیں کیا تھا۔ شاید عاصم کے ساتھ کی گئی چھوٹی سی نیکی کا صلہ اللہ نے مجھے آپ کی صورت میں عطا کیا ہے۔ میں بہت خوش ہوں سجاب! آپ اپنے گھر والوں کو منا لیں گی ناں میرے لیے؟" حسن چنگیزی نے ایمان داری سے پورے دل سے کہا تو سجاب کا دل اس کی باتوں پہ یقین کرنے کو پر تولنے لگا مگر وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی نہ ایک دم سے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اس کا یقین کر سکتی تھی سو سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔

"کیوں..... میں کیوں مناؤں گی انہیں؟ مجھ سے شادی کرنا آپ کی خواہش ہے تو کوشش بھی آپ ہی کیجئے آگے جو آپ کی قسمت۔"

"بہت سنگ دل ہیں آپ۔" وہ بے قرار لہجے میں بولا۔

"او ہیلو! کسی کو جانے بغیر ہی اندازے نہیں لگایا کرتے سمجھے۔"

"تو کیا رحم دل ہیں آپ؟" اس نے شریر لہجے میں پوچھا۔

"شٹ اپ۔" سجاب نے فٹ سے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

"حد ہوگئی اکیسویں صدی میں بھی "لو ایٹ فٹ سائیٹ" کے مریض آرہے ہیں۔ امی کو بتاؤں گی کہ کیا چاہتا ہے حسن چنگیزی آگے جو وہ مناسب سمجھیں۔" وہ خود کلامی کر رہی تھی کہ موبائل پر میسج آنا شروع ہو گئے۔

"میں سنجیدہ ہوں پلیز اپنی مدر سے میری بات کرائیے گا جب بھی آپ کو آسانی ہو میں ان سے بات کر کے آپ کے گھر آنا چاہتا ہوں۔" اس کا میسج پڑھ کر سجاب نے جواب میں "اوکے" لکھ کر سینڈ کر دیا تھا۔

❁.....❁.....❁

"امی وہ جس نے عیدی کوریئر کے ذریعے بھیجی تھی ناں حسن چنگیزی..... اس کا فون آیا تھا۔" سجاب نے صبح ہوتے ہی قدسیہ بیگم کو اکیلا دیکھ کر بتایا۔

"اچھا.....! کیا کہہ رہا تھا وہ؟" قدسیہ بیگم نے متجسس ہو کر پوچھا۔

"آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

"ہوں..... ٹھیک ہے تمہارے ابو گھر نہیں ہیں نا یاب ابھی تک سو رہی ہے اچھا موقعہ ہے بات کرنے کا..... تم اس کو کال ملاؤ یا میسج کر دو کہ بات کرے مجھ سے۔" قدسیہ بیگم نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اس سے کہا۔

"جی بہتر۔" سجاب نے کہا اور حسن چنگیزی کو ایس ایم ایس کر دیا۔

"امی سے بات کرنی ہے تو ابھی کال کر لیجئے۔"

"اوکے۔ آئی ایم کالنگ۔" حسن چنگیزی تو جیسے اس کے ایس ایم ایس کے انتظار میں تھا فوراً ہی ریپلائی کیا اور چند سیکنڈ بعد اس کی کال بھی آ گئی۔

"السلام علیکم!" سجاب نے کال ریسیو کی۔

"وعلیکم السلام! تھنک یو ویری مچ امی تک میرا میسج پہنچانے کے لیے یقین رکھیے آپ کو مایوسی نہیں ہوگی۔" حسن چنگیزی نے خلوص دل سے کہا۔

"یہ تو وقت بتائے گا آپ امی سے بات کر لیجئے۔" سجاب نے سنجیدگی سے کہا اور قدسیہ کو ان کے کمرے میں آ کر موبائل تھما دیا اور خود کمرے سے نکل گئی تھی۔

❁.....❁.....❁

حسن نے دوبارہ بات تو نہیں کی آپ سے اس لڑکی کے بارے میں؟" ناصرہ چنگیزی نے حسین چنگیزی سے پوچھا۔

"بھئی جس طرح آپ نے اسے کرارہ جواب دیا ہے۔ اس کے بعد سے وہ شاک میں ہے اور اس شاک سے باہر نکلے گا تو ہی دوبارہ بات کرے گا ناں۔" حسین چنگیزی نے انہیں دیکھتے ہوئے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا میں نے؟ خیر وہ جب تک خاموش ہے ہمیں بھی اس ٹاپک کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ ابھی تک اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا ہے تو ہم بھی سوچیں گے کہ کب جانا ہے ہمیں اس لڑکی کے گھر۔" ناصرہ چنگیزی نے سپاٹ اور بے پروا لہجے میں کہا۔

"آپ سجاب کو اپنی بہو بنانے پر راضی ہیں؟"

"یہ تو وقت آنے پر ہی پتا چلے گا۔ فار منٹلی تو نبھانی ہے ناں۔"

"کیا چل رہا ہے آپ کے دماغ میں؟"

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''کچھ نہیں۔'' ناصرہ چنگیزی یہ کہہ کر اٹھ کر چلی گئیں۔ وہ حیرانگی سے انہیں دیکھ کر رہ گئے تھے۔

''زندگی ملتی جو سو بار ہمیں دنیا میں
ہم تو ہر بار اسے آپ پہ وارا کرتے''

حسن چنگیزی نے اسے شعر بھیجا جسے پڑھ کر وہ مسکرا دی۔

''عاشق کے دعوے اور وعدے وقت پڑنے پر جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں' طوطوں کی طرح اڑ جاتے ہیں اور ضمیر کی طرح مر جاتے ہیں۔'' سجاب نے جواب میں لکھا۔

''مرنے سے پہلے اپنی محبت کا یقین' مان اور بھروسہ آپ کے دل میں جگا دوں گا یہ میرا آپ سے نہیں خود سے بھی وعدہ ہے۔'' حسن چنگیزی نے جواب دیا۔

''اچھا..... امی سے آپ کی کیا بات ہوئی؟'' سجاب نے اس کی بات پر مسکرا کر اپنے دل و دماغ میں مچلتے سوال کو ٹیکسٹ کیا۔

''آپ نے امی سے نہیں پوچھا؟''

''نہیں' میں نے پوچھا نہیں اور انہوں نے اس حوالے سے خود بتایا نہیں۔'' سجاب نے جواباً بتایا۔

''آں ہاں..... ڈونٹ وری سب اچھا ہی ہوگا' میں نے آپ کو کب کیسے دیکھا؟ اور میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اپنی فیملی کو آپ کے گھر لانا چاہتا ہوں رشتے کی بات کرنے کے لیے یہی بتایا تھا انہیں اور یہ بھی کہ میرے پیرنٹس ملک سے باہر ہیں جیسے ہی وہ پاکستان آتے ہیں آپ کے گھر حاضر ہو جائیں گے تب تک ویٹ کر لیجئے گا۔ آپ کے لیے کسی اور رشتے کو قبول نہ کریں یہ ریکویسٹ بھی کی تھی۔ انہوں نے اوکے کر دیا تھا۔'' حسن چنگیزی کا طویل جواب آیا جسے پڑھ کر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔

''آپ کے پیرنٹس واقعی ملک سے باہر ہیں یا؟'' یکایک سجاب کے دماغ میں سوال نے سر اٹھایا اور اس نے فوراً سے پوچھ بھی لیا۔

''اف..... یہ لڑکی ہے یا جادوگرنی ہر بات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے فوراً..... اس کا دماغ خوب کام کرتا ہے کاش دل بھی کام کرنے لگے میرے معاملے میں۔'' حسن چنگیزی نے خود کلامی کی۔

''آپ کو مجھ پر ٹرسٹ ہونا چاہیے۔''

''کیوں؟'' سجاب بھی بال کی کھال نکالنے میں ماہر تھی۔ فوراً ہی اگلا سوال داغا۔

''محبت کرتا ہوں آپ سے اور محبت کرنے والوں کو اعتبار کا حق تو ملنا چاہیے ناں؟'' حسن چنگیزی نے مسکراتے ہوئے جواب ٹائپ کر کے بھیجا۔ سجاب نے اس کا جواب پڑھا اور اسے کوئی جواب نہ دیا' حسن چنگیزی انتظار کرتا رہ گیا تھا۔

''ڈیڈی..... پلیز آپ ممی کو سمجھائیں کہ وہ اپنی ضد چھوڑ دیں۔'' حسن چنگیزی ان کے آفس میں ان کے سامنے موجود تھا اور سجاب سے شادی کے مسئلے پر بات کر رہا تھا۔

''اور اگر یہی بات میں تم سے کہوں تو؟''

''تو میں یہی کہوں گا کہ سجاب احمد میری محبت ہے' ضد نہیں اور میں تو ممی کی بھانجی' بھتیجی کے رشتوں سے تین سال سے انکار کر رہا ہوں' اس انکار کی وجہ سجاب احمد نہیں تھی۔ مجھے وہ اپنے آئیڈیل' سوچ اور خیال جیسی لگی ہے تب ہی میں نے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سجاب کو بیلم کرنا' برا بھلا کہنا انتہائی نامناسب ہے ڈیڈ۔'' حسن چنگیزی نے سنجیدگی سے کہا تو وہ اس کی باتوں سے متفق ہو گئے اور مسکراتے ہوئے بولے۔

''میں جانتا ہوں' تمہاری ماں کو سمجھاؤں گا فکر مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

''تھینک ڈیڈ..... یو آر گریٹ۔'' وہ مسکراتے ہوئے خوش ہو کر بولا اور وہ اٹھ کر ان کے گلے سے لگ گیا انہوں نے بھی محبت سے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

''سجاب..... میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں کیا ایسا ممکن ہے؟'' حسن چنگیزی نے اسے سونے سے پہلے میسج کیا۔

''نہیں۔'' اس نے مختصر جواب دیا۔

''مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں ڈس کس کرنا ہیں' پلیز ایک بار مل لیجیے۔'' حسن چنگیزی نے عاجزی انداز میں جواب لکھ کر بھیجا۔ سجاب نے فوراً جواب دیا۔

''آپ کو جو بھی بات کرنا ہے فون پہ کرلیں۔''

''فون پر میں آپ کو اپنی سچوایشن نہیں سمجھا پاؤں گا پلیز سمجھنے کی کوشش کیجیے۔'' حسن چنگیزی نے دوبارہ درخواست کی۔

''دیکھیے میں ڈیٹ پہ جانے والی لڑکی نہیں ہوں۔'' اس نے تیزی سے ریپلائی کیا۔

''ڈیٹ پہ لے جانا ہوتا تو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے میرے سرکل میں' مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں اس لیے ملنا چاہتا ہوں' یقین رکھیں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' جہاں آپ کہیں گی وہاں ملنے آجاؤں گا مگر پلیز ایک بار مل لیں مجھ سے۔'' حسن چنگیزی نے تفصیلی پیغام بھیجا۔

''اوکے' میں کل یونیورسٹی جارہی ہوں نو سے بارہ بجے تک وہاں ایگزی بیشن ہے تو آپ وہاں آسکتے ہیں تو آجائیں' اس کے علاوہ میں آپ سے کہیں نہیں مل سکتی۔'' سجاب نے تیزی سے جواب دیا۔

''اوکے تھینک یو سو مچ..... میں دس بجے تک پہنچ جاؤں گا۔''

''اوکے گڈ نائٹ۔''

''ایک منٹ پلیز' میرا سیل نمبر تو واٹس ایپ پر ان بلاک کردیں۔'' حسن چنگیزی نے تیزی سے ریپلائی کیا تو وہ مسکرادی۔

''کردوں گی..... شب بخیر۔'' اس نے جواب دیا اور ساتھ ہی ساری بات چیت نکال دی۔

''شب بخیر جان حیات۔'' حسن چنگیزی کا جواب آیا تو اس کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھر گئے۔

''کس سے چیٹنگ کررہی ہو؟'' نایاب نے سجاب کو موبائل پر کافی دیر سے مصروف دیکھنے کے بعد پوچھا۔

''فضہ سے۔ کل کی ایگزی بیشن کے حوالے سے بات کررہی تھی۔ تم چلوگی میرے ساتھ؟'' سجاب کو جھوٹ بولنا پڑا۔

''نہیں بھئی' تم ہی جانا مجھے اپنی نیند خراب کرنے کا شوق نہیں ہے نو سے بارہ بجے تک تو میں پورا چڑیا گھر بیچ کر سو رہی ہوتی ہوں اور ویسے بھی روزے میں مجھے باہر جانے کی کوئی مجبوری تو ہے نہیں..... تم جانا تمہارا پروجیکٹ بھی تو ہے نمائش کے لیے تصویریں بنالینا اسٹالز کی میں موبائل میں دیکھ کر ہی ایگزی بیشن میں شریک ہوجاؤں گی۔'' نایاب نے اپنا بستر جھاڑتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے..... گڈ نائیٹ۔'' سجاب نے دل میں شکر ادا کیا کہ وہ نہیں جارہی اور اسے شب بخیر کہہ کر آنکھیں موندلیں۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

گہرے نیلے اور سفید رنگ کے امتزاج میں خوب صورت ڈیزائن کردہ ٹراؤزر شرٹ اور ہلکے نیلے رنگ کے جوتے پہنے کلائی پر گھڑی باندھے' گلے میں سونے کی چین پہنے' گھنے سلکی سیاہ بالوں کو سفید آکسلش ہیئر کیچر میں مقید کیے ہونٹوں پر لائیٹ پنک شیڈ کی لپ اسٹک لگائے وہ بہت جاذب نظر اور دلکش دکھائی دے رہی تھی اور یونیورسٹی جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔ سیاہ رنگ کا شولڈر بیگ' سیل فون اور سرمئی رنگ کی سفید پھولوں والی بڑی سی چادر لے کر وہ کمرے سے باہر آگئی۔ چادر اوڑھی اور رشید احمد جو بینک جانے کے لیے تیار کھڑے تھے ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر یونیورسٹی آگئی۔

''پتا نہیں مجھے حسن کو یونیورسٹی آنے کا کہنا چاہیے تھا یا نہیں بس جو بھی ہو میرے حق میں بہتر ہو۔'' سجاب نے دل میں سوچا اور نمائش گراؤنڈ کی طرف چل دی۔ نمائش کی وجہ سے یونیورسٹی گراؤنڈز میں ٹینٹ لگائے گئے تھے اور ہر

ڈیپارٹمنٹ کے طالبات نے اپنی اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف پراجیکٹس تیار کیے تھے۔ سجاب کو فن مصوری میں خاص دلچسپی تھی وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے کام کو دیکھنے کے بعد پینٹنگ دیکھنے چلی آئی اس کے کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کی اسٹالز پر بھی لوگوں کی دلچسپی دیدنی تھی۔ وہاں مختلف پراجیکٹس رکھے گئے تھے۔

سسٹر کچر آف واٹر اینڈ آئس کا ماڈل

سیمنٹ انڈسٹری کا ماڈل

این واٹر ہارویسٹنگ پلانٹ

پلوٹڈ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ

جن میں سے ربن واٹر ہارویسٹنگ پلانٹ سجاب اور اس کی دوست فضہ نے مل کر بنایا تھا۔ فضہ کو ذرا لیٹ آنا تھا کیونکہ وہ بھی رمضان میں فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک پڑھ کر سات بجے سونے کے لیے لیٹی تھی لہٰذا دس بجے سے پہلے آج بھی جاگنے کا ارادہ نہیں تھا اور ایگزیبشن دو دن جاری رہنی تھی۔

''واؤ' کتنی خوب صورت پینٹنگ ہے۔'' سجاب نے ایک قدرتی مناظر دکھاتی پینٹنگ دیکھتے ہوئے بے اختیار کہا تب ہی سے دلکش مردانہ آواز اس کی سماعتوں میں آئی۔

''جی بالکل آپ کی طرح۔''

''آپ۔'' سجاب چونک کر مڑی تھی سامنے جانا پہچانا چہرہ تھا' حسن چنگیزی اسکائی بلو شرٹ' سیاہ ڈریس پینٹ اور سیاہ گلاسز لگائے اپنی تمام تر وجاہت اور دلکشی کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا دلفریب انداز میں مسکرا رہا تھا۔

''جی ہاں' حسن چنگیزی آپ کا پرستار آپ کا امیدوار' آپ کے لیے سراپا انتظار اور پیار۔'' حسن چنگیزی نے اس کے حسین چہرے کو دیکھتے ہوئے نرم دھیمے لہجے میں جواب دیا اور گلاسز کو سر پر رکھ لیا۔

''تو آ گئے آپ۔'' وہ اس کی باتوں اور آنکھوں سے لو دیتے جذبوں کو محسوس کرتے ہوئے خود کو مضبوط اور پر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

''مجھے تو آنا ہی تھا۔'' وہ مسکرایا۔

''کہیے' کیا ضروری بات کرنا تھی؟''

''کہیں بیٹھ کر بات کریں؟'' حسن چنگیزی نے کہا۔

''آئی تھنک چلتے ہوئے ہی بات کرلیں تاکہ کسی اور کو بات کرنے کا موقع نہ مل سکے۔'' سجاب نے کہا اور وہ بات کی تہہ تک پہنچ گیا۔

''ساتھ چلنے کا یقین دلائیں گی تو عمر بھر چل سکتا ہوں' سچ کہوں تو چلنا چاہتا ہوں۔'' حسن چنگیزی نے پینٹنگ پر نگاہ مرکوز کرتی سجاب احمد کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دل سے کہا۔

''اور کچھ؟'' وہ اس کی طرف دیکھے بنا بولی۔

''سجاب..... میں آپ کو دل سے چاہتا ہوں اور آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں اپنے پیرنٹس سے بھی بات کی ہے۔''

''اچھا.....'' وہ آگے چلنے لگی تو وہ بھی اس کے ساتھ ہولیا۔

''جی ہاں' ڈیڈ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے وہ میری خوشی میں خوش ہیں۔''

''اور آپ کی ممی؟''

''ممی.....'' وہ الفاظ ترتیب دے رہا تھا کہ کیسے ممی کا انکار اور وجہ اسے بتائے تب ہی وہ خود بول پڑی۔

''آپ کی ممی راضی نہیں ہیں ایم آئی رائیٹ؟''

''جی ہمیشہ کی طرح اس بار بھی آپ نے مجھے حیران کردیا۔ آپ کو کیسے پتا چلا کہ ممی راضی نہیں ہیں؟'' اس نے تحیر سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کامن سینس بھی کوئی چیز ہوتی ہے' آپ کیا یہی بتانے آئے تھے مجھے؟'' سجاب نے چلتے ہوئے سنجیدگی سے سوال کیا۔

''جی سجاب..... دراصل ممی میری شادی اپنی بھانجی یا بھتیجی سے کرنا چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ میں ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلوں لیکن میں ان دونوں میں سے کسی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتا اور میں ڈھائی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

تین سال سے انکار کررہا ہوں۔ اب جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے اپنانے کا سوچا ہے اور ان سے بات کی ہے تو وہ خاصی برہم ہیں' میں ان کی مرضی سے نہیں اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ممی کے رویے نے مایوس بھی کیا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ وہ جلد اس رشتے کے لیے مان جائیں گی ڈیڈ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ انہیں منالیں گے' ان شاء اللہ۔'' حسن چنگیزی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے ساری سچائی اس کے گوش گزار کی۔ سجاب نے رک کر اس کی دلکش صورت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ یہ سب کچھ مجھے کیوں بتارہے ہیں؟ آپ کی ممی راضی نہیں ہیں تو یہ آپ کا مسئلہ ہے میرا نہیں..... میں نے کون سا آپ سے عہد و پیماں کیے ہیں یا آپ کے ساتھ میرا افیئر چل رہا تھا جو آپ مجھے اپنے حالات اور والدین کے خیالات سے آگاہ کررہے ہیں؟''

''میں آپ سے جھوٹ نہیں بولنا چاہتا نہ ہی حقیقت چھپانا چاہتا ہوں۔ ہوسکتا ہے مجھے آپ کے گھر رشتہ بھیجنے میں کچھ تاخیر ہوجائے یہ بھی ممکن ہے کہ میں ایک دو دن میں ہی ممی ڈیڈ کو بھیج دوں' بس میں اتنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے غلط نہ سمجھیں یہ ساری باتیں آپ کے ذہن میں ہونی چاہیں کسی بھی متوقع غیر متوقع صورت حال کو سمجھنے اور اس سے نبٹنے کے لیے۔'' حسن چنگیزی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔''

''تھینک یو۔ آپ نے یہاں آکر ملنے بات کرنے کا موقع دیا۔'' اس نے دل سے شکریہ ادا کیا۔

''ویسے آپ کی صورت حال بھی پرانی اور گھسی پٹی سی ہی ہے۔''

''مطلب؟'' حسن چنگیزی نے بھنویں سکیڑ کے اسے دیکھا۔

''مطلب وہی جو اکثر فلموں میں ہوتا ہے ایک دولت مند لڑکے کو کسی مڈل کلاس لڑکی سے محبت ہوجاتی ہے لڑکے کے ماں باپ دونوں یا کوئی ایک ایسے رشتے کے لیے راضی نہیں ہوتے راضی ہو بھی جائیں شادی کر بھی دیں تو بعد میں اس لڑکی کی زندگی اجیرن کردیتے ہیں' سازشیں کی جاتی ہیں تاکہ لڑکی کو ان کا بیٹا طلاق دے دے اور اکثر کیسز میں تو بات شادی تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کردی جاتی ہے کسی سوچی سمجھی سازش کے تحت' کسی من گھڑت کہانی کے بل پر..... لڑکے کی محبت نفرت میں بدل جاتی ہے اور محبت کو جہنم میں کور یئر کردیا جاتا ہے۔'' سجاب نے پینٹنگ دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''ہوں..... لیکن میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا۔'' وہ یقین سے بولا۔

''اچھا۔'' سجاب نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر لاتے ہوئے اسے دیکھا۔

''ہاں۔'' حسن چنگیزی نے اعتماد سے کہا۔

''دیکھتے ہیں۔'' وہ مسکرائی۔

''میرے پیرنٹس آپ کے گھر ضرور آئیں گے۔''

''اوکے' بس ایک بات کا خیال رکھئے گا مسٹر حسن.....''

''وہ کیا؟''

''آپ کی ممی کی ناراضی آپ کے گھر تک محدود رہنا چاہیے' اس کا اثر میرے گھر پر نہ پڑے۔ میری ذات پہ یہ بات آئی یا میرے وقار کو داغ دار کیا گیا تو میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی..... محبت تو بہت دور کی بات ہے میں آپ کو اپنی نفرت کے قابل بھی نہیں سمجھوں گی۔'' سجاب نے اسے دیکھتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

''کیسی بات کررہی ہیں سجاب.....! آپ صرف میری محبت نہیں ہیں' میری عزت بھی ہیں اور میں اپنی عزت کی حفاظت کرنا جانتا ہوں' آپ کی عزت پر کوئی حرف نہیں آنے دوں گا یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔''

''اتنے وعدے مت کریں' وفا کرنا پڑ گئے تو کیا کریں گے؟''

''وفا کریں گے آپ یقین تو کریں۔'' حسن چنگیزی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دل سے کہا تو وہ نگاہ پھیر کر بولی۔

"میرا خیال ہے اب آپ کو جانا چاہیے۔"

"جب تک آپ یہاں ہیں تب تک تو مجھے یہاں اپنے ساتھ رہنے دیجیے۔"

"مسٹر حسن..... کوئی مجھ سے آپ کے بارے میں سوال کرے یہ میں نہیں چاہتی سو پلیز یو مے لیو ناؤ۔" سجاب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بہت بے مروت ہیں آپ؟"

"اللہ حافظ۔" سجاب نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اور ایک قدم آگے بڑھ کر پینٹنگ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔

"کاش..... میں بھی اتنی حسین پینٹنگ کرسکتی۔" سجاب نے بے اختیاری میں خود کلامی کی جو حسن چنگیزی نے اس کے قریب آتے ہوئے سن لی تھی۔

"آپ تو خود قدرت کا ایک حسین شاہکار ہیں لو یو ویری مچ بائے۔" حسن چنگیزی نے اس کے کان کے قریب ہوکر سرگوشی کی اور اس کے حیرت سے دیکھنے پر مسکراتے ہوئے اسے الوداع کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

سجاب احمد کو لگا جیسے وہ اس کا دل بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا ہے وہ انوکھی کیفیت کے زیر اثر تھی۔ چہرہ حیا سے تپ کر سرخ ہو رہا تھا اور دھڑکنیں حسن کے نام کا راگ الاپ رہی تھیں۔ وہ خالی ہاتھ کہیں آیا تھا' محبت ساتھ لایا تھا اور جاتے ہوئے اپنی محبت اس کے دل کو کوریئر کر گیا تھا۔ سجاب احمد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی دھنک پھیل رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"سجاب..... آپ میرا آئیڈیل ہیں' وہ احساس ہیں جو محبت کے نام سے دل میں پنپتا ہے ایک دم سے نہیں ہوتا ہے آئیڈیل پہلے سے بنتے ہیں بعد میں کوئی ویسا اچانک سے مل جاتا تب حیرت اور خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہتا۔ تب احساس ہوتا ہے کہ یہی تو پیکر خاص ہے جسے ہمارے تخیل نے تراشا تھا سوچوں نے سنبھالا تھا' خوابوں نے دیکھا اور دعاؤں نے مانگا تھا۔ آپ میرا خواب' میرا آئیڈیل' میری دعا ہیں..... میرا وہ خواب تم جسے میں نے خود تراشا تھا' پوجا تھا' چاہا تھا۔" حسن نے طویل جذباتی میسج اسے واٹس ایپ کیا۔ سجاب نے یونیورسٹی سے آنے کے بعد اسے واٹس ایپ ان بلاک کر دیا تھا۔ دل میں جو داخل ہوگیا تھا پھر موبائل کیا چیز تھی۔

"پوجا تو پتھر کی مورت کو جاتا ہے۔" سجاب نے جواب لکھ کر سینڈ کیا۔

"ہاں پتھر میں جان پڑ جائے تو پجاری خود حیرت میں پڑ جاتا ہے' بے یقینی سے تکتا رہ جاتا ہے کہ اس کی ریاضت' عبادت' پرستش قبولیت کا اعزاز پا کر معتبر قرار دے دی گئی ہے یا یہ بھی ایک خواب ہے' جو وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔" حسن چنگیزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت ہی شاعرانہ باتیں کرتے ہیں آپ۔" سجاب احمد نے لکھا۔

"حالانکہ شاعرہ آپ ہیں' شاعری آپ کرتی ہیں۔"

"آپ کو کیسے معلوم؟"

"میم..... انٹرنیٹ ہم بھی یوز کرتے ہیں۔ آپ کی نظم "محبت کو ریئر کر دو" مجھے لگا آپ نے میرے لیے کہی ہے جب ہی تو آپ کو محبت عیدی کی شکل میں کوریئر کر دی تھی۔" حسن چنگیزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویری اسمارٹ۔"

"تھینک یو۔" ہنسی کے ایموجی کے ساتھ حسن چنگیزی نے ریپلائی کیا تو وہ بھی مسکرا دی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ڈیڈی..... آپ نے بات کی ممی سے سجاب کے بارے میں؟" حسن چنگیزی نے افطار کرنے کے بعد حسین چنگیزی سے پوچھا۔ ناصرہ چنگیزی مغرب کی نماز ادا کرنے اپنے کمرے میں گئی تھیں۔

"ہاں اور میرا خیال ہے کہ وہ سجاب کے گھر جانے کے لیے تیار ہیں۔"

"کیا..... سچ میں؟" حسن چنگیزی کو ان کی بات پر

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

یقین نہیں آیا۔

"ہاں سچ میں۔" حسین چنگیزی مسکراتے ہوئے بولے۔

"اور آپ نے مجھے بتایا نہیں..... میرے پوچھنے پر بتا رہے ہیں۔"

"کیونکہ یہ تمہاری ممی کا ہی حکم تھا کہ اگر تم دوبارہ اس سلسلے میں بات کرو تو میں تمہیں یہ گڈ نیوز سنا دوں شاید انہیں لگتا ہے کہ تم سجاب کو بھول جاؤ گے دوبارہ بات نہیں کرو گے۔" حسین چنگیزی نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"میں سجاب کو بھولنا نہیں چاہتا۔" اس نے ایمان داری سے جواب دیا۔

"تو کب جانا ہوگا ہمیں؟"

"کہاں جانے کی بات ہو رہی ہے باپ بیٹے میں؟" ناصرہ چنگیزی نماز کی ادائیگی سے فارغ ہو کر وہیں چلی آئیں ان کی بات سن کر پوچھنے لگیں۔

"سجاب کے گھر جانے کی بات کر رہے ہیں ہمارے صاحب زادے اور میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ راضی ہیں اس رشتے سے اور سجاب کے گھر ہم ضرور جائیں گے۔" حسین چنگیزی نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"تھینک یو ممی..... تھینک یو ویری مچ میری بات ماننے اور میری فیلنگز کو سمجھنے کے لیے۔" حسن چنگیزی نے ان کے پاس آ کر انہیں اپنی بانہوں کے حلقے میں لے لیا اور ان کے سر پہ بوسہ دے کر کہا۔

"جیتے رہو خوش رہو مجھے تمہاری خوشی عزیز ہے یہ بتاؤ جانا کب ہے سجاب کے گھر؟" ناصرہ چنگیزی نے مسکراتے ہوئے اس کا رخسار تھپتھپایا۔

"اس سے پوچھیں گے تو یہ ہمیں ابھی لے جائے گا۔" حسین چنگیزی نے شرارت بھرے انداز میں کہا تو وہ دونوں ہنس دیئے۔

"ڈیڈ..... آپ بھی ناں۔" وہ شرماتے ہوئے بولا۔

"ہم تمہارے باپ ہیں۔" وہ ہنس کر بولے۔

"میری خوش نصیبی ہے سر۔" حسن چنگیزی نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر سر کو ذرا سا خم کر کے کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

"میں کل سجاب کے گھر والوں کو آئی من اس کی امی کو بتا دوں گا پھر ہم پرسوں چلیں گے ان کے گھر۔"

"ہم مطلب؟" ناصرہ چنگیزی نے پوچھا۔

"آپ ڈیڈی اور میں۔"

"جی نہیں وہاں صرف میں اور تمہارے ڈیڈی جائیں گے۔ تم نہیں جاؤ گے۔ لڑکے کا رشتہ لے کر جانا ہے اس میں تمہارا کیا کام اور ویسے بھی مڈل کلاس فیملی میں لڑکے کا ساتھ آنا اچھا نہیں سمجھا جاتا یہ نہ ہو کہ بات بگڑ جائے۔ پہلے ہم وہاں جائیں گے اور پھر انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت دیں گے وہ آئیں گے تو تمہیں دیکھ لیں گے مل بھی لیں گے تم سے۔" ناصرہ چنگیزی نے نرمی سے کہا۔

"تمہاری ممی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔" حسین چنگیزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ممی..... جیسے آپ کو صحیح لگے۔" حسن چنگیزی مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں تو بس اتنا چاہتا ہوں کہ اس بابرکت مہینے میں میرا رشتہ سجاب کے ساتھ طے پا جائے۔"

"ان شاء اللہ..... نماز ادا کر لو ٹائم نکلا جا رہا ہے۔" حسین چنگیزی نے نماز کے لیے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ڈیڈی چلیں۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے اٹھ گیا تھا۔

"تمہیں دل میں سجانے کو
تمہیں اپنا بنانے کو
محبت اور الفت سے
جیون سنگ بتانے کو
اور ساتھ تمہیں لے جانے کو
سوالی بن کر
تمہارے در پر

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کھڑے ہیں جاناں!
جو ہو سکے تو
جواب میں تم
ہماری عرضی
قبول کرلو۔" (گل)

حسن چنگیزی نے سجاب کو یہ نظم واٹس ایپ کی اس نے پڑھ کر اسمائل کا ایموجی سینڈ کردیا۔

"کل تک صرف ایک اجنبی تھے تم
آج دل کی ہر دھڑکن پہ حکومت ہے تمہاری"

یہ سجاب کے دل کی آواز تھی، مگر وہ حسن چنگیزی سے کہہ نہ سکی اور رشتہ طے ہوجانے سے پہلے وہ اسے ایسا کوئی تاثر دینا بھی نہیں چاہتی تھی کہ وہ بھی اس کے لیے اپنے دل میں محبت کا جذبہ رکھتی ہے۔

"پرسوں ان شاء اللہ تعالیٰ میرے پیرنٹس آپ کے گھر ہمارے رشتے کی بات کرنے آرہے ہیں۔" حسن چنگیزی نے اسے بتایا تو سجاب نے مسکراتے ہوئے پیغام کا جواب لکھ کر اسے بھیج دیا۔

"اوکے آپ میری امی جان کو بتادیں، میرا بتانا مناسب نہیں ہوگا۔"

"اوکے میں انہیں کال کرلیتا ہوں آپ ان کا سیل نمبر مجھے سینڈ کردیں۔"

"اوکے۔" سجاب نے قدسیہ بیگم کا سیل نمبر اسے بھیج دیا۔ قدسیہ کے سیل فون میں حسن چنگیزی کا موبائل نمبر وہ پہلے ہی ان کے کہنے پر سیو کرچکی تھی۔

قدسیہ بیگم نے رشید احمد کو حسن چنگیزی کے بارے میں بتایا اور اس کے والدین کے آنے کا مقصد بھی بیان کردیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئے تھے اور قدسیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔

"قدسیہ بیگم..... کہیں یہ اس لڑکے کا وقتی اور جذباتی فیصلہ نہ ہو اور اگر وہ دولت مند ہے تو اس کے والدین اتنی آسانی سے اس رشتے کے لیے آمادہ کیسے ہوسکتے ہیں؟ وہ تو اپنے جیسے امیر گھر کی بیٹی کو بہو بنانے کے خواب دیکھتے اور سوچتے ہوں گے ناں۔"

"آپ کی بات بھی درست ہے، میرے دل میں بھی یہ سب باتیں آئی تھیں لیکن حسن کہتا ہے کہ اس کی فیملی ایسا نہیں سوچتی وہ سجاب کو محبت اور عزت سے بیاہ کر لے جانا چاہتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہی ہماری بیٹی کا نصیب ہو، ان لوگوں کو آنے دیں ملنے میں کیا حرج ہے وہ دل سے اس رشتے پر راضی ہیں یا حسن کے مجبور کرنے پر آرہے ہیں یہ تو ان سے مل کر ہی پتا چلے گا ناں..... پھر ہم بھی اسی حساب سے فیصلہ کریں گے۔" قدسیہ بیگم نے انہیں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے، اللہ ہماری بیٹی کے نصیب اچھے کرے۔"

"آمین....." قدسیہ نے دل سے کہا۔

"واہ بھئی حسن چنگیزی کے گھر والے تمہارے لیے اس کا رشتہ لے کر آرہے ہیں گویا تم نے سے اوکے کا سگنل دے دیا ہے۔" نایاب نے سنا تو طنزیہ لہجے میں بولی۔

"میں نے نہیں..... امی نے اوکے کیا ہے تب ہی وہ اپنے پیرنٹس کو بھیج رہا ہے۔" سجاب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ لڑکا سچا ہے اور تم نے امی کو بھی انوالو کرلیا، مجھے بتایا تک نہیں کتنی میسنی ہو تم۔" نایاب نے طنزیہ اور شکوہ کناں لہجے میں کہا تو سجاب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بتانے والی بات بتا تو رہی ہوں، میں نے اسے امی کا سیل نمبر دے دیا تھا کہ جو بھی بات کرنی ہے میری امی سے کرلے یہی صحیح طریقہ بھی ہے۔ سو اس نے امی سے بات کرلی۔"

"چلو دیکھتے ہیں اس امیر زادے کے ممی ڈیڈی کے کہ ٹھاٹھ باٹ ہیں۔ ان کے لیے تو افطاری بھی اعلیٰ قسم کی بنانی اور منگوانی پڑے گی۔" نایاب نے منہ بنا کر کہا

Mazhar Azeem
Pakistanipoint.com

قدسیہ بیگم کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولیں۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ دن میں گیارہ بجے آئیں گے انہوں نے کھانے پینے کا اہتمام کرنے سے منع کردیا ہے وہ روزے سے ہوں گے۔ حالانکہ میں نے تو بہت کہا حسن سے کہ افطاری ہمارے گھر پر کریں مگر اس نے صاف منع کردیا کہ ممی پرہیزی کھانا کھاتی ہیں اور ان کی افطار بھی بہت سادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم تردد نہ کریں۔ اس کا لہجہ بہت مہذب تھا اس لیے میں نے بھی اصرار نہیں کیا۔''

''مجھے تو لگتا ہے انہیں ہمارے گھر کچھ کھانا پینا اپنی شان کے خلاف محسوس ہوتا ہے اسی لیے بہانہ بنادیا۔'' نایاب نے شکی لہجے میں کہا۔

''ان کی شان اور زبان کیسی ہے یہ تو ان کے آنے پر پتا چل ہی جائے گا۔ تم ٹینشن مت لو اور ڈرائنگ روم کی صفائی کرلو ویسے تو میں نے کل ہی صفائی کرائی ہے۔ پردے بھی بدلے ہیں لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے انہیں ہمارا گھر چمکتا ہوا دکھائی دینا چاہیے۔'' قدسیہ بیگم سنجیدگی سے بولیں۔

''ہم یہ گھر جتنا بھی چمکالیں ان کے بنگلے کا مقابلہ تو تب بھی نہیں کرسکتے۔'' نایاب نے حسب عادت طنزیہ بات کہی۔

''ہمیں ان کا مقابلہ کرنا بھی نہیں ہے ہم جو ہیں ہمیں وہی ظاہر کرنا ہے جھوٹ مکر و فریب میں کچھ نہیں رکھا۔''

''امی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔'' سجاب نے ماں کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں مگر تم اچھی طرح تیار ہوجانا تمہارے رشتے کے لیے آرہے ہیں۔'' نایاب نے سجاب کو دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات پر سجاب تیار ہونے چلی گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

ناصرہ چنگیزی اور حسین چنگ ''رشید ہاؤس'' کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ قدسیہ بیگم اور رشید احمد بھی وہیں موجود تھے۔

''آپ کو اندازہ تو ہوگا کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟'' ناصرہ چنگیزی نے ہر چیز کو تنقیدی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی مجھے میری بیگم نے بتایا تھا کہ آپ اپنے بیٹے حسن کے لیے ہماری بیٹی سجاب کا رشتہ مانگنے آرہے ہیں۔'' رشید احمد نے ناصرہ چنگیزی کی بات کا جواب دیا۔

''جی ہاں ہمارے بیٹے کو آپ کی بیٹی پسند آگئی تو تب سے وہ بہت خوش ہے اور شادی کے لیے فوراً راضی بھی ہوگیا حالانکہ ہم تو کب سے کہہ رہے تھے کہ میاں شادی کرلو چھوٹے بھائی بہن تو شادی کرکے بچوں والے بھی ہوچکے ہیں خیر سے۔'' حسین چنگیزی نے مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں جواب دیا۔

''ماشاءاللہ۔'' رشید احمد مسکراتے ہوئے بولے۔

''بھائی صاحب..... ہماری بھی دلی خواہش تھی کہ ہم اپنے بیٹے کی خوشی پوری کردیں اور سجاب کو اس کی دلہن بنا کر لے جائیں مگر.....'' ناصرہ چنگیزی سوچی سمجھی پلاننگ کے مطابق بولنا شروع ہوئیں۔

''مگر کیا؟'' قدسیہ بیگم ٹھٹک کر بولیں۔ حسین چنگیزی نے بھی حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

''مگر آپ کی بیٹی نے تو حد ہی کردی پہلے تو افیئر چلایا حسن کے ساتھ اسے خاندان سے باہر شادی کرنے پر مجبور کیا اور جب حسن نے یہ کہا کہ وہ اپنے ماں باپ کی رضا مندی سے ہی اس کے ساتھ شادی کرے گا تو سجاب نے اسے کورٹ میرج کرنے کا مشورہ دے دیا۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟'' رشید احمد چونک کر بولے۔

''وہی جو سچ ہے۔''

''ہماری بیٹی ایسی نہیں ہے نہ ہی وہ ایسی گری ہوئی حرکت کرسکتی ہے۔ ہم نے اپنی بیٹیوں کی ایسی تربیت نہیں کی ناصرہ بہن آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' قدسیہ بیگم نے تیزی سے کہا۔

''غلط فہمی مجھے نہیں آپ کو ہوئی ہے..... ہم تو اپنی اور

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

آپ کی عزت بچانے کی خاطر یہاں چلے آئے ہیں ورنہ یہ بات سننے کے بعد تو مجھے آپ کی بیٹی سے نفرت ہوگئی ہے۔ آپ خود سوچیں اتنی گھٹیا سوچ رکھنے والی لڑکی کو کون اپنی بہو بنانا چاہے گا جو گھر سے بھاگ کر شادی کرنے میں کوئی برائی نہیں سمجھتی؟'' ناصرہ چنگیزی نے تیز لہجے میں کہا۔ رشید احمد اور قدسیہ بیگم کے تو پسینے چھوٹ گئے۔ پیروں تلے سے زمین سرک گئی۔

''سوہا..... باہر آؤ ڈرائنگ روم میں جا کر دیکھو وہ لوگ تمہارا رشتہ مانگنے نہیں آئے بلکہ تمہارے کردار کی دھجیاں بکھیرنے آئے ہیں۔'' نایاب جو ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی ان سب کی باتیں سن رہی تھی دوڑتی ہوئی کمرے میں آئی اور سجاب کو بتایا۔

''کیا.....؟'' سجاب حیرت زدہ سی اٹھ کھڑی ہوئی اور بے یقینی سے نایاب کو دیکھنے لگی۔

''ہاں چلو میرے ساتھ۔'' نایاب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وہ اپنا موبائل اٹھا کر اس کے ساتھ چلی آئی۔

''مجھے یقین نہیں آرہا کہ میری سجاب ایسی کوئی حرکت کرسکتی ہے وہ تو میرا مان اور غرور ہے۔'' رشید احمد تھکی ہوئی آواز میں بولے۔

''معاف کیجئے گا بھائی صاحب..... مان ٹوٹنے اور غرور کو خاک میں ملنے میں دیر نہیں لگتی۔'' ناصرہ چنگیزی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ناصرہ بیگم آپ.....'' حسین چنگیزی نے کچھ کہنا چاہا تو انہوں نے ان کی بات کاٹ دی۔

''آپ تو کہیں گے کہ بیٹے کی خوشی کے لیے میں ایسی آوارہ اور بدچلن لڑکی کو قبول کرلوں..... نہیں حسین صاحب ایسی لڑکی چار دن میں ہمارے بیٹے کو چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ بھاگ جائے گی اور ہم تو صرف آپ کو بتانے بلکہ ہوشیار کرنے آئے ہیں کہ اپنی اس بیٹی پر نظر رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی عزت مٹی میں ملا کے چلی جائے اور آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں۔ بہتر ہوگا کہ اس کی جلد شادی کردیں۔ ہم تو آپ کی آوارہ بیٹی کو بیاہ کر نہیں لے جائیں گے۔'' ناصرہ چنگیزی نے تیزی سے کہا تو سجاب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ نایاب بھی اس کے پیچھے تھی۔

''مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے ایسے گھر میں بیاہ کر جانے کا جہاں کے بڑے اتنے جھوٹے اور سازشی ہوں۔'' سجاب نے ناصرہ چنگیزی کو دیکھتے ہوئے غصے سے کہا تو ناصرہ چنگیزی نے اس کی طرف بغور دیکھا۔

''او.....! تو تم ہو سجاب؟''

''جی ہاں میں ہی سجاب احمد۔''

''سلام کرنے کی بھی توفیق نہیں ہے تمہیں تو.....''

''آپ دیں گی مجھے سلامتی کی دعا جو یہاں بیٹھ کر میرے کردار پر جھوٹے الزام لگا رہی ہیں کچھ تو اللہ کا خوف کریں۔'' سجاب نے شعلہ بار نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''اسے کہتے ہیں ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری..... بھائی صاحب سنبھال کر رکھیے اپنی آوارہ بیٹی کو اور شکر کریں کہ ہم نے اس کے کرتوت آپ کو بتا دیئے ورنہ آپ تو بے خبری میں مارے جاتے۔ شرم نہیں آتی اپنے شریف والدین کا سر شرم سے جھکاتے ہوئے میرے بیٹے کے ساتھ افیئر چلایا ہے تو نجانے اور کتنے عاشقوں کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہوگا؟ تمہیں دیکھ کر اندازہ ہوا ہے کہ تم تو اپنے اس حسن کو کیش کروانے کا کام بخوبی انجام دے رہی ہو حسن سے بھی تم نے دو لاکھ روپے مانگے تھے اور اس نے تمہیں دے بھی دیئے تھے۔ کیا کیا تھا اس رقم کا؟'' ناصرہ چنگیزی نے کھڑے ہو کر اس کے سراپے کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے نہایت عامیانہ انداز میں کہا۔

''کچھ نہیں کیا۔ بہت سنبھال کر رکھا ہے ان پیسوں کو آپ کا مقبرہ بنواؤں گی اور اس پر لکھا ہوگا ''جھوٹ اور سازش کا مجسمہ یہاں دفن ہے۔'' سجاب نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

''شٹ اپ۔'' ناصرہ چنگیزی نے اس پر ہاتھ اٹھایا جو اس نے فوراً پکڑ لیا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"اس ہاتھ کو سنبھال کر رکھیں اپنے منہ پر مارنے کے کام آئے گا اور بہت جلد آئے گا۔" سجاب نے پراعتماد لہجے میں کہا اور ان کا ہاتھ جھٹکے سے نیچے گرا دیا۔ سب اس کی اس حرکت پر ششدر رہ گئے۔

"دیکھ لیا بھائی صاحب..... یہ تیور ہیں آپ کی بیٹی کے۔"

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ میرے کردار پر کیچڑ اچھالیں گی اور میں آپ کو پھولوں کا ہار پہناؤں گی۔" سجاب نے انہیں تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے تلخی سے کہا۔

"سوہا..... خاموش ہو جاؤ اور اندر جاؤ۔" رشید احمد غصے سے بولے تو وہ سنجیدگی سے بولی۔

"یہ لوگ باہر چلے جائیں گے تو میں بھی اندر چلی جاؤں گی ورنہ یہ میرے پیٹھ پیچھے مزید برائی کریں گے۔"

"برے کی برائی ہی کی جاتی ہے لڑکی....." ناصرہ چنگیزی نے تلخ لہجے میں دانت پیستے ہوئے کہا۔ حسین چنگیزی خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے اور بیوی کی اس حد تک گھناؤنی حرکت پر حیران تھے۔

"آپ کا کیس تو میں اللہ کی عدالت میں بھیج رہی ہوں اب وہ جانے اور آپ جانیں..... آپ کے بیٹے کو دیکھ کر لگا تھا کہ نیک نیت اور شریف انسان ہے اس کے والدین بھی ایسے ہی ہوں گے اب آپ دونوں کو دیکھ کر سن کر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ کا بیٹا جھوٹا ہے یا آپ؟" سجاب نے ناصرہ چنگیزی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہت اعتماد سے کہا تو وہ دونوں شرم سے پانی پانی ہو گئے۔

"ہم اب مزید بے عزتی برداشت نہیں کر سکتے چلیے حسین۔" ناصرہ چنگیزی نے اپنا پرس صوفے سے اٹھاتے ہوئے شوہر سے کہا۔ حسین چنگیزی سمیت قدسیہ بیگم اور رشید احمد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"جائیے جائیے ابھی تو گھر جا کر آپ نے اپنے بیٹے کو بھی ایک جھوٹی کہانی سنانی ہے ناں۔" سجاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناصرہ چنگیزی سٹپٹا گئیں۔ انہیں اس کی سمجھداری نے پریشان کر دیا تھا۔

"بھائی صاحب..... میری مانیں تو جلد ہی اس کی شادی کر دیں اور رسوائی کی اس فلم سے نجات پا لیں۔" ناصرہ چنگیزی نے رشید احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں مانیں آپ کی ہیں کون آپ؟ گھر جا کر آئینے میں اپنا چہرہ ضرور دیکھئے گا۔ خود سے شرم نہ آئے تو سمجھ لیجئے گا کہ آپ کا ضمیر مر چکا ہے۔" سجاب نے انہیں تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ "ہونہہ" کہہ کر باہر نکل گئیں۔ مزید رکنے کا مطلب اپنی اصلیت کا پردہ چاک کروانا تھا۔ حسین چنگیزی بھی تیزی سے ان کے پیچھے نکل گئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

سجاب واپس پلٹی تو رشید احمد کا بھاری ہاتھ اس کے گال پر پڑا اور اس کے رخسار کو دہکا گیا۔ سب نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ابو.....! آپ بھی....." سجاب بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"تم مر کیوں نہیں گئیں مجھے یہ دن دکھانے سے پہلے؟" رشید احمد غصیلے لہجے میں بولے۔

"ابو..... وہ سب جھوٹ بول کر گئی ہیں۔" سجاب نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ انہیں کتنی نفلوں کا ثواب ملے گا رمضان میں روزے میں جھوٹ بول کر؟" رشید احمد غصے سے بولے۔

"ثواب تو ہرگز نہیں ملے گا گناہ ملے گا۔" سجاب نے جواب دیا۔

"اور تم نے جو اپنے ساتھ ساتھ ہمارے سر بھی شرم سے جھکا دیئے ہیں اس کا کیا؟"

"ابو..... میرا سر نہیں جھکا کیونکہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔"

"ہاں غلطی تو ہماری ہے کہ ہم نے تم جیسی ناخلف اولاد کو جنم دیا۔" قدسیہ بیگم بھی رونے والی ہو گئیں اور غصے سے بولیں تو سجاب نے تحیر اور تاسف بھری نظروں سے انہیں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

دیکھتے ہوئے کہا۔

"امی آپ بھی..... آپ تو ساری حقیقت سے واقف تھیں۔"

"اب امی کو کیا پتا کہ تم نے انہیں بے وقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی تھی مگر حسن کے ماں باپ تو بہت تیز نکلے بیٹے کو بھی نکال لیا اور تمہیں بھی نکال دیا اس کی زندگی سے..... حقیقت تو کھلنا ہی تھی ناں کھل گئی۔" نایاب نے طنزیہ لہجے میں کہا تو سجاب اندر سے ٹوٹ کر رہ گئی۔ اس کی باتوں پر اس کے اپنے ہی یقین کرنے کو تیار نہ تھے۔

"نایاب..... یہ کیا کہہ رہی ہو؟ تمہیں بھی سارا سچ معلوم تھا پھر بھی۔"

"مجھے صرف وہ معلوم تھا جو تم نے مجھے بتایا تھا اب میں کیا جانوں کہ تمہارا حسن چنگیزی کے ساتھ کب سے افیئر چل رہا ہے؟"

"شٹ اپ..... کچھ معلوم نہیں ہے تو کچھ بولو بھی مت۔" سجاب نے غصے سے کہا۔

"دیکھ لیں ابو..... کیسے برس رہی ہے مجھ پر غلطی بھی اپنی ہے اور رعب بھی ہمیں دکھا رہی ہے۔" نایاب نے انجان بنتے ہوئے رشید احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو رشید احمد جلالی لہجے میں بولے۔

"قدسیہ بیگم اسے میری نظروں سے دور لے جاؤ جب تک میں اس کا کوئی بندوبست نہیں کر لیتا اس سے کہہ دو کہ میرے سامنے نہ آئے ورنہ میں اس کا گلا دبا دوں گا یا خود کو ختم کر لوں گا۔"

"آپ کو پتا ہی نہیں ہے ابو آپ نے تو سب کچھ ختم کر دیا۔" سجاب نے معنی خیز بات کہی۔

"چپ کر جاؤ سوہا اور دفعہ ہو جاؤ اپنے کمرے میں یہ صلہ دیا ہے تم نے ہمیں ہماری محبتوں کا ہمارے بھروسے کا۔" قدسیہ بیگم نے اس کا بازو دبوچا اور اسے دروازے کی سمت دھکیلتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو اس کی رگ رگ میں درد سرائیت کر گیا۔

"آپ کو بھی صلہ چاہیے تھا۔ خیر دفعہ تو میں ہو رہی ہوں مگر مسز چنگیزی کی باتوں میں آ کر اگر آپ نے مجھے کسی ایرے غیرے کے ساتھ رخصت کرنے کا سوچا تو جو الزام مجھ پر لگا ہے اور آپ تینوں نے اسے سچ مان لیا ہے ناں میں اس الزام کو سچ کر دکھاؤں گی۔ بری تو میں بن ہی چکی ہوں تو اس غلطی کی سزا کیوں بھگتوں جو میں نے کی ہی نہیں..... لہٰذا ایسا کچھ سوچیے گا بھی مت کہ میں مسز چنگیزی کے کیے کی سزا بخوشی قبول کر لوں گی۔" سجاب نے صاف صاف اپنا فیصلہ سنایا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ وہ تینوں غم و غصے میں پیچ و تاب کھا کر رہ گئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ناصرہ بیگم..... یہ کیا کیا آپ نے؟" حسین چنگیزی نے گاڑی میں بیٹھنے کے کچھ دیر بعد ان سے پوچھا۔

"وہی جو مجھے درست لگا۔" ناصرہ چنگیزی نے سن گلاسز لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"سچ تو یہ ہے کہ آپ نے ٹھیک نہیں کیا اس بچی کے ساتھ اتنا بڑا الزام لگا دیا کر اس معصوم لڑکی پر اور اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی اس کی ہی نہیں میری نظروں میں بھی گرا دیا عمر بھر کی کمائی عزت ایک لمحے میں گنوا دی..... مجھے اگر ذرا سا بھی شبہ ہوتا کہ آپ سجاب کے ساتھ یہ سب کرنے والی ہیں تو بخدا میں آپ کے ساتھ یہاں ہرگز نہ آتا۔" حسین چنگیزی نے دکھ اور افسوس سے بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم گھر جا کر بات کریں تو بہتر ہے۔"

"بات کرنے کو اب رہ ہی کیا گیا ہے جیسے یہاں آپ بولتی رہی ہیں۔ ویسے ہی گھر جا کر اپنے بیٹے کو بھی بتا دیجیے گا ٹھیک کہہ رہی تھی ناں سجاب آپ نے کوئی کہانی پہلے سے اپنے دماغ میں تیار کر رکھی ہوگی حسن کو بتانے کے لیے تاکہ وہ بھی سجاب سے بدظن ہو جائے دور ہو جائے اور اسے پانے کی خواہش اپنے دل سے نکال دے۔" حسین چنگیزی نے غصے کو ضبط کرتے ہوئے تلخ لہجے میں

WaqarAzeem Pakistanipoint.com

جواب دیا اور کھڑکی کی طرف منہ پھیر لیا۔ ناصرہ چنگیزی نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ جو کر کے آرہی تھیں اسے آخر تک پہنچانے کا ہی سوچ رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد ڈرائیور نے گاڑی حسین ولا میں روکی تو ان کی سوچوں کا سلسلہ بھی رک گیا اور وہ ساڑھی سنبھالتے ہوئے گاڑی سے نیچے اتریں۔ ساتھ ہی حسین چنگیزی کے دل سے بھی جنہوں نے بہت تاسف سے انہیں دیکھا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"بھروسہ
ایک چڑیا ہے
جسے تم پیار الفت سے
پکڑ کر گھونسلے میں رکھ تو
سکتے ہو
مگر جونہی اسے
بے یقینی بے اعتباری کا دانہ ملے گا
یہ پھر سے گھونسلے سے کیا
تمہارے آنگن کی منڈیروں سے بھی
منہ پھیر جائے گی
تمہاری بے یقینی پھر
تمہیں آنسو رلائے گی"

سجاب نے تازہ واردات پر نظم لکھی اور اپنے فیس بک اکاؤنٹ پر پوسٹ کر دی۔ ظہر کی نماز ادا کرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ہاتھوں کے پیالے آنسوؤں سے بھر گئے۔

"یا اللہ جی..... میرا سچ آپ جانتے ہیں اور مسز چنگیزی کا جھوٹ بھی آپ سے چھپا ہوا نہیں ہے' میرے گھر والوں پر اس جھوٹ کی حقیقت کھول دیں۔ مجھے ان کی نظروں میں سرخرو کر دیں اور ناصرہ چنگیزی نے جو کچھ کہا' کیا اس کا معاملہ میں آپ پر چھوڑتی ہوں..... بس مجھے اس بابرکت مہینے کے طفیل اس الزام سے باعزت بری کرا دیں۔ میرا کھویا ہوا وقار اور اعتبار میرے گھر والوں کی نظروں میں بحال کرا دیں۔ آپ کے لیے تو سب آسان ہے ناں' تو میری یہ مشکل آسان فرما دیں' پلیز اللہ جی میری خطائیں بھی معاف فرما دیں' بے شک آپ معاف فرمانے والے ہیں معافی کو پسند فرمانے والے ہیں' مجھے بھی معاف فرما دیں۔" سجاب نے دل سے گڑگڑا کر خاموش لبوں کے ساتھ رب کعبہ سے منت کی' دعا کی اور اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا۔

"اب روئے کیا ہوت
جب چڑیا چگ گئیں کھیت"

نایاب کی آواز میں طنز کا تیر اس کی سماعتوں کو چیر گیا۔

"جان بوجھ کر انجان بننے اور جھوٹ کا ساتھ دینے والوں کے لیے بھی کڑی سزا رکھی گئی ہے میری بہن۔" سجاب نے گہرا سانس لے کر جواب دیا۔

"میں کیوں انجان بننے لگی؟ تم نے کون سا مجھے پوری بات بتائی تھی۔"

"تم بہن ہو میری' تمہیں مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے تھا مگر نہیں کیا..... میں جانتی ہوں تم پہلے سے ہی حسن چنگیزی کے حوالے سے خاصے طنزیہ جملوں کا استعمال کر رہی تھیں اور اس کی وجہ بھی مجھے معلوم ہے۔" سجاب نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سٹپٹا کر بولی۔

"کیا معلوم ہے تمہیں..... کیا وجہ ہے؟"

"بتاؤں گی وقت آنے دو' ہو سکتا ہے نہ ہی بتاؤں کیونکہ مجھے اپنی بہن کو شرمندہ دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" سجاب نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اپنی اوقات میں رہو..... جواب صرف دو کوڑی کی ہو کر رہ گئی ہے۔" نایاب نے سلگ کر جواب دیا۔

"یہ تمہاری سوچ ہے۔" سجاب مسکراتے ہوئے بولی۔

"اچھا بس..... میرے منہ مت لگو اپنے منہ پر لگی کالک صاف کرنے کی تدبیر کرو' ایسا نہ ہو کہ ساری زندگی اندھیروں کی نذر ہو جائے۔" نایاب نے تلخی سے کہا۔

"ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا کچھ نہیں ہوگا جلنے والوں کا منہ کالا اور عزائم ناکام ضرور ہوں گے مجھے یقین ہے۔"

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''رسی جل گئی پر بل نہیں گیا۔'' نایاب نے پھر سے طنز کا تیر چلانے کے لیے محاورے کا استعمال کیا۔

''اللہ تمہیں 'جل اور بل' دونوں سے بچائے رکھے۔'' سجاب نے سنجیدگی سے دعا کی تو اس نے نخوت سے سر جھٹکا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''قدسیہ..... یہ تربیت کی ہے تم نے اپنی اولاد کی' چلو سوہا تو بچی ہے' کم عمر ہے تم تو تجربہ کار تھیں تم نے کیسے اتنی بڑی غلطی کردی؟ جو سوہا نے بتایا اس پر آنکھیں بند کرکے یقین کرلیا۔'' رشید احمد نے قدسیہ بیگم کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا لے دے کے الزام ان کی تربیت پہ آ گیا تھا۔

ظاہر ہے وہ ماں تھیں اور تربیت تو ماں کی ذمہ ہوا کرتی ہے۔ پہلی درس گاہ ماں کی گود کو کہا گیا ہے۔ اولاد کچھ اچھا برا کرے ماں کی تربیت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اولاد کو سینچنے' سنوارنے کا کام ماں کرتی ہے اور دنیا میں اولاد ماں باپ کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ اس باپ کو لوگ کیا کیا باتیں نہ سنائیں گے اولاد کی بے راہ روی کے حوالے سے یہی سوچ کر رشید احمد بھی بپھرے ہوتے تھے۔ ان کی وہ نرم مزاجی' وہ دھیما پن اور خوش اخلاقی کا لبادہ آن کی آن میں اتر گیا تھا۔ درحقیقت یہی ان کا اصل روپ تھا۔ ایک عام مرد کا روپ۔ جب تک حالات بہتر تھے سب اچھا تھا تو وہ بھی سب کے ساتھ اچھے تھے۔ جونہی ذرا سی تندی آئی' حالات نے کروٹ بدلی وہ بھی بدل گئے۔ سجاب ان کی آوازیں سن کر یہی سوچ رہی تھی۔

''مجھے اپنی تربیت پہ بھروسا تھا رشید صاحب۔'' قدسیہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔

''بھروسا کرنے کا نتیجہ دیکھ لیا ناں؟ شکر کرو کہ بات گھر تک ہی رہ گئی' ورنہ اگر ان ہائی اسٹیٹس والوں نے اس کا اشتہار لگا دیا ہوتا تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہتے۔ دھول جھونکی ہے سوہا نے ہماری آنکھوں میں' ہمارے بھروسے اور اعتبار کا خون کیا ہے۔ آج کے بعد میں اسے گھر سے باہر جاتے ہوئے نہ دیکھوں۔'' رشید احمد نے غصیلے اور درشت لہجے میں کہا۔

''وہ تو پہلے ہی کہیں نہیں جاتی۔ گھر سے یونیورسٹی اور یونیورسٹی سے گھر۔'' قدسیہ بیگم نے وضاحت کی۔

''اس کے باوجود یہ گل کھلایا ہے۔ اگر اسے ہر جگہ آنے جانے کی آزادی ہوتی تو وہ کیا کچھ نہ کرتی اور کیسے کیسے ہمارا نام روشن نہ کرتی۔ نایاب کی شادی ہوجائے اس کے بعد سوہا کا بھی بندوبست کرتا ہوں' اب زیادہ دن میں اسے اس گھر میں برداشت نہیں کرسکتا اور اچھی طرح اسے سمجھا دینا کہ وہ جب تک یہاں ہے شرافت سے رہے اور میرے سامنے آنے کی غلطی نہ کرے۔'' رشید احمد نے نہایت غصیلے اور گرجدار لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا۔

''سنا تم نے۔'' نایاب اور سجاب جو ان کے کمرے کے باہر کھڑی ساری باتیں سن رہی تھیں۔ نایاب نے سجاب کی طرف دیکھ کر مدھم آواز میں کہا تو وہ زخمی سی مسکراہٹ لبوں پر لائی اور بولی۔

''میں نے تو سن لیا ہے اور سہہ بھی لیا ہے آپ تینوں کا کیا ہوگا جب سچ سامنے آئے گا؟''

''تمہارا تو دماغ چل گیا ہے۔'' نایاب یہ کہتی ہوئی برآمدے کی طرف آ گئی۔

''شکر کرو زبان نہیں چل رہی..... ویسے جیسے تم تینوں کی چل رہی ہے میرے خلاف۔'' سجاب یہ کہہ کر ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔ نایاب کچن میں چلی گئی تھی افطاری کی تیاری مجبوراً آج اسی کو کرنا تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

حسن چنگیزی نے جس طرح اپنی ممی کا سجاب کے رشتے کے لیے انکار کرنا' وجہ بتانا' ان کا غصہ' ان کی خواہش بتانا سجاب کو بہت اہم اور ضروری سمجھا تھا۔ اسی طرح حسن چنگیزی کی ممی کا ایک دم سے اس رشتے پر آمادہ ہوجانا اور سجاب کے گھر آنے پر راضی ہوجانا سجاب کو کھٹک رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس اس وقت بیدار ہوگئی تھی جب حسن چنگیزی نے اسے بتایا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نہیں آئے گا یہ ممی کا کہنا ہے اور مناسب بھی ہے۔ دولہا کا یوں

Waqar Azeem
pakistanipoint.com

ایک دم سے اپنے رشتہ کی بات کرنے کے لیے چلے آنا اچھا بھی نہیں لگتا۔ بس اسی بات نے سجاب کو مزید محتاط کردیا تھا اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ حسن چنگیزی کی ماں ضرور ایسا کچھ کہے گی یا کرے گی کہ اس کے والدین اس کے رشتے سے خود ہی انکار کردیں گے اور وہ اپنے بیٹے کی نظروں میں اس کی خواہش پر اس کے گھر رشتہ لاکر سرخرو بھی ہوجائیں گی۔ اچھی ماں بھی کہلائیں گی۔ اسی لیے اس نے اپنا چھوٹا پاکٹ سائز وائس ریکارڈر جو اسے وحید بھائی نے ملائیشیا سے بھیجا تھا وہ سجاب نے ناصرہ چنگیزی اور حسین چنگیزی کے رشید ہاؤس میں داخل ہونے پر آن کرکے چپکے سے میز پر رکھے گلدان میں چھپا کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اس میں مسلسل دو گھنٹے کی ریکارڈنگ ہوسکتی تھی مگر بات آدھے گھنٹے میں ہی ختم ہوگئی تھی۔ سجاب نے ڈرائنگ روم میں آکر گلدان میں چھپے ہوئے وائس ریکارڈر کو اٹھایا جو آف ہوچکا تھا۔ اس نے وہیں صوفے پر بیٹھ کر اسے آن کیا اور کان سے لگا کر سنا۔ اس کی سمجھ داری کام آئی تھی اور حسن چنگیزی کے ممی ڈیڈی کی آمد سے رخصت تک کی ساری گفتگو اس میں ریکارڈ ہوچکی تھی۔ سجاب نے اپنے سیل فون میں بھی وائس میسج میں سب کچھ ریکارڈ کرلیا تھا۔ اس کے پاس اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے واضح ثبوت موجود تھا۔ اس نے اپنے کمرے میں آکر وائس ریکارڈر کی ساری گفتگو یو ایس بی اور موبائل میں ٹرانسفر کرلی۔ اس کو موبائل، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ کے فنکشنز کی بہت سمجھ بوجھ اور مہارت حاصل تھی یہ سب کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ اب اسے حسن چنگیزی کے ردعمل کا انتظار تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''ممی، ڈیڈی..... بتائیں ناں کیا بات ہوئی سجاب کے گھر، کیا کہا اس کے پیرنٹس نے؟'' روزہ افطار کرتے ہی حسن چنگیزی نے ان دونوں سے پوچھا۔

''بیٹا..... میں تو نماز ادا کرنے جارہا ہوں تمہاری ممی ہی سنائیں گی ساری کہانی۔'' حسین چنگیزی نے جھوٹ سے بچنے کے لیے معقول جواز تراشا اور اس کا شانہ تھپک کر نماز ادا کرنے چلے گئے۔ اب حسن چنگیزی کی نظریں ناصرہ چنگیزی کے چہرے پر تھیں جو خود کو ایک نئے جھوٹ پر عمل کرنے کے لیے تیار کررہی تھیں۔

''ممی..... کیوں سسپنس کری ایٹ کررہی ہیں..... بتائیں ناں کیا کہا سجاب کے والدین نے؟'' حسن چنگیزی نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

''انہوں نے جو کچھ کہا میرے بس میں ہوتا تو میں وہیں شرم سے مرجاتی..... تمہیں بتانے کا حوصلہ نہیں کر پارہی، اب تک میں تو حیران ہوں کہ میں نے کیسے برداشت کیں ان کی گھٹیا باتیں اور بے ہودہ الزامات؟'' ناصرہ چنگیزی نے آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے پُرنم آواز میں کہا تو وہ چونک گیا۔

''ممی.....! سچ سچ بتائیں کیا کہا انہوں نے؟''

''یہی کہ ان کی لاڈلی بیٹی سجاب کی منگنی خاندان میں ہی اس کے کزن کے ساتھ ہوچکی ہے اور وہ لوگ خاندان سے باہر اپنی بیٹیاں نہیں بیاہتے اور سجاب کی بھی بہت جلد شادی ہوجائے گی۔''

''کیا.....! ایسا کیسے ممکن ہے؟'' حسن چنگیزی جھٹکے سے کھڑا ہوا اور بے یقینی سے بولا۔

''بیٹا..... سنتے جاؤ اب تم۔'' ناصرہ چنگیزی آنکھوں میں آنسو لیے بولیں۔

''اس کے ماں باپ کہنے لگے کہ آپ اتنے امیر، اتنے دولت مند ہیں تو ہمارے گھر رشتہ لے کر کیوں آئے ہیں؟ یقیناً آپ کا لڑکا بری سوسائٹی میں پڑچکا ہوگا، آوارہ اور بدکردار ہوگا، خاندان والوں نے منہ نہیں لگایا، کسی نے اپنی لڑکی نہیں دی آپ کے آوارہ بیٹے کو شادی کے نام پر تو آپ لوگ ہماری معصوم لڑکی کا رشتہ مانگنے چلے آئے۔ سوچا ہوگا کہ مڈل کلاس گھرانے کی لڑکی کو بیاہ کر اس پر احسان بھی کردیں گے اور اپنے بدکردار بیٹے کے عیب بھی چھپالیں گے۔ بڑے گھر کی لڑکی نہ ملی تو ہماری بیٹی کو پھنسانے کی کوشش کرنے لگے، آپ کا بیٹا اور یہ کہ..... اگر

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

حسن چنگیزی اتنا اچھا' باکردار اور شاندار لڑکا ہے تو اسے آپ کے سرکل میں کسی نے کیوں نہیں گھاس ڈالی؟ اپنے ہم پلہ لوگوں میں اپنے بیٹے کا رشتہ کیوں نہیں ڈھونڈا آپ نے؟ اصل میں آپ کا بیٹا اس لائق تھا ہی نہیں کہ کوئی اسے اپنا داماد بنانے کا سوچتا' جب ہی آپ لوگ ہمارے گھر چلے آئے ہیں اپنے آوارہ بیٹے کا رشتہ لے کر..... ہم تو کبھی ایسے لڑکے سے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کریں گے۔" ناصرہ چنگیزی نے روتے ہوئے پوری من گھڑت کہانی سنائی۔ حسن چنگیزی کا تو وہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں' دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ دل ڈوب ڈوب گیا تھا۔ وہ بے دم سا ہو کر کرسی پر ڈھے گیا۔ سر کرسی کی بیک سے لگالیا' سانس لینا دشوار محسوس ہونے لگا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی' ممی کے آنسو اسے بے چین کرنے لگے۔ اس نے جوس کا گلاس اٹھایا دو گھونٹ پی کر خود کو سنبھالا اور پانی کا گلاس ممی کی طرف بڑھایا۔

"ممی..... پلیز مت روئیں ان کے کہنے سے میں ویسا تھوڑی ہو جاؤں گا۔ لیں پانی پئیں۔" حسن چنگیزی نے انہیں پانی پلایا اور اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو صاف کیے۔

"تم ایسی لڑکی کے لیے دیوانے ہو رہے تھے..... جس نے تم سے اپنی منگنی تک چھپائے رکھی اور جس کے والدین حقیقت جاننے کے باوجود تم سے جھوٹ بولتے رہے وہ تمہیں اسی وقت منع کر سکتے تھے ناں..... جب تم نے سجاب سے شادی کی بات کی تھی مگر نہیں..... انہوں نے جان بوجھ کر ہمیں اپنے گھر آنے دیا تاکہ ہمیں ذلیل کر کے اپنی سطحی سوچ کا مظاہرہ کر سکیں..... تمہارے کردار کو بدنما قرار دے دیا انہوں نے..... کاش میں ان لوگوں کا منہ نوچ سکتی مگر..... تمہارے ڈیڈی نے مجھے کچھ بولنے ہی نہیں دیا..... بس میرا ہاتھ پکڑا اور چلے آئے وہاں سے۔" ناصرہ چنگیزی نے روتے ہوئے کہا تو حسن چنگیزی نے اٹھ کر انہیں اپنے ساتھ لگالیا۔

"آئی ایم سوری ممی' میری وجہ سے آپ دونوں کو اتنی ذلت اٹھانا پڑی۔ میں ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ انہیں اس کا حساب دینا ہی ہوگا۔" حسن چنگیزی غصہ سے کہا۔

"دفعہ کرو بیٹا..... ایسے کم ظرف اور گھٹیا لوگوں سے دور ہی رہو' کوئی ضرورت نہیں ہے ان کے منہ لگنے کی یا ان سے بات کرنے کی وہ تمہارا معیار ہی نہیں ہیں اور اپنے معیار سے نیچے والوں کو عزت دینے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ وہ آپ کو کمتر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔" ناصرہ چنگیزی نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

"ہوں....." وہ کہہ کر باہر نکل گیا اور ناصرہ چنگیزی نے اپنے آنسو پونچھ لیے جو جھوٹے تھے۔ ان کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

سجاب عشاء کی نماز کے لیے جائے نماز بچھا رہی تھی اسی وقت اس کے موبائل پر حسن چنگیزی کی کال آ گئی۔ اسے اسی کی کال کا انتظار تھا وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کے والدین نے اسے کیا کہانی سنائی ہے؟ کون سا جھوٹ گھڑا ہے اس کے سامنے۔ سجاب موبائل لے کر جائے نماز پر بیٹھ گئی اور موبائل آن کر کے کان سے لگالیا۔

"السلام علیکم!" سجاب نے عادتاً سلام کیا۔

"وعلیکم سلام! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" حسن چنگیزی جو بہت غصے میں بھرا ہوا اپنے گھر کے لان میں ٹہل رہا تھا اس کا سلام کرنا اسے ایک لمحے کو نروس کر گیا وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"میں سن رہی ہوں ان فیکٹ میں آپ ہی کی کال منتظر تھی بات کیجئے آپ۔" سجاب نے دھیمے لہجے جواب دیا۔

"تم نے میرے جذبات کا مذاق کیوں اڑایا؟ تمہاری منگنی اپنے کزن کے ساتھ ہو چکی تھی اور تم نے مجھے ضروری نہیں سمجھا۔"

"کیا.....؟ جھوٹ ہے یہ سب۔" سجاب نے چونک کر کہا۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

''جھوٹ تو تمہارا سامنے آیا ہے تم نے سوچا ہوگا کہ تگڑی آسامی ہاتھ آرہی ہے تو ٹرائی کرنے میں کیا حرج ہے بات بن گئی تو مزے ہی مزے نہ بنی تو منگنی تو ہے ہی شادی کرلوں گی..... ہے ناں؟'' حسن چنگیزی نے غصیلے تیز لہجے میں کہا وہ جو پہلے ہی ذہنی طور پر اس قسم کی صورت حال کے لیے تیار بیٹھی تھی۔ ضبط کرتے ہوئے بولی۔

''آپ حد سے بڑھ رہے ہیں مسٹر چنگیزی۔''

''حد تو تم نے اور تمہارے گھر والوں نے کراس کی ہے محترمہ..... میں سب کچھ برداشت کرسکتا ہوں اپنی ماں کے آنسو ان کی بے عزتی اور اپنی کردار کشی برداشت نہیں کرسکتا۔ تم لوگوں نے مجھے آوارہ گھٹیا اور بدکردار کہہ کر میرا رشتہ ٹھکرایا ہے۔'' حسن چنگیزی نے اسی غصے بھرے لہجے میں کہا تو وہ ساری کہانی سمجھ گئی کہ یہ اس کی ممی کی کارستانی ہے جیسے اس عورت نے سجاب کے ماں باپ کو اس سے بدظن کردیا تھا ویسے ہی اس نے اپنے بیٹے کو بھی یہ کہانی سنا کر اسے اس کی طرف سے بدگمان کردیا ہے۔

''یہ سب جھوٹ اور بکواس ہے ہم نے ایسا کچھ نہیں کہا بلکہ آپ کی والدہ صاحبہ نے یہ سب کچھ میرے والدین سے میرے بارے میں کہا ہے اور میرے ماں باپ کی بے عزتی کی ہے ان کی تربیت پہ انگلی اٹھائی ہے..... بڑے گھر کے بہت ہی چھوٹی سوچ رکھنے والے چھوٹے بونے لوگ ہیں آپ سب۔'' سجاب نے فوراً اس کی بات رد کرتے ہوئے اسے حقیقت بتانے کی کوشش کی۔

''شٹ اپ..... میں ایک لفظ نہیں سنوں گا اپنی فیملی کے بارے میں۔'' حسن چنگیزی نے غصے سے کہا۔

''اچھا..... تو داد دیں مجھے کہ میں نے اپنی فیملی کے بارے میں آپ کے ماں باپ کی زبان سے بہت غلیظ لفظ سنے ہیں، برداشت کیے ہیں، بہت اچھا ڈرامہ کیا ہے آپ کے والدین نے یہاں آکر آپ کو بھی خوش کردیا کہ آپ کی مرضی اور پسند کی جگہ رشتہ لے کر جارہے ہیں اور یہاں آکر آپ کی ممی نے من گھڑت کہانی سنا کر اپنا مطلب بھی نکال لیا واہ۔'' سجاب نے بہت ضبط کرتے ہوئے کہا۔

''میری ممی جھوٹ نہیں بولتیں ان کے آنسو ڈرامہ نہیں ہوسکتے سمجھیں۔'' وہ پریقین لہجے میں بولا تو وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی۔

''واہ واہ..... ماں کی بات پر یقین ہے..... اپنی محبت پر بھروسا نہیں ہے۔ ماں مگرمچھ کے آنسو بہانے کا ڈرامہ کرے تو وہ قابل یقین ہے لیکن محبت اگر اتنی ذلت، ہتک اور اذیت کو محسوس کرنے آنسو بہانے تو وہ جھوٹ ہیں۔''

''ہاں جھوٹ ہے سب، تم تمہارا ہر روپ، ہر لفظ جھوٹ ہے اور مجھے آج اس بات پر بھی یقین آگیا ہے کہ آئیڈیل، تخیل، کچھ نہیں ہوتا، سوائے جھوٹ اور فریب کے..... کسی کو آئیڈیل نہیں ملتا، دھوکا ملتا ہے۔'' حسن چنگیزی نے کرب ناک لہجے میں کہا۔

''اور کبھی کبھی یہ دھوکا آپ کے اپنے ہی دے رہے ہوتے ہیں اور آپ آنکھیں بند کیے دماغ اور عقل پر قفل ڈالے ان کی ہر بات کو سچ مانتے چلے جاتے ہیں ایسا ہی آپ کے ساتھ بھی ہوا ہے مسٹر چنگیزی..... آپ کو بہت جلد سمجھ میں آجائے گا۔''

''شٹ اپ۔'' وہ غصے سے اس کی بات کاٹ کر بولا۔

''میں ہی پاگل ہوں جو تمہاری بکواس سنے جارہا ہوں تم میری ماں کو جھوٹا کہہ رہی ہو جس نے ستائیس برس تک مجھے پالا پوسا پیار دیا، تربیت کی، میرا خیال رکھا، میں اس ماں کا ستائیس برس کا پیار تمہاری جیسی جھوٹی، فریبی لڑکی کی آٹھ دن کی محبت کے پیچھے بھول بیٹھا تھا، کتنا غلط تھا میں اور کتنی غلط ہو تم، مکر و فریب کا مجسمہ ہو تم۔''

''تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھتے رہو..... ایک بات یاد رکھنا مسٹر چنگیزی جس دن تم پر حقیقت کھلے گی ناں..... اس دن خود کو کبھی منہ دکھانے کے لائق نہیں رہو گے، جلد پتا چل جائے گا تمہیں کہ جھوٹ کون بول رہا ہے۔ میں یا تمہاری ممی۔'' سجاب نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔''

''تو مت سنو میری کوئی بات..... اپنی ممی جی کی بات تو سن سکتے ہو ناں، تمہیں تمہاری ممی کی آواز ہی ان کی بات

Madiha Azeem
Pakistanipoint

سنائے گی۔ ذرا ٹھنڈا پانی پی لو اور آرام سے کرسی پر بیٹھ جاؤ بلکہ بیڈ پر بیٹھ جاؤ ایسا نہ ہو کہ ممی جی کی آواز سن کر تم بے ہوش ہو کر نیچے نا جا گرو۔ حالانکہ گر تو تم ویسے بھی چکے ہو تم اور تمہارے ماں باپ بہت ہی بری طرح گرے ہو میری نظروں سے..... اب تم اپنی نظروں میں گرنے کے لیے تیار ہو جاؤ پھر نہ کہنا کہ بتایا نہیں تھا۔'' سجاب نے سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں اپنی بات مکمل کی اور کال کاٹ دی۔

''بڑا طویل صدمہ ہے دل کو
تیری مختصر سی محبت کا''

سجاب نے دل میں کہا اور موبائل میز پر رکھ کر نماز کی نیت باندھ لی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''ناصرہ بیگم..... کتنی سکون سے بیٹھی ہیں آپ ایک گھر میں بدگمانی اور نفرت کی آگ لگا کر اپنے بیٹے کو بے سکون' بے آرام اور پریشان کر کے..... روزے کی حالت میں اتنا بڑا جھوٹ بولنا' زیب دیتا تھا آپ کو؟'' حسین چنگیزی نے ناصرہ چنگیزی کو ہاتھوں کی کلینزنگ کرتے دیکھ کر افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''آج میں نے روزہ نہیں رکھا تھا اسی لیے۔''

''کیا.....! جان بوجھ کر روزہ قضا کیا آپ نے تاکہ اتنا بڑا جھوٹ بول سکیں' تہمت لگا سکیں' ایک معصوم لڑکی کے پاکیزہ کردار پر؟'' حسین چنگیزی نے صدمے میں گھر کر کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

''آپ پریشان مت ہوں میں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا بھجوا دیا تھا بلکہ یتیم خانے میں جتنے بھی افراد تھے سب کے لیے افطاری کا بندوبست بھی کرا دیا تھا اور رہی بات اس لڑکی کی..... تو وہ اگر اتنی ہی اچھی ہوتی ناں تو ہمارے بیٹے کو ایسے پاگل نہ بناتی۔''

''ہمارے بیٹے کو اس لڑکی نے اپنا دیوانہ نہیں بنایا تھا یہ بات آپ اچھی طرح جانتی ہیں اور آپ کو یہ بات بری کیوں لگنے لگی؟ ہمارے خاندان میں آپ کے اپنے خاندان میں آپ کی بھانجیاں' بھتیجیاں بھی تو سولہ سنگھار کر کے لڑکوں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہیں اور ہمارے حسن کے اردگرد بھی طواف کرتی رہتی ہیں وہ آپ کو پاکیزہ کردار لگتی ہیں اور جس لڑکی نے کچھ کیا ہی نہیں اسے آپ نے آوارہ' بدکردار کہہ کر جھوٹی کہانی سنا کر اس کے گھر والوں کی نظروں میں اپنے بیٹے کی نظروں میں گرا دیا۔ آپ نے نہ اپنے مقام کو پہچانا' نہ میری عزت کی پروا کی اور نہ ہی اس مقدس و محترم مہینے کا لحاظ کیا اور اتنے بڑے گناہ کی مرتکب ہو گئیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ میں وہاں کچھ بول ہی نہیں سکا ورنہ آپ ذلیل ہو جاتیں۔ سجاب نے آپ کا معاملہ اللہ کی عدالت میں بھیج دیا تھا ناں اب انتظار کیجیے کہ اوپر والا آپ کے لیے کیا فیصلہ کرتا ہے؟ کون سی سزا تجویز کرتا ہے اور یاد رکھیے کہ جس مقصد کے لیے آپ نے اتنی بڑا گیم کھیلا ہے ناں وہ مقصد آپ کا اب بھی پورا نہیں ہوگا کیونکہ حسن کو سجاب سے سچی محبت ہوئی ہے اگر وہ اس کا اعتبار کھو دے گا تو کبھی کسی اور لڑکی پر اعتبار یا پھر بھروسا نہیں کر پائے گا۔''

حسین چنگیزی نے انہیں حقیقت کا آئینہ دکھاتے ہوئے کہا اپنا تکیہ اٹھا کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ ان کا ناصرہ چنگیزی سے ناراضی اور غصے کا یہ پرانا طریقہ تھا۔ ناصرہ چنگیزی کا خیال تھا کہ دو چار دن میں بات سنبھل جائے گی سب ٹھیک ہو جائے گا جیسا کہ وہ چاہتی ہیں جب ہی وہ تسلی سے اپنے کام میں مگن رہی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''سوہا..... تم کس سے فون پر بات کر رہی تھیں؟'' وہ نماز سے فارغ ہوئی تو قدسیہ بیگم نے سخت لہجے میں اس سے سوال کیا۔ سجاب نے نایاب کی طرف دیکھا۔ اسے یقین تھا اسی نے انہیں حسن کے فون کا بتایا ہے۔

''نایاب کی شکل کیا دیکھ رہی ہو..... میرے سوال کا جواب دو کس سے بات کر رہی تھیں فون پر؟'' قدسیہ بیگم نے اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی طرف کرتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

''حسن چنگیزی کی کال تھی اسی سے بات کر رہی تھی۔'' سجاب نے سچ سچ بتا دیا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"بے شرم۔" قدسیہ بیگم نے زوردار تھپڑ اس کے گال پر جڑ دیا۔ وہ لڑکھڑا کر میز پر جا گری۔ اس غیر متوقع حملے کے لیے وہ تیار جو نہ تھی۔

"امی.....!" سجاب نے دکھ اور تاسف بھری نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"مت کہو مجھے امی..... یہ صلہ دیا ہے تم نے میری محبت اور تربیت کا کوئی کسر رہ گئی ہے باقی جو تم اس لڑکے کے ساتھ مل کر پوری کرنا چاہتی ہو' کیوں ہماری عزت کا جنازہ نکال رہی ہو' دنیا میں رسوا کرنا چاہتی ہو ہمیں۔" قدسیہ بیگم نے اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ نایاب قریب کھڑی طنزیہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"میں نے نہ تو آپ کی عزت کا جنازہ نکالا ہے اور نہ ہی رسوا کیا ہے' آپ لوگ اپنا تماشا خود بنا رہے ہیں اور بنالیں گے اس طرح چیخ چلا کر شور مچا کر۔" سجاب نے بھیگی آواز میں کہا۔

"اور تم جو اس لڑکے سے فون پر باتیں کر رہی ہو وہ کیا ہے؟ بے وقوف سمجھا ہے ہمیں..... تمہیں تم اس کے ساتھ بھاگنے کا منصوبہ تو نہیں بنا رہیں؟" قدسیہ نے شکی نظروں سے اس کو دیکھا' اس کے اندر بہت کچھ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ یقین' مان' بھروسا' اعتبار' پیار' احساس سب ہی کی توڑ پھوڑ جاری تھی اس توڑ پھوڑ کا ملبہ بھی اس کے اندر ہی ڈھیر ہو رہا تھا۔

"اس سے کچھ بعید بھی نہیں ہے امی..... حسن کی ماں تو انکار کر گئی ہیں۔ اب یہ فرار کا راستہ ہی اختیار کرے گی ناں' وہ بتا رہی تھیں کہ یہ کورٹ میرج کرنے کے لیے بھی تیار ہے کیا پتا اس کی پلاننگ کر رہی ہو اس کے ساتھ مل کر۔" نایاب نے بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ سجاب کو حیرت ہو رہی تھی کہ یہ اس کی بہن اس کے بارے میں کہہ رہی تھی۔

"اس سے پہلے کہ تم ایسا قدم اٹھاؤ میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ دبا دوں گی بے شرم' بے غیرت' کم بخت۔" قدسیہ بیگم نے نایاب کی بات سن کر طیش میں آتے ہوئے اس پر تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی۔ رشید احمد بھی ان کی آوازیں سن کر دروازے پر آ گئے تھے اور غصے سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔

"بس کریں امی..... مجھ پر نہ سہی اپنے خون پر..... اچھی تربیت پر ہی کچھ بھروسا کر لیں۔ اس نے مجھے بھگانے کے لیے کال نہیں کی تھی۔ یہ بتانے اور پوچھنے کے لیے کال کی تھی کہ ہم نے اسے آوارہ' گھٹیا اور بدکردار کہہ کر کیوں ٹھکرایا اور میری منگنی ہو چکی تھی تو میں نے اسے گھر کیوں بلایا رشتے کے لیے۔" سجاب نے روتے ہوئے اصل بات بتانا چاہی۔

"ہم نے تو ایسا کچھ نہیں کہا وہی تمہاری اصلیت بتا کر گئی ہیں۔"

"میری اصلیت میرے ماں باپ نہیں جانتے تھے کیا کہ وہ بتا کر گئی اور آپ نے ایک منٹ میں یقین بھی کر لیا۔" وہ کہتے ہوئے رکی اپنا موبائل فون اٹھایا اور حسن چنگیزی کی آنے والی وہ کال جس پر اس کی درگت بنائی جا رہی تھی اس نے جانے کیوں ریسیو کرنے سے پہلے ریکارڈنگ کے آپشن پر کلک کر دیا تھا اور کال ریکارڈ بھی ہو گئی تھی۔

"یہ سنیں حسن چنگیزی نے مجھ سے کیا بات کی فون پر۔" سجاب نے کہہ کر کال ریکارڈنگ پلے کر دی۔

جوں جوں وہ تینوں سنتے رہے' ویسے ویسے ہی ہوش میں آتے رہے تھے۔ کال اینڈ ہو گئی اور ان تینوں کے شرمندگی سے سر جھک گئے تھے۔

"سنا آپ تینوں نے۔" سجاب کی نظر رشید احمد پر پڑی۔

"مسز چنگیزی نے جو کچھ آپ کو میرے بارے میں کہا وہی کچھ بڑھا چڑھا کر اپنے بیٹے سے کہا..... جیسے آپ سب مجھ سے بدگمان ہیں..... ویسے ہی حسن چنگیزی کو بھی یہ لگتا ہے کہ اس کی ماں سچ بول رہی ہے..... خیر اس کی تو ماں ہے اس کا اپنی ماں کو سچا ماننا بنتا ہے مگر آپ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

لوگ....." سجاب نے سنجیدگی سے کہا تو رشید احمد اس کی بات کاٹ کر بولے۔

"مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تم بے قصور ہو' چنگاری ہوتی ہے تو آگ لگتی ہے' ہر بات کی تہہ میں کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہے ایسے ہی تو دھواں نہیں اٹھتا۔ تم نے اس لڑکے کی خاطر اپنی عزت اپنا اعتبار گنوایا ہی ہے۔ تم اس لڑکے سے فون پر رابطے میں تھیں کیا مطلب لوں میں اس بات کا؟"

"جو آپ کا دل چاہے' مجھے اپنی صفائی میں اب کچھ نہیں کہنا۔" سجاب نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"سن رہی ہو اپنی بیٹی کی ڈھٹائی۔" رشید احمد نے قدسیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ شرمندہ سی نگاہ جھکا گئیں۔

رشید احمد واپس پلٹ گئے۔ نایاب اور قدسیہ بیگم کو یہ تو سمجھ میں آرہا تھا کہ مسز چنگیزی نے اپنے بیٹے سے جھوٹ بولا ہے کیوں؟ یہ سمجھنے کی وہ کوشش کر رہی تھیں۔

"امی..... مسز چنگیزی نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ آپ کی آوارہ' بدچلن لڑکی کو اپنی بہو نہیں بنائیں گی' اپنے بیٹے کو سمجھا لیں گی تو انہوں نے یہ سب جھوٹ اپنے بیٹے سے اسی لیے بولا ہوگا ناں کہ وہ سجاب سے بدظن ہو جائے اور پیچھے ہٹ جائے وہ اسے ایک آوارہ لڑکی سے دور جو رکھنا چاہتی ہیں' انہیں یہی بہتر حل لگا ہوگا کہ ہم لوگوں کا نام لے کر اپنے بیٹے کے کردار پر الزام لگا دیا ورنہ سوچیں کوئی ماں اپنے بیٹے کے کردار کو اس حد تک برا اور خراب کہہ سکتی ہے؟ دراصل وہ سجاب سے اس حد تک نفرت کرتی ہیں اسے گھٹیا اور آوارہ سمجھتی ہیں کہ اسے اپنے بیٹے سے دور کرنے کے لیے انہیں اپنے ہی بیٹے کو برا کہنا پڑا۔" نایاب نے دماغ لڑاتے ہوئے سنجیدگی سے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو سجاب دکھ سے بولی۔

"کتنی شیطانی سوچ ہے تمہاری آج یہ انکشاف بھی ہوگیا' آج کا دن تو میرے لیے زندگی کو رشتوں کو سمجھنے سمجھنے کا دن ہے۔"

"نایاب بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ایک لمحے کو تو میں بھی شرمندہ ہوگئی تھی کہ میں نے ناحق تم پر شک کیا مگر حقیقت یہی ہے جو نایاب نے کہی ہے۔ اب تم سوچ لو کہ تمہاری حیثیت کیا رہ گئی ہے اور تم کہاں کھڑی ہو؟" قدسیہ بیگم نے غصہ سے کہا۔

"پل صراط پر کھڑی ہوں۔" سجاب دکھی لہجے میں بولی۔

"اس گھر کی زمین اب تم پر تنگ ہوگئی ہے۔ اتنا ذہن میں رکھنا' بہت جلد تمہارے ابو تمہارا بندوبست کر دیں گے۔ اس کے بعد اپنی شکل ہمیں مت دکھانا..... ہم سمجھ لیں گے کہ تم مر چکی ہو۔" قدسیہ بیگم نے شدید غصے اور سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے کمرے سے چلی گئیں۔

"ہمیشہ ٹاپ کرنے' آگے بڑھنے' نمایاں رہنے اور سب کی واہ واہ سمیٹنے والی سجاب احمد عرف سوہا..... آج ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں جا گری ہے۔ لعن طعن' مار پیٹ آج اس کا مقدر بنا ہے۔ ہاہاہا اگلی پچھلی ساری کسر پوری ہوگئی۔" نایاب نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے تمسخرانہ لہجے میں کہا تو سجاب پر ایک اور انکشاف ہوا کہ اس کی سگی بہن آج تک اس کی کامیابیوں اور خوشیوں سے' اس کی عزت سے جیلس ہوتی تھی اسی لیے اس کا انداز ہمیشہ جلا کٹا اور طنزیہ ہوا کرتا تھا اور آج تو کھل کر سامنے آگیا تھا اس کے دل میں چھپا ہوا حسد اور جلاپا۔

"جتنا وقت اور انرجی تم نے مجھ سے جیلس ہونے میں صرف کیا ہے ناں اگر یہ محنت میں صرف کیا ہوتا تو آج تم مجھ سے زیادہ ٹاپ پر ہوتیں مگر وہ کیا ہے کہ "حسد کرنے والا اپنی ہی آگ میں جلتا رہتا ہے ایسے جیسے سوکھی لکڑی آگ میں جلتی ہے" تمہیں تو کسی دشمن کی بھی ضرورت نہیں ہے نایاب' تمہارا حسد ہی تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ تم نے اس صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جلتی پر تیل چھڑکنے کا کام کیا ہے ناں..... بس یاد رکھنا کہیں یہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint

آگ تمہارا اپنا دامن نہ جلا دے۔" سجاب نے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو وہ ہنس کر بولی۔

"میری نہیں اپنی فکر کرو۔"

"ہاہاہا..... امی ابو کو اپنی تربیت پر غصہ آرہا تھا آج میری وجہ سے..... حالانکہ انہیں تمہاری سوچ اور اطوار دیکھ کر اپنی تربیت کی خامیاں تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔" سجاب نے گہرا سانس لیتے ہوئے خود کو سنبھالا اور بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی تو وہ غصے سے بولی۔

"میں ابھی امی کو بتاتی ہوں جا کر کہ تم کیا بکواس کر رہی ہو ان کے بارے میں۔"

"بتاؤ بتاؤ شوق سے بتاؤ..... مجھے آج جتنے شاک لگنے تھے لگ چکے..... اب میں کچھ بھی سن اور سہہ سکتی ہوں۔" سجاب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ..... ڈھیٹ جو ہو۔" نایاب طنز سے کہتی کمرے سے چلی گئی۔

❁.....❁.....❁.....❁

دل نہیں مانتا!
اس کی سچائی کو
اس کی پارسائی کو
کوئی جھوٹا کہے اور فریبی کہے
کوئی اس کو آوارہ سی تتلی کہے
دل نہیں مانتا!
اس کی آنکھوں میں روشن جو سچائی تھی
اس کے لہجے میں عزت حیات تھی بہت
کیسے وہ بے وفا ایک
ہوگئی
دل نہیں مانتا
دل تو کہتا ہے اس جیسا سچا نہیں
کوئی اپنا نہیں
وہ محبت کا ایسا حسین بھید ہے
جو ہر کسی پہ میری جاں! جو
کھلتا نہیں
دل نہیں مانتا!
کہ
وہ میرا نہیں
دل نہیں مانتا
دل نہیں مانتا" (گل)

حسن چنگیزی کو لان میں ٹہلتے' سوچتے' خود کو سمجھاتے ہوئے سحری کا وقت ہوگیا تھا۔ دل کو یقین نہیں آرہا تھا کہ سجاب احمد جھوٹ بول سکتی ہے اور وہ سب جو ممی نے اس سے کہا وہ سچ ہوسکتا ہے مگر وہ ممی کو جھٹلانے یا ان پر شک کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا لہٰذا اس طرف تو اس کا دھیان بھی نہیں گیا کہ ممی جھوٹ بول رہی ہیں۔ ڈیڈی سے ابھی تک کوئی بات ہوئی ہی نہیں تھی۔

درحقیقت حسین چنگیزی تو سجاب اور اس کے گھر والوں سے ہی نہیں اپنے آپ سے بھی شرمندہ تھے۔ اپنی بیوی کے اتنے گھٹیا رویے اور الزام نے انہیں بھی شرمسار کردیا تھا۔ رمضان کے مہینے میں اتنی گھناؤنی حرکت کرتے ہوئے ناصرہ چنگیزی کا دل نہیں لرزا تھا۔ انہوں نے ڈبل گناہ کمایا تھا اور اب حسین چنگیزی اپنے دل پر یہ بوجھ لیے بے کل' بے چین سے تھے۔ حسن چنگیزی کو اصل بات بتانے کا سوچ رہے تھے اور ساتھ ہی یہ خیال بھی آرہا تھا کہ بیٹے کی نظروں میں ماں کی عزت جاتی رہے گی' اس کا مان ٹوٹ جائے گا اور حسن چنگیزی کو انہوں نے کیا کہانی سنائی تھی۔ ابھی یہ جاننا بھی ان کے لیے ضروری تھا' وہ شدید الجھن کا شکار تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"سجاب نے کیا سینڈ کرنا تھا مجھے؟ بہت دعویٰ اور اعتماد سے کہہ رہی تھی کہ میں اپنی نظروں میں گر جاؤں گا تو ابھی تک وہ سینڈ کیوں نہیں کیا؟ کیا تھا جو وہ مجھے سنانا چاہ رہی تھی؟" حسن چنگیزی ملازم کو اپنے لیے سحری کمرے میں بھیجنے کا کہہ کر کمرے میں آکر سوچنے لگا۔

"کچھ ہوتا تو اب تک سینڈ کرچکی ہوتی۔ مم بے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

وقوف بنانے کی کوشش کررہی تھی وہ۔" حسن نے اپنا سیل فون چیک کرتے ہوئے خود کلامی کی اور سیل فون رکھ کر واش روم میں چلا گیا۔

❁.....❁.....❁

"امی..... میں اس بار اعتکاف میں بیٹھوں گی ان شاء اللہ۔" سجاب نے کچن میں آٹا گوندھتے ہوئے اپنا ارادہ بتایا تو نایاب جو فریج میں پھل رکھنے آئی تھی اس کی بات سن کر فوراً سے بولی۔

"میں کوئی سحری' افطاری نہیں بناؤں گی اور نہ ہی تمہارے حجرے میں پہنچاؤں گی۔ ہونہہ نوسو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی۔ پہلے ایسے کرتوت کرتی ہیں پھر گناہ بخشوانے اور خود کو پارسا ثابت کرنے کے لیے اعتکاف میں بیٹھنے کا ڈھونگ رچاتی ہیں۔"

"جب سچ' دیکھنے' سننے اور سمجھنے کی اہلیت نہ ہو تو زبان کو بند رکھنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ میرا سچ میرا اللہ جانتا ہے تم سب بھی جلد جان جاؤ گے اور میں تو تم سب کو جان ہی چکی ہوں کہ کتنے اچھے اور بھروسہ مند لوگ ہیں میرے گھر والے۔" سجاب نے نرمی اور تحمل سے جواب دیا۔

"تمہاری ان معصومانہ تقریروں سے تمہارے کردار پر لگا داغ نہیں دھلنے والا' معلوم ہے ہمیں اسکول' کالج میں تقریری مقابلوں میں ہمیشہ اول آیا کرتی تھیں' لیکن سوہابی بی یہ تمہارا اسکول کالج کا اسٹیج نہیں ہے یہ گھر ہے اور گھر میں تقریریں نہیں سنی جاتیں' حقیقتیں دیکھی جاتی ہیں اور انہیں کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ تم اپنا وقار اور اعتبار ہماری نظروں میں گنوا چکی ہو لہٰذا ہمیں مظلوم و معصوم بن کر دکھانے کی ضرورت نہیں اور یہ اعتکاف کا ڈرامہ ہمارے سامنے کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھیں۔" نایاب نے تلخ اور طنزیہ لہجے میں بے رحمی اور بدتمیزی سے کہا تو اس کا دل درد سے بھر گیا مگر وہ سہہ گئی۔

"یہ ڈرامہ تو تم نے بھی پچھلے سال کیا تھا ناں اظفر بھائی سے اپنی منگنی شادی کرانے کی دعائیں' منتیں مانگنے کے لیے اور میں نے تمہیں سحری' افطاری بروقت پہنچائی تھی بھول گئیں کیا؟" سجاب نے آٹا باؤل میں نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر یاد دلایا۔

"مجھ میں اور تم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔" نایاب مغرور لہجے میں بولی تو سجاب مسکراتے ہوئے اطمینان سے بولی۔

"ہاں' صحیح کہہ رہی ہو تم۔ شکر الحمدللہ مجھ میں نہ غرور ہے نہ حسد۔"

"نایاب صحیح کہہ رہی ہے ویسے بھی تین ہفتے رہ گئے ہیں اس کی شادی میں اسے آرام کی ضرورت ہے جاتے جاتے بھی کام کرواؤ گی بہن سے شرم لحاظ ہی کرلو بڑی بہن ہے تمہاری۔" قدسیہ بیگم نے بھی نایاب کی طرف داری کرتے ہوئے درشت لہجے میں کہا۔ نایاب فاتحانہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"یہ بڑی ہو ہی نہ جائے امی۔" سجاب مسکراتے ہوئے بولی اور آٹا فریج میں رکھ دیا۔

"بکواس بند کرو تم۔" نایاب غصے میں بولی۔

"ٹھیک ہے تم جاری رکھو سحری افطاری بنانے کا بھی بہت زیادہ اجر و ثواب ہے' میں یہ ثواب کمالوں گی اعتکاف کا کیا ہے ساری بات تو دل کی ہے لگن سچی ہو تو ایک نماز پر بخشش ہو جاتی ہے اور اگر دل میں حسد' بغض بھرا ہو تو دس دن کا اعتکاف بھی کسی کام نہیں آتا۔" سجاب نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا اور کچن سے باہر چلی گئی نایاب غصے سے تلملاتی رہ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

حسنین اپنی بیوی کے ہمراہ دبئی گیا ہوا تھا' بزنس کے سلسلے میں اور تفریح کے لیے بھی اس لیے وہ اس سارے قصے سے بے خبر تھا۔ ناصرہ چنگیزی چاہتی تھیں کہ ان کی واپسی سے پہلے سجاب والا معاملہ ختم ہو جائے۔ حسن چنگیزی جو خود کا ڈیزائن کردہ بنگلہ تعمیر کررہا تھا۔ اس واقعے سے سخت دلبرداشتہ اور بددل ہو گیا تھا۔ دو دن گزر گئے تھے۔ اس کی بھوک پیاس' نیند' آرام سب ختم ہو گئے تھے۔ وہ دن میں کئی بار اپنا موبائل اس امید پر چیک کرتا کہ شاید

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سجاب نے کچھ سینڈ کیا ہو جس کا دعویٰ وہ کر رہی تھی مگر اسے مایوسی ہوئی تھی۔ اسے ممی کی کہی ہوئی بات یاد آرہی تھی انہوں صحیح کہا تھا۔

"بے شرمی تو دیکھو ان لوگوں کی کہ ہم جو مٹھائی اور پھلوں کی ٹوکریاں لے کر گئے تھے وہ رکھ لیں' ایک بار جھوٹے منہ یہ نہیں کہا کہ اپنی یہ قیمتی سوغات بھی واپس لیتی جائیں اور تو اور اتنا شاندار ڈریس بیس ہزار کا تھا وہ سجاب کے لیے خرید کر لے گئی تھیں' پیک کرا کے وہ بھی رکھ لیا' ندیدے کہیں کے' لالچی لوگ..... شکر ہے ہماری جان چھوٹ گئی' رشتہ ہو جاتا تو نجانے ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتے وہ لوگ۔" حسن چنگیزی اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا' اس نے کال کر کے اپنے ڈرائیور کو بلوایا کچھ دیر بعد وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"جی سر..... خیر ہے آپ نے مجھ بلوایا' آپ تو اپنی گاڑی خود ڈرائیو کرتے ہیں۔" چھیالیس سالہ فضل دین پچھلے گیارہ سال سے ان کے پاس "حسین ولا" میں بطور ڈرائیور ملازمت کر رہا تھا اور اس دوران اس نے حسن کی گاڑی ڈرائیو نہیں کی تھی۔

"ہاں فضل دین..... میں نے آپ کو ڈرائیونگ کے لیے نہیں بلوایا بلکہ کچھ پوچھنے کے لیے یہاں بلایا ہے۔" حسن چنگیزی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی پوچھیے سر۔" وہ مؤدب لہجے میں بولا۔

"آپ تین دن پہلے ممی ڈیڈی کو لے کر کہیں گئے تھے' دن میں یاد ہے۔"

"جی سر' بالکل یاد ہے۔ 'رشید ہاؤس' لے کر گیا تھا۔"

"ہاں میں انہیں کی بات کر رہا ہوں وہاں جانے سے پہلے ممی نے مٹھائی اور پھلوں کی کتنی ٹوکرے منگوائے تھے؟"

"ایک بھی نہیں۔"

"میرے کہنے کا مطلب ہے کہ 'رشید ہاؤس' کتنی ٹوکرے لے کر گئے تھے؟"

"ایک بھی نہیں۔" اس کا جواب پھر سے وہی کہا۔

"ٹھیک ہے یاد کریں آپ ممی ڈیڈی وہاں میرے رشتے کی بات کرنے کے لیے گئے تھے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ مٹھائی' پھل وغیرہ لے کر نہیں گئے تھے۔" حسن چنگیزی نے الجھنوں میں گھرتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر..... صاحب لوگ خالی ہاتھ گئے تھے مٹھائی' پھل' پھول کچھ نہیں لے گئے تھے۔ میں ان کے آنے تک رشید ہاؤس کے باہر ہی گاڑی میں موجود تھا انہوں نے کسی دوسرے ملازم سے بھی یہ سب نہیں منگوایا تھا۔" اس نے صاف گوئی اور سچائی سے جواب دیا۔

"وہ خالی ہاتھ کیسے جا سکتے ہیں وہاں؟" حسن چنگیزی نے خود کلامی کی۔

"سر..... جب کسی پہ تہمت لگانا ہو یا کسی کو بے عزت کرنے کے لیے جانا ہو تو اس کام کے لیے مٹھائی اور ہار پھول کون ساتھ لے کر جاتا ہے۔" اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔ وہ اس روز گاڑی میں اس کے ممی ڈیڈی کی باتیں سن چکا تھا اور اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سجاب احمد کے ساتھ کیا سلوک کر کے آرہے ہیں۔ ناصرہ چنگیزی کی اس حرکت پر وہ بہت افسردہ ہوا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا..... صاف صاف بات کریں؟"

"سر..... صاف بات کرنے پر آپ مجھے ملازمت سے تو نہیں نکال دیں گے؟"

"نہیں بھئی..... آپ اصل بات بتائیں مجھے۔" حسن چنگیزی نے بے کل ہو کر کہا۔ اسی وقت اس کے فون پر میسج ٹون بجی مگر وہ نظر انداز کر گیا۔

"گستاخی معاف سر' میں نے صاحب لوگوں کو بات کرتے سنا تھا' صاحب بیگم صاحبہ پر ناراض ہو رہے تھے وہ شاید اس لڑکی کو..... کیا نام تھا اس کا....." وہ سوچنے لگا۔

"سجاب احمد۔" حسن چنگیزی نے بتایا۔

"جی جی یہی نام تھا..... بیگم صاحبہ نے اس پر الزام لگایا تھا ان کے گھر والوں کے سامنے انہیں بدکردار اور بری

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

لڑکی کہا تھا وہ آپ کی شادی سجاب صاحبہ سے کرنا نہیں چاہتی تھیں شاید اس لیے انہوں نے انہیں بے عزت کیا۔ بڑے صاحب اسی لیے بیگم صاحبہ پر ناراض ہو رہے تھے کہ انہوں نے بہت غلط کیا۔'' اس نے جو سنا تھا کہہ دیا۔

''آپ کو یقین ہے کہ یہی بات ہوئی تھی ممی ڈیڈی کے درمیان؟''

''جی بالکل سو فیصد یقین ہے مجھے۔''

''ٹھیک ہے شکریہ اب آپ جائیں۔''

''ایک بات کہوں سر..... بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں اور ان کی عزت بھی..... جسے محض اپنی ضد اور انا کی خاطر برباد نہیں کر دینا چاہیے۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے آفس سے چلا گیا۔ حسن چنگیزی کا سر چکرانے لگا۔ ممی کا یہ روپ وہ کبھی تصور میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔

''ممی ڈیڈی گاڑی میں بیٹھ کر یہ باتیں کیسے کر سکتے ہیں، کہیں فضل دین جھوٹ تو نہیں بول رہا'' سجاب کی زبان کیوں بول رہا ہے وہ، کیا سجاب نے اسے کہا ہے؟ یا واقعی جو یہ دونوں کہہ رہے تھے وہ سچ ہے اور جو کچھ ممی نے مجھ سے کہا وہ جھوٹ؟'' حسن چنگیزی الجھن کا شکار تھا۔ وہ سر پکڑ کر اپنی کرسی پر ڈھے گیا۔ موبائل پر پھر سے میسج ٹون بجی اس نے موبائل اٹھایا اور چیک کیا تو واٹس ایپ پر سجاب کے وائس میسجز موجود تھے۔ وہ جیسے مرنے والا ہو گیا۔

''تو سجاب نے وہ سینڈ کر دیا جس میں مجھے ممی کو سننا ہے۔'' اس نے ڈرتے ہوئے وائس میسج آن کیا جوں جوں وہ سنتا گیا وہ سن ہو کر رہ گیا۔ تین وائس میسجز تھے۔ سجاب کے گھر ممی ڈیڈی کی گفتگو کا اور نہ صرف ان کا بلکہ جو کچھ ان کے جانے کے بعد سجاب کے گھر والوں نے اس سے کہا تھا وہ بھی حسن چنگیزی بہت واضح سن رہا تھا۔ ممی کی سازش نے سجاب کو اس کے ماں باپ کی نظروں میں گرا دیا تھا۔ انہوں نے اس پر ہاتھ تک اٹھایا تھا۔ ایک معصوم باکردار لڑکی کے گھر والوں کے سامنے اس پر تہمت لگائی تھی اسے بدکردار، بدچلن، آوارہ کہا تھا۔ وہ تو اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا اور سجاب کی نظروں میں ایسا گرا تھا کہ اٹھنے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''اف میرے خدایا..... یہ کیا کر دیا ممی نے اپنی ضد اور نفرت میں اس معصوم لڑکی کی زندگی عذاب بنا دی۔'' وہ بولا۔ اس وقت سجاب کا ایک اور میسج آیا۔

''سن تو لیا ہوگا آپ نے اپنی ممی کی شیریں بیانی..... اب تو آپ کو سمجھ آ گئی ہوگی کہ جھوٹا کون ہے؟ مجھے صرف اتنا بتائیے کہ میں اپنے کردار کی پاکیزگی اپنے ماں باپ کے سامنے کیسے ثابت کروں؟ ان کو آپ کی ممی کی اس سازش اور جھوٹ کا یقین کیسے دلاؤں آپ کے پاس ہے کوئی جواب؟ میں آپ لوگوں کو کبھی معاف نہیں کروں گی اور ہاں..... آئندہ آپ کسی بھی لڑکی سے محبت کا دعویٰ مت کیجئے گا کیونکہ آپ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ آپ پر بھروسہ کیا جائے؟'' سجاب کا طویل میسج پڑھنے کے بعد وہ بالکل ہی بے دم ہو گیا تھا۔

''سجاب..... میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔'' حسن چنگیزی نے بہ مشکل کانپتے ہاتھوں سے اسے ٹیکسٹ کیا۔

''میں آپ سے کبھی نہیں ملنا چاہتی..... بائے۔''

سجاب نے اسے ریپلائی کیا اور اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی۔ وہ کرسی پر یوں پڑا تھا جیسے دھوبی نے کپڑے کو پٹکا مار مار کر پھینک دیا ہو۔ وہ بے بسی، دکھ اور مان اعتبار ٹوٹنے کے احساس سے تڑپ رہا تھا۔ اب اسے سجاب کی کیفیت اور حالت کا احساس ہو رہا تھا کہ اس پر کیا بیتی ہوگی؟ وہ تو اپنے ماں باپ کی نفرت اور بدگمانی بھی جھیل رہی تھی۔ زبان اور ہاتھ کی مار بھی کھا رہی تھی۔ وہ کتنی بہادری سے حالات کا مقابلہ کر رہی تھی اور کتنی سمجھ داری سے اس نے اس کی ممی کی سازش کو بے نقاب کیا تھا اس پر وہ حیران رہ گیا تھا۔ وہ اس سے بہت شرمندہ تھا۔ ایک معصوم لڑکی اس کی وجہ سے بدنام اور بے عزت ہوگئی تھی۔ یہ احساس اسے بچھو کی طرح کاٹ رہا تھا۔ ظہر کی اذان ہو رہی تھی وہ بمشکل خود کو سمیٹتا ہوا اٹھا آفس سے ملحق واش روم گیا وضو کر کے آیا اور آفس میں ہی ایک کارنر میں جہاں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

صوفہ کم بیڈ اور جائے نماز موجود تھی وہاں جائے نماز بچھائی اور نماز ظہر کی نیت باندھ لی۔

حسن چنگیزی زندگی میں شاید ہی کبھی اتنی شدت سے رویا ہو جتنی شدت سے وہ اس وقت اللہ رب العزت کے حضور ہاتھ پھیلائے سر بسجود ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ وہ خالی ہاتھ خالی دامن بیٹھا اللہ سے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''سوہا..... میرے ماموں کو اپنے کالج میں کیمسٹری کی ٹیچر درکار ہے میں نے ان سے تمہارا ذکر کیا تھا بلکہ یوں سمجھو کہ تمہاری شان میں قصیدہ پڑھا تھا ماموں جان کہہ رہے تھے کہ انہیں ایسی ہی ذہین ٹیچر کی ضرورت ہے میں تم سے بات کروں..... کیا تم ان کے کالج میں فسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی کلاسز لے سکتی ہو؟'' فضہ کا فون آیا تھا وہ اسے بتا رہی تھی۔ اور یہ تو جیسے سجاب کے لیے گولڈن چانس تھا۔

''اگر وہ سیلری پے کریں گے تو ضرور کروں گی یہ جاب۔'' سجاب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''ڈونٹ وری سیلری پیکیج بہت اعلیٰ ہے یونو کہ ان کا کالج تمام پرائیویٹ کالجز میں ٹاپ لسٹ پر ہے تمہاری کارکردگی اچھی ہوگی تو تم مستقل یہ جاب کیا سرکاری جاب بھی حاصل کر سکتی ہو۔'' فضہ نے بتایا۔

''تو تم یہ جاب کیوں نہیں کر رہیں؟''

''کروں گی لیکن فائنل ایئر کے بعد فی الحال تو میرا آرام کرنے کا ارادہ ہے تم اگر میچ کر سکو تو میں ماموں جان کو اوکے کہہ دوں؟'' فضہ نے سنجیدگی سے کہا۔

''کب جوائن کرنا ہے؟''

''عید کے بعد..... فی الحال تو اکیڈمی میں مارننگ ٹائم میں کیونکہ چھٹیاں ہیں اس کے بعد ریگولر کلاسز ہوں گی تب تم ماموں سے مل لینا اپنی اسٹڈی بھی تو کرنی ہے ناں تم نے۔'' فضہ تیزی سے بولی۔

''ہوں ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔'' سجاب نے پر سوچ لہجے میں جواب دیا۔

''او یس..... تھینک یو تھینک یو..... میں ابھی ماموں جان کو فون کر کے بتاتی ہوں کہ ان کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔'' فضہ خوش ہوتے ہوئے بولی اور اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''یہ حسن کہاں رہ گیا آج افطاری کے لیے گھر نہیں آیا؟'' حسین چنگیزی نے ناصرہ چنگیزی کو دیکھتے ہوئے متفکر لہجے میں استفسار کیا۔

''کسی دوست کی طرف چلا گیا ہوگا افطاری پر۔'' ناصرہ چنگیزی نے رشین سلیڈ کھاتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ افطار اسے گھر پر کرنا پسند ہے۔'' حسین چنگیزی نے ملک شیک کا گھونٹ بھر کر کہا۔

''پسند بدلتے دیر تھوڑی لگتی ہے۔'' وہ بولیں۔

''صحیح کہا جس طرح سے آپ بدلی ہیں اس کے بعد تو کچھ بھی بعید نہیں۔'' وہ گہرے معنی خیز لہجے میں بولے۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''آپ اچھی طرح سمجھتی ہیں کہ میرا مطلب کیا ہے؟ مگر یاد رکھیں حسن آپ کی پسند کو بھی نہیں اپنائے گا اور آپ نے جو سازش رچی ہے ناں اگر حسن کو اس کی بھنک بھی پڑ گئی تو آپ اس کی نظروں سے گر جائیں گی اور رہی اس کی محبت سجاب احمد تو وہ اس کے بغیر بھی نہیں رہ سکے گا۔ اللہ خیر کرے میرے بیٹے کو اس آزمائش سے گزرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔'' حسین چنگیزی نے انہیں تاسف سے دیکھتے ہوئے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ سپاٹ لہجے میں بولیں۔

''حسن کو کون بتائے گا..... آپ؟''

''اپنے بیٹے سے نظریں ملانے کے قابل آپ نے مجھے چھوڑا ہی کب ہے۔'' وہ غصیلے لہجے میں چیخ کر بولے۔

''ڈیڈی آپ اپنی غلطی کا ازالہ کر سکتے ہیں۔'' اسی وقت حسن چنگیزی کی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی وہ

Vaqar Azeem
Pakistanipoint.com

دونوں بوکھلا گئے۔

''کک..... کیسی غلطی؟'' حسین چنگیزی اٹک اٹک کر بولے۔

''ایک سرپرائز ہے آپ دونوں کے لیے بلکہ ممی کے لیے بہت بڑا سرپرائز ہے۔'' حسین چنگیزی کرسی کھسکا کر ان کے برابر میں بیٹھتے ہوئے بولا اور میز سے ملک شیک کا جگ اٹھا کر اپنے لیے گلاس میں انڈیلنے لگا۔

''کیسا سرپرائز؟'' ناصرہ چنگیزی نے پوچھا۔

''بتانے کا نہیں ہے سنانے کا ہے۔'' وہ بولا۔

''تو سناؤ ناں۔'' ناصرہ چنگیزی مسکراتے ہوئے بولیں۔

''تو سنئے۔'' حسن چنگیزی نے اپنا موبائل سامنے کیا اور سجاب احمد کے سینڈ کردہ واٹس میسج ایک ایک کر کے آن کرتا گیا۔ جنہیں سننے کے بعد ناصرہ چنگیزی تو ادھ مری ہو گئیں۔

''ہے ناں شاکنگ سرپرائز۔'' حسن چنگیزی نے ناصرہ چنگیزی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''ایک ماں ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہے' اتنا بھیانک کھیل کیسے کھیلا آپ نے؟ اللہ یاد نہیں رہا آپ کو اپنی آخرت بھول گئیں' ماہ رمضان کا تقدس' احترام بالائے طاق رکھ دیا آپ نے اور تو اور آپ نے مجھے بھی نہیں بخشا سجاب احمد کو بدچلن' بدکردار آوارہ کہہ کر آئیں اسے اس کے گھر والوں کی نظروں میں گرا دیا' بے وقار' بے اعتبار کر دیا..... ساتھ ان کی طرف سے ان کا نام لے کر آپ نے مجھے' اپنے بیٹے کو بھی بدکردار اور آوارہ بنا دیا۔ واہ ممی واہ..... آپ نے تو اپنے بیٹے کو بھی نہیں بخشا..... کیا ملا آپ کو یہ سب کر کے؟ آپ کی پسند کی لڑکی سے تو میں اب بھی شادی نہیں کروں گا۔ سجاب نہیں تو کوئی بھی نہیں..... ہاں اب آپ کا کیا مقام رہ گیا ہے میری نظروں میں..... میرے دل میں' اس کا اندازہ تو آپ لگا ہی سکتی ہیں..... آپ جسے مجھ سمیت سب کی نظروں سے گرانے گئی تھیں وہ اور بھی معتبر ہو گئی ہے میرے لیے۔ میرے دل میں اس کا مقام پہلے سے کہیں زیادہ بلند اور قابل احترام ہو گیا ہے۔ دیکھ لیں اس نے کیسے آپ کی سازش کو بے نقاب کیا ہے' ایسے ہی تو میں اس کو اپنی شریک حیات نہیں بنانا چاہ رہا' اس میں کچھ خاص ہے جو اسے خاص بناتا ہے۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ میں نے آپ کے جھوٹے آنسو دیکھ کر اس پر یقین کر لیا۔ ٹھیک کہتے ہیں کہ عزت بنانے' کمانے میں عمر لگ جاتی ہے اور گنوانے میں صرف ایک لمحہ لگتا ہے۔ آئی ایم فیلنگ سوری فار یو مومم۔'' حسن چنگیزی نے انہیں دیکھتے ہوئے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا' اپنی بات مکمل کی اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ناصرہ چنگیزی کو محسوس ہوا جیسے وہ اسے موت کی سزا سنا گیا ہے اور انہیں اب سے لمحہ لمحہ مرنا' سسکنا تڑپنا' رونا ہے اور حسن پر اس کا اثر نہیں ہونا۔

''اسی بات کا ڈر تھا مجھے' کیا فائدہ ہوا اپنی بے جا ضد اور انا کی خاطر سب کچھ گنوا دیا تم نے ناصرہ بیگم۔ یقین کر میرا اول نہیں چاہ رہا تمہاری عزت کرنے کو..... مجھے انداز ہی نہیں ہوا اتنے برسوں میں کہ تم اس حد تک گھٹیا سوچ سکتی ہو' کر سکتی ہو۔ میں تو آج تک تمہیں ایک گھریلو سمجھدار' خدمت گزار خاتون ہی سمجھتا رہا۔ گھریلو خواتین کیسے کر سکتی ہے..... افسوس! اللہ سے معافی مانگو بلکہ پہلے سجاب سے معافی مانگو جس نے تمہاری وجہ سے اتنی ذلت اٹھائی۔'' حسین چنگیزی نے تاسف سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ گئے۔

❁.....❁.....❁

''ہیلو مے آئی کم ان سر۔'' اظفر احمد نے حسن چنگیزی کے آفس میں داخل ہونے سے پہلے اجازت چاہی۔

''اظفر تم.....! آؤ تمہیں اجازت لینے کی ضرورت کب سے پیش آ گئی؟'' حسن چنگیزی نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب سے تم بڑے آدمی بن گئے ہو۔'' اظفر احمد ہنس کر اندر آتے ہوئے کہا تو وہ اس سے ملنے کے لیے اپنی سیٹ سے اٹھ گیا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"کم آن یار..... دوست تو دوست ہوتا ہے امیر غریب' چھوٹا' بڑا کچھ نہیں ہوتا۔" حسن چنگیزی نے اس سے بغل گیر ہوتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"بس تمہاری یہی بات تو اچھی لگتی ہے تم میں غرور نہیں ہے دوستوں کے دوست ہو۔" اظفر احمد نے اس کے ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ہنس کر بولا۔

"اچھا بیٹھو اور بتاؤ کیا چل رہا ہے آج کل؟"

"آج کل تو شادی کی تیاری ہو رہی ہے بلکہ ہماری تیاری تو مکمل ہے بس کارڈ چھپنا اور بٹنا باقی ہیں۔"

"واؤ.....! گریٹ' مبارک ہو۔" حسن چنگیزی نے خوش دلی سے کہا۔

"صرف مبارک باد سے بات نہیں بنے گی تمہیں شادی میں شرکت کے لیے آنا بھی ہوگا بارات میں بھی ولیمے میں بھی۔"

"اچھا بابا آجاؤں گا ویسے تمہیں اتنی گرمی میں شادی کرنے کی کیا سوجھی؟" حسن چنگیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس یار امی ابو کی خواہش تھی کہ ان کے حج پر جانے سے پہلے ان کی بہو گھر آجائے ورنہ میں تو نومبر دسمبر میں رخصتی کا کہہ رہا تھا۔ خیر تم بتاؤ کون ہے وہ گوہر نایاب جو فائنلی تمہارے دل کو بھا گئی ہے اور تم شادی کے لیے راضی ہو گئے ہو؟ میں تو تمہارا میسج پڑھ کر بہت خوش ہوا تھا کہ آخر کار تم نے بھی شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے بس مصروفیت کی وجہ سے آنا آج ہوا ہے' بتاؤ ناں کون ہے وہ خوش نصیب' کیا نام ہے اس کا؟" اظفر احمد نے مسکرا کر پوچھا۔

"سجاب احمد۔" اس نے بتایا۔

"سجاب احمد..... ولد رشید احمد' والدہ قدسیہ بیگم' سسٹر نایاب احمد۔" اظفر احمد کی چھٹی حس یکا یک حرکت میں آگئی اور وہ بولتا چلا گیا حسن چنگیزی حیرت زدہ اسے دیکھتے رہ گیا۔

"تم جانتے ہو اس فیملی کو؟"

"بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ سجاب میرے سگے چچا کی بیٹی ہے اور میری وائف نایاب کی چھوٹی بہن یعنی میری سالی بھی ہے اور میں بہت خوش ہوں حسن یار' تمہارا انتخاب لاجواب ہے شی از امیزنگ گرل' بہت ذہین' سمجھدار اور سگھڑ لڑکی ہے۔" اظفر احمد نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"ہاں یہ تو میں جانتا ہوں۔"

"تو کب کر رہے ہو شادی؟"

"معلوم نہیں۔"

"کیوں؟"

"یار کیا بتاؤں؟ ممی نہیں چاہتیں اور....."

"اور..... کیا بتاؤ ناں؟" اظفر احمد نے اصرار کیا۔

"ممی نے ساری بات بگاڑ کر رکھ دی ہے۔"

"حسن..... میں دوست ہوں تمہارا مجھ سے کیسی شرم بتاؤ کیا معاملہ ہے شاید میں کچھ کر سکوں۔" اظفر احمد نے سنجیدگی سے کہا تو حسن چنگیزی نے مختصراً اسے اصل بات بتادی۔

"بڑے افسوس کی بات ہے آنٹی نے سجاب کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔" اظفر احمد نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اچھا تو نایاب نے بھی نہیں کیا ساری حقیقت جانتے ہوئے بھی اپنی بہن کو قصوروار ٹھہرایا' جلتی پہ تیل چھڑکنے کا کام کیا ہے اس نے۔" حسین چنگیزی نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو نایاب کو میں سبق سکھاؤں گا۔"

"تم کیا کرو گے؟"

"وہ تم مجھ پر چھوڑ دو وہ تھوڑی الٹے دماغ کی ہے اسے سیدھا کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا مجھے۔" اظفر احمد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم میری وجہ سے اپنا معاملہ نہ خراب کر لینا۔"

"ڈونٹ وری' ایسا کچھ نہیں ہوگا اور سجاب میری چھوٹی بہن ہے میں اس کو ان حالات میں اکیلے نہیں چھوڑوں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

گا۔تم نے کیا سوچا ہے اب شادی کرنی ہے سجاب سے یا چپ سادھے بیٹھے رہنا ہے؟'' اظفر احمد نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

''شادی تو صرف سجاب سے ہی کرنی ہے مگر اس سے پہلے اس کے کردار پر لگے الزام کو ختم کرنا ہے' آج میں اور ڈیڈی جارہے ہیں اس کے گھر ساری بات کلیئر کرنے ان فیکٹ ان کو سچ بتانے۔'' حسن چنگیزی سنجیدگی سے بولا۔

''گڈ۔''

''مگر مجھے نہیں لگتا کہ حقیقت جاننے کے بعد وہ لوگ سجاب کا رشتہ مجھے دیں گے' سجاب خود بھی آمادہ نہیں ہوگی اب مجھ سے شادی کے لیے۔'' حسن چنگیزی دکھی لہجے میں بولا۔

''تم اگر دل سے چاہتے ہو تو اسے تو کوشش جاری رکھو۔وہ سب راضی ہوجائیں گے۔زخم بھرنے میں وقت لگے گا لیکن جیت تمہاری محبت کی ہی ہوگی ان شاءاللہ۔'' اظفر احمد نے اسے یقین دلایا۔

''ان شاءاللہ'' حسن چنگیزی گہرا سانس لے کر بولا اور پھر اسے دیکھ کر مسکرادیا۔

❁.....❁.....❁

حسن چنگیزی اور حسین چنگیزی ''رشید ہاؤس'' کے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔قدسیہ بیگم' نایاب اور سجاب کو بھی بلالیا گیا تھا۔سجاب ایک طرف خاموش کھڑی تھی اور باقی سب صوفے پر بیٹھے تھے۔

''رشید بھائی' ہم آپ کے سامنے کچھ اعتراف کرنے آئے ہیں میری بیوی ناصرہ نے اس روز آپ کی بیٹی سجاب احمد کے بارے میں جو کچھ بھی کہا تھا وہ سب جھوٹ پر مبنی تھا' سوچا سمجھا منصوبہ تھا جب کہ سجاب بیٹی نے جو کچھ کہا وہ سب سچ تھا۔'' حسین چنگیزی نے سنجیدگی سے اعتراف کرتے ہوئے ان سب پر جیسے بجلی گرادی تھی۔ سجاب احمد نے ناگواری سے حسن چنگیزی کو دیکھا جو شرمندگی سے نگاہیں جھکانے پر مجبور ہوگیا تھا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' رشید احمد سٹپٹا کر بولے۔

نایاب کو تو جیسے شدید مایوسی ہوئی تھی اس سچ کے اعتراف پر اس کا منہ لٹک گیا تھا۔

''وہی جو حقیقت ہے' وہی جو سچ ہے۔آپ کا نام لے کر ناصرہ بیگم نے حسن سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں تاکہ وہ سجاب سے نفرت کرنے لگے اور اس سے شادی کرنے کا خیال دل سے نکال دے۔دراصل وہ اپنے میکے میں حسن کا رشتہ کرنا چاہتی تھیں جب کہ حسن بہت پہلے ہی انہیں انکار کرچکا تھا۔'' حسین چنگیزی نے مزید وضاحت کی۔

''اف.....میرے خدایا.....یہ کیا ظلم کردیا آپ نے ہم پر؟'' رشید احمد سر پکڑ کر دکھی لہجے میں بولے۔

''انکل' آنٹی اور نایاب بی بی کو تو سچ معلوم تھا پھر بھی آپ لوگوں نے سجاب کا یقین نہیں کیا' ممی کی باتوں پر یقین کرلیا۔میں بہت شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے سجاب کو اتنی ذلت اٹھانا پڑی.....اپنی ماں کے اس رویے سے شاک تو مجھے بھی لگا ہے میں آپ سب سے معافی مانگتا ہوں اور سجاب.....آپ سے پورے دل سے معافی مانگتا ہوں پلیز مجھے معاف کردیجیے۔'' حسن چنگیزی اٹھ کر سجاب کے سامنے آکھڑا ہوا اور اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے' حسین چنگیزی اپنے بیٹے کی اس حالت پر دکھی ہوگئے۔

''آپ اپنی ممی کے کیے کی معافی کیوں مانگ رہے ہیں؟ بلکہ میری طرف سے اپنی ممی جان کو تھینکس بولیے کیونکہ ان کی اس حرکت کی وجہ سے مجھے رشتوں کی حقیقت معلوم ہوئی۔سارے رشتے صرف منہ دیکھے اعتبار جتاتے ہیں' وقت پڑنے پر سب کے دعوئ دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔'' سجاب سپاٹ لہجے میں بولی۔سب ہی اپنی اپنی جگہ شرمندہ ہوگئے۔

''میں مانتا ہوں مجھ سے غلطی ہوگئی مگر میں کیا کرتا سامنے میری ماں تھیں.....ماں پر بھلا کوئی شک کرتا ہے پھر بھی میں تم سے معافی مانگتا ہوں.....آئندہ کبھی نہیں ہوگا آئی پرامس سجاب پلیز مجھے ایک موقع دے دیں۔'' حسن چنگیزی نے ملتجی لہجے میں درخواست

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کی۔

"میں آپ کو معافی دے سکتی ہوں..... اس سے زیادہ کی مجھ سے امید مت رکھیے گا۔" سجاب نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"سجاب بیٹی..... اس میں حسن کا تو قصور نہیں ہے اسے سزا مت دو۔" حسین چنگیزی نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"قصور تو میرا بھی نہیں تھا پھر مجھے کیوں اتنی بڑی سزا ملی؟ میرے ماں باپ مجھ سے بدگمان ہوگئے نفرت کرنے لگے مجھ سے..... اس جرم کی پاداش میں بہت کچھ سہا میں نے وہ سب جو میں نے کیا ہی نہیں تھا۔"

"تمہاری بات درست ہے لیکن ہم معافی مانگ رہے ہیں ناں اور سب سچ بتا دیا ہے تمہارے گھر والوں کو اب تو اپنا دل صاف کرلو بیٹی۔" حسین چنگیزی نے کھڑے ہوکر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا دل صاف ہوگیا ہے انکل اب اس دل میں کسی کے لیے کچھ بھی نہیں ہے نہ محبت نہ نفرت نہ شکایت۔"

"سجاب.....!" حسن چنگیزی نے کچھ کہنا چاہا مگر سجاب نے اسے بولنے نہیں دیا۔

"آپ کا بہت شکریہ بہت احسان مند ہوں میں آپ کی کہ آپ نے اصل حقیقت میرے گھر والوں کو بتائی۔ نہ بتاتے تو میں کیا بگاڑ لیتی آپ لوگوں کا؟ میں نے معاف کیا آپ کو..... میں سمجھ سکتی ہوں کہ آپ کی ماں اگر میرے گھر والوں کو مجھ سے بدگمان کرسکتی ہیں اپنی باتوں کا یقین دلا سکتی ہیں تو..... آپ کی تو ماں ہیں آپ ان کو جھٹلانے کا تصور کر بھی کیسے سکتے ہیں انسان کو یہ اندھے اعتبار ہی مار ڈالتے ہیں۔ اب آپ جاسکتے ہیں۔ یہاں تک آنے اور سب کو میرے کردار کی پاکیزگی کا یقین دلانے کی کوشش کرنے کا بہت شکریہ۔" سجاب نے نہایت سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اس کے ہاتھ بے دم ہوکر پہلو میں گر گئے۔

"رشید بھائی..... میں پورے دل سے نیک نیتی سے آپ سے سجاب بیٹی کا رشتہ مانگتا ہوں حسن اسے بہت چاہتا ہے اور ان شاء اللہ اسے بہت خوش رکھے گا۔" حسین چنگیزی نے رشید احمد کے روبرو بیٹھ کر التجائیہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو اس گھر سے معافی مل سکتی ہے میرا رشتہ نہیں۔" سجاب نے تیزی سے کہا تو رشید احمد نے اسے غصے سے گھورا۔

"سوہا..... خاموشی سے اپنے کمرے میں جاؤ بڑوں کے درمیان میں مت بولو۔" قدسیہ بیگم نے اسے ڈانٹا۔

"بڑے اور ان کا بڑا پن تو میں بھگت چکی ہوں امی..... بس کیجیے آپ سب بڑی بڑی باتیں..... صرف اتنا یاد رکھیے گا کہ میرا یقین مان اعتبار اور بھروسا آپ سب توڑ چکے ہیں۔" سجاب نے ان سب کو دیکھتے ہوئے تلخی سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ سب شرمندہ سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ نایاب بھی اٹھ کر باہر آ گئی۔

"واہ بھئی تم تو پوری ڈرامہ ہو کیسے سب کو مٹھی میں کرلیتی ہو؟ کچھ مجھے بھی سکھا دو۔" نایاب نے سجاب کو لگنی سے کپڑے اتارتے دیکھ کر کہا تو وہ مصروف سے انداز میں بولی۔

"حسد کرنا چھوڑ دو سب سیکھ جاؤ گی۔"

"ہونہہ..... تم سے جلتی ہے میری جوتی۔" نایاب نے تلملا کر جواب دیا تو وہ مسکرا دی۔

"حد ہوگئی تمہاری جوتی بھی جلنے اب مجھ سے لگی ہے۔" وہ یہ کہہ کر کپڑے سنبھالتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔

"ہونہہ..... اپنے آپ کو پتا نہیں کیا سمجھتی ہے اچھی بھلی گر گئی تھی سب کی نظروں میں یہ لوگ آ گئے اس کو سچا ثابت کرنے اور ہوگیا سب تلپٹ اب تو یہ اور زیادہ اترائے گی کہ پارسا ثابت ہوگئی ہے۔ حسن چنگیزی کو تو دیکھو کیسے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہا تھا سوہا بی بی سے..... اتنا امیر آدمی اور اس سوہا کی منتیں کر رہا تھا ایسا کیا ہے سوہا میں جو اس سے شادی کے لیے مرا جا رہا ہے؟" نایاب وہیں کھڑی غصے سے بول رہی تھی یہ دیکھے بنا کہ پیچھے سے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اظفر احمد آ گیا تھا اور اس کی ساری باتیں سن لی تھیں اور اس کی سوچ پر ماتم کر رہا تھا۔

"ہیرے کی پہچان صرف جوہری کو ہوتی ہے تم جیسوں کو وہ پہچان پرکھ کیسے ہو سکتی ہے جو صرف اپنی ذات کو آگے رکھتے ہوں اور دوسروں کو نیچا دکھا کر خوشی محسوس کرتے ہوں۔"

"آپ.....!" اظفر احمد کی آواز سن کر وہ سٹپٹا کر پلٹی۔ وہ شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نایاب سمجھ گئی تھی کہ وہ اس کی باتیں سن چکا ہے اب وہ اپنی ہی زبان کے ہاتھوں بہت بڑی مشکل میں آ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁

"لاج رکھنے کا میری بہت شکریہ
بات رکھنے کا میری بہت شکریہ
باوضو ہوگئی، سرخرو ہوگئی
اب مجھے اے خدا!
نہیں کوئی گلہ
شکریہ، شکریہ
آپ کا شکریہ"

سجاب نے فیس بک پر نظم پوسٹ کر دی جو دل میں آیا لکھ دیا۔ حسن چنگیزی جو اسے فالو کر رہا تھا اس کی نظم سے اس کی باخوبی سمجھ میں آ گیا تھا کہ وہ کس بات کا شکریہ ادا کر رہی ہے؟ اس نے فوراً اس کے سیل پر واٹس ایپ میسج کیا حسب عادت شعر تھا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے، ہم یاد نہ کرتے ہوں تمہیں
یہ بھی ممکن ہے تمہیں، ہم نے بھلایا ہی نہ ہو۔"

سجاب نے پڑھا اور کوئی ریپلائی نہیں کیا سیل فون سائڈ پر رکھا اور وضو کر کے شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگی تھی۔

❁.....❁.....❁

"اب کیا ارادے ہیں؟" اظفر احمد نے فون پر حسن چنگیزی سے پوچھا تو وہ بولا۔

"کس سلسلے میں؟"

"شادی نہیں کرنی کیا؟"

"شادی تو اسی سے کرنی ہے۔"

"تو بات کرو ناں اس سے یا میں بات کروں سوہا سے؟"

"نہیں اظفر..... مجھے اسے خود ہی منانا ہے۔"

"کیسے..... وہ کہہ چکی ہے ناں کہ وہ تم سے شادی نہیں کرے گی؟" اظفر احمد نے سنجیدگی سے یاد دلایا۔

"ہاں اور میں اس کے علاوہ کسی اور لڑکی سے شادی کروں گا نہیں یہ میری محبت کا امتحان ہے میں اس امتحان میں ضرور کامیاب ہوں گا میرا دل کہتا ہے۔" حسن چنگیزی نے پر یقین لہجے میں کہا۔

"یہ دل کا کہا بڑا خوار کرتا ہے دوست۔"

"خیر ہے..... محبت میں اتنی خواری اور آزمائش تو بنتی ہے۔" حسن چنگیزی نے مسکرا کر کہا تو وہ سنجیدگی سے بولا۔

"چلو پھر بیسٹ آف لک..... میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتانا مجھے..... اپنا خیال رکھنا بائے۔"

"اللہ حافظ" حسن چنگیزی نے کال منقطع کر دی تھی۔

❁.....❁.....❁

نایاب پریشان سی بولائی بولائی پھر رہی تھی۔ اظفر احمد نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ رخصتی نہیں کرائے گا جب تک وہ خود کو نہیں بدلے گی اور نایاب کا تو خون خشک ہوا جا رہا تھا۔ اسے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ جب امی ابو کو پتا چلے گا کہ اظفر احمد ایسا کہہ رہا ہے اور کس وجہ سے کہہ رہا ہے تو وہ ان کے سامنے شرمندہ ہو کر رہ جائے گی۔ اسے لگتا تھا کہ یہ سب سجاب کی وجہ سے ہوا ہے نہ وہ اس کے بارے میں بولتی نہ ہی اظفر احمد ایسی سخت بات کہتا۔

قدسیہ بیگم اور رشید احمد معاملے کی سچائی معلوم ہونے پر سجاب سے شرمندہ تھے۔ اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے اور سجاب ان کے غصے میں دیئے گئے حکم کے مطابق ان کے سامنے بھی نہیں آ رہی تھی۔ سحری افطاری میں خاموشی سے کام نبٹاتی اور کمرے میں چلی

Wanar Azeem
Pakistanipoint.com

جاتی۔ نایاب آج کل اسے پریشان دکھائی دے رہی تھی مگر اس نے پوچھا نہیں' وہ اسے جو کچھ کہہ چلی تھی اس کے بعد اس سے کچھ پوچھنا بے کار تھا مگر اس کو طنز کرنے کی عادت سی ہوگئی تھی' جب ہی اس کی یہ خاموشی اپنی شادی اور عید کی تیاریوں کے قریب قریب کھٹک رہی تھی۔ سو اس نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔

''خیر ہے ناں آج کل تمہاری توپیں خاموش ہیں' کمان میں تیر ختم ہوگئے ہیں یا کوئی اور پریشانی ہے؟''

''تم سے مطلب؟'' نایاب نے تلخی سے جواب دیا۔

''اللہ نہ کرے کہ مجھے تمہیں کوئی مطلب ہو' تم اتنی سیدھی اور سادہ ہو نہیں جتنا میں تمہیں سمجھتی تھی..... بالکل ویسے ہی جیسے حسن چنگیزی اپنی ماں کو سمجھتا تھا وہ ویسی نکلی نہیں۔ انسان کی پہچان ایسے مواقع پر ہی ہوتی ہے اور رشتوں کی بھی۔'' سجاب نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ تنک کر بولی۔

''تم اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو' تمہیں تو ہر کسی کو شیشے میں اتارنے کا گر آتا ہے۔''

''یہ گر تم بھی سیکھ سکتی ہو' بہت آسان ہے اپنا اخلاق اچھا رکھو اور کسی سے حسد نہ کرو۔'' سجاب مسکراتے ہوئے بولی۔

''مجھے زیادہ نصیحتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے جاؤ جا کر حسن چنگیزی سے شادی کرلو اب تو تم پارسا اور سچی ثابت ہوگئی ہو..... حسن کی نظروں میں تو اور بھی بلند ہوگئی ہوگی ہے ناں۔'' نایاب نے حاسدانہ لہجے میں جل کر کہا۔

''ہاں بالکل' محبت تو وہ کرتا ہے مجھ سے۔'' سجاب مسکراتے ہوئے اسے چڑانے کو بولی۔

''تو کرلو ناں اس سے شادی۔''

''کرلوں گی..... اگر وہ میرا نصیب ہوا تو میری شادی اسی کے ساتھ ہوگی لیکن فی الحال میں ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتی' اعتبار توڑنے والے قابل اعتبار نہیں ہوا کرتے خاص کر وہ لوگ جو محبت کے دعویٰ کرنے کے بعد ایک لمحے میں بدگمان ہوجائیں۔''

''وہ تو ایک لمحے میں بدگمان ہوا تھا تمہارے ماں باپ تو اکیس' بائیس سال سے تمہیں جانتے تھے' محبت کرتے تھے تم سے وہ بھی تو ایک پل میں بدگمان اور متنفر ہوگئے ان کا کیا؟'' نایاب نے اسے دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ سجاب اس کا مطلب خوب سمجھ رہی تھی لہٰذا مسکرا کر بولی۔

''وہ ماں باپ ہیں کچھ بھی کرسکتے ہیں' کہہ سکتے ہیں' حق رکھتے ہیں وہ ہم پر۔''

''رہنے دو بس' اتنے بڑے پن کا مظاہرہ مت کرو میرے سامنے دل تو ٹوٹا ہے تمہارا۔'' نایاب بولی۔

''وہ تو تمہارے رویے سے بھی دکھی ہوا تھا مگر سنبھل گیا ناں کیونکہ دل جانتا ہے کہ تم کیسی نیچر اور عادت کی مالک ہو..... میری چھوڑو اپنی کہو اظفر بھائی سے کوئی بات ہوئی ہے کیا؟ جب سے وہ ہو کر گئے ہیں' تمہارے غرور کا سر نیچا دکھائی دے رہا ہے۔'' سجاب نے کمال مہارت سے بات کا رخ اس کی جانب موڑتے ہوئے سوال کیا تو وہ سٹپٹا گئی۔

''بکواس مت کرو۔'' وہ غصے سے بولی۔

''اوکے میں اظفر بھائی کو فون کر کے خود ہی معلوم کرلیتی ہوں۔'' سجاب نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا موبائل اٹھا کر اوپر چھت پر چلی گئی۔ نایاب کی حالت دیدنی تھی۔ شرمندگی کا احساس وہ بھی سجاب کے سامنے جس کو وہ ہر لمحہ اپنے طنز کا نشانہ بنایا کرتی تھی' اب اس کے لیے شرم سے ڈوب مرنے کے مقام تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''کسی رشتے پر اندھا اعتماد ایک نہ ایک دن آپ کو اس موڑ پر لا کر کھڑا کردیتا ہے جہاں آپ شکوے شکایت بھی نہیں کرسکتے' کیونکہ قصور آپ کا اپنا ہوتا ہے۔'' حسن چنگیزی نے اشفاق احمد کی کہی بات سجاب کو سینڈ کردی۔

''مجھے میسجز مت کیا کریں کیونکہ اب سب ختم ہوچکا ہے۔'' سجاب نے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کردیا۔

''پیار تو ختم نہیں ہوا' وہ تو پہلے سے زیادہ بڑھ گیا

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہے۔" حسن چنگیزی کا جواب آیا تو وہ اپنی دھڑکنوں کے اتھل پتھل ہونے پر سٹپٹائی۔

"یہ آپ کا مسئلہ ہے میرا نہیں۔" سجاب نے جواب دیا۔

"محبت تیرا میرا مسئلہ ہے
زمانے کو شریک کار مت کر"

حسن چنگیزی کا جواب آیا۔

"مجھے آپ سے محبت نہیں ہے۔"

"مجھے تو ہے، بہت زیادہ ہے اتنی زیادہ ہے کہ اگر آپ کا ساتھ مجھے نہ ملا تو میں اپنی سانسیں کوریئر کردوں گا اوپر والے کو۔" حسن چنگیزی نے اس کی نظم کا لفظ کوریئر استعمال کرتے ہوئے جتایا۔ وہ بے کل سی ہوگئی۔

"شٹ اپ۔" سجاب نے غصے والے ایموجی کے ساتھ سینڈ کیا۔

"ہو جاؤں گا اگر آپ نہ ملیں تو ہمیشہ کے لیے شٹ اپ ہو جاؤں گا۔"

"دیکھ لیتے ہیں کون مرتا ہے؟
آج سے رابطہ نہیں رکھتے۔"

سجاب نے شعر میں جواب دیا۔

"پلیز سجاب..... ایسا مت کریں آئی رئیلی لو یو۔"

حسن چنگیزی نے تڑپ کر تیزی سے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

"وہ تو میں دیکھ چکی ہوں، کتنی محبت ہے آپ کو مجھ سے؟ ایک منٹ نہیں لگایا آپ نے مجھے لالچی اور آوارہ کہنے میں، اپنی ممی کی باتوں کو سچ ماننے میں، ایسی ہوتی ہے محبت؟ آپ نے تو خود اپنی محبت کی تذلیل کی تھی بھول گئے آپ؟ پر میں نہیں بھولی۔" سجاب نے غصے میں آتے ہوئے کھری کھری سنا دیں وہ نادم تھا مزید ہو گیا۔ سجاب کی ہر بات درست تھی مگر اس کی ندامت بھی سچی تھی۔ محبت بھی کھری تھی۔ خالص تھی..... یہ یقین وہ اسے کیسے دلاتا؟

"بہت پاکیزہ ہو تم
میرے ایماں کی طرح"

حسن چنگیزی نے اعتراف کرتے ہوئے اسے وائس میسج سینڈ کیا۔

"دل تمہارا ہے ہمیشہ ہی تمہارا ہوگا
کون کہتا ہے مجھے عشق دوبارہ ہوگا؟"

"میری زندگی میں تم سے حسین، تم سے زیادہ خوب صورت کچھ بھی نہیں ہے سجاب، تم اگر میری محبت کی گہرائی اور سچائی کو محسوس کرو گی تو تمہیں میری غلطی بہت معمولی لگے گی۔ جس پہ میں جی بھر کے شرمندہ ہوں، اس لیے تم بھی مجھے کھلے دل سے معاف کردو، زندگی کے سفر میں اپنی ہمراہی، اپنی محبت کوریئر کردو پلیز۔" حسن کے لگاتار میسجز آرہے تھے۔ وہ پڑھ رہی تھی۔ آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ دل بے قرار ہو کر تڑپ رہا تھا۔ جو کچھ بھی ہوا تھا حسن چنگیزی نے اپنی محبت سے اس کی دل میں کہیں ٹھکانہ کر ہی لیا تھا۔ اب سجاب احمد کے لیے راہ فرار ممکن نہیں تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

عید کا چاند نظر آ گیا تھا۔ گھر میں اس بار پہلے سا جوش و خروش اور ہلچل نہیں تھی، سجاب نے دور سے ہی سب کو مبارک باد دی اور سب کام نبٹا کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ کون مہندی اٹھائی اور اپنے بائیں ہاتھ پر مہندی لگانے لگی۔

"میرے چاند کو چاند رات مبارک ہو۔" حسن چنگیزی کا میسج آیا اور ساتھ ہی بہت سے پھولوں کے امیجز بھی سینڈ کیے تھے۔

"خیر مبارک۔" سجاب نے اخلاقاً جواب دے دیا۔

"تھینک یو آئی لو یو۔" حسن چنگیزی کا مسکراتا جواب آیا۔

"شکایت تم سے اتنی ہے
کہ تم
سمجھے نہیں مجھ کو
مجھے تم نے غلط جانا
مجھے تم نے غلط مانا

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

بتاؤ کس طرح سے میں؟
تمہیں اپنا شریک زندگی
کرلوں
نفرت اور اذیت سے
میں اپنی زندگی بھرلوں
محبت بدگمانی کے سائے میں نہیں پلتی
محبت کو یقین کا اور بھروسے کا
اگر نہ آسرا ہو تو
اسے تم ساتھ چلنے پر
نہیں مجبور کرسکتے"

سجاب نے فی البدی یہ نظم کی صورت میں جواب لکھ کر سینڈ کردیا جسے پڑھنے کے بعد حسن چنگیزی نے رونے والے ایموجی سینڈ کیے تھے۔ سجاب تو پہلے ہی آنسو بہا رہی تھی مزید بلکنے لگی اور روتے روتے سوگئی۔

آج عید کا دن تھا۔ رشید احمد عید کی نماز ادا کرکے گھر آئے تو بیوی، بیٹیوں نے سلام کیا، عید مبارک دی۔ سجاب جو ہمیشہ بڑے جوش و خروش سے آکر ان سے عید ملتی تھی اور عیدی لیا کرتی تھی اس بار بس دور سے ہی سلام کیا عید مبارک کہا اور کچن میں چلی گئی۔ البتہ نایاب نے ان سے عیدی لے لی تھی۔ رشید احمد منتظر ہی رہے کہ سجاب آئے اور ان سے عیدی کا تقاضا کرے مگر وہ نہ آئی۔

"قدسیہ..... ہم نے بہت زیادتی کی ہے سوہا کے ساتھ اس پر اعتبار نہیں کیا۔ وہ ہم سے ناراض ہے اس بار تو عید کا دن بھی پہلے جیسا نہیں لگ رہا۔ سوہا نے عیدی بھی نہیں مانگی نہ ہمارے ساتھ ناشتہ کیا۔" رشید احمد نے قدسیہ بیگم سے کہا۔ وہ دل سے پشیمان اور پریشان تھے۔

"آپ بھی تو اتنے جلال میں آگئے تھے اس کی شکل نہ دیکھنے اور اسے جان سے مارنے کی باتیں کررہے تھے۔ ذرا سا تحمل اور ٹھنڈے دماغ سے غور کرتے تو بات اتنی نہ بگڑتی جتنی بگڑ چکی ہے اب وہ لوگ تو حقیقت بتا گئے ہیں مگر ہم کیا کریں جس بیٹی پہ ہاتھ اٹھایا، پتا نہیں کیا کچھ کہہ دیا اسے..... اتنے لاڈوں پلی بیٹی کو جب آسمان سے زمین پہ لا پھینکیں گے تو اسے چوٹ تو لگے گی ناں، وہ تو اس کی سمجھداری اور بہادری ہے کہ سنبھل گئی اور بات بھی سنبھال لی اس نے..... اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو نجانے اپنے ساتھ کیا کر بیٹھتی؟" قدسیہ بیگم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ایسے تو مت کہو، تم جاؤ بلاؤ سوہا کو میں اس سے بات کرتا ہوں۔" رشید احمد نے کہا۔ قدسیہ بیگم گئیں اور چند لمحوں بعد واپس آئیں تو سجاب ان کے ساتھ تھی۔

"بیٹھو۔" رشید احمد نے بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ بات کیجیے۔"

"ناراض ہو ہم سے؟" رشید احمد نے استفسار کیا۔ قدسیہ بیگم بھی بیڈ کے کنارے پر ان کے پاؤں کی جانب بیٹھ گئی تھیں۔

"نہیں۔"

"تو پھر چھپتی کیوں پھر رہی ہو مجھ سے؟"

"میں کوئی چور نہیں کہ چھپتی پھروں، میں تو صرف آپ کے حکم کی تعمیل کررہی ہوں، آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آپ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتے۔" سجاب نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"سوہا بیٹی..... میں شرمندہ ہوں۔" رشید احمد نے ندامت سے کہا۔

"میں بھی شرمندہ ہوں ابو۔ میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اس ایک واقع سے، مجھے اب بھی تو پتا چلا ہے کہ مان، یقین، اعتبار اور بھروسا یہ سب محض لفظ ہیں..... رشتوں کو خود سے باندھنے کے لیے تاکہ دوسرے ان کے دھوکے میں ہمارے ساتھ بندھے رہیں، جڑے رہیں مگر ان کی حقیقت زیرو ہے۔ وقت پڑنے پر ثابت ہوگیا کہ بھروسا کچھ نہیں ہوتا، مشکل میں آپ اکیلے ہی ہوتے ہیں یا آپ کا اللہ آپ کے ساتھ ہوتا ہے..... تیسرا کوئی بھی آپ کا ساتھ نہیں دیتا۔ آپ کے ماں باپ بھی نہیں۔" سجاب

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

نے انہیں دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"سجاب..... یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟" قدسیہ بیگم نے اسے ڈپٹا۔

"وہی جو میرے تجربے میں آیا ہے' وہی جو سیکھا ہے بلکہ آپ سب نے اپنے رویوں' لہجوں اور لفظوں سے مجھے سکھایا' باور کرایا ہے۔" سجاب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ رشید احمد اذیت سے پہلو بدل کر رہ گئے اور اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"بیٹی..... غلطی بڑوں سے بھی ہو جایا کرتی ہے۔"

"اتنی بڑی غلطی کے آپ غیروں پر بھروسا کرلیں اور اپنے خون کو غیر کردیں' بے اعتبار' بے وقار ٹھہرا دیں؟ ابھی بھی اگر حسن چنگیزی اور اس کے والد یہاں آ کر آپ سے سچ بیان نہ کرتے تو آپ لوگوں نے میرا یقین نہیں کرنا تھا۔ بس ثابت ہو گیا ابو کہ باہر والے اگر آپ کے سامنے آپ کی بیٹی کو آوارہ' بدکردار اور گھٹیا کہیں گے تو آپ ان کی بات پر یقین کرلیں گے اور وہی باہر والے آ کر آپ کو آپ کی بیٹی کے کردار کی پاکیزگی اور بے گناہی کا یقین دلائیں گے تو آپ کو ان کی بات پر اعتبار آ جائے گا' احساس ہو جائے گا کہ آپ کی بیٹی غلط نہیں ہے' میں کیا ہوں؟ میری کیا حیثیت تھی' کاش کہ آپ دوسروں کے سننے ماننے سے پہلے اپنی اولاد کی' اپنی بیٹی کی بات بھی توجہ اور تحمل سے سن لیتے تو اتنا فساد نہ ہوتا' اتنی نفرت اور بدگمانی نہ پیدا ہوتی۔" سجاب نے تلخی سے کہا۔

"مجھے معاف کردو بیٹی۔" رشید احمد پرنم لہجے میں بولے۔

"کردیا معاف ابو..... آپ بھی مجھے معاف کردیجئے کیونکہ میں بہت جلد یہاں سے جا رہی ہوں ایک کالج میں جاب مل گئی ہے رہائش بھی وہیں ہوگی..... یہاں رہی تو نہ آپ سر اٹھا کر جی سکیں گے نہ ہی میں کھل کر سانس لے سکوں گی دور رہوں گی تو زندگی کو' رشتوں کو' دنیا کو اور بھی اچھی طرح سمجھنے کا موقع ملے گا۔ کبھی کبھار آیا کروں گی تاکہ لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع نہ ملے اور آپ کی عزت قائم رہے۔" سجاب نے اپنا فیصلہ سنایا۔ وہ دونوں دنگ رہ گئے۔

"تم اتنا بڑا فیصلہ کیسے کرسکتی ہو؟" رشید احمد تیز لہجے میں بولے۔

"جیسے آپ نے اتنا برا فیصلہ کیا تھا مجھے یہاں سے دفعہ کرنے کا' میری شکل نہ دیکھنے کا' میرے گھر سے باہر نہ نکلنے کا' مجھے گناہ گار قرار دے کر سزا سنانے کا..... میں تو آپ کی مشکل آسان کر رہی ہوں..... میرا فیصلہ تو بہت باعزت اور آسان ہے' ان فیکٹ میں بے اعتباری' نفرت اور بدگمانی کے اس ماحول سے باہر نکل کر سانس لینا چاہتی ہوں' آپ سب نے مجھے ایک دم سے پرایا کردیا تھا۔ میں خود کو سمجھانے' سنبھالنے کے لیے یہاں سے دور جانا چاہتی ہوں' ہو سکے تو مجھے معاف کردیجئے گا۔" سجاب نے نہایت سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی اور وہاں سے چلی گئی رشید احمد اور قدسیہ بیگم ایک دوسرے سے نظریں چرا گئے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"تمہیں تو وکیل ہونا چاہیے تھا۔ اپنا کیس بخوبی لڑا ہے تم نے۔" نایاب جو اس کی اور امی ابو کے درمیان ہونے والی گفتگو دروازے کے ساتھ کھڑی سن رہی تھی اس کے سامنے آنے پہ بولی۔

"میں نے تو اپنا کیس لڑ لیا کیونکہ میں سچی تھی تم کیسے لڑو گی اپنا کیس..... اظفر بھائی کو کیسے یقین دلاؤ گی کہ تم سچی اور اچھی ہو؟" سجاب نے اسے مسکرا کر دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"کیوں مجھے کیا ضرورت ہے؟" وہ نگاہ چرا کر بولی۔

"رخصتی کرانی ہے ان کے دل میں جگہ بنانی ہے تو یہ سب تو کرنا ہوگا ناں؟" سجاب نے سنجیدگی سے کہا تو اس کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور ایک گیا۔ ہاتھوں میں پسینہ آ گیا۔ وہ کرسی پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔ سجاب سب جان چکی تھی یہ احساس ہی نایاب کے لیے بہت شرمندگی کا بلکہ ہتک کا باعث تھا۔ وہ تو اسے نیچا دکھانے کے موقع ڈھونڈتی رہتی تھی اور اب اپنی ہی زبان کی زد میں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اس کی خوشیاں آ گئی تھیں' اس کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا تھا۔

"اس کی وجہ بھی تم ہی ہو۔" نایاب نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو جی اب یہ الزام بھی میرے سر واہ بھئی' آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اظفر بھائی آپ کی بہت سی منفی باتوں اور رویوں کی لسٹ لیے بیٹھے ہیں جن میں میرا کوئی کردار نہیں ہے' وہ لاکھ روشن خیال سہی مگر رشتوں کی اہمیت کو سمجھتے ہیں' تم جو ہو وہ نظر آنے کی کوشش نہیں کرتیں جو نہیں ہو وہ ظاہر کرتی ہو' اپنی ذات میں بٹی ہوئی ہو۔ خود کو ایک کرو ورنہ اسی طرح دوسروں کو' رشتوں کو بھی تقسیم کرنے' توڑنے کے چکر میں ہی پڑی رہو گی۔ منفی سوچ اور رویے نے کیا دے دیا تمہیں؟ نایاب بی بی ساکھ اور عزت بنانے' کمانے میں سالوں لگ جاتے ہیں اور اسے ختم ہونے میں ایک منٹ لگتا ہے اب احساس ہوا میرے ساتھ کیا کیا تم سب نے؟ میں کس اذیت سے گزری ہوں بے جرم سزا کاٹنا کتنا تکلیف دہ عمل ہے۔ تم کیا جانو؟ تمہیں تو تمہاری اپنی غلطی کی معمولی سی سزا سنائی گئی ہے اور تم ہو کہ اب بھی مجھے الزام دے رہی ہو..... اپنی غلطیاں سدھارنا سیکھو..... اپنے منفی عمل کی ذمے داری قبول کرو اور بدلو خود کو..... ورنہ مجھ سے حسد کی آگ میں جل جل کر ایک دن راکھ ہو جاؤ گی تم بھی' تمہاری خوشیاں بھی۔" سجاب نے بڑے طریقے سے سمجھاتے ہوئے کہا تو نایاب اس کے پاس سے اٹھ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"کون ہے؟" سجاب نے گیٹ پر آ کر پوچھا۔

"آنٹی..... میں ہوں سنی۔" پڑوس کے سات سالہ بچے سنی کی آواز آئی تو اس نے گیٹ کھول دیا۔

"السلام علیکم آنٹی..... عید مبارک۔" کیوٹ سے سنی نے اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام! عید مبارک ماشاء اللہ' بہت کیوٹ لگ رہے ہو۔" سجاب نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو آنٹی' میری عیدی۔"

"عیدی کیا یہاں کھڑے کھڑے لو گے؟ چلو اندر آؤ۔" سجاب مسکراتے ہوئے بولی اور اسے اندر آنے کے لیے راستہ دیا۔

"میں بھی آ جاؤں؟" سنی کے پیچھے سے حسن چنگیزی کا چہرہ نمودار ہوا۔ سنی اندر آ گیا تھا اب حسن چنگیزی پوری آن بان کے ساتھ گیٹ کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ جدید ڈیزائن کا بہت نفیس کرتا شلوار زیب تن کیے پشاوی کھیڑی پہنے خوشبوؤں سے مہکتا وہ سجاب احمد کو حیران کر گیا۔

"آپ.....! یہاں؟" سجاب تحیر آمیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"جی ہاں..... میں یہاں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ وہاں میرا دل نہیں لگ رہا تھا اور آج عید ہے میں عید کا دن آپ کو دیکھے بنا نہیں گزار سکتا تھا سو چلا آیا۔" حسن چنگیزی نے اسے سرتاپا دلچسپی سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"آنٹی..... اندر چلیں؟" سنی بولا۔

"ہاں چلیں۔" وہ سنی کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"اور آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔" سجاب نے حسن چنگیزی سے کہا۔

"میں بھی عیدی لیے بغیر نہیں جاؤں گا۔" حسن چنگیزی نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"ارے کوئی زبردستی ہے کیا؟" سجاب حیران رہ گئی اس کی اس جرأت پر سپاٹ لہجے میں بولی۔

"پیار محبت کی بات آپ مانتی نہیں ہیں تو زبردستی تو کرنا پڑے گی ناں۔ میں ایسے ہی تو اپنی زندگی ویران پریشان کرنے کی اجازت آپ کو نہیں دے سکتا..... معاف کر دیا ہے تو محبت بھی کر لیں۔ اپنی زندگی میں شامل بھی کر لیں التجا کر رہا ہوں آپ سے پلیز مان جائیے' مان رکھ لیجیے' میں نے آپ کا مان توڑا ہے' آپ تو بہت اعلیٰ ظرف اور کشادہ دل ہیں ناں آپ تو میرا مان رکھ لیجیے.....

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

مجھے بھی تھوڑی سی محبت کوریئر کردیں پلیز.....'' حسن چنگیزی نے بہت پیار سے اسے دیکھتے ہوئے نرم منت بھرے لہجے میں کہا اور آخر میں اپنے ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیئے۔

''یہ کیا کررہے ہیں آپ؟'' وہ بوکھلائی۔

''منت کررہا ہوں آپ کی مان جائیں' معاف کردیں ہمیں۔'' وہ ملتجی لہجے میں بولا۔ ہاتھ جوڑے اس کے سامنے کھڑا اس کا دل پانی کیے جارہا تھا۔ وہ کمزور پڑرہی تھی۔ وہ یوں اچانک گھر آکر اس طرح سے اس کی منت سماجت کرے گا یہ تو اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

''پلیز..... اس طرح ہاتھ مت جوڑیں۔'' وہ نروس ہوتے ہوئے بولی۔

''تو کیا پاؤں پکڑلوں؟'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''میرا تماشا بنانا چاہتے ہیں؟''

''نہیں تمہیں دلہن بنانا چاہتا ہوں۔''

''ہاتھ تو نیچے کریں۔'' وہ سٹپٹائی۔

''میں کروں گا جب تک آپ میرا ہاتھ تھامنے کا یقین نہیں دلائیں گی۔'' وہ اسی طرح اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ سجاب اس کی اس حرکت پر حیران تھی' اتنا شاندار' مالدار' ہینڈسم اسمارٹ شخص اس کی اس طرح سے منت کررہا تھا کہ اپنا آپ' اپنی شخصیت اور حیثیت کو بلائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ ہار گئی تھی۔ اس نے اندر ہی اندر اس کے سچے جذبوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

''حیرت ہے مردوں کو تو اپنی انا بہت عزیز ہوتی ہے اور آپ ایک لڑکی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں۔'' سجاب نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''میں ایک بات جانتا ہوں محبت میں انا اور ضد نہیں ہوتی' اور اگر رشتے بنانے' بچانے اور نبھانے ہوں تو انا کو فراموش کردینا چاہیے۔'' حسن چنگیزی نے اس کے روشن چہرے کو دیکھتے ہوئے دل سے کہا اور اس کا دل جیت لیا۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی بے بس ہوگئی۔

یہ شخص اسے اتنی شدت سے چاہتا ہے' اتنی عزت دیتا ہے' وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی حسن چنگیزی کی محبت کی سچائی اس کے لفظوں سے' لہجے سے عیاں تھی۔ غلطی تو سب سے ہوسکتی ہے' ہوجاتی ہے' اچھے وہ ہوتے ہیں جو اپنی غلطی تسلیم کرلیتے ہیں اور اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

''بس کر پگلے' رلائے گا کیا؟'' سجاب نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے بندھے ہاتھ علیحدہ کردیئے۔ وہ اس کی بات پر بے اختیار ہنس دیا۔

''تو میں سمجھوں کہ میری عرضی قبول کرلی گئی ہے؟'' حسن چنگیزی نے بے تابی سے پوچھا۔

''ظاہر ہے آپ نے اتنے جذباتی ڈائیلاگ بولے ہیں تو داد تو دینا پڑے گی۔'' وہ مسکرا کر شوخ لہجے میں بولی۔

''نوازش' کرم' شکریہ مہربانی' سجاب جانی.....'' وہ ہلکا پھلکا ہوکر خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

''لیکن ایک بات یاد رکھیے گا اگر آئندہ کبھی ایسا ہوا تو.....''

''تو.....'' حسن چنگیزی نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''مجھے مرنا نہیں ہے جینا ہے تمہارے سنگ..... آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ می کو احساس ہوگیا ہے اپنی زیادتی کا وہ بھی تم سے معافی مانگنا چاہتی ہیں اور آج عید کا دن ہے عید کے دن تو اگر دشمن بھی چل کر آپ کے گھر آئے تو اسے معاف کردیتے ہیں' تم بھی میری خاطر می کو معاف کردو پلیز۔''

''کردیا معاف اب دوبارہ ہاتھ مت جوڑیئے گا۔'' سجاب نے واقعی حسن چنگیزی کی پرخلوص اور سچی محبت کی خاطر ناصرہ چنگیزی کو معاف کردیا تھا۔ اسی لیے فوراً سے کہہ دیا۔

''تھینکس' تم بہت اعلیٰ ظرف ہو۔'' وہ ہنس کر بولا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ نہیں چاہتی کہ وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے اور یہ اس کے دل میں حسن چنگیزی کی عزت ہونے کی دلیل تھی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint

''عید مبارک۔''

''بھئی..... اگر معافی مل گئی ہو تو ہم بھی انٹری دے دیں' حسن بیٹے؟'' حسین چنگیزی نے گیٹ سے اندر جھانکتے ہوئے کہا تو وہ دونوں چونک گئے۔ اندر سے قدسیہ بیگم اور رشید احمد بھی آ گئے تھے۔

''جی ڈیڈی..... آجائیں الحمدللہ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔'' حسن چنگیزی نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

حسین چنگیزی کے ساتھ ہی ناصرہ چنگیزی بھی چلی آئیں اور ان کے پیچھے پیچھے اظفر احمد بھی اپنی فیملی یعنی سجاب کے تایا ابو' تائی امی وغیرہ بھی آ گئے تھے۔ سجاب حیران ہو رہی تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اظفر احمد اور حسن چنگیزی کا دوستانہ انداز' قدسیہ اور رشید احمد کا حسین چنگیزی کی فیملی کو فراخدلی سے خوش آمدید کہنا۔ سب آپس میں مل رہے تھے۔ عید مبارک کہہ رہے تھے۔ قدسیہ بیگم نے پکوان زیادہ پکائے تھے۔ اسے اب سمجھ میں آ رہا تھا کہ چاند رات کو اتنا اہتمام کیوں کیا گیا تھا کہ ان مہمانوں کی خاطر مدارات کی جا سکے۔ اظفر احمد اور حسن چنگیزی کی دوستی کا علم بھی سب کو ابھی ہوا تھا۔

''سوہا.....'' نایاب نے اسے کچن میں مہمانوں کے لیے کھانا ٹرے میں سجانے کی تیاری کرتے دیکھ کر پکارا۔

''ہاں کہو۔'' وہ مگن انداز میں بولی۔

''مجھے معاف کر دو' میں نے ہمیشہ تمہارے ساتھ غلط کیا' حسد کیا تم سے' تم معاف کر دو مجھے۔'' نایاب نے ندامت آمیز لہجے میں کہا تو وہ ایک نظر اس پر ڈال کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

''بھئی آج عید کا دن ہے یا معاف مانگنے کا دن ہے جسے دیکھو معافی مانگ رہا ہے۔'' سجاب نے قورمہ گرم کرتے ہوئے کہا تو نایاب سنجیدگی سے بولی۔

''ہم سب نے تمہارا دل دکھایا ہے ناں اس لیے اور عید کے دن معافی ملنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے ناں اس لیے۔''

''میں نے سب کو معاف کر دیا ہے اور تم مجھے نہیں اظفر بھائی کو یقین دلاؤ اپنے بدلنے اور سدھرنے کا کیونکہ زندگی تم نے ان کے ساتھ گزارنی ہے میرے ساتھ نہیں اور ایک گھنٹے میں اگر تم اپنی تمام غلطیاں تسلیم کر کے خود کو سدھارنے اور معافی مانگنے کا حوصلہ کر سکتی ہو تو آئندہ زندگی بھی بہتر اور حسد سے پاک خوشگوار بنا سکتی ہو' یہ اس وقت ممکن ہے جب تمہاری نیت صاف ہو اور تم ایمان داری سے اپنا تجزیہ کرتی رہو۔'' سجاب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''ہوں' تم ٹھیک کہتی ہو۔''

''میں تو اکثر ٹھیک ہی کہتی ہوں تم ہی اب سمجھی ہو۔'' سجاب مسکراتے ہوئے بولی۔

''ہاں یہ بھی ٹھیک کہا تم نے۔'' نایاب نے اعتراف کیا۔

''چلو' دیر آید' درست آید۔'' سجاب مسکراتے ہوئے بولی۔

''عید تو مل لو۔'' نایاب بانہیں پھیلا کر اس کی جانب بڑھی۔

''عید مبارک۔'' سجاب نے سب رنجشیں بھلا کر اسے گلے لگا لیا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''تم نے میرے جھوٹ کا مقدمہ اللہ کی عدالت میں بھیج دیا تھا ناں اور دیکھو میں کتنی بدنصیب ہوں کہ میں نے اس مقدس مہینے میں اتنی گھناؤنی سازش کی اور زیادہ دیر نہیں لگی میری سازش بے نقاب ہونے میں۔ کسی اپنے کی نظروں سے گر جانا اور دل سے اتر جانا دنیا میں سب سے بڑی سزا ہوتا ہے..... میں جھوٹ بول کر سمجھی کہ اپنی بات منوا لوں گی مگر تمہارے سچ نے تمہیں منوا لیا اور مجھے سمجھا دیا کہ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ تمہارا کردار جیت گیا اور میرے کردار کا وقار' اعتبار جاتا رہا۔ میں شوہر اور بیٹے کی نظروں میں دوبارہ اٹھ پاؤں گی یا نہیں یہ میں نہیں جانتی اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اب میں اپنی نظروں میں کبھی نہیں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کھڑی ہوسکوں گی..... کبھی کبھی انسان کی چھوٹی سی ضد اور بے جا انا اس کی عمر بھر کی ریاضت کو رائیگاں کر دیتی ہے اور مجھ سے یہی غلط بلکہ گناہ سرزد ہوا ہے..... حسن اور حسین نے تو مجھے معاف کر دیا ہے اس مہینے اور دن کی عظمت و اہمیت کو دیکھتے ہوئے تم بھی معاف کر دو تاکہ میں اپنے اللہ سے معافی مانگنے کے قابل ہوسکوں۔ میں جانتی ہوں میری معافی' میرے آنسو تمہاری دی گئی معافی کے بغیر اللہ قبول نہیں کرے گا اور مجھے اپنے جھوٹ کی حقیقت کھلنے پر جس ذلت' ندامت اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا ہے اس نے تمہارے دل پر گزرنے والے دکھ کا احساس بھی مجھے دلایا ہے' پلیز مجھے معاف کر دو' سجاب بیٹی اور میرے بیٹے کو قبول کرلو وہ تمہیں بہت چاہتا ہے۔'' ناصرہ چنگیزی نے سجاب کو علیحدہ سے لے جا کر دل سے اپنی ندامت اور معذرت کا اظہار کرتے ہوئے ملتجی لہجے میں کہا۔

''آنٹی..... میں تو اسی دن آپ کو معاف کر چکی تھی جس دن میری بے گناہی کی گواہی آپ کے شوہر اور بیٹے نے خود آ کر میرے گھر والوں کے سامنے دی تھی۔ ویسے بھی جب معاملات اللہ پر چھوڑ دیئے جائیں تو بندوں سے کیسی شکایتیں؟ میں نے رمضان کے احترام میں اور آج کے مبارک دن کے شکرانے کے طور پر آپ کو معاف کر دیا..... اللہ ہم سب کو نیکی کی ہدایت دیں۔'' سجاب نے ناصرہ چنگیزی کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''آمین..... اب چلیں منگنی کی انگوٹھی پہنانے دیں' مجھے اس سے پہلے کہ میں انتظار کرتے کرتے بوڑھا ہو جاؤں۔'' حسن چنگیزی نے اسی وقت وہاں انٹری دیتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ہنس دیں۔

یہ سچ ہے کہ معاف کرنا قدرے آسان ہے مگر بھلا دینا بہت مشکل ہے۔ سجاب نے بھی سب کو معاف کر دیا تھا لیکن دل میں ان کے دیئے درد کا احساس ابھی باقی تھا بلکہ تازہ تھا' شک' بدگمانی اور غصے کا زخم ہرا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنی بے گناہی ثابت ہو جانے پر اللہ کی شکر گزار تھی اور خوش دکھائی دے رہی تھی۔ اس یقین کے ساتھ کہ آنے والا وقت حسن چنگیزی کی محبت بھری رفاقت میں اس کے سارے دکھ' درد اور زخم ختم کر دے گا اور یہ وعدہ تو حسن چنگیزی نے اسے منگنی کی انگوٹھی پہناتے ہوئے خود سے بھی کیا تھا کہ وہ سجاب کو ہمیشہ بہت محبت' عزت اور اعتبار دے گا کبھی اسے کوئی دکھ نہیں پہنچنے دے گا۔

''شکریہ میری بے اعتباری' بدگمانی' معاف کر کے میرا ساتھ قبول کرنے کے لیے..... بہت شکریہ۔'' حسن چنگیزی نے سجاب کو دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا تو وہ شرمیلے پن سے مسکرا کر نگاہیں جھکا گئی۔ اظفر احمد ان کی تصاویر کھینچ رہا تھا پھر سب کے ساتھ گروپ فوٹوز بھی لیے فیملی سیلفی بھی لی گئی۔

''نایاب..... میں ایک اعلان کرنے لگا ہوں اب اور تم جانتی ہی ہو کہ میں کیا اعلان کرنے والا ہوں۔'' اظفر احمد نے نایاب کے قریب آ کر آہستگی سے کہا۔ اس کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔

''آ..... آپ شادی سے انکار کر کے..... سب کے سامنے میری انسلٹ کریں گے؟ میں نے معافی مانگی تو ہے سجاب اور اللہ سے' میں بدل گئی ہوں اب میں کسی سے بھی حسد نہیں کروں گی۔ سجاب سے تو کبھی بھی نہیں وہ تو میری بہن ہے' میں ہی اس سے حسد کرتی رہی۔ غلط کیا میں نے..... آپ تو میرے ساتھ غلط مت کریں پلیز۔'' نایاب نے منت بھرے لہجے میں روہانسی ہو کر کہا۔

''میں کیسے یقین کرلوں کہ تم بدل گئی ہو؟'' اظفر احمد نے اب اسے ستانے کے لیے سنجیدگی سے کہا' ورنہ سجاب کی سفارش کافی تھی۔

''کیسے یقین آئے گا آپ کو؟''

''یہ تو تم جانو ویسے بھی میں نے تم سے نکاح امی ابو کی خواہش پر کیا تھا' ورنہ مجھے تم جیسی خود غرض اور حاسد لڑکی میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ میں خالی خولی تمہارے اس حسن کا کیا کروں گا؟ حسن اخلاق' حسن عمل تو ہے نہیں تم میں اور نایاب بی بی..... عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی' جہنم بھی۔'' اظفر احمد نے سنجیدہ' سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

تڑپ کر رہ گئی۔

''میں وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کی زندگی اپنے حسن عمل سے جنت بناؤں گی آپ کو مجھ میں انٹرسٹ نہ سہی مجھے تو ہے ناں۔''

''کیا ہے؟'' اظفر احمد نے بغور اس کے سندر چہرے کو دیکھا۔

''محبت۔'' وہ بولی۔

''واقعی ہے؟'' اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''ہاں اگر آپ کو یقین ہے تو رخصتی اسی ڈیٹ پر ہونے دیں' جو طے پائی ہے اور اگر یقین نہیں ہے تو..... بے شک یہ رشتہ ختم کردیں کیونکہ جس لڑکی میں آپ کو انٹرسٹ ہی نہیں ہے' یقین ہی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ پوری زندگی کیسے گزاریں گے؟''

''محبت سے۔'' نایاب کی بھیگتی آواز میں دوٹوک باتیں سن کر وہ مسکراتے ہوئے بولا تو اس نے حیرت سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

''جی۔''

''جی' میں اتنا ظالم نہیں ہوں کہ صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹے تو اس کے لیے دروازہ ہی نہ کھولو' تمہیں احساس ہوگیا ہے اپنی غلطیوں کا تو تمہیں خود کو درست اور بہتر ثابت کرنے کا موقع تو ملنا چاہیے ناں؟ آنسو صاف کرلو رخصتی کے وقت کام آئیں گے سارے آنسو ابھی بہادو گی تو لوگ کیا کہیں گے کہ دلہن کو پیا دیس جانے کی اتنی خوشی ہے کہ رخصتی کے وقت رو بھی نہیں رہی۔'' اظفر احمد نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دھیرے سے ہنس دی۔ دل سے ایک بوجھ اتر گیا تھا۔

''بھائی صاحب..... نایاب بیٹی کی رخصتی کے موقع پر حسن اور سجاب کا نکاح بھی کردیا جائے تو ہمارے خیال سے بہت مناسب رہے گا۔'' ناصرہ چنگیزی نے یہ بات کرکے اپنے شوہر اور بیٹے کو ہی نہیں سب ہی کو حیران کردیا تھا۔ ان کی بات پر حسن چنگیزی تو بہت خوش ہوا تھا۔

''صرف نکاح کیوں رخصتی بھی ساتھ ہی ہوجائے تو اچھا ہے۔'' حسین چنگیزی بھی پرجوش انداز میں بولے۔

''لیکن بھائی صاحب ہماری تیاری نہیں ہے چند روز میں ہم کیسے دوسری کو بھی رخصت کرسکتے ہیں؟'' رشید احمد متفکر لہجے میں بولے۔

''ہمیں تو صرف سجاب چاہیے اور اللہ کا دیا سب کچھ ہے ہمارے گھر میں حسن اپنا بنگلہ ڈیکوریٹ کروا رہا ہے وہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے سوائے سجاب بیٹی کے..... لہٰذا ہمیں تو سجاب بیٹی دے دیں آپ جہیز کے جھنجھٹ میں مت پڑیں..... بہت ہی دل چاہے تو بعد میں دے دیجیے جو آپ کا دل کرے اور جب آپ کے لیے آسانی ہو' کیوں بیگم ٹھیک ہے ناں؟'' حسین چنگیزی نے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد بیوی سے تصدیق چاہی۔

''بالکل ٹھیک ہے۔'' ناصرہ چنگیزی نے مسکراتے ہوئے ان کی بات کی تائید کردی۔

''ٹھیک ہے جیسے آپ لوگوں کی خوشی۔'' رشید احمد نے قدسیہ بیگم کی طرف دیکھا اور پھر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ سب ہی کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

''شکریہ..... بہت بہت شکریہ مبارک ہو آپ سب کو۔'' حسین چنگیزی خوش ہوکر بولے۔ سجاب کا دل رب کے حضور سجدۂ شکر ادا کررہا تھا۔ جس نے اسے ایک دکھ کے بعد بے شمار خوشیوں سے نوازا تھا اور اسے اس کی محبت اس عید پر ہمیشہ کے لیے کوریئر کردی تھی۔ اس نے حسن چنگیزی کی طرف دیکھا جو پہلے ہی محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے محبت و مسرت سے مسکرادیئے تھے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

پردے میں رہنے دو

نازیہ جمال

وہ جس کا ضبط رہا اونچے پربتوں کی طرح
کسے خبر تھی کہ روئے گا بادلوں کی طرح
سیپیاں یادوں کی جو دل میں سنبھال رکھی تھیں
بکھر گئیں میری پلکوں پہ موتیوں کی طرح

''ایمن..... ایمی..... یار کہاں ہو؟'' عرشیہ اسے پکارتے ہوئے ان کے پورشن میں آئی۔ ایمن اپنی بہت اچھی پیاری دوست اور چچازاد کی آواز سن کر فوراً کمرے سے باہر آئی۔

''یار..... میرے ساتھ بازار چلو گی؟ مجھے کچھ سامان لینا ہے۔'' صحن میں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہی عرشیہ نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

''ہاں ضرور مگر.....'' ایمن نے نیم رضامندی ظاہر کرتے ہوئے عالیہ بیگم کی سمت دیکھا جو قریبی چارپائی پر رات کے کھانے کے لیے ٹوکری میں سے سبزی چھانٹ رہی تھیں۔

''کیوں چچی جان..... ایمن میرے ساتھ آدھے گھنٹے کے لیے چلی جائے؟'' عرشیہ نے عالیہ بیگم سے اجازت طلب کی۔

''نہیں بیٹا..... عصر ہو رہی ہے دن ڈھلنے کو ہے' لڑکیوں کا شام تک گھر سے باہر رہنا اچھی بات نہیں ہے۔ ویسے بھی میں کھانا پکاتی ہوں' ایمن تمہارے چچا کے لیے دلیہ تیار کرے گی۔ صبح جاتے ہوئے وہ کہہ گئے تھے۔'' عالیہ بیگم نے نرمی سے انکار کیا تو عرشیہ منہ بنا کر رہ گئی پھر ایمن کی سمت دیکھا تو اس نے بے بسی سے کندھے اچکا دیئے تھے۔ عرشیہ عالیہ بیگم چچی کی سخت فطرت اور قطعی رویے سے واقف تھیں' اصرار یا بحث کیے بغیر عرشیہ اپنے پورشن کی سمت چل دی تھی۔

''امی..... کیا تھا جو میں آدھے گھنٹے کے لیے چلی جاتی۔ عرشی کتنا ہرٹ ہوئی ہے۔'' ایمن نے ماں سے گلہ کیا۔

''فضول مت بولو۔ تمہیں پتا بھی ہے عرشی کا بازاروں میں کتنا دل لگتا ہے آدھا گھنٹہ کہہ رہی تھی۔ عشا تک واپسی ممکن تھی۔ تمہارے ابو آجاتے تو انہیں کیا جواب دیتی' کیا شام کے وقت جوان جہاں لڑکیوں کا بازار میں گھومنا مناسب بات ہے؟ ایک ایک چیز چھان پھٹک کر لیتی ہے یہ عرشی۔'' عالیہ بیگم نے غصے میں اچھا خاصا جھاڑ کے رکھ دیا تھا۔

''ایمن جیسی سخت گیر ماں بھی اللہ کسی کی نہ ہو' ہر وقت پابندی' ہر وقت روک ٹوک' یہ نہیں کرنا' یہاں نہیں جانا' یہ زندگی ہے یا کوئی سزا۔'' ایمن نے رنجور ہو کر سوچا پھر برے دل سے اٹھ کر اندر چلی گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''اچھا..... اب میں چلتی ہوں۔ امی انتظار کر رہی ہوں گی۔'' بے حد اسٹائلش اور قیمتی شوز کو ڈبے میں بند کر کے ایک طرف پرے رکھتے ہوئے وہ بولی۔

''ارے ابھی بیٹھو۔ ابھی تو آئی ہو۔'' نوشابہ بیگم نے اسے اٹھتے دیکھ کر روکا۔

''ہر وقت تمہارے سر پہ ماں کا ہوا سوار رہتا ہے۔ امی یہ کہیں گی' امی وہ کہیں گی' بھیا..... جوان اولاد کے لیے ہاتھ نرم

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

رکھنا ہوتا ہے۔ اتنی سختی اور بے اعتباری بھی ٹھیک نہیں۔" نوشابہ بیگم ناپسندیدہ انداز میں دیورانی عالیہ بیگم کا ذکر کررہی تھیں اور ایمن بے حد شرمندہ انداز میں اب جیولری باکس کھول کر دیکھ رہی تھی۔ اسی شام عرشیہ اپنی ماں نوشابہ بیگم کے ساتھ شاپنگ کر آئی تھی، کال کرکے اسے بلایا تھا کہ آؤ میری شاپنگ دیکھ لو۔ عالیہ بیگم نے اسے محض آدھا گھنٹہ تک چچا وسیم کے گھر رہنے کی اجازت دی تھی۔

"یہ اچھا ہے، بچی سگے چچا کے گھر بھی آزادی اور اطمینان کے ساتھ نہ بیٹھ سکے۔ بھئی..... بات تو صاف اور سیدھی ہے، ہم نے اپنے بیٹے کا رشتہ محض اپنے دیور نعیم کی سادہ اور شریف طبیعت دیکھ کر کیا ہے۔ ورنہ جو ہماری دیورانی صاحبہ کے مزاج اور انداز ہیں..... ان کے حساب سے تو میں کبھی اس گھر میں اپنے اکلوتے نورِ چشم کا شجوک نہ جوڑتی۔" عرشیہ کے ہاتھ سے کولڈ ڈرنک کا گلاس لیتے ہوئے نوشابہ کڑوے اور ناگوار لہجے میں بولیں۔ ایمن جلدی سے اپنا گلاس ختم کرکے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عرشیہ کی شاپنگ کی ڈھیر ساری تعریف کرنے کے بعد اس نے گھر کی راہ لی۔ چچی نوشابہ کی باتیں اسے الجھا کے رکھ دیتی تھیں۔

"ہائے پریٹی..... کہاں چل دیں؟ میں گھر آرہا ہوں اور تم جارہی ہو۔" کوریڈور میں ارحم سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کافی دیر سے آئی ہوئی تھی۔ اب گھر جارہی ہوں۔" سر جھکا کر دھیمے سے جواب دیا۔ ادھر سے شوخی بھرا لہجہ۔

"کون سے گھر.....؟ تمہارا گھر تو یہ ہے۔" وہ بھرپور شگفتہ لہجے میں بولتے ہوئے اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"پلیز ارحم....." وہ تیزی سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔

"بس اب اس گھر اور اس گھر کی کنفیوژن ختم کرتا ہوں۔ امی سے کہتا ہوں اب ایک گھر کی تیاری کریں۔" ارحم نے اس کے پیچھے سے ہانک لگائی تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ پار کرگئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

نوشابہ بیگم کے بھتیجے کی شادی تھی۔ ان لوگوں کو بھی بہت چاؤ، محبت اور اصرار سے مدعو کیا گیا تھا۔ عرشیہ کی خواہش تھی کہ وہ اور ایمن تقریب میں ایک جیسی ڈریسنگ کریں گی مگر ایمن نے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

بجھے دل کے ساتھ عرشیہ کو انکار کر دیا تھا۔

"نہیں عرشی..... بس تم اپنی تیاری مکمل کرو۔ امی نہیں مانیں گی۔ وہ کبھی مجھے تمہارے کزن کی شادی اٹینڈ نہیں کرنے دیں گی۔ ہاں شاید ولیمہ سب اٹینڈ کرلیں۔" وہ موہوم امید کے ساتھ بولی۔ ماں کا رویہ اسے کچھ بھی خوش کن تصور کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

"کم آن..... اتنی مایوسی ٹھیک نہیں میں خود چچی سے بات کروں گی۔" عرشیہ نے اس کا ہاتھ دبا کر پُریقین انداز میں کہا مگر مقابل عالیہ بیگم تھیں جو نہ صرف اپنی جیٹھانی نوشابہ بیگم کو ناپسند کرتی تھیں بلکہ نوشابہ بیگم کا میکہ بھی ان کی ناپسندیدگی کے دائرے میں آتا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں تمہارے جانے کی۔ میں خود جا کر رقم کا لفافہ دے آؤں گی۔ نوشابہ بھابی کے میکے کا ماحول بہت کھلا ڈلا اور آزاد خیال کا ہے۔ مرد و زن کی گیدرنگ، بے ہنگم ناچ گانا، تصویریں، مووی، یہ سب کسی بھی خاندانی اور وضع دار گھرانے کا طور طریقہ نہیں ہوسکتا۔ میری تو سسرال کی مجبوری ہے بھائی جان کے سسرال کا معاملہ ہے ورنہ میں تو کسی کے ہاتھ لفافہ بھجوا دیتی۔ مجھے نہیں پسند یہ بلند قہقہے، ہنسی ٹھٹھول۔" عالیہ بیگم ناگواری سے بولیں مگر قسمت کی ہونی کو کون ٹال سکتا ہے؟ ملتان میں ان کی چھوٹی بہن صالحہ کی ساس اچانک فوت ہوگئیں۔ مرحومہ نہ صرف صالحہ کی ساس بلکہ رشتے میں سگی خالہ بھی تھیں۔ ایمرجنسی میں عالیہ اور نعیم ملتان روانہ ہوگئے تھے۔ روانگی سے قبل دونوں میاں بیوی نوشابہ بیگم سے ملنے آئے اور شادی میں شرکت سے معذرت کرلی تھی۔

"ارے کوئی بات نہیں۔ ایک ہی گھر کی بات ہے۔ تم صالحہ سے میرا افسوس کردینا..... گھر کی طرف سی بھی بے فکر ہوکر جاؤ۔" نوشابہ بیگم نے بے حد اخلاق سے دیورانی کو مخاطب کیا۔

"ہم سب تو کل بھائی جان کی طرف چلے جائیں گے اور یہ ایمن.....؟" نوشابہ بیگم کی بات پر عالیہ نے بے ساختہ نعیم احمد کی طرف دیکھا۔

"ہاں بچے گھر میں اکیلے کیسے رہیں گے؟ ملتان جانے پر اگر راضی ہوں تو....."

"ارے بچوں کی فکر نہ کرو....." نوشابہ نے جلدی سے عالیہ کی بات کاٹی۔

"بچے ہمارے ساتھ شادی کا ہلا گلا دیکھ لیں گے..... کیوں نعیم؟" نوشابہ بیگم نے دیوار کی رائے لی تو نعیم احمد نے فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جی بھابی آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔" نعیم احمد کے لیے بڑی بھابی کی بات پس پشت ڈالنا آسان نہ تھا کیونکہ اس گھر سے ان کی اکلوتی بیٹی کا نصیب جڑا ہوا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ایمن نے شادی کو خوب انجوائے کیا، اتنی رونق، اتنا مزہ کہ بیان سے باہر۔ عرشیہ اور اس کے کزن شہروز نے مل کر "آنکھ مارے" پہ ڈانس کیا تھا۔ ہر طرف رنگ، خوشبوئیں، ہنسی، اشتہا انگیز کھانے، اس کے پاس کافی فینسی سوٹ پہلے سے موجود تھے جو اس شادی پہ آرام سے کام آگئے تھے۔ عرشیہ کی ماڈرن کزنز کی ڈریسنگ کے آگے اسے اپنے پہناوے بالکل عام اور پرانے لگے مگر ارحم کی آنکھوں میں ستائشی اور ستائش کا ہر رنگ اسے نہال کرنے کے لیے کافی تھا۔

"اللہ عرشی..... تم لوگوں کے ہاں شادی میں اتنی انجوائمنٹ ہوتی ہے؟" ایمن کے لہجے میں حیرت سے زیادہ حسرت تھی۔

"یار..... دیکھنا ہم اپنے ارحم بھیا کی شادی اس سے بھی زیادہ دھوم دھام سے کریں گے۔ ملک کے سب سے بڑے ایونٹ مینجمنٹ کو ہائر کریں گے ہم لوگ۔" لیپ ٹاپ کے پیڈ پر انگلیاں پھیرتے ہوئے عرشیہ فخریہ انداز میں کہہ رہی تھی۔ اس وقت وہ دونوں شادی کی مووی دیکھ رہی تھیں۔ اسکرین پر عرشی اور اس کے کزن شہروز کے ڈانس والا حصہ چل رہا تھا۔ شہروز عرشیہ کو بازو سے پکڑ کر کئی چکر دینے کے بعد عرشیہ کے کاندھے پہ اپنی تھوڑی رکھ دی تھی۔ اردگرد سیٹیوں اور شوخ جملوں کا شور اٹھا تھا۔ ایمن بے ساختہ سرخ ہوگئی تھی۔

عرشیہ کو دیکھا جس کے چہرے پہ دھیمی مسکان اور آنکھوں میں بے حد چمک تھی۔ عرشیہ بار بار اپنے ڈانس والے پارٹ کو ریوائنڈ کرکے دیکھ رہی تھی۔ ایمن نے بے ساختہ نظریں

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

اسکرین سے ہٹالی تھیں۔ اسے اپنے ننھیالی خاندان کی شادیاں یاد آ گئی تھیں، جہاں عالیہ اسے بہت شوق سے لے جاتی تھیں۔ نہ مووی، نہ پروفیشنل کیمرہ مین، کیٹرنگ بھی عام سی ہوتی تھی۔ مرد اور عورتوں کا الگ الگ انتظام، کسی مرد کو زنانے حصے کی طرف آنے کی اجازت بھی نہیں تھی ماسوائے گھر کے کسی مرد کے وہ بھی کسی ضروری کام کے تحت۔ ملبوسات مہنگے مگر سادہ ڈیزائننگ کے ہوتے، نہ ڈی جے کے اونچے میوزک پہ کوئی تھرکتا نہ ڈانس کا مقابلہ ہوتا۔ ہاں ڈھولک پہ سب لڑکیاں جھومر ضرور ڈالتی تھیں۔

"چلو یہ بھی شکر ہے کہ میں قسمت سے ارحم کی زندگی کا حصہ بن کر بہت جلد ان رنگینیوں سے لطف اندوز ہوسکوں گی پھر نہ امی کی روک ٹوک ہوگی نہ بلاوجہ کی پابندیاں۔" اس سے پہلے کہ اس کا دل یاسیت کی زد میں آتا اس نے ایک خوش کن خیال اپنے دھیان کے پلو میں باندھ لیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

عالیہ بیگم مولوی تمیز الدین کی بیٹی تھیں۔ مولوی تمیز الدین پیش امام مسجد اور مدرسہ کے مہتمم تھے۔ ان کا گھرانہ دینی اقدار کی پاسداری کے سبب پورے محلے میں عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنی ساتوں اولادوں کی تربیت خالص اسلامی اصولوں کے مطابق کی تھی۔

عالیہ بیگم کے لیے نعیم احمد کا رشتہ نعیم احمد کی اچھی نوکری، شرافت اور خاندانی وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے منظور کیا گیا تھا۔ نعیم احمد واقعی ایک سلجھے ہوئے، نفیس طبع اور روشن خیال ہم سفر ثابت ہوئے تھے لیکن گھر کا ماحول عالیہ کے لیے کافی ناپسندیدہ اور مشکل ثابت ہوا تھا۔ گھر پہ مکمل طور پر نوشابہ بیگم کی اجارہ داری تھی جو ایک آزاد اور بے حد ماڈرن خاندان کی پروردہ تھیں۔ ہر آئے دن ان کے میکے والے آدھمکتے۔ بہترین کھانوں اور پھلوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وی سی آر پر فلمیں دیکھی جاتی تھیں۔ مہینے میں ایک دو بار پکنک کا پروگرام بنتا۔ عالیہ کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی جاتی تھی مگر وہ سلیقے سے معذرت کرلیتیں۔

"توبہ..... اگر ابا میاں کو پتا چل جائے کہ میں اتنے نامحرم مردوں کے ساتھ باہر سیر سپاٹے پر گئی ہوں تو ان کے دل پر کیا گزرے گی؟" نوشابہ کی بھابھیاں، بہنیں صاف کہہ دیتیں۔

"نوشی..... تمہاری نئی نویلی دیورانی بہت مغرور اور اپنے آپ کو کوئی چیز سمجھتی ہے۔" انداز میں ناگواری ہوتی۔

"تو اور کیا..... کتنے چاؤ سے دیور کی شادی کی تھی کہ دیورانی کے ساتھ بہنا پا جوڑ کے گھر کا سیٹ اپ بناؤں گی مگر یہاں تو بنو سارا دن کمرے میں بند جانے کیا وظیفے پڑھتی رہتی ہیں۔ میاں کی آمد پر ہی باہر نکلتی ہیں۔" نوشابہ کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔

عالیہ کا گریز اور لیا دیا انداز ذرا نہ بھاتا تھا اور عالیہ بھی کم و بیش جٹھانی کے لیے ایسے ہی جذبات رکھتی تھیں۔ جیٹھانی کی کھلی ڈلی گفتگو، غیر محتاط انداز، بدسلیقگی، فرض عبادات سے لاپروائی بس نہ چلتا کہ دن کے دن کچن الگ کرلیں پھر ایک دن مراد یوں بر آئی تھی۔

"نوشی..... نوشی یار..... کہاں ہو؟" کوئی زور زور سے پکارتا ہوا کمرے کا دروازہ کھول کر بے تکلفی سے اندر چلا آیا تھا۔ عالیہ جو غسل لیے سنگھار میز کے سامنے بیٹھی بال سلجھا رہی تھیں، کرنٹ کھا کر پلٹیں۔ ایک نوجوان بے حد اشتیاق سے انہیں سرتاپا دیکھ رہا تھا۔

"کون ہیں آپ؟ اور اس طرح کسی کے کمرے میں منہ اٹھا کر اندر آنے کا مقصد تم....." بے حد غصے سے بولتے ہوئے بیڈ پر پڑا دوپٹا اٹھا کر اچھی طرح اوڑھا تھا۔

"میں سجاد ہوں، نوشابہ کا بھائی..... آپ یقیناً نعیم کی وائف ہیں، بڑا لکی ہے یہ نعیم..... کیا حسن کا خزانہ ہاتھ لگا ہے۔ کاش اپنی بھی ایسی قسمت جاگ جائے۔"

"دفع ہوجائیں یہاں سے ورنہ میں دھکے دے کر آپ کو نکال دوں گی۔" عالیہ حلق کے بل چیخی تھیں۔ نوجوان چہرے پر ناگواری اور حیرت کے تاثرات لیے باہر نکل گیا تھا۔ رات کو کھانے کا ماحول بے حد سنجیدہ تھا، نوشابہ بیگم کافی غصے میں تھیں۔

"دلہن نے ناحق میرے بھائی کی بے عزتی کی، ہم کوئی کمین ہیں جو کسی پر بری نظر رکھیں گے۔ یہ اپنے آپ کو کوئی پاک باز سمجھتی ہے۔ ہم انہیں بیاہ لائے اور یہ میرے بھائی کو

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

دھکے دے کر نکالیں گی۔" عالیہ نے سر اٹھا کر شوہر کو دیکھا تھا جو چپ چاپ سر جھکائے کھانے میں مصروف تھے۔

"تم ایسے سخت رویہ نہ رکھتیں۔ سجاد غلطی سے ادھر آ گیا تھا ورنہ وہ بہت ادب لحاظ والا بندہ ہے۔ بھابی بیگم کا غصہ بے وجہ نہیں ہے۔" کمرے میں آ کر نعیم احمد دھیمے سے بولے۔

"نعیم..... وہ شخص اندر کمرے میں آ گیا تھا۔ بے تکلفی سے باتیں کر رہا تھا۔ میرے سر پر دوپٹا بھی نہیں تھا۔ اس نے میرے بال میرا چہرہ دیکھ لیا۔" بولتے ہوئے عالیہ کی آواز رندھ گئی تھی۔ جس بات کو وہ اتنا سنجیدگی سے لے رہی تھیں' گھر والے اتنا ہی ہلکا لے رہے تھے۔ بہت کم عمری میں ہی اباميان نے انہیں پردے کی عادت ڈالی تھی۔ گھر میں کسی غیر محرم مرد کی آمد ممنوع تھی۔ اماں بازار جاتیں تو ضرورت کی ہر چیز خود لے آتیں۔ اسکول کی تعلیم میٹرک تک حاصل کی تھی پھر شادی کے دو سال بعد ایمن پیدا ہوئی تو عالیہ نے حتمی انداز میں پورشن الگ کرنے کی درخواست کی جو جیٹھ سلیم احمد نے فوراً منظور کر لی کیونکہ ان کی معاملہ فہم طبیعت بھانپ گئی تھی کہ دونوں دیورانی' جٹھانی کے مزاجوں میں حد درجہ تفاوت پایا جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مزاجوں کا یہ اختلاف آگے جا کر کوئی مسئلہ کھڑا کر دے فوراً گھر کا ایک حصہ نعیم احمد کے حوالے کر دیا تھا۔

پورشنز الگ ہونے کے باوجود دونوں بھائیوں میں مثالی پیار اول روز تا امروز قائم تھا۔ بہت خوب صورت شکل کی مالک ایمن کو تایا و سلیم نے اپنے ارحم کے لیے اس وقت مانگ لیا تھا جو ابھی پاؤں پاؤں چلنا سیکھ رہی تھی۔ نعیم احمد کو بھلا بھتیجے سے بڑھ کر کون عزیز ہو سکتا تھا۔ فوراً بھائی کی خواہش پر سر تسلیم خم کر دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"اللہ..... برسوں ساتھ گزر گئے مگر بھابی بیگم میرے مزاج کو نہ سمجھ سکیں' جو چیز کل غلط تھی وہ آج بھی غلط ہے۔ کیوں بار بار مجھے گناہ گار ٹھہراتی ہیں؟" عالیہ زچ ہو کر کہہ رہی تھیں۔

"چچی جان..... یہ امی اور ارحم بھیا کی فرمائش بلکہ خواہش ہے کہ ایمن ان کے ساتھ شادی کی شاپنگ پہ چلے۔ وہ ایمن کو خود ہر چیز دلوانا چاہتے ہیں تو کیا برا ہے؟ ویسے بھی شادی کی ڈیٹ فکس ہو چکی ہے۔ اگلے ماہ گھر میں شادیانے بجیں گے۔ آپ کیوں کسی کا دل برا کر رہی ہیں۔" عرشیہ نے آگے بڑھ کر ایک طرح سے عالیہ کو سمجھانا چاہا جو ایمن کو ارحم کے ہمراہ بازار جانے کی اجازت نہیں دے رہی تھیں۔

"بیٹا..... ایمن شادی سے پہلے ارحم کے ساتھ بازار کیسے جا سکتی ہے؟ ارحم نامحرم ہے۔ ہاں البتہ ان کا نکاح ہو گیا ہوتا تو میں خود خوشی سے بھیج دیتی بیٹی کو مگر یہ ابھی ہمارے گھر ہے' ہماری ذمہ داری ہے۔ جوان جہاں بیٹی بازار میں کسی نامحرم کے ساتھ گھومے اس گناہ کی پوچھ گچھ ایمن سے زیادہ کل اللہ کے ہاں میری ہوگی۔ عورت ستر کی چیز ہوتی ہے ناں کہ بازاروں کی زینت..... آپ لوگ بری خود تیار کرو' ایمن ہر چیز ہنسی خوشی قبول کر لے گی۔" عالیہ نے ایک طرح سے بات ختم کر دی تھی۔ عرشیہ نے گہری سانس لی اور بے ساختہ ایمن کو دیکھا جو چپ چاپ یہ گفتگو سن رہی تھی۔ بیچ میں اس لیے نہ بولی کہ ماں سے زبردست جھاڑ پڑنے کا خدشہ تھا۔ نوشابہ بیگم کو علم ہوا تو وہ بے حد سیخ پا ہوتیں۔

"بھیا..... ہم نے تو چھوٹے دیور کی محبت میں رشتہ جوڑ لیا' ورنہ یہ عورت آگے کیا رنگ دکھائے گی جس کے مزاج ابھی تک ہم سے نہ مل سکے۔ میرا ارحم ذمہ دار اور سمجھدار نوجوان ہے کیا اپنی ہونے والی بیوی کا خیال نہیں رکھ سکے گا۔ کتنا خوش ہے میرا بچہ اپنی شادی پر..... اپنی سخت دل اور ازلی ڈھیٹ ساس کا انکار سن کر میرے بچے کا تو منہ ہی اتر گیا ہے۔ کتنے چاؤ سے ہر چیز کی منصوبہ بندی میں لگا رہتا ہے مگر یہ عورت جسے اپنے فرسودہ اصولوں کے آگے بچوں کی کوئی خوشی نظر نہیں آ رہی۔" عالیہ بیگم کا انکار واقعی ہر کسی کو گراں گزرا تھا۔

"کمال ہے چچی کو مجھ پر تو بھروسا کرنا چاہیے۔ ایمن میری ہونے والی بیوی ہے اور مجھ سے زیادہ اپنی عزت کا محافظ کون ہو سکتا ہے؟" ارحم بے حد خفا ہو کر کہہ اور یہ خفگی نعیم احمد کے بھی علم میں آ گئی تھی۔ انہوں نے ایمن کو ارحم کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دی تھی۔ عالیہ نے بے بسی سے چپ کی چادر اوڑھ لی تھی۔

"لیکن یہ کیا تم میرے ساتھ حج پر جا رہی ہو یا شاپنگ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کرنے؟'' ارحم حیرانی سے ایمن کو دیکھ رہا تھا جو سیاہ عبایا میں سرتاپا چھپی ہوئی تھی۔ سیاہ اسکارف سے چہرہ ایسے ڈھانپا ہوا تھا کہ بس آنکھیں نظر آرہی تھیں..... سنہری حسین آنکھیں۔

''میں تو جب بھی باہر جاتی ہوں اسی طرح نقاب کرکے جاتی ہوں۔ میں تو میٹرک سے پردہ کررہی ہوں۔'' ایمن نے جواب دیا۔

''ایک منٹ میں تمہارا حلیہ ٹھیک کرتی ہوں۔ ارحم تم جاکر گاڑی میں اس کا انتظار کرو۔'' عرشیہ نے بھائی کا موڈ آف ہوتے دیکھ کر ایمن کے نقاب کی پنیں نکالیں۔

''نہیں عرشی..... امی ابو نے اجازت دے دی۔ بس یہی کافی ہے۔ میں بہت چھوٹی عمر سے پردہ کررہی ہوں..... آج ایک دم سے نہیں اتار سکتی۔'' ایمن نے کمزور سا احتجاج کیا۔

''ارے میری جان..... کچھ نہیں ہوتا۔ آج کا دن ہی تو خاص ہے۔ روز روز یہ اجازت کہاں ملتی ہے۔ جاؤ انجوائے کرو۔'' عرشیہ نے تیزی سے عبایا کے بٹن کھولنے شروع کردیئے۔ اس کی ڈریسنگ کو بھی موقع کے لحاظ سے غیر مناسب قرار دیا۔ اپنا سیاہ فراک پاجامہ اسے زیب تن کروا کے ہلکا پھلکا میک اپ بھی کردیا تھا۔ لمبے سیاہ سلکی بال پشت پر کھلے چھوڑ دیئے تھے۔ اس کی نہ نہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے عرشیہ نے ڈھیر سارا پرفیوم اس پر انڈیل دیا تھا۔ ایمن عجیب سی کیفیت میں گھری گاڑی تک آئی تھی، جہاں ارحم اس کا انتظار کررہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''میں نے برائیڈل ڈریس کے لیے ریڈ کلر منتخب کیا ہے، لیکن تمہیں اس بلیک کلر میں دیکھ کر سوچ رہا ہوں کہ ریڈ میں بلیک کی آمیزش بھی کرادوں۔'' وارفتہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے ارحم مینیو منتخب کررہا تھا۔ تھوڑی بہت شاپنگ کے بعد وہ لوگ ڈنر کے لیے ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں آگئے تھے۔

ریسٹورنٹ کا ماحول مخصوص تھا۔ ہلکے قہقہے، دبی دبی ہنسی، دھیمی آواز کی سرگوشیاں، اشتہا آمیز خوشبوئیں، دودھیا سفید روشنی..... ایمن پر تو گھبراہٹ طاری تھی۔ پہلی بار وہ کسی ریسٹورنٹ میں رات کے وقت وہ بھی بے حجاب کھلے بالوں کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ لانگ ڈرائیو سے شاپنگ، شاپنگ سے ہوٹلنگ تک وہ مسلسل غائب دماغی کی حالت میں ارحم کی باتوں کا بے توجہی سے جواب دیتی آئی تھی۔ ذہن پہ ماں کی گمبھیر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''امی..... میں جاؤں؟'' آنے سے پہلے مکمل نقاب میں اس نے عالیہ سے اجازت چاہی تھی۔

''ہاں جاؤ۔ جب تمہارے ابو نے تمہیں جانے کی اجازت دے دی ہے تو پھر میری اجازت کی کیا ضرورت ہے۔'' عالیہ کا گمبھیر سنجیدگی میں لپٹا جواب اور جواب کے بعد گہری خاموشی۔ ایمن کا دل جیسے ہر چیز سے اچاٹ ہوگیا تھا۔

''پلیز ارحم..... اب اٹھو چلو کافی دیر ہوگئی ہے۔'' کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے ارحم سے کہا۔

''ہاں ضرور چلتے ہیں۔'' پے منٹ کے بعد چلتے ہوئے اچانک ایک ویٹر ارحم سے ٹکرایا۔ ٹرے میں سجی آئس کریم کا تھوڑا سا حصہ ارحم کی شرٹ کے سامنے والے حصے پر آلگا۔

''ایمی جان..... تم گاڑی میں میرا ویٹ کرو..... میں شرٹ صاف کرکے ابھی آتا ہوں۔'' ارحم اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر اندرونی حصے کے واش رومز کی طرف چل دیا۔ عین اسی وقت ایک سیاہ چمچماتی گاڑی ان کی گاڑی کے برابر پارکنگ میں رکی۔

جبران جاوید نے دائیں طرف دیکھا تو بس دیکھتا رہ گیا تھا۔ سیاہ لباس میں کوئی اپسرا سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ریشمی سیاہ بال دائیں کندھے پر اکٹھے کیے ہوئے پڑے تھے۔ کانوں میں لٹکتا آویزہ ایک قندیل کی مانند نظر آرہا تھا جس نے اردگرد کا ماحول روشن کررکھا تھا۔

''یار..... کہاں رہ گئے ہو؟'' عاصم اور فواد جو پہلے اتر کر ریسٹورنٹ کے اندر چلے گئے تھے، جبران کو اپنے پیچھے آتے نہ دیکھ کر واپس گاڑی تک آئے تھے۔ جبران یک ٹک ایک سمت دیکھ رہا تھا۔ دونوں نے جبران کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے کا نظارہ واقعی مبہوت کردینے والا تھا۔ فواد اور عاصم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف کمینگی سے دیکھا تھا۔

''ایسا قیامت خیز حسن، ایسی بے پروا رعنائی.....'' جبران کی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

آنکھوں میں اتری ستائش اب حرص میں بدل گئی تھی۔

❁.....❁.....❁

مین روڈ پر گاڑی لاتے ہی ارحم نے اسپیڈ ایک دم سے تیز کردی تھی۔

"جینے لگا ہوں پہلے سے زیادہ..... پہلے سے زیادہ تم پہ مرنے لگا ہوں۔" دھیمے سروں میں میوزک آن کردیا تھا۔ ارحم شادی کی آنے والے دنوں کی باتیں کررہا تھا۔ ایمن چپ چاپ سر جھکائے اس کی باتوں کو سن رہی تھی۔ آج اس کی شوخی اور رومانس بھری باتیں نہ اس کے اوسان خطا کررہی تھیں نہ خود میں سمٹنے پر مجبور۔

ارحم اپنی باتوں میں اتنا مگن تھا کہ نوٹ ہی نہ کرسکا کہ ریسٹورنٹ سے نکلتے ہی ایک سیاہ کار نے ان کا تعاقب شروع کردیا تھا۔ فاصلہ اتنا مناسب تھا کہ انہیں شک بھی نہ ہوسکا۔ اچانک سیاہ کار نے تیزی سے رفتار پکڑی اور ان سے آگے نکل گئی اور کافی دور جاکر یوں بریک لگائے کہ روڈ بلاک کردیا۔ ارحم نے الجھن زدہ انداز میں سیاہ کار سے ذرا فاصلے پر گاڑی روکی کہ اتر کر پوچھے ایسے بے ہودہ انداز میں روڈ کو بلاک کرنے کا مقصد کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ اتر کر اپنی الجھن دور کرتا، سیاہ کار سے نوجوان نکل کر ان کی سمت آئے تھے۔ تینوں کے حلیے بے حد بے ڈھنگے تھے۔ ایک نے بے حد آرام سے ارحم پر پسٹل تان لیا تھا۔ ارحم کے باہر نکلتے ہی دوسرے نے ایمن کو بازو سے پکڑ کر باہر نکالا..... فواد حسن کے لمبے بال پونی کی صورت میں بندھے ہوئے تھے۔ سیاہ کار کو ریورس کرکے قریب لے آیا تو جبران نے ایمن کو فوراً گاڑی میں ڈالا تھا۔

"یہ کیا کررہے ہو..... کون ہو تم لوگ؟" پسٹل کی زد میں بری طرح مزاحمت کرتی ارحم پکارتی ایمن کو دیکھ کر ارحم چلایا۔

"زیادہ چیخو مت..... گاڑی میں بیٹھ کے سیدھے گھر جاؤ۔ ورنہ تمہاری جان لینا ہمارے لیے مشکل ہے نہ گاڑی چھیننا..... زندگی اور گاڑی کو غنیمت سمجھو۔" عاصم نے سفاک لہجے میں کہتے ہوئے اپنی ٹانگ ارحم کے پیٹ میں اس مہارت سے ماری کہ ارحم درد کی شدت سے دوہرا ہوکر روڈ پر گر گیا تھا، دوسرے ہی لمحے عاصم نے پسٹل کا بٹ اس کے سر پر مار دیا تھا۔ عاصم کے بیٹھتے ہی سیاہ کار فراٹے بھرتی آگے بڑھ گئی تھی۔ ارحم نے گھومتے سر کے ساتھ بیک لائٹس میں گاڑی کا نمبر نوٹ کرلیا تھا۔

تینوں دوست بونی فیلو اور امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولادیں تھیں..... خوب صورت لڑکیوں کے ساتھ وقت بتانا تینوں کی عادت میں شامل تھا۔ ایمن کی معصوم دلکش صورت پہ جبران کا دل بری طرح آ گیا تھا۔ جو ایک بہت بڑے بزنس مین جبار ہمدانی کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھے بٹھائے تینوں نے ایمن کو حاصل کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ تینوں عیاش، مذموم سرگرمیوں کے ماہر کھلاڑی، دولت کے نشے میں بدمست، بڑے آرام سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

"ہیلو ابو..... میں ارحم بول رہا ہوں۔" کانپتے ہاتھوں کے ساتھ بالآخر وسیم احمد کا نمبر مل ہی گیا تھا۔

"بیٹا..... خیریت..... ابھی تک گھر نہیں پہنچے؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"ابو..... ایمن کو کچھ لوگ گاڑی میں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ پلیز آپ کچھ کریں..... وہ میری ایمی کے ساتھ جانے کیا سلوک کریں گے....." اتنا کہہ کر ارحم بلک بلک کر رو دیا تھا۔

"کون لوگ..... کیسی گاڑی..... تم کہاں ہو اس وقت؟" وسیم احمد بے حد حواس باختہ ہوکر پوچھا تھا۔

❁.....❁.....❁

طے شدہ مقررہ تاریخ پر ایمن دلہن بنی، سجی سنوری ارحم کے خواب گاہ میں بیوی کی حیثیت سے موجود تھی۔

شادی بے حد سادگی سے انجام پائی تھی۔ مردوں کا انتظام وسیم احمد کی طرف اور عورتوں کا نعیم احمد کی طرف..... کسی نامحرم کو عورتوں کے لیے مخصوص حصے آنے کی اجازت نہیں تھی۔ مہندی کی رات روایتی ہلا گلہ کیا گیا..... ڈی جے اور میوزک بینڈ جو عرشیہ نے بک کروائے تھے ان کی بجائے لڑکیوں نے خود بہت اچھی ڈھولک بجاکے رونق لگائی تھی۔

ارحم کو مہندی اس کے اپنے گھر لگائی گئی تھی۔ ارحم نے ایمن کی خالہ زاد اور ماموں زاد کزنز تک کو دل کھول کر نیگ تک نہ دی نہ رات گئے تک ناچ گانا کیا گیا تھا نہ مووی میکرز موجود تھے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

بے حد سادہ اور پروقار طریقے سے دونوں گھرانوں نے اپنے ارمان پورے کیے تھے۔ خوشی کے رنگ اتنے صاف اجلے اور انوکھے تھے کہ کوئی کمی محسوس نہ ہوئی تھی۔ ایک قیامت تھی جو اس رات آتے آتے رہ گئی تھی۔

ارحم سے ساری تفصیلات لیتے ہی وسیم احمد نے اس علاقے کے تھانے میں رپورٹ کرادی تھی۔ گاڑی کا رنگ، نمبر، تین نوجوان، ایک لڑکی..... ساری معلومات بے حد واضح تھیں۔ پولیس نے مین روڈ کے تمام لنک روڈز پر ناکہ لگا دیا تھا۔ جبران اینڈ کمپنی کا ایمن کو فلیٹ پہ لے جا کر اس کے دامن عزت کو تار تار کرنے کا ارادہ تھا مگر روڈ پر لگے ناکے کی وجہ سے انہیں بریک لگانا پڑا۔ پولیس کی کڑی تفتیش اوپر سے ان کے مشکوک حلیے..... ذرا سی دیر میں ایمن گاڑی سے برآمد ہوگئی تھی۔

اسی دوران نعیم احمد اور وسیم احمد بھی موقع پر پہنچ گئے تھے۔ یقیناً کوئی نیکی ہی تھی جس کی قبولیت کے سبب ان کا گھرانہ زندگی بھر کی رسوائی سے بچ گیا تھا۔ ان کے بزرگوں کی عزت محفوظ رہ گئی تھی۔

دروازے پر کھٹکا ہوا تو ایمن سنبھل کر بیٹھ گئی۔ آنے والا یقیناً ارحم ہی تھا۔

کیا کیا پلان کیا تھا اس ایک رات کے لیے..... وہ رات ان کی زندگی میں تو ضرور آئی مگر دونوں کی سوچوں کے دھارے بالکل بدل چکے تھے۔

"ایمی..... آج سے ہم زندگی کا نیا سفر شروع کررہے ہیں..... پوری دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی سب سے بڑی متاع نیک بیوی ہوتی ہے۔ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے صرف نیک ہی نہیں بلکہ خوب صورت اور وفا شعار بیوی بھی ملی ہے جو یقیناً میری آنے والی نسل کی ایسی تربیت کرے گی جو ہمیں دنیا و آخرت میں سرخرو کرے گی۔ جن کی تعلیم و تربیت سے ہمارے دل خوش ہوں گے، جن کے نیک اعمال ہمارے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوں گے..... جو ہماری بخشش کا سامان بنیں گے۔" ایمن کا حنائی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے ارحم بہت دھیمے اور گہرے لہجے میں بول رہا تھا۔

"ہاں ارحم..... ہم اپنے بچوں کی عین اسلامی اصولوں کے مطابق پرورش کریں گے، جیسی تربیت میری ماں نے میری کی ہے ویسی ہی میں اپنی اولاد کی بھی کروں گی۔ دینی اقدار سے روشناس کرواؤں گی۔ اسلامی شعائر سے محبت کرنا سکھاؤں گی۔ اللہ اور اس کے احکامات کی پاس داری کا شوق ان کی گھٹی میں پڑا ہوگا..... اپنی بیٹی کو بالغ ہونے پر پردہ کراؤں گی..... اس لیے نہیں کہ پردہ عورت کے جوہر نسواں کا حفاظتی ہتھیار ہے بلکہ یہ ہمارے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے جس کی بجا آوری نہ کرکے ہم رات کے اندھیروں میں..... ویران سڑک پر اجنبی، غلیظ، مکروصفت انسانوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے ہیں۔" روندھی ہوئی آواز میں کہتے ہوئے ایمن رو پڑی۔

"ریلیکس جان..... اللہ کا کرم ہوگیا ہم پر..... اس نے ہماری عزت اور جان کی حفاظت کی۔ اس رات کو ایک برا خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔" دونوں ہاتھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے ارحم نے ایمن کو خود سے لگایا۔

"اپنے بچوں کی خالص دینی اقدار کے مطابق اس وقت پرورش کرسکیں گے جب ہم خود اللہ کی قائم کردہ حدود کو قائم رکھیں گے۔ میں آج کے بعد گھر سے باہر غیر ضروری طور پر قدم نہیں نکالوں گی۔ ہاں اگر باعث مجبوری جانا بھی پڑا تو مکمل پردے میں جاؤں گی جس کا پابند مجھے میری ماں نے کیا تھا اور آپ بھی مجھے کبھی مجبور نہیں کریں گے کہ میں بے پردہ گھر سے باہر نکلوں۔" ایمن نے پُریقین انداز میں کہا۔

"کبھی نہیں جان....." ارحم نے اس کی صبیح پیشانی پہ اپنے لب رکھ دیئے تھے۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

قسط نمبر 24

آنائی

عشنا کوثر سردار

سوچوں کے بند ہیں جو دریچے وہ کھول دو
تازہ ہوا کے ساتھ اجالا بھی آئے گا
اس دور مصلحت نے مجھے کھو دیا مگر
اک عہد مجھ کو ڈھونڈنے والا بھی آئے گا

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

جنت کو ہوش آجاتا ہے اور اس کو تمام تلخ باتیں یاد آجاتی ہیں۔ تلخ سے سیاسی اور غیر سیاسی گفتگو کے دوران جنت کو کبھی اس کی نیت پر شک نہیں ہوا تھا۔ ریحان میاں جنت کو پاکستان چلنے کا کہتے ہیں پر وہ انکار کر دیتی ہے۔ سفر میں شیر دل وقار الحق کا دل بہلائے رکھتے ہیں اور ان سے معصوم سوال کرتے رہتے ہیں۔ شیر دل اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کر رہے ہوتے ہیں جبکہ باقی خاندان کا کچھ پتا نہیں ہوتا ہے۔ وقار الحق کو فاطمہ بی بی کے ساتھ سفر نہ کرنے کا دکھ ہوتا ہے۔ وہ پاکستان پہنچ کر ان کو دیکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ رجت سنگھ کے بارے اس کو اپنے ساتھ لے جانے آتے ہیں پر رجت سنگھ جانے سے انکار کر دیتا ہے۔ وہ پاکستان ہجرت کرنا چاہتا ہے۔ رجت سنگھ کے باپو یہ بات سن کر حیران رہ جاتے ہیں اور اس سے ہر رشتہ ختم کر کے واپس لوٹ جاتے ہیں۔ آیت بیل گاڑی والے سے مدد لیتی ہے۔ وہ چارہ لے کر جا رہا ہوتا ہے اس چارے میں آیت کو چھپا لیتا ہے۔ راستے میں ہندوں لڑکے بیل گاڑی والے کو روک لیتے ہیں پر وہ آیت تک پہنچنے میں ناکام رہتے ہیں۔ حلیمہ خالہ کو پیاس محسوس ہوتی ہے۔ تب ان کی نظر کچھ دور کھڑے بچے پر جاتی ہے۔ بچہ ان کو دیکھ کر ایک گھر میں گھس جاتا ہے اور اپنی ماں کو ساتھ لے آتا ہے۔ وہ عورت ان لوگوں کو اپنے گھر لے جاتی ہے۔ کرم دین چاچا اپنی بیٹی کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ وہ آئے تو وہ بھی پاکستان ہجرت کر جائیں۔ کرم دین چاچا محمد جہانگیر کی طرف سے بھی فکر مند ہوتے ہیں اور اس کو والدین کے پاس لوٹ جانے کا کہتے ہیں۔ محمد جہانگیر اپنے ماں باپ کے پاس جاتا اور ان کو بھی اپنے ساتھ پاکستان چلنے کا کہتا ہے پر وہ راضی نہیں ہوتے۔ ٹرین سست روی سے چلنے لگتی ہے تب ہی وقار الحق کو شور سنائی دیتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

ٹرین کی سست ہوتی رفتار سب کے لیے باعث تشویش تھی اور تمام مسافر خوف میں مبتلا ہو گئے تھے۔ نوابزادہ وقار الحق نے کھڑکی کھول کر دیکھا پر اندھیرے میں کچھ دکھائی تو نہ دیا مگر کسی قدر تسلی ہوئی کہ صورت حال ٹھیک ہے اور پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

''کیا ہوا چچا جان؟'' شیر دل بھی جاگ گیا تھا اور فکر مند سا وقار الحق کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وقار الحق دھیمے سے مسکرا دیے۔

''آپ تو بہادر بچے ہیں آپ کیونکر جاگ گئے..... کہیں آپ نے خواب میں کسی پری کو تو نہیں دیکھا جو آپ کے لیے بہت سے کھلونے اور کتابیں لے کر آپ سے ملنے آئی تھی۔'' وقار الحق نے اس کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہانی گھڑی مگر شیر دل مسکرایا نہیں، تب وقار الحق اس کا گال پیار سے تھپتھپاتے ہوئے آگے بڑھ گئے تاکہ صحیح طرح سے صورت حال کا پتا چلا سکیں۔

رات آنکھوں میں کیسے کٹتی ہے فاطمہ بی بی کو اس بات کا اندازہ اب ہو رہا تھا۔ ان کے احساسات جیسے پتھر کے ہو گئے تھے' سوچیں جیسے ایک نقطے پر ٹھہر گئی تھیں۔

''وقار الحق آپ نے ہمارے وجود کو منجمد کر دیا ہے کبھی آپ کے ہونے سے ہمارے زمانے سانس بھرتے تھے اور کہاں سوچنے کی قوت بھی سلب ہوتی جا رہی ہے' ہم نے محبت کو آپ کے وجود سے جانا اور اس سے آگے کی ہر سوچ جیسے اپنا وجود کھو رہی ہے۔'' فاطمہ بی بی نے تھک کر چاند کے وجود سے نگاہ ہٹائی اور کروٹ بدل کر آنکھیں موند لیں تھیں۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

انسان کتنی بھی مشکلات سے دوچار کیوں نہ ہو یا کتنی بھی تکلیف میں کیوں نہ ہو نیند آ ہی جاتی ہے گرچہ آیت سونا نہیں چاہتی تھی اور بھاگنے کا ارادہ کر کے آنکھیں بہ مشکل کھلی رکھی تھیں کتنی ہی دیر وہ آنکھیں کھولے لیٹی رہی تھی مگر پھر نیند نے ایسا گھیرا کہ جاگنا یاد ہی نہ رہا اور رات کے کسی پہر آنکھ کھلی تو بیلوں کے گلے میں بندھی گھنٹیاں صاف سنائی دیں۔ دل کو قدرے اطمینان ہوا۔ دل چاہا کہ بابا جی سے کہے کہ کچھ دیر کو بیل گاڑی روک کر ستا لیں۔ وہ کب سے اسی طرح بیل گاڑی پر براجمان بیلوں کو آگے بڑھا رہے تھے۔ پتا نہیں انہوں نے کہاں جانا تھا مگر اب جیسے آیت کو محفوظ مقام پر پہنانا ان کے فرض میں شامل ہو گیا تھا۔ آیت کو ان بزرگ پر بہت ترس آیا اور اپنی جگہ شرمندگی بھی ہوئی کہ وہ اس کے باعث آرام نہیں کر پا رہے۔ اس وقت میں جب ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی تھی اور ہندو لوٹ کھسوٹ میں مصروف تھے اس وقت میں ایک بزرگ اس طور آیت کی مدد کر رہے تھے ان کو اپنے آرام کا خیال بھی نہیں تھا۔

''اللہ پاک آپ کو اس کا اجر دے بابا جی..... آپ میرے لیے اپنا آرام و سکون تج رہے ہیں۔ ایسا کوئی اپنی اولاد کے لیے بھی شاید نہ کر پائے نجانے کتنی دیر سے آپ بیل گاڑی کو آگے بڑھائے جا رہے ہیں وہ قابل قدر ہے۔'' آیت نے دل ہی دل میں ان بزرگ کا شکریہ ادا کیا رات کے سناٹے میں بیلوں کے گلے میں بندھی گھنٹیوں کی آواز دور تک جا رہی تھی۔ آیت نے ہاتھ سے چارے کو ہٹا کر باہر جھانکنے کی کوشش کی مگر تاریکی کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیا۔ دل کو اطمینان تھا کہ وہ محفوظ ہے اور کسی محفوظ مقام کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint

''کسی خاتون کی طبیعت بگڑی تھی اور مدد کی غرض سے انہوں نے ٹرین رکوانے کی درخواست کی تھی۔ کسی نے نیکی کی غرض سے ٹرین کی زنجیر کو کھینچ دیا تھا اور ٹرین رکنے لگی۔ تب معاملہ کھلا اور ٹرین میں موجود ایک حکیم کی موجودگی کے باعث ان خاتون کو طبی امداد بروقت مل گئی اور ٹرین دوبارہ اپنی منزل کی سمت چل پڑی۔ نواب زادہ وقار الحق نے واپس آ کر تمام احوال کہہ سنایا۔

''حکیم صاحب کیا تمام دوائیاں اپنے ہمراہ لائے تھے۔'' شیر دل نے فوراً پوچھا۔

''شیر دل بیٹا خاموش ہو جایئے ہر بات میں مداخلت کرنا مناسب نہیں ہوتا۔'' خاتون نے بچے کو ٹوکا تو نواب زادہ وقار الحق نے ہاتھ کے اشارے سے خاتون کو منع کیا۔

''بچے جو سوال کرتے ہیں ان کو روکنا نہیں چاہیے آپ کا بیٹا بہت ذہین ہے۔'' نواب زادہ وقار الحق نے سمجھایا اور نرمی سے شیر دل کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

''حکیم صاحب کے پاس دوائیاں موجود تھیں وہ طبیب ہیں ضروری ادویات اپنے ہمراہ رکھتے ہیں۔'' نواب زادہ نے آگاہ کیا۔

''اوہ..... حکیم صاحب تو بہت نیک انسان ہیں دوسروں کی زندگیاں بچانے کا سامان ہمراہ لے کر چلتے ہیں۔'' شیر دل نے متاثر ہوتے ہوئے حکیم صاحب کو غائبانہ سراہا اور اٹھ کر وقار الحق کے قریب بیٹھ گیا۔

''اگر حکیم صاحب کے پاس ادویات موجود نہ ہوتیں تو ان خاتون کی جان بھی جا سکتی تھی ناں؟'' شیر دل کے پاس سوالوں کا گویا خزانہ تھا۔

''ایسا ممکن تھا مگر حکیم صاحب کی دوائیوں کے باعث اب وہ بہتر محسوس کر رہی ہیں۔'' وقار الحق نے پُرسکون

لہجے میں کہا۔

''آپ ان خاتون سے مل کر آئے ہیں۔'' شیر دل کو تجسس ہوا۔

''نہیں، مگر ہم نے سنا ہے کہ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ بروقت طبی امداد ملنے سے ان خاتون کی جان بچ گئی۔'' وقار الحق نے بتایا تو ننھا شیر دل گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

''کیا حکیم صاحب ڈاکٹر ہوتے ہیں؟'' اس کے معصوم سوال پر وقار الحق مسکرا دیے اور انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا۔

''نہیں بیٹا حکیم صاحب ڈاکٹر تو نہیں ہوتے مگر ان کے پاس جو دوائیں ہوتی ہیں ان میں اثر ضرور ہوتا ہے۔'' وقار الحق نے اپنی دانست میں ننھے شیر دل کو مطمئن کرنا چاہا مگر ان کا جواب ان کا تجسس اور بڑھا گیا۔

''مطلب ڈاکٹر کی دوائیوں میں اثر نہیں ہوتا تو پھر ڈاکٹر صاحب تشخیص کیسے کرتے ہیں۔'' ننھے شیر دل نے پوچھا تو وقار الحق لاجواب ہو گئے۔

''ڈاکٹر اپنی دواؤں سے مریض کو شفا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور حکیم صاحب اپنی طرف سے مکمل کوشش کرتے ہیں کہ مریض کی حالت سنبھل جائے اور شفایابی ہو مگر دونوں کی دوائیاں مختلف ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جو دوائیاں دیتے ہیں وہ سائنسی تحقیقات سے بنی ہوتی ہیں جبکہ حکیم صاحب کی دوائیاں برسوں کی تحقیقات سے بنی ہوتی ہیں۔ حکیم صاحب جڑی بوٹیوں کا استعمال کرتے ہیں جڑی بوٹیوں میں اللہ تعالیٰ نے قدرتی شفا رکھی ہے۔'' وقار الحق نے اپنی دانست میں سمجھا کر مطمئن کیا تھا شیر دل مسکرایا مگر کچھ مزید دریافت نہ کیا۔

''آپ کو سمجھ میں آ گئی ناں میری بات' کوئی مزید سوال تو نہیں؟'' وقار الحق نے پوچھا شیر دل نے سر نفی میں ہلا دیا اور آہستگی سے بولے۔

''محترمہ فاطمہ جناح بھی تو ڈاکٹر ہیں ناں؟'' وقار الحق چونکے پھر سر ہلا دیا۔

''محترمہ فاطمہ جناح دانتوں کی ڈاکٹر ہیں کیا آپ محترمہ کو جانتے ہیں؟'' چھوٹے بچے کی عقل و فراست حیران کن تھی۔

''ہم نے کئی بار ان کی آواز ریڈیو پر سنی اور امی جان نے بھی بتایا کہ یہ پاکستان کی تحریک میں اپنے بھائی محترم محمد علی جناح کے ہمراہ خوب دل جمعی سے پیش پیش رہی ہیں۔ ان کو بھلا کون نہیں جانتا۔'' ننھے شیر دل نے مسکرا کر کہا تو وقار الحق نے اس کی پیشانی چوم لی۔

محترم فاطمہ جناح کے ذکر پر ان کو فاطمہ بی بی کا دھیان نہ آتا ایسا ناممکن تھا۔ وہ کم عمر لڑکی ایک بلند حوصلے سے تحریک پاکستان میں شامل تھیں کیونکہ محترمہ فاطمہ جناح وہ شخصیت تھیں جن سے وہ متاثر تھیں۔

''فاطمہ کہاں ڈھونڈیں آپ کو' کہاں ہوں گی آپ..... ہم تو گویا آپ کو ڈھونڈنے کا حق بھی گنوا آئے ہندوستان چھوڑ کر' ہم نے جیسے اپنے حقوق و فرائض بھی کھو دیے، ہم آپ کو کس حق سے سوچتے ہیں؟'' وہ اپنی سوچ پر شرمندہ ہوئے۔

''ہم شاید اس رشتے اور اس رشتے سے جڑے حق کو کہیں بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں فاطمہ ناظم الدین..... شاید ہم آپ کو سوچنے کا حق بھی نہیں رکھتے۔ کبھی کبھی سوچتے ہیں تو خود کو آپ کا مجرم تصور کرتے ہیں ہم آپ کو کچھ نہیں دے سکتے ماسوائے الزامات کے۔ ایک رشتے کی جزئیات کو سمجھے بنا ہم نے آپ پر فقط الزام تراشے ہیں، طعنے کسے ہیں کچھ نہ دے کر بھی آپ سے بہت کچھ کی توقع رکھی ہے۔ رشتے ایسے نہیں بنتے ہم آپ سے محبت کرتے

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

ہیں، کبھی اس کا اظہار بھی کھل کر نہیں کر پائے..... ہم مردوں کو کھل کر نفرت کا اظہار تو کر دیتے ہیں مگر محبت کا اقرار کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ ہم نے آپ کو وہ جگہ نہیں دی جو آپ کو ملنا چاہیے تھی ہر رشتہ اپنے مقام پر اچھا لگتا ہے اور ہم نے خود سے جڑے اس رشتے کو معتبر نہیں کیا یہ ہماری نا اہلی کہیے یا جو بھی مگر ہم اپنے رشتے کو نبھا نہیں سکے یوں کہیے کہ سمجھ ہی نہیں سکے۔'' وقار الحق اپنی جگہ شرمندہ تھے فاطمہ بی بی کو سوچتے ہوئے وہ خود کو ان کا مجرم تصور کر رہے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

''ایک راستے سے آگے جب راہ کئی سمتوں میں بٹنے لگتی ہے تو ان سمتوں میں رشتے گم ہونے لگتے ہیں۔ لمحہ سوال کرتا ہے کہ کس راہ پر چلیں اور انسان کی سمجھ میں نہیں آتا عقل کام نہیں کرتی اور رشتہ ان مختلف سمتوں میں تقسیم ہونے کی بجائے گم ہونے لگتا ہے آج ہمارے اور تمہارے درمیان کا رشتہ بھی کہیں کھو گیا ہے پتر۔ تم راستوں میں منقسم ہو کر رہ گئے ہو اور ہم ایک جگہ کھڑے راستوں کا تعین بھی نہیں کر پا رہے' تمہاری دانست میں تم نے اپنی راہ ڈھونڈ لی ہے مگر ہماری سوچ میں تم ہم سے کھو گئے ہو جب کچھ کھو ہو جائے تو پھر اسے ڈھونڈنا بے کار ہوتا ہے تم راستوں سے پلٹ نہیں سکتے اور ہم راستوں پر بڑھ نہیں سکتے ہم دونوں کی مجبوری ہے جب دونوں کی مجبوری ہے تو پھر الزام کسے دیں؟'' باپو نے مدہم لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر دروازے کو کھول دیا۔ گویا محمد جہانگیر کے لیے اشارہ تھا کہ اپنی راہ لو۔

وہ خاموش بیٹھا رہا کیا کہتا کیا سمجھاتا؟ باتیں کرنے کو بہت تھیں مگر الفاظ ساتھ چھوڑ گئے تھے اور سوچنے کا وقت نہ رہا تھا سو بات کرنا بے سود تھا وہ رشتے جو خون کے تھے مگر دل الگ الگ دکھائی دیتے تھے بندھن کچا تھا یا کوئی اور بات تھی؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ بس اتنا یاد تھا کہ باپو نے ہمراہ پاکستان جانے سے انکار کر دیا تھا اور ماں نے بھی باپو کا ساتھ دینا ضروری خیال کیا تھا اس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا تو وہ نظر پھیر گئیں۔

''اب جب مرن جوگی ہو گئی ہوں تو خاک ہجرت کروں گی پتر؟ بہتر ہے یہیں رہوں اور تمہارے باپو کا خیال رکھوں، ان کے ہمراہ سمادھی نہ بنی تو زندگی کا کیا مقصد رہ جائے گا؟ پوری عمر ساتھ گزار دی اب بڑھاپے میں کیسے جدا ہوں؟'' ماں کے پاس جواز تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''معافی چاہتا ہوں آپ کا دل دکھایا' ایک اچھا بیٹا نہ بن پایا مگر میں ٹھہرا ہوا پانی نہیں بننا چاہتا تھا ایک جگہ رک کر پانی کی کیا زندگی رہ جاتی ہے مجھے بہنا ہے ماں، بہاؤ زندگی ہے اور میری زندگی اپنا تعین کر چکی ہے میرا رب چاہتا ہے کہ میں اس کی طرف دھیان لگاؤں' جب رب کی مرضی ہے تو بندے کی مرضی کہاں چلتی ہے آپ دونوں کا مجرم ہوں کیا کروں اچھی نیک اولاد نہ بن پایا آپ کے بڑھاپے کا سہارا نہ بن پایا مگر اس سفر میں جو میں نے پایا وہ میرے اندر کے سکون کا باعث بنا۔ میرے لیے میرا رب ہی کافی ہے۔'' محمد جہانگیر کی آنکھیں بھیگ گئیں وہ پلٹا اور کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ ماں بے قرار ہو کر پیچھے آئی مگر روک نہ سکی وہیں دروازے میں کھڑی آنسو بہانے لگی۔

''پلیئے لو کے پتر بڑا ہو گیا ہے..... اب اپنے راستے خود تلاش کر سکتا ہے۔ تیری رہنمائی کی ضرورت نہیں اسے نا تیرا ہاتھ تھامنے کا وقت رہا نا باپو کی انگلی تھام کر چلنے کی گھڑی..... پرندے تب تک گھونسلے میں رہتے ہیں جب تک اڑنا نہ سیکھ لیں جب اڑنا آ جائے تو اڑان بھر کر اپنی دنیا تلاشنے کو نکل جاتے ہیں رب نے جو نظام رکھا ہے اس میں ماں باپ کی ضرورت ایک مخصوص وقت سے آگے نہیں رہتی، سو دروازے بند کر دے اور اس کا انتظار مت کر اب وہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

لوٹ کر نہیں آئے گا۔'' باپو کی آواز آنسوؤں سے لبریز تھی۔ ماں ڈھاریں مار کر رونے لگی۔ باپو نے اسے چپ نہیں کرایا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

سورج کی کرنیں بھی نہ پھوٹیں تھیں جب خاتون نے ان کے لیے ناشتہ تیار کر کے ان کو جگا دیا تھا۔

''جلدی سے ناشتہ کر کے جانے کے لیے تیار ہو جایئے میں نے اپنے بھائی کو بلوا لیا ہے وہ آپ لوگوں کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دے گا..... ڈرنے کی ضرورت نہیں وہ ملٹری میں ہے خوب دھاک ہے اس کی..... پھر فوجی ٹرک ہے کس کی ہمت ہوگی جو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ لے۔'' خاتون اترا کر بولیں۔ فاطمہ بی بی بستر سے اٹھ بیٹھیں۔ تاج بیگم اور ہاجرہ اماں فجر کی نماز سے فارغ ہو گئی تھیں اور جانے کی تیاری میں تھیں فاطمہ بی بی نے اپنے ساتھ سوئی شاکرہ کو جگایا اور اٹھ کر منہ دھونے چل دی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

محمد جہانگیر اپنے کمرے میں آ کر پھوٹ پھوٹ کر رویا جو بھی تھا اس نے اپنے رشتوں کو آج ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا۔ وہ رشتے جس سے گہرا تعلق تھا ناخن گوشت سے جدا ہو تو درد نہ اٹھے ممکن نہیں اس کڑے وقت میں وہ اپنے رب سے مخاطب تھا دل ہی دل میں معافی طلب کر رہا تھا۔

''میری خطاؤں کو معاف کر میرے رب، میرے مولیٰ اس کڑے وقت میں میرا ساتھ دے میری غلطیوں کی سزا مجھے نہ دے..... جن پیاروں سے آج رشتہ ختم کر آیا ہوں ان کو حوصلہ دے اور مجھے ہمت دے میں اس درد سے نبرد آزما ہو سکوں۔'' دل درد سے پھٹا جا رہا تھا اور محمد جہانگیر کو اپنے رب سے کہہ کر سکون مل رہا تھا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint

❁.....❁.....❁.....❁

انہوں نے ناشتہ کرتے ہی سفر کا آغاز کر دیا تھا ان خاتون نے بڑی مدد کی تھی۔ فاطمہ بی بی نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بچے کا بھی بطور خاص شکریہ ادا کیا تھا جس نے مدد کے لیے اپنی ماں کو راغب کیا تھا۔ سفر مشکل اور وقت کڑا تھا مگر ان کا قافلہ ہمت ہارنے کو تیار نہ تھا۔ ایک نئے جوش کے ساتھ ان کے سفر کا آغاز دوبارہ ہو گیا تھا۔

''یا اللہ مدد کرنا اس سفر کو آسان کرنا۔'' ہاجرہ اماں نے با آواز بلند دعا مانگی اور سب نے بلند آواز میں آمین کہا۔

ایک نئے عزم سے سفر کا آغاز ہوا تھا راستے کی مشکلات حوصلہ توڑنے میں پہلے بھی ناکام رہی تھیں اور اب بھی کسی مشکل کو اثر انداز نہیں ہونے دینا تھا ٹرک چل پڑا تھا۔ فاطمہ بی بی نے راستوں پر نگاہ جما دی تھی۔

''ہم آپ سے جلد ملنے کے خواہاں ہیں نواب زادہ وقار الحق..... ہم اپنے سفر کا فقط ایک مقصد رکھتے ہیں اور وہ ہے آپ تک رسائی، ان رویوں کو ختم کرنا آپ کے روبرو کھڑا ہونا ہے کوئی شکایت کیے بنا آپ کے کاندھے پر سر رکھنا ہے اور کوئی شکوہ کیے بنا آپ کے ہمراہ زندگی کو جینا ہے۔'' فاطمہ بی بی نے دل میں عہد کیا۔

''اللہ پاک ہمارے درمیان آنے والی تمام بدگمانیوں کو ختم کرے اور دلوں میں ایک دوسرے کے لیے گنجائش پیدا کرے، ہم آپ کے علاوہ اور آپ کے بنا زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم زندگی کی راہ پر فقط آپ کا ہاتھ تھام کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ بات بھی اہم نہیں کہ آپ ہم سے محبت کرتے ہیں یا نہیں پر ہم اپنے دل میں آپ کے لیے بے پناہ محبت رکھتے ہیں اور یہ محبت ہم دونوں کے لیے کافی ہے۔ ہم فقط آپ کے ساتھ کے خواہاں ہیں اور آپ کے علاوہ کچھ اور نہیں چاہتے..... ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں، کوئی شکوہ نہیں، ہم آپ۔ محبت

کرنا ترک نہیں کرسکتے، چاہے ہم اس سے بھی زیادہ کڑے وقت سے گزریں یا اس سے زیادہ تکلیف ہمارے جسم کو پہنچے نہ یہ محبت کم ہوگی نا ہماری وفاداری میں کبھی کوئی کمی آئے گی۔ ہم فقط آپ کے ہیں اور آپ کے رہیں گے ہم آپ کو چاہنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتے ہمارا یقین ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہیں آپ کے دل و دماغ میں فقط ہم ہیں اور ہم کتنی بھی مشکلات سے گزر رہے ہیں آپ ہمارے تھے ساتھ ہیں اور ہمیشہ ہم قدر رہیں گے۔'' فاطمہ بی بی نے اپنے دل میں ازسرنو دہرایا اور آنکھیں بند کرلیں۔ صبح کی سنہری کرنیں پھیل رہی تھیں ایک نئی صبح کی ابتدا تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

جنت پاکستان جانا نہیں چاہتی تھی نا ہی پاکستان کے لیے ان کا دل کوئی جذبہ رکھتا تھا مگر ریحان میاں مسلسل اصرار کررہے تھے کہ وہ ان کے ساتھ پاکستان چلیں انہوں نے جو دکھ اٹھایا تھا اس نے ان کے نظریات کو نہیں بدلا تھا مگر پھر نہ جانے انہوں نے کیا سوچ کر جانے کی حامی بھرلی تھی اور ریحان میاں نے شدید حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔

''آپ پاکستان جانے کو تیار ہیں؟'' ریحان میاں کے پوچھنے پر جنت نے سر ہلایا اور اٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔ ریحان میاں ضروری سامان سفر کے لیے اکٹھا کرنے لگے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

''ہم جلد پاکستان پہنچ جائیں گے ناں چچا جان؟'' شیر دل نے پوچھا تو وقار الحق نے سر ہلا دیا شیر دل مسکرایا۔

''ہم پاکستان دیکھنے کے خواہاں ہیں' ہم نے امی جان سے سنا ہے لاہور میں پاکستان کی قرارداد منظور ہوئی تھی ہم اس مقام کو دیکھنے کے بے حد مشتاق ہیں' سنا ہے اس جگہ کو منٹو پارک کہا جاتا ہے یہ کیا ممکن ہوگا کہ ہم کیمپ کے قیام کے دوران اس جگہ کو دیکھ سکیں؟'' شیر دل کی فرمائش سن کر وقار الحق حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔

''آپ پاکستان سے محبت کرتے ہیں؟'' وقار الحق نے اس کے بال بکھیرتے ہوئے پوچھا تو شیر دل مسکرا دیا۔

''بہت زیادہ چچا جان' ہم پاکستان کے چپے چپے سے محبت کرتے ہیں..... پاکستان کا کونا کونا دیکھنا ہمارا خواب ہے اگر ہماری امی جان نے اجازت دی تو ہم ضرور اپنے اس خواب کو پورا کریں گے۔'' شیر دل مسکرا دیا۔ وقار الحق اس بچے کا جوش ولولہ دیکھ کر مسکرا دیے۔

''اگر آپ ایسا خواب رکھتے ہیں تو ہم ضرور آپ کا خواب پورا کرنا چاہیں گے کیونکہ ہمارا بھی ارادہ یہی ہے۔ ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں ناں؟'' وقار الحق نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تو شیر دل نے فوراً سے بھی پہلے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''اور آپ کی شہزادی نے اگر منع کردیا تو؟'' وہ یک دم سوچ کر متفکر ہوا وقار الحق چونکے پھر مسکرا دیے۔

''ہماری شہزادی بھی بچوں سے محبت کرتی ہیں' وہ آپ جیسے پیارے اور ذہین و فطین بچے کی مخالفت کیسے کرسکتی ہیں۔ وہ بھی جلد آپ کی اچھی دوست بن جائیں گی۔'' وقار الحق نے گہری سانس لے کر کہا تو ذہن فاطمہ بی بی کی طرف بھٹک گیا۔

''فاطمہ ہم آپ کے علاوہ زندگی کا کوئی تصور نہیں رکھتے' ہم آپ کے منتظر رہیں گے اس یقین کے ہمراہ کہ آپ پاکستان ضرور آئیں گی کیونکہ آپ وہ آنکھیں رکھتی ہیں جنہوں نے پاکستان کا خواب دیکھا آپ اس خواب کو حقیقت کرنے پاکستان ضرور آنا چاہیے گی اور ہم پاکستان میں آپ کا انتظار کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ سفر

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

کی تمام کٹھنائیوں کو مات دیں گی اور پاکستان پہنچ کر ہمیں ضرور تلاش کریں گی آپ کی ان آنکھوں میں جو محبت ہے ہم اس ان کہی محبت سے واقف ہیں اور ہمیں یقین ہے وہ محبت ہمیں آپ سے ضرور ملائے گی۔ محبت پر یقین رائیگاں نہیں جاتا کیونکہ محبت بنا کہے سنے سمجھتی ہے اور ایمان لاتی ہے۔'' وقار الحق سوچ کر رہ گئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

جانے کیا سوچ کر جنت بی بی نے پاکستان جانے کی منظوری دے دی تھی۔ ریحان میاں اس فیصلے سے خوش دکھائی دیے تھے۔

''شکریہ۔'' وہ مدہم لہجے میں گویا ہوئے جیسے جنت بی بی نے ان پر احسان کیا ہو۔ جنت بی بی نے ان کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔ ان کے چہرے پر کوئی تاثرات نہ تھے۔

''ہم جانتے ہیں آپ اس فیصلے سے خوش نہیں۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کی زمین کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتیں مگر اس وقت کے لیے یہ فیصلہ ضروری ہے۔'' ریحان میاں نے ان کے فیصلے کو سراہا۔

''ہم اسٹیشن جانے کے لیے کسی سواری کا بندوبست کرتے ہیں۔'' انہیں خاموش بیٹھا دیکھ کر ریحان میاں بولے اور پھر باہر نکل گئے۔ جنت بی بی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو بغور دیکھنے لگیں پھر جانے کیوں تلخی سے مسکرا دیں۔

''محبت کے اس کھیل نے کیا دیا؟ اب جیسے یہ سوچنے کا بھی وقت نہیں رہا کہ ہم نے محبت کو کیا دیا؟ عبادت کا درجہ یا ایمان کی کوئی منزل؟'' سوچ ایسی تھی کہ تلخی بڑھ گئی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر بستر کی طرف آئیں، تکیہ اٹھایا اور بستر پر پڑا ایک تیز دھار والا خنجر نکال لیا۔ شہادت کی انگلی سے اس تیز دھار کو پرکھا۔ تیز دھار کے باعث انگلی پر گہرا گھاؤ آیا اور خون رسنے لگا مگر جنت بی بی بے حس بنی کھڑی رہیں پھر اسی خون رستے ہاتھ سے وہ خنجر سامان میں باندھ لیا۔

Abdar.Azeem
Pakistanipoint.com

❁.....❁.....❁.....❁

بیل گاڑی رک گئی۔ آیت ایک بار پھر پریشان ہوئی۔ دل کی دھڑکنیں مدہم پڑنے لگیں، اس نے کان لگا کر سنا مگر کوئی آواز سنائی نہ دی تب اس نے چارے میں سے دیکھنے کی کوشش کی۔

''بابا جی سب ٹھیک ہے ناں؟'' اس نے قدرے دھیمی آواز میں پوچھا مگر بابا جی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا، آیت کی دھڑکنوں میں خوف بڑھنے لگا۔

''بابا جی۔'' آیت نے دبی دبی آواز میں پکارا۔

تب قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ شاید بابا جی بیل گاڑی سے اتر کر اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کیا ہوا تھا؟ آیت کی سمجھ میں نہ آیا مگر دل خوف سے بھر گیا تھا۔ اب کیا مشکل آئی تھی اب کیا ہونے جا رہا تھا، اگرچہ وہ چارے کے اندر چھپی بیٹھی تھی مگر خوف سے پھر بھی برا حال تھا دل کی دھڑکنوں کی آواز ایسی تھی کہ کان پھٹے جا رہے تھے۔

''یا اللہ مدد۔''

❁.....❁.....❁.....❁

مجھے ڈر لگتا ہے
دل خوف سے بھر جاتا ہے
محبت ختم نہیں ہونی چاہیے

دنیا غیر آباد ہو جائے گی
پرندے چہچہائیں گے، ہوائیں گیت گائیں گی
محبت گمشدہ ہوئی تو چڑیاں کس دیس جائیں گی
سیاروں کو گلہ ہوگا، کہکشائیں ماند پڑ جائیں گی
ستارے شکوہ کناں ہوں گے راستہ بھول جائیں گے
محبت ساتھ نہ ہوگی تو کیسے گھر جائیں گے؟
محبت کو کہو، محبت کیا ضرورت ہے
ہر ایک کام، تمام رستہ، ہر اک موڑ، تمام پل، تمام عمر
محبت صرف محبت اور بس محبت
محبت کو کہو بس محبت کی ضرورت ہے

ٹرک اپنی مخصوص رفتار سے چل رہا تھا۔ صورت حال دیکھنے کو تسلی بخش تھی ملٹری کا ٹرک ہونے کے باعث یہ اطمینان تھا کہ کوئی بری صورت حال پیش نہ آئے گی مگر جانے کیوں دل کو دھڑکا لگا تھا کہ اب کچھ ہوگا اور تب کچھ ہوگا جانے کیوں خوف دھڑکنوں میں جیسے بیٹھ سا گیا تھا۔

''ہم آپ سے ملنے تک جینا چاہتے ہیں وقار الحق، آپ سے ملنے تک، موت سے بھی ملنا نہیں چاہتے۔ ہم نے اپنی دلکشی کھو دی ہے مگر پھر بھی ڈرتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا لمحہ آیا تو ہم اپنی جان سے گزرنا چاہیں گے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ خودکشی حرام ہے مگر ہم اس عمل سے گزرنا چاہیں گے ہم آپ کے علاوہ کسی مرد کا تصور نہیں کر سکتے ہم وقار الحق کے ہیں اور رہیں گے۔'' فاطمہ بی بی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔ راستے پھیلتے جا رہے تھے منزلوں کی کوئی خبر نہ تھی اور ارادے تھے کہ پسپا ہونے کو تیار نہ تھے۔

''گنوانے کے لیے ہمارے پاس خواب بھی نہیں رہے کہ آنکھیں بے رنگ اور بے خواب ہیں نواب زادہ وقار الحق، آپ کی سوچ سے ہمارا گزر ہے کہ نہیں ہم نہیں جانتے مگر ہماری سوچ سے آپ جاتے نہیں، دل آپ کا گھر ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ آپ کے علاوہ زندگی کا کوئی تصور نہیں۔'' فاطمہ بی بی نے آنکھیں موند لی تھیں۔

ریحان میاں تانگہ لے آئے تھے اور اسٹیشن کی طرف کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ جنت بی بی خاموش تھیں، ان کا چہرہ بے تاثر اور نظریں غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں، وہ خوش تھیں یا اداس، اس بات کی خبر ان کے چہرے سے ظاہر نہیں ہو رہا تھا مگر ریحان میاں جانتے تھے کہ وہ پاکستان نا جانے پر یقیناً خوش نہیں ہیں یہ ان کے لیے ایک کڑوا گھونٹ ہے جس کے لیے بہر حال وہ آمادہ ہوئی ہیں۔ جیسے آخری اقدام یہی بچا ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہ ہو، ریحان میاں نے بالآخر اپنی منوالی تھی اور وہ مطمئن تھے یہ عمل اس وقت کی ضرورت تھا۔

اللہ دل اتا میرا
مینوں ب دی خبر نہ کوئی
ب پڑھیاں کچھ سمجھ نہ آوے
الف دی لذت آئی

Waqar Azeem
Pakistanipoint

ع تے غ دا فرق نہ جاناں
ایہ گل ا (الف) سمجھائی
بلھیاں قول الف دے پورے
جہڑے دل دی کرن صفائی

آیت نے ایک بار پھر بابا جی کی آواز سنی تو شکر کا سانس لیا۔ مٹھی میں دبا دل جیسے کسی نے لمحے میں آزاد کیا تھا دھڑکیں معمول پر آ گئی تھیں۔

''میرے مولیٰ میری حفاظت کرنا، عزت کی موت دینا۔'' آیت نے دل ہی دل میں دعا مانگی۔

''بابا جی سب خیر ہے ناں؟'' آیت نے مدہم لہجے میں بابا جی سے پوچھا۔ مگر بابا جی نے کوئی جواب نہ دیا ان کی آواز کا سوز فضا میں پھیل رہا تھا۔

اللہ دل اتا میرا
مینوں ب دی خبر نہ کوئی
ب پڑھیا کچھ سمجھ نہ آوے
ا (الف) دی لذت آئی

ماحول جیسے اس سرور میں ایک سمت بہنے لگا تھا۔

''بابا جی میں جانتی ہوں آپ مجھے باحفاظت منزل تک پہنچا دیں گے میں فکر مند تھیں مگر میں آپ کو محفوظ دیکھنا چاہتی ہوں کہیں میری وجہ سے آپ پر کوئی مصیبت نہ آ جائے میں آپ کو مشکل میں دیکھ نہیں پاؤں گی۔'' آیت نے مدہم لہجے میں کہا۔ بابا جی اس کی سنے بنا گنگناتے رہے تھے۔

جیسی صورت ع دی ویسی صورت غ
اک نقطے دا فرق ہے بھلی پھر لے کو نین
ب پڑھیاں کچھ سمجھ نہ آوے
ا (الف) دی لذت آئی
اللہ دل اتا میرا
مینوں ب دی خبر نہ کائی
ع تے غ دا فرق نہ جاناں
ایہ گل ا (الف) سمجھائی

''میرے مولیٰ حفاظت کر ان بزرگ کی ہمت کو بڑھا ان کو محفوظ رکھ، دشمن ہمیں نقصان نہ پہنچا سکیں ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکیں۔'' آیت اپنے رب کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگنے لگی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

جہانگیر خاموش بیٹھا تھا جب کرم دین چاچا اس کی سمت چلے آئے، اسے یقیناً تسلی کی ضرورت تھی اور کرم دین چاچا اس کی حالت پر خود بھی پریشان تھے۔

''بیٹا.....'' کچھ کہنے کا قصد کیا مگر خاموش ہو گئے۔

''دنیا وقتی آرام گاہ ہے چاچا کرم دین، ہم وقتی رشتوں کے ساتھ جڑتے ہیں اور پھر انہی کے ساتھ بندھ جاتے

Waqar Azeem Pakistanipoint.com

ہیں یہ جذباتی واسطے بڑے جان لیوا ہوتے ہیں۔'' جہانگیر (رجت سنگھ) مدہم لہجے میں بولا۔ کرم دین چاچا نے سر ہلا دیا۔ کافی دیر خاموشی رہی تب کرم دین چاچا بولے۔

''محبت نہ ختم ہونے والا سفر ہے نہ مٹ جانے والا جذبہ، دلوں میں گھر کرے تو فاصلے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اپنے رب سے تعلق کے بعد دنیا کا ہر تعلق بے اثر اور غیر منطقی لگتا ہے جب اللہ سے لو لگا لی تو پھر کیا باقی رہتا ہے، یا رکھنے کے لیے؟'' کرم دین چاچا نے جہانگیر کی ہمت بندھانا چاہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کرم دین چاچا نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ جہانگیر خاموش رہا اور کرم دین چاچا بھی لفظ ڈھونڈنے میں ناکام رہے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

سفر کی تھکان نہیں تھکاتی، سفر کی مشکلات تھکا دیتی ہیں۔ تاج بیگم نے گود میں سر رکھے سوئی فاطمہ بی بی کو دیکھ تھا۔ اس کے چہرے کے زخم انہیں افسردہ کر گئے۔ فاطمہ بی بی دانستہ نہیں چاہتی تھی کہ چہرے کے زخم مندمل ہوں سوزخم پر آئے کھرنڈ نئے سرے سے کھرچ دیتی۔ چہرہ لہولہو ہو جاتا، ایسا تروتازہ حسین و دلکش چہرہ کہ نظر نہ ٹھہرتی تھی اور اب کیا بھیانک لگ رہا تھا۔ تاج بیگم کا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔

''وقار الحق محبت کی کہانی میں فاطمہ کھری اتری ہیں آپ نے ان کو محبت کا یقین تک نہ دیا اور یہ لڑکی آپ کی محبت میں ان کٹھن راہوں سے گزر گئی، محبت یقین سے خالی کیونکر ہو سکتی ہے میاں؟ کبھی ملاقات ہوئی تو آپ سے پوچھنا ضرور ہے کہ ضرورت عورت کو ہی کیوں ہوتی ہے۔ ہزار ہا تکلیف سہہ رہی ہیں ہماری فاطمہ صرف آپ کی محبت کو معتبر کرنے کے لیے آپ کو یقین آ جائے کہ یہ باوفا ہیں ورنہ یہ گلوڑی محبت کس کام کی۔ تتر بتر ہو گئے سگ ڈوم کے کام نہ رہے جو جہان جب گانٹھ گرہ کے دام کس کام کے رشتے اور کس کام کے حوالے جنگل جاٹ ع چھیڑے ہٹی بیچ کراڑ بھو کا ترک نہ چھیڑے ہو جائے جی کا جھاڑ، نواب زادہ وقار الحق محبت کس کام کی؟ محبت ہے ایسا بکھیڑا کیونکر؟ بھاڑ میں جھونکے بندہ ایسی محبت کو، ایسی محبت سے بندہ یونہی بھلا۔ محبت تو وہ ہے جس میں بال برابر شک کی بھی گنجائش نہ ہو، جو محبت آئینے میں آئے بال کو بھی وبال بنا لے اسے محبت کون کہے گا؟ وقار الحق آپ نے تو محبت اور زندگی دونوں کو مذاق بنا دیا۔ معصوم سی لڑکی کا مان تک نہ رکھا جو آپ کی راہوں میں پلکیں بچھائے بیٹھی رہی آپ کی منتظر رہی' آپ نے اس انتظار کو بھی بے معنی کر دیا مگر پھر بھی وہ آپ کی سمت سفر کرنے کو جیسے خود پابند سمجھتی ہیں، سفر کے اختتام پر کوئی منزل انہیں نصیب ہو گی کہ نہیں کون جانتا ہے۔ آپ پر اعتبار کرنا اور آپ کے لیے سوچنا کہیں ان کے لیے کسی نقصان کا باعث نہ بن جائے ہم اپنی بچی کو نقصان اٹھاتے نہیں دیکھ سکتے۔ ہم فاطمہ کو تکلیف میں نہیں دیکھ پائیں گے۔'' تاج بیگم کے دل میں کئی واہم تھے کئی خدشے تھے مگر وہ جیسے ہر خدشے کا گلا اپنے اندر ہی گھونٹ دینا چاہتی تھیں۔ فاطمہ بی بی ان کی گود میں سر رکھے بے خبر سو رہی تھیں اور وہ شفقت سے ان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ان کے متعلق سوچ رہی تھیں۔

''یا اللہ اس بچی کو اس کے حصے کی خوشیاں عطا فرما۔'' دل ہی دل میں شدت سے دعا مانگی۔ فاطمہ بی بی نے یک دم سے آنکھیں کھول دیں۔

''کیا ہوا دادی جان، آپ کی آنکھوں میں آنسو؟'' وہ پریشانی سے اٹھ کر بیٹھ گئیں، دادی جان نے سر نفی میں ہلا دیا۔

''دادی جان ہمت نہ ہاریے ہم سب ساتھ ہیں ناں؟ اور یہ سفر تو بس آزمائش ہیں ناں، ایسا آپ ہی تو کہتی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہیں ناں؟'' فاطمہ بی بی ان کو اطمینان دلانے کی غرض سے بولی تو تاج بیگم نے سر ہلا دیا۔

لاہور کے قریب ٹرین پہنچی تو مسافروں کے دلوں کو اطمینان آ گیا، چہروں پر خوشی دکھائی دینے لگی۔

''چچا جان مبارک ہو ہم پاکستان پہنچ گئے ہیں۔'' ننھے شیر دل نے کہا تو وقار الحق جو آنکھیں بند کیے بیٹھے تھے آہستگی سے آنکھیں کھول کر اس کو دیکھنے لگے۔

''چچا جان ہم بہت خوش ہیں' کتنی خوشی کی بات ہے ناں ہم صحیح سلامت پاکستان پہنچ گئے ہیں، سفر دشوار تھا مشکلات بھی آئیں مگر ہم نے تمام مشکلات کو پار کر لیا' ہم تو فاتح ٹھہرے۔'' شیر دل جوش سے مسکرایا وقار الحق اٹھ بیٹھے اور شیر دل کو دیکھ کر مسکرائے پیار سے اس کا پھولا ہوا معصوم گال تھپتھپایا۔

''واقعی آپ فاتح ٹھہرے میاں۔''

''صرف ہم نہیں چچا جان..... اس ٹرین کا ہر فرد فاتح ہے' دیکھیے ان سب کے چہروں پر کیسی اطمینان بھری مسکراہٹ ہے۔'' شیر دل نے کہا۔

''درست فرمایا آپ نے شیر دل میاں ہم سب خوش ہیں اللہ نے ہم پر اپنا خاص کرم کیا ہے اور منزل تک پہنچا دیا ہے سو ہم میں سے ہر فرد فاتح ہے۔ ویسے آپ نے بتایا نہیں کہ آپ پہلا کام کیا کریں گے۔'' وقار الحق نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔ شیر دل سوچنے لگا پھر جھٹ سے بولا۔

''ہم پاک سرزمین پر سجدہ کریں گے اپنے لبوں سے چوم لیں گے۔'' اپنے ارادوں سے آگاہ کیا تو وقار الحق کو بچے پر بے ساختہ پیار آیا اور ان کو تھام کر گلے سے لگا لیا۔

''آپ ایک بہادر بچے ہیں شیر دل، ہمیشہ ایسے ہی رہیے گا آپ اپنے جذبوں میں بہت کھرے ہیں اور پاکستان کو آپ جیسے خالص بہادر جذبوں کی ضرورت ہے۔'' وقار الحق نے کہا تو شیر دل مسکرا دیا۔

''ہم ہمیشہ پاکستان سے وفادار رہیں گے چچا جان، خون کے آخری قطرے تک پاکستان سے مخلص رہیں گے' جب ہم بوڑھے ہو جائیں گے تو اپنی آنے والی نسلوں کو بہادری کی ایسی تمام داستانیں سنائیں گے جن کو ہم نے دیکھا ہے۔'' شیر دل معصومیت سے مسکرایا۔

''بالکل ایسا ہی ہے آنے والی نسل بہر طور بہت خوش نصیب ہے کہ وہ آزادی میں سانس لے سکے گی۔'' وقار الحق نے کہا۔

ملٹری کے ٹرک کو روکنے کی ہمت کسی کو نہ ہوئی تھی اور سفر بڑے سکون سے کٹ رہا تھا۔

''دنیا میں اچھے انسانوں کی کمی نہیں، دیکھو غیر کام آ رہے ہیں اور کہیں اپنے نقب زنی کر رہے ہیں۔'' ہاجرہ اماں نے کہا تو تاج بیگم نے سر ہلایا۔

''اپنے پرائے کی تمیز کڑے وقت میں ہوتی ہے ہاجرہ اماں۔'' حلیمہ خالہ نے کہا۔

''بے شک بجا فرمایا حلیمہ مگر یہ وقت تو سبھی کے لیے کڑا ہے جس کو دیکھو مشکل میں گرفتار ہے بھلا ایسے میں کون کسی کی پیٹھ میں چھرا گھونپے گا وہی چند شر پسند ہیں جو خوف خدا نہیں رکھتے۔'' تاج بیگم نے کہا تو ہاجرہ اماں نے سر ہلایا۔ شاکرہ چپ چاپ منہ لپیٹے پڑی تھی جب تاج بیگم نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا، شاکرہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''طبیعت ٹھیک ہے بچی؟'' شاکرہ سہمی بیٹھی تھی فوراً سر ہلا دیا۔
''فاطمہ آپ کی عمر کی ہیں' آپ ان سے بات چیت کیجیے دل کا بوجھ سرک جائے گا بچی۔'' ہاجرہ اماں نے مشورہ دیا۔ شاکرہ نے فاطمہ بی بی کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔ فاطمہ بی بی نے شاکرہ کا ہاتھ تھام لیا۔
''ہم اس کٹھن وقت میں ساتھ ہیں شاکرہ، اس سے بڑی بات نہیں ہوسکتی۔ اللہ کا کرم ہے، اس ذات پاک کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے، تم اداس نہ ہو جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نئی زندگی بخش دی ہے اس سے زیادہ احسان کیا ہوسکتا ہے؟'' فاطمہ بی بی نے کہا تو شاکرہ نے بھیگتی آنکھوں کو پونچھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تب ہی ہاجرہ اماں بولیں۔
''بیٹا جب اچھے دن نہیں رہے تو برے بھی گزر جائیں گے۔ سوفکر کاہے کی؟ ہم انسان جب اپنے حالات بدلنے پر قادر نہیں تو پھر دل جلانے سے کیا حاصل؟ سیانے کہتے ہیں برے وقت کو آنکھ بند کر کے گزار دینے سے اللہ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ بے شک صابر لوگوں کی صدا وہ ذات پاک سنتا ہے۔''
''بے شک صابر و شاکر جنتی ہیں۔'' حلیمہ نے کہا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ٹرین لاہور کے اسٹیشن پر رکی تھی۔
''چچا جان ہم پاکستان پہنچ گئے، پاکستان کتنا خوب صورت دکھائی دیتا ہے ناں؟'' ننھا شیر دل کھلکھلایا وقار الحق نے اس کی انگلی تھام لی اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھے، شیر دل مسرور دکھائی دیے۔
''ہم لاہور میں رہیں گے ناں چچا جان؟'' شیر دل نے سر اٹھا کر وقار الحق کو دیکھا۔ شیر دل کی والدہ بھی ان کے ہمراہ چل رہی تھیں۔
''شیر دل خاموش ہو جایئے، چچا جان کو پریشان مت کیجیے۔''
''امی جان چچا جان پریشان نہیں ہو رہے۔'' شیر دل مسکرایا اور وقار الحق کو دیکھا۔
''چچا جان آپ ہماری باتوں سے پریشان تو نہیں ہو رہے ناں؟'' شیر دل نے تصدیق چاہی۔ وقار الحق ہجوم سے گزر کر جلدی سے آگے نکل جانا چاہتے تھے۔
''چچا جان، ہم قیام کہاں کریں گے؟ لاہور والوں کو ہماری آمد کے متعلق پہلے سے آگاہ کر دیا گیا تھا ناں؟ انہوں نے ضرورت کے مطابق گھر تیار کر رکھے ہوں گے ناں؟'' شیر دل کا دماغ بہت تیزی سے چل رہا تھا وقار الحق مسکرا دیے۔
''بالکل میاں ان کو خبر کر دی گئی تھی کہ شیر دل تشریف لا رہے ہیں اس لیے انہوں نے خاطر خواہ انتظامات کر لیے ہوں گے۔'' وقار الحق تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

''محبت زندگی کا اہم جزو ہے، محبت کے بنا کائنات ویران لگتی ہے، محبت رشتوں کی خوب صورتی ہے اور رشتے سمت بدل لیں تو خوب صورتی کہاں رہ جاتی ہے؟'' محمد جہانگیر نے کہا، کرم دین چاچا نے سر ہلایا۔
''بیٹا زندگی کی اپنی سمت ہے اور محبت کی اپنی سمت۔''
''کیا ہم محبت کو زندگی سے الگ کر سکتے ہیں کرم دین چاچا۔ کیا زندگی کا بہاؤ اپنے طریقے سے متعین کر سکتے ہیں۔'' جہانگیر نے نقطہ اٹھایا۔ کرم دین چاچا مسکرا دیے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''بیٹا سمت تو ہم نہ محبت کی بدل سکتے ہیں نا زندگی کی۔ سب کی ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہے۔'' کرم دین چاچا کہا۔

''ہوتا وہی ہے جو اس کی مرضی ہو' کائنات کا ذرہ ذرہ ہاتھ باندھے اس ذات پاک کی مرضی کا پابند ہے۔ اس کی مرضی کے بنا ایک پتا بھی حرکت نہیں کرسکتا، ہوا کا چلنا، سیاروں کی گردش، تاروں کا چمکنا، سب اس کی مرضی سے ہے، ہم کس لائق ہیں۔ اس سے بہتر کچھ نہیں کہ ہم اس کے احکامات کی پیروی کریں، اس کی سنیں اور خود کو اس کا پابند کریں۔'' کرم دین چاچا نے کہا تو جہانگیر خاموشی سے ان کی سمت دیکھنے لگا پھر گہری سانس لے کر بولا۔

''کرم دین چاچا ہم اس کی مرضی سے انحراف نہیں کرنا چاہتے نہ کرسکتے ہیں مگر ہم جو وقتی سہاروں سے جڑے ہیں اور رشتوں میں گندھے ہیں ہم ان کے متعلق سوچے بنا نہیں رہتے ہم نہیں غور کرتے کہ یہ وقتی ہے اور اس کے آگے کی سمت مختلف ہے قلق فقط موجودہ وقت کا تقاضا ہے ہم آخرت کی فکر نہیں کرتے یہیں ہم کمزور پڑتے ہیں ہمیں دنیا کی فکر رہتی ہے اور دھیان اس سے آگے جاتا نہیں اور اللہ کی مرضی کو سمجھتے نہیں۔'' جہانگیر گویا ہوا کرم دین چاچا نے سر ہلایا۔

''بہر حال تم خود کو سنبھالو کمزور مت پڑو۔'' جہانگیر خاموش رہا پھر مدہم لہجے میں بولا۔

''ہم اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے جس کے محتاج ہیں وہ سب احوال جانتا ہے اور سب باتوں کی خوب خبر رکھتا ہے۔ وہ جو کرتا ہے وہی بہتر ہوتا ہے اگر ہم ایسا مان لیں تو زندگی سہل ہوسکتی ہے مگر ہم انسان اپنی غرض میں بندھے رہتے ہیں۔'' جہانگیر نے کہا تو کرم دین چاچا نے متفق ہوکر سر ہلایا۔

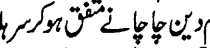

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''قافلے ہمت نہیں ہارتے اس لیے وہ رکتے بھی نہیں اور اللہ ایسے لوگوں کی مدد فرماتا ہے جو ہمت نہ ہارتے ہوں۔'' آیت چونکی تھی۔ بیل گاڑی رک گئی تھی بزرگ شاید بیل گاڑی سے اتر گئے تھے اور چلتے ہوئے بیل گاڑی کی پچھلی طرف آن رکے اس نے چارے کو اٹھا کر ایک طرف رکھا اور آیت نمودار ہوئی۔ آیت نے حیرت سے بابا جی کو دیکھا۔

''اٹھ جا بچی سفر تمام ہوا۔'' بابا جی بولے۔ آیت نے اٹھ کر دیکھا، وہ مقام اس کی جان پہچان کا تھا۔

بابا جی نے باحفاظت اسے دلی تک پہنچا دیا تھا۔ جس مقام پر بیل گاڑی رکی تھی وہاں سے گھر کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ شدت سے مانگی گئی دعائیں رنگ لائی تھیں وہ باحفاظت ٹھکانے پر پہنچ گئی تھی مگر افسوس تھا کہ پھوپو جان ہمراہ نہ تھی۔ آیت نے اپنے اوپر سے گھاس پھوس اٹھا کر بیل گاڑی سے اتری۔

''شکریہ بابا جی..... آپ نہ ہوتے تو شاید ہم یہاں تک پہنچ نہ پاتے۔'' بابا جی نے سن کر آسمان کی طرف انگلی اٹھا دی۔ اشارہ تھا کہ سب کرامات اور احسانات اس کا ہے اور اس کی مرضی کے بنا ہم کسی کام کے نہیں۔ وہی ہوا جو اس کی منشا تھی آیت نے سر کا آنچل درست کیا صبح کی پھوٹتی روشنی میں سب منظر نور سے بھرا دکھائی دے رہا تھا۔

آیت گھر کی طرف چل پڑی، جانے کیوں مڑ کر دیکھا تو بابا جی کو جوں کا توں کھڑا پایا۔ وہ اطمینان کی گہری سانس لیتی دوڑتی ہوئی گھر کی دہلیز سے اندر داخل ہوئی اور دروازہ بند کرلیا۔ بابا جی نے اطمینان کرکے چارے کو دوبارہ بیل گاڑی پر لادا اور اپنی جگہ سنبھل کر بیل گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔ بیلوں کی گھنٹیوں کی آواز فضا میں ایک بار پھر گونجنے لگی تھی۔

مشکلات آسان ہونے لگی ہیں اگر ہم رب کی رضا کو سمجھ لیں اندھیرا جتنا بھی بڑھے اس کا اختتام ضرور ہوتا ہے ٹرک کرنال کی حدود میں داخل ہوا تو فاطمہ بی بی نے اطمینان کی گہری سانس خارج کی۔

''اگر سفر طویل ہو جائے تو بھی ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ انہی مشکلات میں آسانیاں در آتی ہیں ایمان قائم رہے۔'' فاطمہ بی بی نے سوچا صبح کی پھٹتی روشنی نئی صبح کی نوید تھی اور ہر نئی صبح نئی امید کی کرن لاتی ہے۔ فاطمہ بی بی نے گردن موڑ کر تاج بیگم کی طرف دیکھا جو پہلے سے جاگ رہی تھیں اور ہاجرہ اماں کو جگا رہی تھیں۔

''اٹھ جایئے ہاجرہ اماں، ٹرک کرنال کی حدود میں داخل ہو گیا ہے۔ اب ٹرین ملنے کی امید بھی جاگ اٹھی ہے۔ اللہ اللہ کر کے ہم نے اس گھڑی کو دیکھا ہے۔ مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔'' تاج بیگم نے کہا ہاجرہ اماں اٹھ بیٹھیں۔ سفر کی صعوبتوں کو سہہ کر وہ بالآخر اس مقام پر تھے جہاں سے آگے کے سفر کی امید بڑھ گئی تھی۔

''یہ صبح کس قدر اجلی ہے ناں دادی جان؟'' شاکرہ نے آنکھوں کو مسلتے ہوئے اس چمکتی صبح کو دیکھا تاج بیگم نے سر ہلایا۔

''بے شک ہر رات کا اختتام ایک اجلی صبح پر ہوتا ہے یہ وہ روشنی ہے جس کا وعدہ اللہ نے اپنے بندوں سے کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشکلات سے لڑنا ہی زندگی ہے اور ہمت ہار دینا زندگی کا اختتام ہے۔ ایمان والے ایمان رکھتے ہیں اور اللہ پاک اپنی کرامات ان کو ضرور دکھاتا ہے۔'' تاج بیگم نے کہا۔ فاطمہ بی بی ان کو دیکھنے لگی، ذہن میں یک دم وقار الحق کا خیال آیا۔

''امید بھی عجب شے ہے، بڑھتی ہے تو فاصلے گھٹتے محسوس ہوتے ہیں۔ کرنال قریب آ رہا ہے تو جیسے آپ کے اور ہمارے درمیان حائل فاصلے بھی کم ہونے لگے ہیں۔ حالانکہ ہمیں ابھی ایک اور مشکل سے بھی نبرد آزما ہونا ہے اور وہ ہے پاکستان پہنچنے کا سفر اور پھر اس سفر کے اختتام پر آپ کی تلاش کا سفر۔ جانے آپ پاکستان پہنچے بھی ہیں کہ نہیں اور ہم آپ کو کس طور ڈھونڈ سکیں گے؟ ایک نئی جگہ نئے مقام پر آپ کی تلاش کا سفر کسی طور مشکل ہوگا؟ فی الحال ہم نہیں سوچ رہے، فی الحال ہم خوش گمان رہنا چاہتے ہیں خوش گمانی اچھی ہوتی ہے امید کی انگلی تھامے انسان مشکلات سے گزرتا جاتا ہے۔ راستے کٹھن نہیں لگتے ورنہ ہمت ٹوٹتے دیر نہیں لگتی۔ انسان نہیں جانتا اللہ نے کیا سوچ رکھا ہے، انسان اس سوچ پر ڈٹا رہتا ہے کہ اس نے کیا سوچا ہے، انسان اگر شکست کھاتا ہے تو اپنی سوچ کے باعث اپنی سوچ کی سمت بدل لے تو سفر بھی آسان ہو جائے اور زندگی کی مشکلات بھی ہم نے آپ سے کوئی امید نہیں باندھی نواب زادہ وقار الحق۔ اگر ہمیں امید ہے تو اپنے رب سے، سنو ہم کسی بات کا الزام آپ کو نہ دیں گے ہم ناکام بھی ہوئے آپ کو تلاش نہ بھی کر سکے تو آپ کو موردِ الزام نہیں ٹھہرائیں گے ہم سوچ لیں گے کہ اس عمل میں رب کی رضا تھی اور اس کی رضا میں ہم خوش ہیں، ہم آپ کو بے وفا نہیں مانیں گے نا سوچیں گے کہ آپ اچھے شوہر نہ ثابت ہوئے اگر ہماری راہیں جدا ہوتی ہیں تو اس میں بھی اللہ کی کوئی مرضی پوشیدہ ہوگی۔'' فاطمہ بی بی نے مثبت سوچ کے ساتھ گہری سانس خارج کی آفتاب آسمان پہ در آیا تھا اور اجالے نے تاریکی کو مکمل نگل لیا تھا۔

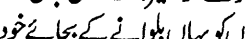

کرم دین چاچا آیت کو دیکھ کر خوش ہو گئے مگر ہمشیرہ کے متعلق جان کر متفکر ہو گئے تھے۔

''ہم سے غلطی ہوئی، ہمیں آپ دونوں کو یہاں بلوانے کے بجائے خود وہاں کا سفر کرنا چاہیے تھے اگر ایسا ہوتا تو

Waqar Azeem
Pakistani Point

ایسی مشکلات نہ آتیں۔'' کرم دین چاچا نے کہا۔

''پھوپی جان خیریت سے ہوں گے ابو جان، آپ فکر نہ کیجیے۔ امید ہے ہم جلد ان سے ملیں گے اور پاکستان کا سفر کریں گے۔'' آیت نے کہا تو کرم دین گویا ہوئے۔

''نہیں ہم اب انتظار نہیں کر سکتے، مسلمانوں کی اکثریت ہونے کے باوجود یہ علاقہ ایسا محفوظ تصور نہیں کیا جاتا، بہر طور ہجرت تو ہمیں کرنا ہے اور اس کے لیے اب انتظار ممکن نہیں، ہم آپ کی پھوپو جان کے آنے کا انتظار نہیں کر سکتے۔'' کرم دین نے کہا اور آیت کے سر پر ہاتھ رکھا۔

''اللہ تعالیٰ نے عزت محفوظ رکھی ہے۔ اتنا احسان کافی ہے، ہم کل ہی سفر کا آغاز کریں گے۔'' کرم دین چاچا نے کہا تو آیت نے سر ہلا دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ٹرین ابھی چلی بھی نہیں تھی کہ بلوائیوں نے آن گھیرا تھا اور لاشیں گرنے لگیں، ٹرین خون سے گویا نہا گئی۔ جنت بی بی بوکھلا کر رہ گئیں اور اپنی ساکت سی بیٹھی رہ گئیں، نہ اپنے بچاؤ کی کوئی کوشش کی نہ اپنی جگہ سے ہلیں، ریحان میاں نے بنا سوچے سمجھے جنت بی بی کا ہاتھ تھاما اور ان کو سیٹ سے نیچے گرا دیا اور سطح پر گرے خون پر لیٹ کر خود کو خون آلودہ کر کے جنت بی بی کے اوپر خود کو گرا دیا۔ جنت بی بی ایسی ہونق تھیں کہ آنکھیں تک نہ جھپک سکیں۔ ریحان میاں نے ہاتھ بڑھا کر ان کی آنکھوں پر رکھا بلوائی ڈبے میں داخل ہوئے مگر سب کو خون میں لتھڑا پا کر باہر کود گئے۔ ٹرین نے سیٹی بجائی اور اسٹیشن چھوڑنے لگی۔ جانے کتنے مسافر زندہ تھے۔ کوئی زندہ تھا بھی کہ نہیں مگر ٹرین کو اپنی منزل تک پہنچنا تھا۔ ریحان میاں نے جنت بی بی کی سرد پڑتی دھڑکنوں کو سنا۔

''یا اللہ آپ ٹھیک ہیں جنت؟'' ریحان میاں چیخے مگر جنت نے کوئی جواب نہ دیا۔

Wadal Azeem
Pakistanipoint.com

❁.....❁.....❁.....❁

ٹرک کرنال کے اسٹیشن کے قریب رکا تو تمام خواتین اتر گئیں، اس خاتون کے بھائی ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر ان کے ہمراہ آن کھڑے ہوئے۔

''بہت شکریہ بیٹا، تم نے بڑی مدد کی۔'' تاج بیگم نے رسمی جملہ کہا۔

''اب یہاں تک آیا ہوں تو آپ کو باحفاظت ٹرین پر بھی سوار کروا دیتا ہوں اماں جان، ہم ملٹری والوں کا فرض ہے، سرکار ہمیں اسی بات کی تنخواہ دیتی ہے۔'' وہ نوجوان مسکرایا اور ان تمام خواتین کو لے کر آگے بڑھنے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ایک طویل رقبے پر کیمپ لگے تھے۔ شیر دل اور ان کی والدہ کو ایک کیمپ میں پہنچا کر وقار الحق اپنی معلومات درج کرانے لگے تھے۔ اہلکار مستعدی سے درج کرنے لگا۔

''ہم تو آپ کی مدد کو بیٹھے ہیں سرکار، کوائف درج ہوں گے تو ہمیں بھی دیگر امور نبٹانے میں سہولت رہے گی۔ ورنہ زحمت دونوں طرف ہوگی۔'' اہلکار نے مسکراتے ہوئے کہا تو وقار الحق نے سر ہلایا۔

''ہم جانتے ہیں میاں یہ کارروائی بھی ضروری ہے آپ اپنا کام کیجیے ہمیں کوئی دقت نہیں، جو بات ہو وہ قانون قاعدے سے ہو ہم بھی ایسا ہی چاہتے ہیں۔'' وقار الحق نے تعاون کا مکمل یقین دلایا، اہلکار مسکرا دیا۔

''آپ کے ہمراہ آپ کی ہمشیرہ بھی تھی ناں؟ ان کے کوائف بھی درج کرا دیجیے گا۔'' اہلکار نے کہا تو وقار الحق نے سر ہلا دیا۔

''جی بہتر شاید ابھی تو وہ آرام فرما رہی ہیں، میں ان سے کہہ دوں گا کہ وہ اپنے کوائف درج کرا دیں۔'' وقار الحق نے جواب دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

نواب صاحب اپنی اولاد کے متعلق سوچ کر پریشان ہو رہے تھے۔

''چچا میاں ہم باحفاظت پاکستان پہنچ رہے ہیں، اب مشکلات ختم ہو رہی ہیں پریشان مت ہوئیے، آپ کی طبیعت کے لیے بہتر نہ ہوگا۔'' ایک نوجوان نے ان کی صحت کا خیال کر کے کہا۔ نواب صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔

''پیچھے رہ جانے والوں کی فکر مت کیجیے چچا جان، وہ اپنی فکر آپ کر لیں گے، جیسا وقت ہے اس میں ہر کسی کو اپنی پڑی ہے، اپنی جان بچ جائے یہی غنیمت ہے۔'' ایک بزرگ نے کہا۔

''میاں اپنی جان کا کیا کرنا اس عمر میں، اپنی فکر کہاں رہتی ہے، ہماری تو جیسے تیسے گزر گئی، فکر تو ان کی ہے جن کو جینا ہے، جن کے آگے زندگی پڑی ہے۔'' ایک بزرگ مسکرائے۔

''بجا فرمایا آپ نے۔'' نواب صاحب نے کہا۔

''ہماری تو کٹ چکی میاں، ہم جیسی تیسی جی چکے جن کو جینا ہے ان کی فکر کرنا ہی اب تو ہماری زندگی کا مقصد ہے۔'' نواب صاحب نے سرد آہ بھری۔ بچوں کے متعلق سوچ کر جو فکر تھی وہ دوچند ہوئی جاتی تھی، ان کا گھرانہ بکھر کر رہ گیا تھا۔ ایک سپوت تھے جن کی خبر نہ تھی۔ ایک بہو تھیں جو تاج بیگم کے ہمراہ رہ رہی تھیں۔ انہوں نے آغاز سفر کیا تھا یا نہیں ان کو خبر نہ تھی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان کا تمام کنبہ مل کر اس سفر کے لیے نکلتا مگر ایسا ممکن نہ رہا تھا۔ سفر ایسا تھا کہ سب کو اپنی پڑی تھی اور اس میں جس طرف جو نکل سکتا تھا نکل پڑا تھا۔ وقار الحق کرنال گئے تو وہیں سے سفر اختیار کر لیا اور فاطمہ بی بی یا جنت بی بی کے متعلق وہ کچھ نہ جانتے تھے۔

''یا اللہ میرے بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھ، ان کو باحفاظت پاکستان پہنچا۔'' نواب صاحب نے صدق دل سے دعا مانگی۔

❁.....❁.....❁.....❁

دلی سے چلنے والی دن کی پہلی ٹرین سے آیت اور اس کے کنبے نے اپنے سفر کا آغاز کر دیا تھا۔

کیا کہیں کہ ہم نے کیونکر ہجرت اختیار کی
کیوں چھوڑے اپنے
کیوں نئی اڑان بھری
پرندے تھے نا پنکھ تھے پھر بھی
ہوا نے جس طرف اڑایا وہیں قدم رکھ دیے
ہوا نے جس طرف کھینچا حسین پر پھیلا دیے
وقت نے لکھ دیا اڑو اور اڑتے جاؤ
اڑان اونچی بھرو نئی ہواؤں کو جی لو
نئی منزل نئے گھونسلے بن لو
نئی شاخ پر بیٹھ، نئے پڑوسی چن لو

WaqarZaeem
Pakistanipoint

چنو ہجرت اور خود کو لا مکان کر لو
کیا کہیں کہ ہم نے کیوں گھروں کو چھوڑ دیا
کیوں سکون رو کیا آرام تیاگ دیا
پرانے سنگ ساتھی چھوڑے، بیٹھکیں ویران کر دیں
ہم نے گھر چھوڑے، گلی کوچے نگاہ سے اوجھل کر دیے
ایک نئے سفر پر چلے اور پاؤں کیونکر فگار کیے
نئے خوابوں کے لیے پرانے خواب بنجر کر دیے
نئے راستوں کے واسطے پرانے سفر موقوف کیے
ہم نے ہجرت کو چنا اور بس چل پڑے
اس دیس کو چلے جس کی ہواؤں سے نا آشنا تھے
اس سفر پر ہے جس کی کچھ خبر نہ تھی
بس اتنا جانتے تھے کہ یہ سفر ضرور ہے
وہ ایک خواب ضروری ہے اور اس کی تعبیر بھی ضروری ہے
وہ بنا سفر نئی خوشیوں کا سبب ڈھونڈے گا
وہ ہوائیں نئی صبحوں کا پتا دیں گی
وہ مجھیں جو آزادی کے معنی سمجھا دیں گی
وہ نئی شامیں جو تحفظ کو بڑھا دیں گی
وہ نئی زمین جہاں چادر اور چار دیواری ہو گی
وہ نیا گھر جو عزت کا پاسبان ہو گا
مت پوچھو ہم نے ہجرت کیونکر اختیار کی
مت سوچو ہم کیونکر اختیار کی
مت سوچو ہم کیونکر بے گھر ہوئے
مت سوچو ہم نے کیوں سکون تیاگ دیا
مت پوچھو ہم نے کیونکہ سفر آغاز کیا

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ٹرین چل پڑی تو آیت نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے کھڑکی بند کر دی، کرم دین چاچا جہانگیر کے ہمراہ بیٹھے تھے اور آیت ایک دوشیزہ کے ہمراہ کھڑکی کے برابر والی نشست پر براجمان تھیں۔

''میرے رب اس سفر کو ہم سب کے لیے محفوظ بنا اور با حفاظت ہمیں پاکستان پہنچا، آمین۔'' آیت نے دل ہی دل میں دعا مانگی تھی، ٹرین نے رفتار پکڑ لی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

محبت نادیدہ، بے سمت، لامعنی
محبت حرف کل، محبت ہزار سمت
محبت ہر طرف محبت ہر جگہ

محبت لامکاں محبت لابیان
محبت سب طرف
محبت طرف طرف
محبت اک لگن
کوئی چمکتا گگن
کوئی کہکشاں
کوئی ٹھنڈی چھاؤ
محبت بے فکر گیت
محبت ہر سنگیت
محبت ہر سرتال
محبت کونا کونا
محبت دربدر
محبت سفر در سفر
محبت ہر گام، منزل منزل
محبت پکاروں، محبت بنوں
محبت کمالوں، محبت گیتوں
محبت سنبھالوں، محبت چھپالوں
محبت بانٹوں، محبت سمیٹوں
محبت اوڑھوں، محبت بچھالوں
محبت کو ہر موڑ ہر گام پکاروں
محبت، محبت، محبت، محبت
بس محبت، صرف محبت

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

جہانگیر نے آنکھیں کھول کر دیکھا، ٹرین میں موجود لوگ سو رہے تھے۔ تھکن کا غلبہ تھا اور نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے۔ ہر چہرہ ایک کہانی تھا اور ہر چہرے پر ایک الگ تھکن اور داستان تھی۔ وقت کیا کیا کہانیاں رکھتا ہے، وقت کے ہاتھ جیسے تمام اسباب اور منظر نامے بھی جب تحریک چل رہی تھی تو کسی نے نا سوچا تھا کہ دربدری خود سے اختیار کرنا ہوگی اور ایسے مصائب سے دوچار ہوں گے۔ ریاست انتہائی بری شے ہے اور اس سے بڑا کوئی کھیل نہیں، وہ مسلم لیگ کا سرگرم کارکن رہا تھا سو کانگریس کی سیاست اور داؤ پیچ بھی سمجھ سکتا تھا۔ جن معصوموں کا ناحق خون بہایا جارہا تھا ان کا کیا قصور تھا یا جن پر ناحق ظلم ڈھائے جارہے تھے ان کا کیا قصور تھا؟ سب بے قصور تھے۔ بے موت مارے جارہے تھے۔ یہ ہجرت تو ہونا ہی تھی۔ اس انخلاح کے متعلق تو تاریخ نے طے کرلیا تھا مگر سزا و جزا کے متعلق سوچا نہ تھا ناحق خون بہانے والے سوچ نہیں رہے تھے کہ ان کا رب ان سے اس کی بابت کوئی باز پرس کرے گا ناحق ستانے والوں کو جیسے کوئی فکر نہ تھی ظلم ڈھانے والا جیسے بھول گیا تھا کہ اس کا حساب کتاب ہونا ہے جہانگیر کے سامنے بیٹھا بزرگ منہ پر کپڑا رکھے رو رہا تھا جانے وہ کیا گنوا کر آیا تھا۔ سسکیوں کو دبانے کی ناکام

کوشش تھی۔ جہانگیر نے سوچا ان کو متوجہ کرے ان کے دکھ کی بابت پوچھے پھر جانے کیوں ہمت نہ ہوئی۔ ان کے زخم کریدنے سے کیا حاصل تھا مگر ان بزرگ کی سسکیاں ابھریں اور وہ زاروقطار رونے لگے تھے۔ جہانگیر نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ حرف تسلی کا کیا اثر ہوتا ہے اتنے درد میں کون سی دوا کارگر ہوتی ہے سب رائیگاں تھا مگر جہانگیر وہ نہ سکا بزرگ کی سسکیاں تھم گئیں، وہ دانستہ چپ ہوگئے۔ جہانگیر کی ہمت نہ ہوئی کہ ایک حرف بھی کہے بزرگ نے چہرہ ڈھانپے رکھا۔ آنکھوں میں کیا درد پوشیدہ تھا جس کی خبر وہ کسی اور کو ہونے دینا نہیں چاہتے تھے۔ جہانگیر اپنی جگہ شرمندہ ہوکر رہ گیا اور ان کے کاندھے سے ہاتھ ہٹالیا۔ ایک گہری سانس خارج کی اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکالیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

مسافروں سے ٹرین کھچا کھچ بھر گئی تھی جن کو ڈبوں میں جگہ نہ ملی انہوں نے چھتوں پر قیام کرلیا ایسی ناگہانی صورت میں سب کو ہر طور یہاں سے نکلنا تھا' پاکستان پہنچنا تھا۔ فاطمہ بی بی اپنی نشست پر بیٹھی مسافروں کو ٹرین میں جگہ حاصل کرنے کی تگ ودو کرتے دیکھ رہی تھی۔

''ارے اماں جان کچھ دیر میں دوسری ٹرین بھی چلے گی۔ آپ ٹرین میں سوار مت ہوئیے۔'' کوئی ملٹری والا ایک بزرگ خاتون کو روک رہا تھا ٹرین میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

''مجھے مت روکو میری بچی مجھ سے بچھڑ گئی ہے میں اس کو ڈھونڈنے کی غرض سے جلد پاکستان جانا چاہتی ہوں پر مجھے گمان ہے وہ اس سے قبل جانے والی ٹرین میں سوار نہ ہوئی ہو تیرہ چودہ برس کی بچی ہے ہجوم میں ہاتھ چھوٹ گیا تھا۔ اس سے قبل جانے والی ٹرین میں بھی ایسی ہی بھگدڑ مچی تھی ہر کسی کو اپنی پڑی تھی کسی نے میری بچی کا نا سوچا۔'' وہ خاتون رونے لگی۔

''آپ کی بچی اگر پاکستان پہنچ گئی ہے تو سمجھ لیں محفوظ ہے اماں جان۔'' ملٹری والے نے یقین دلایا مگر اس خاتون کو چین نہ پڑا۔ آہ وزاریاں کرنے لگیں، ملٹری والے کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔ منتیں کرنے لگی کہ اس کو کسی طرح ٹرین میں سوار کرادیا جائے۔ ملٹری والا جانتا تھا کہ ایسی بھگدڑ میں کسی کو ڈھونڈنا ممکن نہیں نا ہی ٹرین پر ان خاتون کا سوار ہونا ممکن ہے مگر وہ ان کو مسلسل تسلیاں دے رہا تھا۔ فاطمہ بی بی نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

''یا اللہ ایسا ظلم کیوں؟ ایسے انسانوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے جو انسانوں پر ایسا ظلم ڈھا رہے ہیں ان لوگوں کو ایسی چھوٹ کیوں دے رہا ہے میرے اللہ۔'' فاطمہ بی بی کا دل کرب سے بھر گیا۔

''ان خاتون کو ان کی بچی سے ملادے میرے اللہ۔'' فاطمہ بی بی نے صدق دل سے دعا مانگی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے چل رہی تھی۔ مسافروں کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں کہ کہیں بلوائی حملہ آور نہ ہوجائیں اور مسافروں کو موت کے گھاٹ نہ اتار دیں، آیت دل ہی دل میں ہزار ہا دعائیں مانگ رہی تھیں کہ سفر خیریت سے گزر جائے اور کوئی مشکل درپیش نہ آئے۔

''اس سے قبل جو ٹرین پاکستان گئی ہے اس کے بارے میں سنا ہے کہ مسافروں کی گردنیں تن سے جدا کردیں ظالموں نے، ایسا ظلم کہ انسانیت شرمسار ہوجائے دنیا میں ایسی کربناک ہجرت اس سے قبل نہ ہوئی ہوگی۔'' کسی بزرگ کی آواز کانوں میں پڑی۔

''بس میاں..... اللہ سے خیریت کی دعا ہی مانگ سکتے ہیں۔ یہاں تو لوٹ کھسوٹ کا جیسے بازار گرم ہے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint

جنگل کا قانون بن گیا ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس، گویا نا کوئی قانون ہے نہ کوئی انسانیت، جس کو جو سمجھ میں آ رہا ہے کر گزر رہا ہے مگر یہ سب مصیبتیں مل کر بھی ہجرت کرنے والوں کی راہ نہیں روک سکتیں، نا ان کے ارادے توڑ سکتی ہیں جن کو پاکستان جانا ہے ان کے قدم اٹھتے رہیں گے اور وہ لوگ آگے بڑھتے رہیں گے۔ ہمارے حوصلے پسپا ہونے والے نہیں۔ پاکستان جانا ہے تو جانا ہے۔'' ایک اور بزرگ کی آواز ابھری۔ آیت نے کرب سے گہری سانس خارج کی۔

''یا اللہ کرم کردے۔'' وہ بڑبڑائی۔

پاکستان راہ نہیں منزل ہے آج جو ہجرت ہو رہی ہے یہ کل کو بچانے کے لیے ہو رہی ہے۔ ہم اپنے مستقبل پر اپنے آج کو قربان کر رہے ہیں۔ چلو جو مشکلیں آج ہم اٹھا رہے ہیں کل کو ہماری آنے والی نسلوں کو ان مشکلات سے گزرنا نہیں پڑے گا۔ کل وہ کھل کر آزادی سے آزاد فضا میں سانس لیں گے۔ کسی غلامی کا ڈر نہیں ہوگا۔ کہیں ان کے حق غصب نہ ہوں گے ہماری مشکلات آنے والی نسلوں کی آسانیاں ہیں میاں، آج ہم تکلیف سے گزر لیں گے مگر آنے والی نسل تو سکون سے جیئے گی ناں۔'' کسی بزرگ کی آواز ابھری۔ سب ایک ہی سوچ کے تحت ہجرت اختیار کر رہے تھے۔

''عظیم رہنما ملا ہمیں، جس نے ایسا مشکل کام ممکن کر دکھایا، وگرنہ انگریز کے منہ سے نوالہ چھیننا آسان تھا کیا ان کو تو حکمرانی راس آ گئی تھی دندناتے پھر رہے تھے جو نا روا سلوک چاہتے روا رکھتے ہم سہتے رہتے یہ تو محمد علی جناح کا احسان ہے جس نے آزادی کی تحریک میں رہنمائی کی اور اس ناممکن سفر کو ممکن کر دکھایا ایک ایسی ریاست کا وجود کہاں ممکن تھا جہاں مسلمان اپنی مرضی کے ساتھ جی سکتا۔'' ایک اور آواز ابھری۔ آیت نے آواز کی سمت تلاشنی چاہی تب ہی دوسری سمت کھڑکی کے قریب بیٹھے جہانگیر پر نگاہ پڑی۔ ابو جان نے جتنا اس کے متعلق بتایا تھا اس سے وہ جان گئی تھی کہ وہ نیک نوجوان ہے اور ان کے ہمراہ پاکستان جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جہانگیر کی نگاہ نادانستہ آیت سے ملی مگر ایک لمحے میں اس نے نگاہ بدل لی تھی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

سکون میں رکھے ہوئے پنکھ اوڑھ لیے ہم نے
جامد رتوں کو پھر متحرک کر لیا ہم نے
الماریوں میں دھرے اسباب بھی ساتھ باندھ لیے
یادیں جتنی بھی بکھری تھیں ان کو بھی ہمراہ لے لیا
رشتے جتنے بھی تھے ان کو دل میں بھر لیا
پروں پر جتنی بھی جگہ خالی تھی خیال آباد کیے
دھوپ جتنی بھی بکھری تھی سمیٹ لی ہم نے
چھاؤں جتنی بھی بچی تھی چھوڑ دی ہم نے
آباد گھروں کو جوں کا توں چھوڑ دیا
زمانوں کو سانس بھرنے کو طاق پر رکھ دیا
اڑان بھر لی پھر وقت کو پیچھے چھوڑ دیا
مٹھیاں بھینچ لیں لمحوں کو رفتار دینے کو

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

پر پھڑ پھڑانے لگے ہوا کے رخ پر اڑنے کو
ہم نے زمانوں کو تیاگ دیا اڑان بھرنے کو
ٹہنیاں، شاخیں راہ میں جو بھی پڑی تھیں
نظر انداز کیا ہم نے نشان منزل ڈھونڈنے کو
آسروں کو خیر باد کہا نئی آفتاب کے لیے
خوابوں کو رہن رکھ دیا خوابوں کی چاہ میں
نئے جوش نئے ولولے نئی ہمت سے
ہم اڑتے رہے اڑتے گئے اڑتے رہے
کب کہاں پر ٹوٹے بکھرے بکھرتے گئے
ہم نے ہجرت کو ضروری سمجھا یہ ضروری تھا
آزاد فضا ضروری تھی سانس لینا ضروری تھا
پروں کی فکر میں نہ تھکے نہ رکے
زمانے چھوڑ دیے پیچھے خواب تیاگ دیے
اور بلندی پر جا کر اڑتے رہے اڑتے گئے
سفر نے لگن کو پہنچا حوصلوں کو توانا کیا
صعبتیں بھول گئیں دکھ نہ کوئی باقی رہے
جب پہنچ گئے منزل پر تو پھر کھل کر سانس لیا
ہم نے جانا کہ ہجرت کیوں ضروری تھی
ہم نے دیکھا کہ ہجرت کسی قدر ضروری تھی
پروں پر تھکن تھی نا کوئی کرب ذات میں تھا
جو بھی درد تھا ایک لمحے میں وہ اڑن چھو ہوا
ہم نے جانا کہ ہم نے پر پھیلائے کیوں
ہم نے جانا کہ اڑان کیونکر ضروری تھی
ہم نے جانا کہ سفر کیوں کر ضروری تھا
ہم نے جانا کہ نیا ولولہ کیونکر ضروری تھا
ہم نے جانا کہ ہجرت کیونکر ضرور تھی
ہم نے جانا کہ ہجرت کس قدر ضروری تھی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

فاطمہ بی بی نے کھڑکی کو بند کر دیا تھا۔ وہ تمام اطراف سے جیسے آنکھیں بند کر لینا چاہتی تھیں۔ کان لپیٹ لینا چاہتی تھیں کچھ سننا چاہتی تھیں نا دیکھنا کہ دیکھنا تکلیف دے رہا تھا اور جاننا مزید کرب بڑھا رہا تھا۔

''میرے رب تمام لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کر ان پر اپنا خاص کرم میرا دل ان کو تکلیف میں دیکھ نہیں سکتا، یہاں کوئی ایک ماں نہیں جو اپنے بچوں کو ڈھونڈ رہی ہو نا ایک باپ ہے جسے کھوئے رشتوں کی فکر نہ ہو ان کے اپنوں کو ان سے ملا، سب کو محفوظ رکھ، سب پر اپنا خاص کرم کر سب کے دلوں کو سکون عطا فرما۔'' فاطمہ بی بی دل ہی دل

میں گڑگڑائی۔ جب ایک قدم کی جگہ نہ بچی تو ٹرین نے چلنے کی ٹھانی۔ ٹرین کی وسل نے نئے سفر کی کتھا سنائی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے جب ٹرین نے منزل پر پہنچ کر رکنے کا اشارہ دیا نواب صاحب نے ایک نئی آس کو دل میں جگہ دی اور خود کو تسلی دی کہ وہ اپنے کنبے سے ضرور ملیں گے۔

''چلیے میاں پاکستان پہنچ گئے بالآخر۔'' ایک بزرگ نے کہا۔

''اب ڈھونڈنے والے اپنے پیاروں کو ڈھونڈیں گے۔ جو گنوا چکے ہیں وہ خود کو تسلی دے کر بہلا لیں گے۔ بہرطور زندگی کی طرف پلٹ آئیں گے' رونا دھونا کتنے دن کا ہونا ہے۔ جن کے بچھڑ گئے سو بچھڑ گئے جن کو ملنا ہوگا مل جائیں گے۔'' ایک بزرگ نے تھکی ماندی آواز میں کہا جانے وہ کیا گنوا آئے تھے۔ ٹرین رک گئی اور پھر سب ٹرین سے اترنے لگے نواب صاحب بھی اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

جہانگیر کی آنکھ ایک لمحے کو لگی تھی کسی کی سسکیوں کی آواز سے آنکھ کھل گئی جہانگیر نے دیکھا وہی بزرگ منہ ڈھانپے رو رہے تھے۔ جہانگیر چونکا ایسا کیا ہوا تھا جس کا پچھتاوا ان بزرگ کو چین نہ لینے دے رہا تھا۔ جہانگیر کو جاننے کا اشتیاق ہوا وہ جو نیم دراز سا سیٹ پر لیٹا تھا اٹھ کر سیدھا ہو بیٹھا اور پھر ان بزرگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تسلی کا یہ عمل بہت آہستگی سے ادا ہوا۔ ان بزرگ نے ہاتھ کا دباؤ کاندھے پر محسوس کر کے ہچکیوں کو دبا لیا۔

''محترم کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں؟'' جہانگیر پوچھے بنا نہ رہ سکا مگر ان بزرگ نے نا چہرے سے کپڑا ہٹایا نا اس دلاسے پر کوئی ردعمل دیا۔

''دکھ بانٹنے سے کم ہوتے ہیں محترم لیکن کرب آپ کو کہنے سے تکلیف ہوتی ہے تو میں چاہوں گا آپ ایک لفظ نہ کہیں مگر مجھے آپ کے رونے سے تکلیف ہو رہی ہے۔'' جہانگیر نے مدھم لہجے میں کہا۔ بزرگ چپ ہو گئے ایک حرف نہ کہا جہانگیر نے خود کو بے بس محسوس کیا۔

''کاش ہم آپ کے زخموں پر مرہم رکھ سکتے یا آپ کے دکھوں کا کوئی مداوا کر سکتے۔ مگر محترم ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں' اس ٹرین میں جتنے بھی لوگ ہیں ان میں سے ہر ایک نے دکھ اٹھایا ہے مگر یہ وقتی دکھ ہیں آنے والا وقت ان زخموں کا مرہم بنے گا یہ قربانی آنے والے کل میں ضرور رنگ لائے گی۔'' جہانگیر نے ان کو تسلی دی مگر بزرگ خاموش رہے' کرم دین چاچا نے ایک بزرگ سے سیٹ بدل لی تھی اور وہ اپنی بیٹی کے قریب بیٹھے تھے انہوں نے اپنی شال اتار کر سوئی ہوئی آیت پر ڈال دی تھی۔ ایک باپ کی نگاہوں میں بھرپور شفقت دکھائی دے رہی تھی۔ کرم دین چاچا یقیناً خوش قسمت تھے جو اپنی بیٹی کے ہمراہ پاکستان جا رہے تھے' کتنے باپ اور مائیں تھیں جو اپنی بیٹیوں سے بچھڑ گئے تھے یا جنہوں نے اپنوں کو گنوا دیا تھا جہانگیر نے ایک نگاہ کرم دین چاچا کو دیکھا مگر جلد اس کی توجہ انہی بزرگ نے کھینچ لی تھی۔ جو منہ لپیٹے ہچکیوں سے رو رہے تھے جہانگیر نے گہری سانس لی۔

''کاش کسی درد کا کوئی فوری مداوا ہوتا اور زخم مندمل کرنے کا تمام اختیار صرف جاتے ہوئے وقت کے ہاتھ نہ ہوتا۔ میرے رب ان انسانوں کی تکلیفوں کو کم کر دے ان کے زخموں پر مرہم رکھ دے جن کے اپنے کھو گئے ہیں ان کو صبر عطا فرما اور جن کے بچھڑ گئے ہیں کہیں کھو گئے ہیں ان کو حوصلہ عطا کر، ان کے اپنوں سے ملا میرے مولیٰ ان کی ہجرت کے اس جذبے کو سرخروئی دے ان کے جوش کو دوچند کر دے، آمین۔'' جہانگیر ان درد سے بھرے دلوں کے لیے دعا گو تھا ان بزرگ کا ارادہ جیسے کچھ کہنے کا نہ تھا سو جہانگیر نے ان پر دباؤ نہ دیا اور اپنی نشست پر بے چینی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سے پہلو بدلنے لگا۔

اس کا دھیان اپنے اہل خانہ کی جانب گیا' دل کرب سے بھر گیا۔ ٹرین آگے بڑھ رہی تھی اور وقت اس کو پیچھے لیے جا رہا تھا۔ اپنوں کی جانب جو پیچھے رہ گئے تھے فاصلے بڑھتے جا رہے تھے۔ اس نے بھی کتنا کچھ پیچھے چھوڑ دیا تھا کتنے زمانے کتنے حوالے کتنے رشتے۔

''میرے اللہ میرے ان اپنوں کے دل کو سکون سے بھر دے جن کو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں' ان کے دل کے کرب سمیٹ لے اور ان کو کسی بات کا کوئی دکھ نہ رہے۔'' جانے کیوں دل کی بے چینی بڑھنے لگی وہ پہلو پر پہلو بدلتا رہا مگر بے چینی بڑھتی گئی اس نے دھیان بٹانے کو خیالوں کا رخ بدلنا چاہا دانستہ آنکھیں میچ لیں اور تب ایک خیال نے تمام احساسات کو جیسے بدل دیا۔ بند آنکھوں کے پیچھے ایک چہرہ دکھائی دیا جس نے ہر سوچ کے معنی بدل دیے مگر جہانگیر نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں اور سر نفی میں ہلانے لگا۔

ٹرین میں موجود ہر فرد دعا مانگ رہا تھا۔ ٹرین سرپٹ دوڑتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی مگر ڈر تھا کہ ذہن سے جاتا نہ تھا بلوائیوں نے ایسا خوف پھیلا دیا تھا۔

''جب تک ٹرین ہندوستان کی حدود میں رہے گی تب تک دل کو ایک دھڑکا لگا رہے گا۔'' ہاجرہ اماں نے کہا۔

''یہ تو ہے ہاجرہ اماں دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے' بلوائیوں نے لوٹ مار ہی ایسی مچائی کہ دل سوچ کر بھی بیٹھا جاتا ہے اس وقت میں کوئی کسی کا اعتبار نہیں کر سکتا۔'' حلیمہ خالہ نے کہا تو تاج بیگم نے سر ہلایا۔

''سو تو ہے، ہر قدم پر گھات ہے مگر رکنے والے کہاں رکے ہیں' ان سازشوں کا اثر تو تب ہو جب آگے بڑھنے والے اپنے قدم روک لیں' ہجرت کرنے والوں کی تعداد کہاں کم ہوئی ہے' ان کے حوصلوں کو سازشیں کہاں پسپا کر پائی ہیں؟'' تاج بیگم نے کہا۔

''دادی جان آپ آنکھیں بند کیجیے تمام سفر آپ جاگتی رہی ہیں کہیں طبیعت ہی نہ بگڑ جائے۔'' فاطمہ بی بی نے تاج بیگم کا خیال کر کے کہا تب ہی ایک شور سنائی دیا تھا فوری طور پر تو کچھ سمجھ نہ آیا ٹرین فراٹے بھر رہی تھی پھر اچانک کیا افتاد ٹوٹ پڑی تھی۔ ہر کوئی حیران تھا ہاجرہ اماں نے کان لگا کر آواز کی سمت کو جانچا۔

''یہ آواز پیچھے کی بوگیوں سے آ رہی ہے۔ شاید ٹرین کی ان بوگیوں پر حملہ ہوا ہے۔'' درد سے بھری بے ہنگم چیخوں کو سنا۔

''یا اللہ خیر۔'' آوازوں سے لگ رہا تھا جیسے کوئی تیز دھار آلے سے وار کر رہا ہو چیخیں جیسے آسمان تک رسائی پانے کو تھیں۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

خسارہ

راشدہ رفعت

ہزار سجدے تو کر چکا ہوں
قضا تمہاری محبتوں میں
میں اب دکھاوے کا کوئی سجدہ
ادا کروں گا تو کیا کروں گا

سلمٰی آپا نے ساری زندگی شوہر کو جوتے کی نوک پر اور سسرال والوں کو ان کی اوقات میں رکھا تھا۔ ایسے میں میکے میں ہمیشہ ہی ان کی بہت واہ واہ ہوتی تھی۔ ان کی ماں دوسری بیٹیوں کو سلمٰی کی مثال دے کر سمجھاتیں کہ وہ بڑی بہن سے سبق سیکھتے ہوئے ان کی نقش قدم پر چلیں۔ سسرال والوں کے سامنے بکری کی طرح من من کریں۔

''اب ہر کوئی آپا کی طرح جی دار تھوڑی ہوتا ہے اماں۔'' سلمٰی سے چھوٹی عارفہ نے بہن کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سچ یہ ہی تھا کہ وہ بہن پر رشک تو کرسکتی تھی لیکن ان جیسا بن نہ پائی تھی۔ تیسرے نمبر والی شازیہ نے سلمٰی آپا کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش ضرور کی مگر منہ کی کھانا پڑی۔ شوہر نے اس کی مٹھی میں تو کیا سمانا تھا الٹا اسے ہی چوٹی سے پکڑ کر گھر سے نکال باہر کیا تھا۔ تین ماہ میکے کی دہلیز پر بیٹھنے کے بعد وہ شوہر سے معافی مانگنے کے بعد اس یقین دہانی پر سسرال لوٹی کہ آئندہ نہ تو شوہر سے زبان درازی کرے گی نہ سسرال والوں سے بدتہذیبی سے پیش آئے گی۔

''مردوں کی تو قوم ہی ٹیڑھی ہوتی ہے۔ یہ تو یونس بھائی بھلے مانس آدمی ہیں جو سلمٰی آپا کے رعب میں ہیں ورنہ ہر مرد یونس بھائی جیسا کہاں اور ہر عورت کا نصیب بھی سلمٰی آپا جیسا نہیں ہوتا۔'' شازیہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہتی۔

''تمہارے یونس بھائی بھی کچھ ایسے بھلے مانس نہیں۔ یاد نہیں شادی سے پہلے کتنے غصے والے مشہور تھے اور شادی کے شروع شروع کے دنوں میں مجھ پر بھی خوامخواہ کا رعب جمانے کی کوشش کی تھی یہ تو میں تھی جس نے دو مہینے کے اندر ہی ان کے سارے کس بل نکال کر اپنے ٹیڑھے سسرالیوں کو بھی تار کی طرح سیدھا کردیا تھا۔'' سلمٰی آپا چھوٹی دونوں بہنوں پر فخریہ نگاہیں ڈال کر انہیں مخاطب کرتیں۔

''اسی لیے تو آپ کی میکے میں دھوم ہے۔ سب آپ کی مثالیں دیتے ہیں اور آپ پر رشک کرتے ہیں۔ دبنگ بیوی اور نڈر بہو کے ایوارڈ کی آپ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اکیلی ہی حق دار ہیں۔ ہم جیسے تو مقابلے کی دوڑ سے ویسے ہی باہر ہیں۔'' شازیہ نے تسلیم کیا، عارفہ نے تائید کی اور سلمٰی آپا فخر سے گردن اکڑائے مسکراتی رہیں۔

سسرال والے تو ان سے ویسے ہی خائف رہتے تھے۔ ان کی زبان کی تیز طراری اور تیکھے تیوروں کی وجہ سے سسرال میں انہیں ناپسندیدگی کا جو سرٹیفکیٹ ملا تھا وہ اس سے واقف تو تھیں لیکن اس کی نہ تو انہیں پروا تھی نہ رتی بھر ملال۔ وہ اپنی راجدھانی کی آپ ملکہ تھیں۔ ہاں میں ہاں ملانے والا شوہر اور تین پیارے پیارے بچے جو ددھیال کی نسبت ننھیال سے زیادہ قریب تھے اور وہیں جانا پسند کرتے تھے منجھلی اور چھوٹی خالہ کے بچوں سے ان کی خوب بنتی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وقت کا کام ہے گزرنا سو گزرتا گیا۔ بچوں کا بچپن بیتا اور انہوں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا۔ سلمٰی اور ان کے دیور کے بچے بہت قابل تھے۔ یونس کی خواہش تھی کہ دونوں بیٹیوں کی شادی ان کے بھتیجوں سے ہو جائے لیکن یہ خواہش دل میں ہی رہ گئی کیونکہ ان کے بھائیوں نے بچوں کے رشتے طے کرتے وقت بھتیجوں کو قابل غور ہی نہ جانا۔

''ہماری لائبہ اور فرزین میں کس چیز کی کمی تھی۔ توفیق اور رضا دونوں نے ہی بیٹوں کے رشتے خاندان سے باہر طے کر دیے۔ میرے شانوں پر دھرا بھوج انہیں نظر ہی نہ آیا۔'' یونس دل گرفتہ تھے۔

''بس اب زیادہ افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں صرف تمہارے بھتیجے ہی ڈاکٹر، انجینئر نہیں اور بھی بہت قابل اور پڑھے لکھے لڑکے دنیا میں موجود ہیں۔ شازیہ کا سعد خیر سے پڑھ لکھ کر فارغ ہے بس اچھی نوکری کی تلاش میں ہے۔ لائبہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کا رشتا تو میں سعد سے ہی طے کروں گی۔ شازیہ تو ویسے بھی لائبہ کو بہت پیار کرتی ہے۔''

''شازیہ نے کبھی اس موضوع پر بات کی تم سے؟'' یونس نے فوراً پوچھا۔

''سعد کی جاب سے پہلے بات کرتی اچھی لگے گی کیا؟ سعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے پھر رشتے کی بات بھی کرلیں گے۔ جلدی کیا ہے دونوں بچے گھر کے ہیں۔'' سلمیٰ اس معاملے میں بے فکر تھیں۔ سعد بہت سلجھا ہوا لڑکا تھا۔ پڑھا لکھا اور خوب صورت بھی۔ بس اس کے برسر روزگار ہونے کا انتظار تھا اور پھر سعد کی کوششیں رنگ لائیں اور اس کو ایک بہت اچھے ادارے میں ملازمت مل گئی تھی۔ سلمیٰ آپا بھانجے کی ملازمت کی مبارک باد دینے میٹھائی کا ڈبا لیے اس کے گھر پہنچ گئی تھی۔

''ابھی ذرا دیر پہلے عارفہ خالہ بھی آئی ہیں۔ امی کے پاس بیڈروم میں ہیں۔ آپ چل کر بیٹھیں میں آپ لوگوں کے لیے گرم گرم پکوڑے اور چائے لے کر آتی ہوں۔'' حرا نے خالہ کو مسکرا کر مخاطب کیا۔

''ایک پلیٹ میں یہ مٹھائی بھی نکال لانا۔'' انہوں نے مٹھائی کا ڈبا بھانجی کو تھمایا اور شازیہ کے کمرے کا رخ کیا لیکن اس سے پیشتر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتیں دونوں بہنوں کی آوازوں نے ان کے قدم جکڑ لیے۔

''اب خیر سے سعد برسر روزگار ہو گیا ہے شازی۔ اب اس کی شادی وادی کا کیا پروگرام ہے؟'' عارفہ شازیہ سے مخاطب تھی۔

''آپ کو پہلے بتایا تو تھا میرا ارادہ اپنی نند کی بیٹی لینے کا ہے۔ بہت پیاری بچی ہے۔ پڑھی لکھی، خوب صورت، سگھڑ اور سلیقہ مند دبلی دبلی زبان میں لبنیٰ سے ذکر چھیڑا تھا اس نے بھی اشاروں کناروں میں ہی فوری رضا مندی دے دی تھی۔ ظاہر ہے بھتیجا اسے بھی پیارا ہے اور پھر میرے سعد میں کس چیز کی کمی ہے بس سعد کی نوکری کا انتظار تھا اب باقاعدہ رشتہ لے کر جاؤں گی پھر دھوم دھام سے منگنی کریں گے۔'' شازیہ اپنے پروگرام سے آگاہ کر رہی تھی۔

''ہاں لبنیٰ کی بیٹی ہے تو بہت پیاری لیکن ایک بات بتاؤں شازی سلمیٰ آپا کا خیال تھا کہ وہ لائبہ کا رشتہ سعد سے طے کریں گی۔ تمہیں آپا کے سامنے باتوں باتوں میں اپنا خیال ظاہر کر دینا چاہیے یوں اچانک سے سعد کا رشتہ پکا کر دوں گی تو بے چاری سلمیٰ آپا کو شاک لگے گا۔'' عارفہ نے چھوٹی بہن کو مشورہ دیا۔

''جانتی میں بھی ہوں عارفہ باجی کہ سلمیٰ آپا کے دل کی کیا خواہش ہے سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے لائبہ بھی کم پیاری نہیں۔ ظاہر ہے میری بھانجی ہے لیکن سلمیٰ آپا کا مزاج دیکھ کر بھانجی کو بہو بنانے کی ہمت نہیں۔ سلمیٰ آپا نے ساری زندگی نہ تو سسرال والوں سے خود بنا کر رکھی نہ ہی یونس بھائی کو ان کے گھر والوں سے زیادہ گھلنے ملنے دیا۔ ساری زندگی سلمیٰ آپا ہمیں نصیحت کرتی رہیں کہ شوہر کو کس طرح مٹھی میں کرنا چاہیے۔ بیٹی کی شادی کے بعد کیا یہ گر اپنی بیٹی کو نہ سکھائیں گی۔ نہ بابا نہ، سعد میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ میں اسے آپا کا داماد بنانے کا رسک نہیں لے سکتی۔ لبنیٰ ویسے تو میری نند ہے لیکن اس نے ساری عمر سسرال والوں سے بنا کر رکھی۔ اس کی ساس، نندیں فراخدلی سے اس کی تعریفیں کرتی ہیں۔ بچوں کی تربیت بھی اس نے اسی ڈھب پر کی ہے۔ مجھے اپنے سعد کے لیے لبنیٰ کی بیٹی سے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

موزوں اور کوئی نہیں لگتا۔'' شازیہ صاف گوئی سے بولی۔

''صحیح کہتی ہو۔ میرے دونوں بیٹے تو آپا کی بیٹیوں سے چھوٹے ہیں اگر ہم عمر ہوتے تب بھی میں آپا کے ہاں رشتہ کرنے سے پہلے سو بار سوچتی۔'' عارفہ نے بھی بہن کی ہاں میں ہاں ملائی۔ سلمٰی آپا سے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہوگیا تھا وہ وزنی قدم گھسیٹتی چپ چاپ واپس پلٹ گئی تھیں۔

''ارے خالہ آپ کہاں چل دیں؟ میں بس پکوڑے لا ہی رہی ہوں۔'' کچن سے حرا نے انہیں جاتے دیکھا تو فکرمندی سے پوچھا مگر انہوں نے شاید حرا کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

ساری عمر اپنی جی داری اور بہادری پر فخریہ انداز اپناتی رہی تھیں آج پتا چلا کہ متاعِ زیست میں خساروں کے سوا کچھ نہیں جب ان کی سگی بہنوں نے ان کی طرزِ عمل سے عبرت پکڑتے ہوئے ان کی بیٹی کو بہو بنانے کا سوچا تک نہیں تو اب جب دنیا والے لائبہ کو رشتے کی غرض سے دیکھنے آئیں گے تو کیا اپنے ساتھ پرکھ کا یہ ترازو نہ لائیں گے۔ اب انہوں نے فقط رب کے آگے گڑگڑا کر یہ دعا کرنا تھی کہ ان کا کیا ان کی اولاد کے آگے نہ آئے۔ پچھتاوے سمیٹ کر اندیشوں سے دھڑکتا دل لیے سلمٰی آپا بہن کے گھر کی چوکھٹ پار کر آئی تھیں۔

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں

ماہنامہ نئے اُفق کراچی

ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرِ سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے ہر کونے میں 600 روپے

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
6000 روپے

مڈل ایسٹ، ایشیائی، افریقہ، یورپ کے لیے
5000 روپے

رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ، منی آرڈر، منی گرام اور ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔ مقامی افراد

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0316-0128216

موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0300-8264242

رابطہ: طاہر احمد قریشی.....0300-8264242

نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز

81 چیئرمین بیرکس، ہائی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

فون نمبرز: +922-35620771/2

naeyufaq.com

Info@naeyufaq.com

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

www.naeyufaq.com

گورنمنٹ سے عشق کچھ حال

ندا حسنین

ہم وادیٔ برف کے مسافر ہیں
آگ سینوں میں جلا کر چلتے ہیں
ہم نہ یوسف ہیں نہ وہ زلیخا
پھر بھی اپنے دامن کو بچا کر چلتے ہیں

سرمئی شام برلن کی فضاؤں کو ٹھٹھرتا دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ چہار سو سفیدی ہی سفیدی تھی۔ سیاہ تارکول کی سڑک پر برف یوں جمی ہوئی تھی جیسے کپاس کی فصل تیار کھڑی ہو اور ان بریفیلی راہوں کی دونوں کناروں پر ایستادہ کھمبوں پر جھولتے اسٹریٹ لیمپس بھی برف کا گھونگھٹ اوڑھے ہوئے تھے ان کے گھونگھٹ کی آڑ سے چھنکتی سبز روشنی دلہن کی طرح شرما رہی تھی۔ گھروں کے مستطیل چھتوں پر جمی برف یوں پاؤں پسارے بیٹھی تھی جیسے پھسلنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔ رفتہ رفتہ شام کی کھلکھلاتی جوانی ڈھلتی ہوئی شب اندھیری بانہوں میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی مگر برلن کی معمولات زندگی میں چنداں برابر بھی فرق نہ آیا تھا۔ بھاری بھرکم مشینوں سے راستوں میں جمی ہوئی برف کو ہٹا دیا جاتا اور اگر کبھی کبھار یہ بھاری مشینیں دستیاب نہ ہو پاتیں تب لوگ اپنی مدد آپ کے تحت یہ ذمہ بھی خود اٹھاتے تھے۔ بریفیلی راہ داری باوجود برلن باسیوں کی زندگی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

وہ اپنے کمرے میں سرمئی رنگ کے کاؤچ پر پیر پھیلائے بیٹھی ہوئی تھی گائل فارمین کا ناول اس کی نگاہوں کا مرکز تھا۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اس ناول کی ورق گردانی میں مصروف تھی اس دور میں جب کتاب کسی گزرتے زمانے کا قصہ معلوم ہونے لگی تھی تب بھی وہ کتاب دوست واقع ہوئی تھی۔ آتش دان میں الاؤ دہک رہا تھا مگر اس کی گرمائش فی الوقت کمرے میں پھیلی خنکی کو دور کرنے میں ناکام تھی۔ تب ہی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اس نے چونکتے ہوئے دروازے کی جانب دیکھا اور بلند آواز میں کہا۔

''آجایئے ڈیڈ مجھے پتا ہے دروازے پر آپ ہی ہیں۔'' دروازہ کھلا اور احسان دانش مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے ان کے عقب میں علوینہ بھی موجود تھیں۔

''ہیلش میرا بچہ..... مجھے معلوم تھا کہ تم اس وقت اپنے کمرے میں کسی کتاب کو وقت دینے میں مصروف ہوگی۔'' وہ خوشگوار انداز میں کہتے ہوئے اس کے سامنے کاؤچ پر بیٹھ گئے۔ علوینہ بھی ان کے نزدیک بیٹھ گئیں۔

''ڈیڈ..... حقیقت یہ ہے کہ یہ کتابیں مجھے وقت دیتی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہیں' ویسے سب خیریت ہے ناں؟ آپ دونوں ایک ساتھ میرے کمرے میں..... یقیناً کوئی خاص بات ہوگی۔'' ایلش نے خوشوار حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

''بالکل ٹھیک سمجھیں تم ایلش' تمہارے ڈیڈ نے واقعی تم سے ایک خاص بات کرنی ہے۔'' علوینہ نے معنی خیز نگاہوں سے احسن دانش اور پھر ایلش کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''تو کہیے ڈیڈ۔ کیا خاص بات کرنی ہے۔'' وہ کتاب بند کرکے اپنی گود میں رکھتے ہوئے احسن دانش کی جانب مکمل طور پر متوجہ ہوئی۔

''بیٹا بات دراصل یہ ہے کہ پاکستان سے ہمارے گھر میں ایک خاص مہمان آرہا ہے۔ غالباً تمہاری ہی عمر کا ہے یا پھر چند سال ہی بڑا ہوگا اور اس مہمان کی آمد سے میں اور تمہاری مما بہت خوش اور پُرجوش ہیں کیونکہ زندگی میں پہلی مرتبہ میرے وطن سے کوئی مجھ سے ملنے آرہا ہے۔'' احسن دانش ٹھہرے ہوئے لہجے میں اپنی بات ایلشن تک پہنچا رہے تھے۔ ایلش کی سبز آنکھوں میں تحیر پھیل گیا۔

''حیرت انگیز بات ہے ڈیڈ کے پاکستان سے ہمارے یہاں کوئی آرہا ہے۔ ورنہ نہ ہم کبھی پاکستان گئے اور نہ ہی وہاں سے کوئی یہاں آیا۔'' ایلش اپنی حیرت کا اظہار کیے بنا نہ رہ سکی۔

''ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے شاید بچپن میں ایک آدھ مرتبہ میں تم لوگوں کو پاکستان لے کر گیا تھا۔ اس کے بعد تو جتنی بار بھی گیا ہوں میں اکیلے ہی گیا ہوں۔ خیر کچھ ماہ قبل جب میں وہاں گیا تھا تو تمہارے تایا کو یہاں آنے کی دعوت دے کر آیا تھا۔ بھائی صاحب تو کاروباری معاملات میں بے حد الجھے ہوئے ہیں۔ وہ تو نہیں آسکتے۔ ہاں البتہ انہوں نے میری دعوت قبول کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو یہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔'' احسان دانش نے ساری بات وضاحت کے ساتھ ایلشن کو سمجھائی۔

''اچھا تو یہ بات ہے۔ فائنلی میرے ڈیڈ کو اپنے

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

بھائی کی یاد بری طرح ستانے لگی تب ہی انہوں نے بڑی منت سماجت کے ساتھ اپنے بھتیجے کو برلن بلایا ہے۔'' ایلش نے چھیڑ خانی کے سے انداز میں احسان دانش کو تنگ کرتے ہوئے کہا۔

''میری جان! اپنوں کی یاد آنا کوئی بری بات تو نہیں۔ میرے والدین برلن میں ہی رہائش پذیر ہیں تو میری ملاقات ہوتی رہتی ہے مگر تمہارے ڈیڈ اب اکثر اپنے گھر والوں کو یاد کرتے ہیں اور اگر پہلی مرتبہ پاکستان سے کوئی مہمان احسان کی دعوت پر ہمارے یہاں آرہا ہے تو اس بات پر میں بہت خوش ہوں بالکل اپنے شوہر کی طرح۔'' علوینہ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے بے حد پُر اثر انداز میں احسان دانش کے ساتھ اپنے دل کا حال بھی بیان کیا۔

''اور جب آپ دونوں خوش ہیں تو سمجھیں آپ کی بیٹی بھی خوش ہے۔ اب کہیے میرے لائق کیا حکم ہے۔'' ایلش نے علوینہ کی بات پر ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''کچھ زیادہ نہیں میرے بچے بس اتنا کہ میرے بھتیجے کا خیال رکھنا۔ پردیس میں اسے اپنوں کے درمیان اجنبیت کا احساس نہ ہو۔ بھئی ہم دونوں کی کمپنی سے زیادہ اسے تمہاری کمپنی پسند آئے گی۔ ہم عمر جو ٹھہرے تم دونوں تو برلن کی سیر کرانے کی ذمہ داری بھی تمہاری ٹھہری۔'' احسان دانش نے فوراً ہدایات نامہ جاری کر ڈالا۔

''یہ سب تو ٹھیک ہے مگر یہ کیا کہ ساری مہمان نوازی اکیلے میں نے ہی نبھانی ہے۔ آپ لوگ کیا صرف ایک دوسرے کی کمپنی ہی انجوائے کرتے رہیں گے۔'' ایلش نے شوخی سے کہا۔ احسان دانش اور علوینہ اس کی بات پر بے اختیار ہنس دیئے۔

''دیکھا علوینہ کتنی تیز ہوگئی ہے۔ ہماری بیٹی۔'' احسان دانش نے بیٹی کی شرارت کو سمجھتے ہوئے علوینہ سے کہا۔

''تیز تو ہونا ہی تھا آخر بیٹی کس کی ہے۔'' علوینہ نے بھی مسکرا کر شوہر کی بات کی تائید کی پھر ایلش سے مخاطب ہوئیں۔

''بھئی شہزادی صاحبہ ہم دونوں میاں بیوی تو ہر دم ساتھ ہوں گے مگر آپ کیونکہ اپنی روٹین لائف میں بے حد مصروف رہتی ہیں اسی لیے شہزادی صاحبہ کی توجہ خاص درکار ہے۔'' علوینہ نے خاص جتاتے ہوئے انداز میں کہا تو ایلش ہنس دی۔

''اوہ مما پلیز آپ کا حکم سر آنکھوں پر میں مکمل طور پر میزبانی کے لیے تیار ہوں۔ آپ پلیز یہ اتنی گاڑھی اردو بولنا تو بند کریں۔ اچھا یہ بتائیں کب آرہے ہیں وہ موصوف اور نام کیا ہے جناب کا؟'' ایلش کو یاد آیا تو پوچھا۔

''عائز نام ہے اس کا بس چند دنوں میں آجائے گا وہ۔ چلو بیٹا تم اپنی کتاب کو وقت دو۔ ہم دونوں میاں بیوی تو جارہے ہیں چہل قدمی کے لیے۔'' احسان دانش اور علوینہ کے جانے کے بعد وہ بہت دیر تک ان دونوں کی گفتگو کے حوالے سے سوچتی رہی۔ ایک طویل عرصے بعد وہ اپنے ددھیالی خاندان کے کسی فرد سے ملاقات کرنے جارہی تھی۔ ننھیال تو اس کا یہیں آباد تھا۔ کچھ عرصہ قبل نانا نانی کے انتقال کے بعد اس کے دو ماموں ہی اس کا ننھیال رہ گیا تھا۔ بڑے ماموں تو دوسرے شہر میں آباد تھے۔ جب کہ چھوٹے ماموں اسی شہر کے دوسرے ٹاؤن میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی دونوں بیٹیوں سے ایلش کی کافی گہری دوستی بھی تھی۔ البتہ بڑے ماموں کی فیملی سے کسی تہوار پر ہی ملاقات ہو پاتی تھی۔

''جناب عائز..... جلد ملاقات ہوتی ہے آپ سے۔'' وہ زیر لب بڑبڑاتی ہوئی ایک بار پھر سے ناول کی جانب متوجہ ہوگئی تھی۔ آتش دان میں بھڑکتی آگ نے کمرے کو رفتہ رفتہ اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ شدید خنکی اب نرم گرم سی گرماہٹ میں تبدیل ہو کر اسے راحت پہنچا رہی تھی۔

کھڑکی کے اس پار سنہری اسٹریٹ کیمپس کی روشنی میں نظر آتی برف باری کسی قدیم رومانوی گیت کے اشعار گنگناتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور وہ ہر بات سے بے نیاز

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میا اور آدم کی داستان محبت میں قید ہوتی چلی گئی۔ تب ہی اس کا موبائل دھیمی سی بیپ کے ساتھ میز پر دھڑ دھڑایا تھا۔ ایلش نے چونک کر دیکھا۔ کم نے کوئی پیغام بھیجا تھا۔ وہ کتاب کو ایک ورگ رکھ کر موبائل پر کم کا پیغام پڑھنے لگی۔ اس کی سبز آنکھوں میں ایک الوہی چمک کوند رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ لیپ ٹاپ کی بدلتی اسکرین پر بڑے انہماک کے ساتھ نظریں جمائے اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس کی انگلیاں بڑی سرعت سے کی پیڈ پر حرکت کر رہی تھیں کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور کنور دانش کمرے میں داخل ہوئے۔

''بہت مصروف ہو بیٹا کام میں؟'' وہ اس کے سامنے موجود سیٹھی پر براجمان ہوئے۔

''آج کل کام کا کافی برڈن ہے۔ کئی پروجیکٹس جو بے حد توجہ طلب ہیں ان میں الجھا ہوا ہوں۔'' اس نے مصروف سے انداز میں انہیں دیکھ کر جواب دیا۔

''کام میں برکت ہونا تو اچھی بات ہے بیٹا۔ یہی تو دن ہیں محنت کے۔ اس عمر میں کی گئی محنت آگے جا کر تمہارے لیے پھل دار درخت کی صورت اختیار کر جائے گی۔'' انہیں اپنے خوبرو، ہونہار ذہین بیٹے پر فخر محسوس ہوا۔

''جبلکل صحیح کہہ رہے ہیں آپ اور مجھے یقین ہے کہ کوئی بے حد اہم بات ہے جس کی وجہ سے آپ اتنی لمبی تمہید باندھ رہے ہیں۔ بابا بے جھجک بولا کریں۔ بتائیں کیا بات ہے؟'' وہ اپنا کام وقتی طور پر چھوڑ کر کنور دانش کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے پوچھنے لگا۔

''کافی سمجھدار ہو گئے ہو برخوردار ویسے کچھ خاص بات تو نہیں بس یہی پوچھنا تھا کہ تیاری کر لی تم نے برلن جانے کی؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔

''نہیں..... ابھی نہیں کی تیاری ابھی دو دن ہیں جانے میں، کل رات میں اطمینان سے کر لوں گا۔'' عائز نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی ذہانت سے بھرپور آنکھیں کنور دانش کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ ان کے چہرے پر بکھری الجھن بھری لکیریں وہ بآسانی پڑھ سکتا تھا۔

''کیا بات ہے بابا آپ کس فکر میں خود کو ہلکان کیے ہوئے ہیں؟'' اس نے پوچھا۔

''کچھ خاص نہیں مگر ایک بات پریشان کر رہی ہے۔''

''تو پھر کہیے کیا بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے۔''

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ احسان نے تمہیں اتنے اصرار سے برلن کیوں بلوایا ہے۔'' کنور دانش پُرسوچ انداز میں گویا ہوئے۔

''کیا مطلب؟'' عائز نے ناسمجھی سے سوال کیا۔

''میرا مطلب یہ ہے عائز کہ احسان کی فطرت میں خود غرضی کا رنگ ہمیشہ سے غالب رہا ہے ابا جی کی خواہش کے برخلاف وہ ہم سب کو چھوڑ کر پردیس چلا گیا۔ جہاں اس نے اپنی مرضی سے شادی کی۔ چند ایک بار اپنی بیوی اور بیٹی کو لے کر آیا اور پھر خود بھی آنا چھوڑ دیا۔ کبھی آیا بھی تو اپنے مقاصد کی خاطر، کچھ عرصے قبل جب وہ یہاں آیا تھا تو اس کا مقصد اس کے ارادے کچھ اور تھے۔'' کنور دانش کہتے ہوئے لمحہ بھر کو چپ ہوئے۔

''کیا تھے ان کے ارادے..... انہوں نے آپ سے کوئی بات کی تھی کیا؟'' عائز نے تجسس سے مجبور ہو کر فوراً سوال کیا۔

''ہاں..... اس نے اشارتاً ڈھکے چھپے لفظوں میں اپنی بیٹی کے رشتے کے سلسلے میں بات کی تھی مگر میں نے اس وقت کوئی خاص جواب نہ دیا تھا۔''

''تو کیا آپ کے خیال میں وہ اپنی بیٹی جو پاکستان بھی محض چند ایک بار آئی ہے اس کی شادی یہاں کروانا چاہتے ہیں۔'' عائز حیران ہوا۔

''اس حوالے سے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اتنا سمجھ گیا ہوں کہ وہ تمہیں برلن اسی سلسلے میں بلا رہا ہے مگر بیٹا میری بات یاد رکھنا بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ جو شخص وطن سے خود ساختہ دوری اختیار رکھتا ہے اس زمین کی مٹی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اسے پکارنا چھوڑ دیتی ہے۔ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرنا' پردیس کی چکا چوند میں بھٹک نہ جانا کہ جس سے میں تم سے ناراض ہوجائے۔'' انہوں نے کسی غیر مرئی نکتے کو گھورتے ہوئے کہا۔ عائزان کی بات پر مسکرادیا۔

''بابا آپ کو مجھ پر یقین رکھنا چاہیے۔ میں ایسا کوئی فیصلہ نہیں کروں گا' جس سے آپ کے دل کو دکھ پہنچے۔'' اس نے ان کا ہاتھ تھام کر اپنا یقین دلایا۔

''تم پر یقین ہے مجھے' کام کی مصروفیت ختم ہو تو اپنا واٹس ایپ چیک کرلینا۔'' وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر تاکید کرکے کمرے سے چلے گئے۔ عائزان کی باتوں کو بھلا کر ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ کافی دیر بعد جب کام سے فراغت ملی تو یاد آنے پر اس نے اپنا موبائل چیک کیا۔ واٹس ایپ پر کنور دانش کی جانب سے ایک تصویر موصول ہوئی تھی۔

وہ جو بھی تھی بے انتہا حسین لڑکی تھی۔ اس کا حسن مشرق و مغرب کا حسین امتزاج تھا۔ وہ نہ تو مصور تھا نہ ہی کوئی شاعر جو اس کی شان میں وشاہکار تخلیق کرتا قصیدے پڑھتا' وہ تو بس ایک سوفٹ ویئر انجینئر تھا جسے کچھ عرصے قبل ہی ایک دوست کے ساتھ شراکت داری پر سوفٹ ویئر کمپنی کا آغاز کیا تھا۔ وہ بے اختیار بناء پلکیں جھپکے اس حسین مجسمے کو مبہوت سے دیکھتا رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک بے اختیار کے عالم میں اس تصور کو دیکھتا رہا۔ سحر ٹوٹا تو کئی خیالات وسوالات اس کے ذہن میں دھمال ڈالنے لگے۔

''اگر بابا کا خدشا صحیح نکلا تو اسے کیا فیصلہ کرنا چاہیے؟'' ایک سوچ سوال بن کر اسے الجھانے لگی۔ کنور دانش کا الجھا ہوا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ وہ کیوں پریشان تھے وہ بخوبی سمجھتا تھا۔ ان کے دل میں خوف بیٹھ چکا تھا کہ کہیں احسان دانش ان کے لخت جگر کو اپنے جیسا پردیسی نہ بناڈالیں۔ وہ دادا جان کی طرح اسے یاد کرکے بیمار نہیں ہونا چاہتے تھے۔ دوسری جانب وہ اس کی ترقی و کامیابی اور خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بھی نہیں بننا چاہتے تھے۔ وہ اپنے باپ کے اندیشوں کو بہت اچھی طرح جانتا اور سمجھتا تھا۔ ان کی پُرخلوص محبت پر اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ دفعتاً اسکائپ پر آئی ایک انتہائی اہم ویڈیو کال نے اسے اپنی جانب متوجہ کرلیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

دانش صاحب اپنی جوانی محنت' مشقت میں صرف کرکے اپنے کاروبار کو جمانے میں کامیاب ٹھہرے تھے۔ ان کی زوجہ بڑی بیٹی سمیرا کی شادی کی ذمہ داری نبھا کر دنیاوی سفر میں داغ مفارقت دے گئی تھیں۔ کنور اور احسان ہی میں اب ان کی دنیا بستی تھی۔ کنور دانش صاحب کی نیک ترین اولاد تھے۔ نہایت فرماں بردار ذہین اور محنتی باپ کا دایاں بازو بن کر انہوں نے کاروبار کو سنبھالا مگر دانش صاحب کی جان اپنے چھوٹے بیٹے احسان میں تھی۔ احسان اپنے بہن بھائیوں سے فطرتاً بے حد مختلف واقع ہوا تھا۔ بے حد ذہین اور خوبرو ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ضدی اور خود غرض بھی تھا۔ باپ کے لاڈ پیار کا احسان نے ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھایا۔ کنور کی شادی ہونے کے بعد احسان ملک سے باہر جانے کی ضد کرنے لگے۔ وہ اس خاندانی کاروبار کا حصہ نہیں بننا چاہتے تھے اور اپنے روشن مستقبل کی خاطر ملک سے باہر جانے کی خواہش مند تھے۔ ان کی یہ ضد پوری کرنا دانش صاحب کے اختیار سے باہر تھا۔ وہ احسان سے دور نہیں رہ سکتے تھے مگر مجبوراً انہیں بیٹے کی ضد کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔ خاندانی کاروبار سے اپنا حصہ لے کر بالآخر وہ جرمنی سدھار گئے تھے۔

جرمنی میں انہوں نے تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود ہر وہ کام کیا جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے کرنا ڈوب مرنے کے مترادف تھا۔ پردیس میں گزارا آسان نہ تھا۔ دن رات ایک کرکے جان مارنی پڑ رہی تھی۔ تب جاکر کچھ گزارا اور بچت ہو پائی۔ ان دنوں وہ ایک سپر اسٹور میں ملازمت کررہے تھے جب ان کی علوینہ فاروق سے ملاقات ہوئی۔ علوینہ اکثر اس اسٹور میں گروسری کے غرض

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سے آتی تھیں۔ علوینہ کی خوب صورتی نے اگر احسان کے دل پر اثر کیا تھا تو ان کی جاذب نظر شخصیت نے بھی علوینہ کو حد درجہ متاثر کر دیا تھا۔ دونوں کے درمیان ہونے والی معمولی گفتگو بہت جلد دوستی میں بدل گئی اور پھر یہ دوستی رفتہ رفتہ محبت کے روپ میں ڈھل گئی تھی۔ علوینہ نے اپنے والد فاروق صاحب سے احسان کی ملاقات کروائی۔ ذہین' خوبرو اور آگے بڑھنے کے جذبے سے سرشار' تعلیم یافتہ' احسان انہیں علوینہ کے لیے بے حد پسند آیا۔ احسان کا رشتہ علوینہ کی خواہش پر جلد قبول کر لیا گیا۔ احسان نے شادی ہو جانے کے بعد دانش صاحب کو اپنے رشتۂ ازدواج سے منسلک ہونے کی خبر سنائی۔ دانش صاحب کو شدید رنج پہنچا۔ زندگی میں پہلی بار وہ احسان سے شدید خفا ہوئے اور زندگی میں پہلی بار احسان کو اپنی زیادتی کا ادراک ہوا' جس کا ازالہ کرنے کے لیے وہ علوینہ کو پاکستان اپنے گھر والوں سے ملوانے کے لیے لائے تھے۔ علوینہ فطرتاً خوش مزاج اور سلجھی ہوئی تھیں۔ دانش صاحب' سمیرا' کنور اور زلیخہ' علوینہ سے مل کر بے حد خوش ہوئے تھے۔ دانش صاحب کی بیٹے سے ناراضگی بھی دور ہو گئی تھی۔

وہ بہ مشکل ایک ہفتہ پاکستان میں رہے تھے مگر ان مختصر دنوں میں بھی علوینہ کی ننھے عائز سے اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ گول مٹول' ذہین' روشن آنکھوں والا عائز' علوینہ کے ساتھ ساتھ احسان کو بھی بہت پیارا لگا تھا۔ وہاں سے واپس برلن لوٹے تو علوینہ بھی امید سے ہو گئی تھیں۔ علیشاہ کی پیدائش نے احسان اور علوینہ دونوں کی دنیا مکمل کر دی تھی۔ علیشاہ' احسان اور علوینہ دونوں کی خوب صورتی کا حسین امتزاج تھی۔ ہلکے بھورے گھنے بال' سبز آنکھیں اور گلابی رنگت اور اس کی من موہنی باتیں ان دونوں کی بھرپور توجہ کا مرکز تھیں' احسان علیشاہ کو پیار سے ایلش پکارتے تھے اور یونہی وہ علیشاہ سے ایلش بن گئی۔ ایلش تھوڑی بڑی ہوئی تو علوینہ نے اسے فاروق صاحب کے حوالے کر کے ملازمت شروع کر دی۔ ان دونوں میاں بیوی کی انتھک محنت ہی تھی جو آج وہ ایک کامیاب پاکستانی ریسٹورانٹ کے مالک تھے اور اب احسان صاحب کو ایلش کی شادی کی فکر ستانے لگی تھی۔ وہ برلن کے آزادانہ زندگی سے اب خائف رہنے لگے تھے۔ کوئی رشتہ دار تو یہاں موجود نہیں تھا۔ دوست احباب اور ایلش کا ننھیال ہی آباد تھا۔ فاروق صاحب کے انتقال کے بعد علوینہ کے اپنے چھوٹے بھائی سے مراسم تھے مگر ان کی بھی دو بیٹیاں تھیں' جب کہ علوینہ کے بڑے بھائی کے دونوں بیٹے شادی شدہ تھے۔

کچھ ماہ قبل دانش صاحب کی شدید طبیعت خرابی کے باعث مجبوراً انہیں پاکستان جانا پڑا تھا اور وہاں ان کی ملاقات عائز سے ہوئی اور انہیں گوہر مقصود مل گیا تھا۔ عائز انہیں بالکل اپنے جیسا لگا تھا۔ بے حد ذہین' خوبرو' جاذب نظر' نئی راہوں کو چن کر کامیابی سے اپنی منزل کی جانب بڑھنے کا شوق و شعور رکھنے والا۔ اس نے بھی خاندانی کاروبار سے ہٹ کر اپنے لیے نیا سیٹ اپ بنایا تھا۔ عائز سے ان کی کافی اچھی گفتگو رہی تھی۔ وہ اسے اچھی طرح جانچ اور پرکھ چکے تھے اور پُریقین ہو گئے تھے کہ عائز سے بہتر ایلش کے لیے کوئی اور شخص ہو ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنے خیال کا اظہار بڑے بھائی کنور دانش سے بھی کر ڈالا تھا۔ جرمنی واپس لوٹتے وقت انہوں نے عائز کو کئی بار برلن آنے کی دعوت دی تھی۔ صرف یہی نہیں وہ برلن پہنچ کر بھی عائز سے رابطے میں رہے تھے اور بار بار اس کو اس کے کاروبار کا حوالہ دیتے ہوئے برلن آنے کی دعوت دیتے رہے اور پھر ایک دن عائز نے انہیں برلن آمد کا مژدہ سنایا۔ وہ بے حد خوش ہوئے اور اپنے ارادوں سے علوینہ کو بھی آگاہ کر گئے تھے۔ علوینہ کو بھی ان کے اس فیصلے سے کوئی اعتراض نہ تھا۔ وہ خود عائز سے ملاقات کے لیے مشتاق تھیں۔ اب مسئلہ سارا ایلش کا تھا۔ احسان اور علوینہ کی خواہش تھی کہ عائز اور ایلش ایک ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں اور ایک دوسرے کو پسند کر لیں۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint

"ایلش....." وہ یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکل رہی تھی کہ اچانک پکار پر چونک کر پلٹی تو کم کھڑا تھا۔ اس کی کلاس کا سب سے ذہین اور خوبرو لڑکا' جس کی شخصیت سے لڑکیاں متاثر تھیں۔ کچھ دن قبل ہی ان دونوں میں دوستی کی شروعات ہوئی تھی۔

"تم میرا انتظار کیے بناء ہی اپنے گھر کے لیے چل پڑیں۔" اس نے نزدیک آ کر شکوہ کیا تھا۔ اس کے بھورے بال برفیلی ہواؤں نے ماتھے پر بکھیر رکھے تھے۔ اس کی آنکھوں میں ایلش کو ایک انوکھی چمک دمکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ ایلش اس کے شکوے پر مسکراتے ہوئے وضاحت دینے لگی۔

"تم' میگ اور سارا سے گفتگو میں مصروف تھے میں سمجھی تمہارا آج ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں۔"

"اوہ ہاں..... دراصل آج شام آرنلڈ کے نائٹ کلب شو میں جانے کا ارادہ ہے ہمارا۔ تم تو جانتی ہو کہ آنلڈ گیز نڈ برونن کا ابھرتا ہوا گلوکار ہے۔ اس کے گانے ذہن کو تروتازہ کر دیتے ہیں۔ سارا اور میگ تو جانے کے لیے تیار ہیں۔ کیا تم چلو گی میرے ساتھ ایلش؟" وہ اس کے قدم سے قدم ملا کر چلتا ہوا کافی دلچسپی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اس کا خوب صورت لہجہ اور دھیمی آواز ایلش کو ہمیشہ کی طرح مرعوب کر گیا اور خواہش نہ ہونے کے باوجود وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"میں نے آرنلڈ کو کبھی سنا نہیں مگر تم اتنی تعریف کر رہے ہو تو میرے خیال سے آج آرنلڈ کو بھی سن ہی لینا چاہیے۔"

"اوہ..... واقعی تم نہیں جانتی' تمہارے اقرار نے مجھے بے حد خوش کر ڈالا۔ تھینک یو سو مچ ایلش مجھے یقین ہے آج کی رات بہت دلکش ثابت ہونے والی ہے۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ کو بے حد انجوائے کرنے والے ہیں۔" اس نے مسرور سے انداز میں کہا۔

"یقیناً مجھے بھی یہی امید ہے۔" ایلش بھی بھرپور انداز میں مسکرائی۔

"تمہیں پتا ہے کہ میں نے تم سے دوستی کیوں کی؟" اس کی بات پہ ایلش بے ساختہ نفی میں سر ہلا گئی۔ البتہ وہ کم کے اس غیر متوقع سوال کا جواب جاننے میں گہری دلچسپی رکھتی تھی۔

"کیونکہ تم دوسری لڑکیوں سے مختلف ہو۔" اس نے ایلش کے چہرے پر نظریں جمائے کہا۔ ایلش بے اختیار ہنس دی۔ اس کے یوں ہنسنے پر وہ اس کو تعجب خیز نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"تم ہنس کیوں رہی ہو۔ کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے؟" وہ منہ پھلائے خفگی سے بولا۔

"نہیں..... ایسی بات نہیں مگر میں سمجھی تم کچھ اور کہو گے۔ یہ جملہ تو یہاں روز ہی بڑی فراوانی کے ساتھ کسی نا کسی سے کہا جاتا ہے۔" ایلش نے اسے پُرسوچ نگاہوں سے گھورتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"اوہ..... یقیناً میں نے تمہاری انفرادیت بتانے کے لیے صحیح لفظوں کا چناؤ نہیں کیا۔" وہ خجل سا سر کھجانے لگا۔

"یقیناً....." ایلش بھی جواباً شوخی سے مسکرائی۔

"تم مختلف لڑکی ہو ایلش۔ اس دنیا کی ہو کر بھی تم اس دنیا کی نہیں لگتیں۔ کسی قدیم زمانے کی لگتی ہو۔" وہ اب کھل کر اس کی شخصیت کو سراہ رہا تھا۔

"اچھا۔" وہ بے نیازی سے کم کی بات کو ہوا میں اڑا گئی۔

"ویسے ماننا پڑے گا' تمہیں لوگوں کو لاجواب کرنے کا ہنر آتا ہے۔" اس کی تعریف پر وہ قہقہہ لگاتا ہنس دیا۔

"میرا گھر آ گیا ہے۔ البتہ تمہارا سفر باقی ہے ابھی۔" ایلش نے اپنے گھر کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آج شام سات بجے تک تیار رہنا' میں تمہیں لینے آؤں گا۔" کم نے اسے یاد دہانی کرائی اور الوداع کہہ کر اپنی راہ کو چل دیا۔ ایلش کے گھر سے اس کا گھر بس کچھ ہی فاصلے پر تھا۔ ایلش کچھ دیر تک کھڑی مسکراتے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہوئے اس کی پشت کو دیکھتی رہی اور پھر وہ گھر میں مما کے رخسار پر بوسہ دیتی داخل ہوئی۔

❁.....❁.....❁

''کیسی لگی تمہیں علیشاہ؟'' کنور دانش نے ناشتے کی میز پر اس سے دریافت کیا۔

''جیسی لگنی چاہیے۔'' عائز نے بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کنور دانش کے ہونٹوں پر ایک محظوظ ہوتی ہوئی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تو پھر ارادے کیا ہیں برخوردار؟'' وہ جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے استفسار کرنے لگے۔

''بہت نیک..... کل شام میں میری روانگی ہے جرمنی کے لیے۔'' وہ ناشتہ کر چکا تھا اور ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بتانے لگا۔

''گڈ..... مگر ایک بات یاد رکھنا عائز۔ اپنی پہچان کبھی نہ بھولنا۔ بھلے وہ نگری کتنی ہی ہوشربا یا پرکشش کیوں نہ ہو اپنی بنیاد یاد رکھنا۔'' وہ بااصول، دور اندیش، سمجھدار انسان تھے۔ اپنی دانست میں بہت کچھ اسے اشارتاً سمجھا چکے تھے۔ اپنی بات مکمل کر کے وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے آفس کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔

❁.....❁.....❁

کم اسے ٹھیک مقررہ وقت پر لینے آیا تھا۔ وہ رائل بلیو سوٹ میں ملبوس انتہائی خوب صورت لگ رہی تھی۔

''میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ تم سے زیادہ میں نے حسین لڑکی اب تک نہیں دیکھی۔'' کم نے اپنی کار کا اگلا دروازہ کھولتے ہوئے سراہتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جھینپتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ وہ پہلی بار یوں کسی کے ساتھ میوزیکل شو میں شرکت کے لیے جا رہی تھی۔

''میگ اور سارا ہمارے ساتھ نہیں آ رہے؟'' ایلش نے پچھلی نشستوں کو خالی پا کر دریافت کیا۔

''وہ دونوں تو پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور وہاں ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔'' کم نے اسے بتاتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔ احسان دانش دروازے پہ کھڑے گاڑی کو نظروں سے دور جاتا دیکھتے رہے۔

''اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں آپ۔ ایلش پہلی بار تو اپنے دوستوں کے ہمراہ نہیں جا رہی۔'' علوینہ نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن پہلی بار کسی لڑکے کے ساتھ تو جا رہی ہے ناں۔'' احسان دانش جتاتے ہوئے لہجے میں بولے۔

''احسان آپ کی پریشانی بے وجہ ہے۔ آپ کو اپنی بیٹی پر اعتبار نہیں کیا؟ وہ لڑکا محض اس کا دوست بھی ہو سکتا ہے۔'' علوینہ ان کو سمجھانے لگیں۔

''علوینہ میں اپنی ایلش پر اعتبار کر سکتا ہوں مگر زمانے پر نہیں۔ خیر تم یہ بتاؤ عائز کے لیے کمرہ سیٹ کروا دیا۔'' انہوں نے اندر کی طرف بڑھتے علوینہ سے سوال کیا۔

''نہیں احسان، آج نہیں ہو سکا یہ کام۔ ایلش آج بہت مصروف تھی میں اسے کہہ نہ سکی۔'' علوینہ نے دھیرے سے جواب دیا۔

''اچھا پھر کل ضرور کروا لینا۔ پرسوں تک عائز پہنچ جائے گا۔'' وہ انہیں مطلع کرتے ہوئے اپنے کمرے طرف بڑھ گئے تھے۔

❁.....❁.....❁

آرنلڈ کی گلوکاری نے اسے ذرا بھی متاثر نہ کیا تھا۔ بہت جلد وہ بے زار ہو گئی تھی پر کم اور اس کے دوست جھوم رہ تھے۔ میگ اور سارا تو اپنے ہوش و حواس میں بھی نہیں لگ رہے تھے اور کم کئی بار بہکے بہکے انداز میں اس کے قریب ہوا تھا مگر وہ کئی بار غیر محسوس انداز میں اس سے دور ہو گئی تھی۔

''یہ لو ڈیئر..... اس کا لطف اس شو کا مزہ مزید دوبالا کر دے گا۔'' کم اسے جام کا سامنے گلاس پیش کرتے ہوئے بولا۔

''نہیں کم..... میں اس کی عادی نہیں۔ میں یہ سب پسند بھی نہیں کرتی۔'' اسے کم کی حرکت پر سخت غصہ آیا تھا پر

Waqar Azeem Pakistanipoint.com

وہ خود پر ضبط کرگئی تھی۔

''اوہ کم آن سویٹ ہارٹ۔ اس کو کون انکار کرتا ہے۔ آج پہلی بار پی کر تو دیکھو۔ میرے اصرار پر میری ہمراہی میں۔'' کم بہکے ہوئے انداز میں گلاس اس کے لبوں سے لگانے لگا۔

''کم پلیز' بی ہیو یور سیلف..... مجھے نہیں پینا یہ بے ہودہ مشروب۔'' وہ شدید غصے میں گلاس کو ہاتھ سے جھٹکتے ہوئے غرائی۔ کم نے اس کی اس حرکت پر ناگواری سے دیکھا اور اس کی کلائی مضبوطی سے تھام کر کھینچتا ہوا ایک کونے میں لے آیا۔

''کم میرا ہاتھ چھوڑو۔ تم پاگل ہوگئے ہو کیا' ہوش میں آؤ۔ تمہیں خبر نہیں تم کیا کر رہے ہو.....؟'' ایلش غصے سے اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے چھڑانے کی کوشش میں بولی۔

''کیا تمہیں نہیں پتا کیا کر رہا ہوں۔'' وہ ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا عجیب سے لہجے میں غرایا۔ ایلش اس غیر متوقع جھٹکے کی وجہ سے قریبی دیوار سے ٹکرائی اور اگلے ہی پل کم اس کے بے حد نزدیک آ کھڑا ہوا تھا۔

''تم اپنے حواسوں میں نہیں ہو۔ کیا تم پاگل ہوگئے ہو؟'' وہ خوف سے اس کو دیکھتے کہنے لگی تو کم نے اس کے دونوں اطراف دیوار پر اپنی ہتھیلی جما دی۔

''یہاں کوئی بھی حواس میں نہیں ہے ایلش۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو۔ سب ایک دوسرے میں گم ہیں ایک دوسرے کی بانہوں میں جھومتے ہوئے سرشار ہیں۔'' کم اس کے بے حد قریب تھا۔ ایلش کو اس سے گھبراہٹ محسوس ہونے لگی۔ وہ بدحواس سی اپنے چاروں اطراف نگاہ دوڑانے لگی۔ کم ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہاں ہر کوئی جوڑے کی شکل میں ایک دوسرے میں گم تھا۔ کم کی گرم سانسیں ایلش کے چہرے کے نقوش کو گرمانے لگیں۔ اس نے پوری قوت سے کم کو پیچھے کی جانب دھکیلا اور خود کو اس کے حصار سے آزاد کیا اور وہاں سے بھاگ نکلی۔ باہر سرد ہوائیں اس کو تھپکائے دے رہی تھیں' اس کا رستہ روک رہی تھیں پر وہ ان کا مقابلہ کرتی ہوئی مسلسل بھاگ رہی تھی' اس کو ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ کم اس طرح کی کوئی حرکت کرے گا اگر ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو یقیناً وہ یہاں نہ آتی۔ پر اس سے غلطی ہوگئی تھی اور اب اس کو یہ ہی خوف تھا کہ کہیں وہ اس کا پیچھا نہ کر رہا ہو اس لیے مسلسل بھاگ رہی تھی۔

گھر کے دروازے پر رک کر ایلش نے پہلے اپنا سانس بحال کیا اور پیچھے مڑ کر دیکھنے پر یقین کرلیا تھا کہ کم اس کے پیچھے نہیں آ رہا۔ اگر وہ اس ہی طرح اندر جاتی تو یقیناً ہزاروں سوال ہوتے اور اس کے لیے جواب دینا مشکل ہوجاتا۔ اس لیے سنبھل کر اس نے ڈور بیل بجائی تھی۔

''ایلش میری جان۔'' علوینہ نے دروازہ کھولتے اس کے رخسار پر پیار سے بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ پھر نگاہیں اس کے عقب میں چاروں اطراف دوڑائیں۔ باہر کسی کو نہ پا کر وہ حیران ہوئیں۔

''تم اکیلی آئی ہو ایلش' تمہارے دوست کہاں ہیں؟''

''وہ لوگ مجھے ڈراپ کر کے چلے گئے مما۔'' اس نے مسکرا کر جواب دیا اور دروازہ بند کر کے علوینہ کے ساتھ اندر آ گئی۔

''ڈیڈ سو گئے ہیں؟'' اس نے احسان دانش کے بابت دریافت کیا۔

''ہاں کچھ دیر پہلے ہی آرام کرنے گئے ہیں۔ کافی دیر تک تمہارا انتظار کرتے رہے۔'' علوینہ نے اسے بتایا۔ وہ دونوں وہیں لاؤنج میں بیٹھ گئیں۔

''آپ میری وجہ سے جاگ رہی تھیں؟'' اس نے علوینہ کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھ کر دریافت کیا۔

''ہاں..... ایلش تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں؟'' علوینہ نے جھجکتے ہوئے کہا تو ایلش حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔

''مما..... جو پوچھنا ہے پوچھیں۔''

''تمہارے ڈیڈ نے آج تمہیں کسی لڑکے کے ساتھ باہر جاتے دیکھا تھا۔ وہ تب سے اس الجھن میں گرفتار

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہیں کہ کہیں تم اس لڑکے میں کسی طرح کی دلچسپی تو نہیں رکھتیں۔" انہوں نے کچھ توقف کے بعد پوچھا۔ ایلش چند لمحوں کے لیے خاموش سی رہی پھر مسکراتے ہوئے بولی۔

"مما وہ بس ایک عام سا دوست ہے۔ اتنا اہم بالکل بھی نہیں کہ آپ لوگوں کو فکر مند ہونے کی ضرورت پڑے۔"

"میں جانتی تھی۔ بس یقین کرنا چاہتی تھی۔" علوینہ اس کے رخسار تھپتھپاتے ہوئے بولیں۔

"ایک بات اور کرنی تھی تم سے ایلش۔"

"آپ کا انداز بتا رہا ہے کہ بہت اہم بات ہے مگر اتنی شش و پنج میں کیوں مبتلا ہیں آپ جو بات ہے وہ کھل کر کہیں مما۔" ایلش نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"ایلش دراصل عائز یہاں ایک خاص مقصد کے تحت آرہا ہے بلکہ اگر یہ کہوں کہ اسے خاص مقصد کے تحت تمہارے ڈیڈ نے یہاں بلوایا ہے تو زیادہ بہتر رہے گا۔"

علوینہ اتنا کہہ کر ایلش کے تاثرات دیکھنے لگیں۔

"کس خاص مقصد کے تحت مما؟"

"تم سے شادی کے سلسلے میں۔ پچھلی بار جب احسان پاکستان گئے تھے تو انہیں عائز تمہارے لیے بے حد پسند آیا تھا۔ انہوں نے تب ہی اس کو برلن آنے کی دعوت دی تھی۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد وہ شدت سے عائز کی برلن آمد کے منتظر تھے پر جب وہ نہ آیا تو انہوں نے پھر کال پر بے حد اصرار کر کے اسے بلوایا ہے۔" علوینہ بتاتے ہوئے چپ ہو گئیں۔

"مگر اتنا اصرار کر کے عائز کو یہاں بلوانے کی کیا وجہ ہے؟" ان کے خاموش ہونے پر ایلش نے حیرانگی سے سوال کیا۔

"عائز یہاں آئے گا تو ہمارے ساتھ کچھ دن گزارے گا تو ہمیں اس کی فطرت، عادت و اطوار کے حوالے سے علم ہوگا اور سب سے بڑی وجہ یہ کہ تم اور عائز ایک دوسرے کو جان لو، سمجھ لو تاکہ پھر ہم تم دونوں کی شادی کے حوالے سے کوئی بات کر سکیں۔" علوینہ نے اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ..... یعنی ڈیڈ اس معاملے میں بے حد سنجیدہ ہیں۔ تب ہی انہوں نے ہر معاملے، ہر مرحلے کو اچھی طرح سوچ رکھا ہے۔" ایلش ہنستے ہوئے بولی۔ اسے ہنستا مسکراتا دیکھ کر علوینہ بھی مسکرا دیں اور پھر کہا۔

"تمہاری سوچ سے بھی زیادہ سنجیدہ ہیں احسان تمہاری شادی کے معاملے میں۔"

"اگر مجھے عائز پسند نہیں آیا تو پھر کیا کریں گے آپ لوگ۔ اس نکتہ نظر سے بھی کچھ سوچا ہے آپ لوگوں نے؟" ایلش نے علوینہ کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل سوچا ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ عائز تمہیں ضرور پسند آئے گا۔ اس کی شخصیت ہی ایسی ہے کہ بندہ مرعوب ہو جائے۔" علوینہ نے مسکرا کر اسے یقین دلانا چاہا۔

"مما..... صرف شخصیت ہی نہیں، انسان کی سوچ اور فطرت بھی بہت معنی رکھتی ہے۔ کسی بھی شخص سے زندگی بھر کا رشتہ بنانے کے لیے اسے جاننا سمجھنا بہت ضروری ہے، نہ کہ صرف ظاہری شخصیت سے متاثر ہونا۔" ایلش نے آج ہی زندگی سے یہ سبق سیکھا تھا اور عمر بھر کے لیے ذہن نشین کر لیا تھا۔

"تم اپنی جگہ درست ہو بے فکر رہو ایلش، تم سے زبردستی فیصلہ نہیں کروایا جائے گا۔ تم عائز کو جس طرح سے آزمانا چاہتی ہو۔ تمہیں اجازت ہے۔ احسان نے اسی مقصد کے تحت عائز کو یہاں بلوایا ہے۔" علوینہ نے کہا۔

"کیا وہ جانتا ہے کہ اسے کس مقصد سے یہاں بلوایا گیا ہے؟" ایلش نے سوچتے ہوئے سوال کیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے، غالباً اسے ابھی علم نہیں۔" علوینہ نے پُرسوچ انداز میں جواب دیا اور اس کو کل گیسٹ روم سیٹ کرنے کی ہدایت دے کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''تو مسٹر عائز' آپ کو کس طرح پرکھنا ہے یہ سوچنا پڑے گا۔'' ایلش نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ایلش کی زندگی پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔ ایک ہی رات نے اس کو بدل دیا تھا۔ وہ جوشوخ وشرارتی سی تھی اس کی طبیعت میں ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ اس نے اپنی یہ تبدیلی کسی پر ظاہر ہونے نہیں دی تھی اور کتابوں سے دوستی اور بھی گہری کرلی تھی اس نے علوینہ کے کہنے پر گیسٹ روم صاف کردیا تھا۔ وہ عائز کی بھی منتظر تھی۔ وہ احسان دانش کے انتخاب کو بھی دیکھنا چاہتی تھی اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب احسان دانش نے اس کو عائز سے ملوایا تھا۔

''ایلش میری پیاری بیٹی ان سے ملو یہ ہیں عائزہ کنور دانش۔ میرا بہت ہی لائق فائق اور ہینڈسم بھتیجا۔'' احسان دانش نہایت پُرجوش انداز میں اس کا تعارف ایلش سے کروا رہے تھے۔

''ہیلو عائز.....'' ایلش نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی شخصیت کو جانچتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔

''ہیلو علیشا.....'' عائزہ نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے اس کا نرم ونازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام لیا۔ ایلش نے اسے چونک کر دیکھا۔ اس نام سے اسے ایک عرصے بعد پکارا گیا تھا۔ وہ مسکرا کر علوینہ کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ احسان دانش عائز سے سب کی خیریت دریافت کرنے لگے۔ ایلش کو دلچسپی نہیں تھی لیکن وہ مجبوراً وہاں بیٹھی رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

اگلے دو دن اس کی عائز سے ملاقات نہیں ہوسکی۔ وہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں ٹاؤن سے باہر گیا ہوا تھا۔ ایلش نے باتوں باتوں میں احساس دانش سے عائز کے حوالے سے پوچھا۔

''ڈیڈ عائز جرمنی کیا کسی بزنس وزٹ کے طور پر آیا ہے؟''

''نہیں بیٹا..... عائز میرے بلانے پر آیا ہے۔ بزنس وزٹ نہیں فیملی وزٹ ہے مگر اس کا کوئی بزنس کلائنٹ قریبی ٹاؤن میں موجود ہے تو ملاقات کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی وجہ سے وہ شہر سے باہر ہے۔'' احسان دانش نے اسے تفصیلاً جواب دیا۔ دل ہی دل میں وہ بے حد مسرور تھے کہ ایلش' عائز کی غیر موجودگی کو محسوس کررہی ہے۔ انہوں نے جتاتی نگاہوں سے علوینہ کو دیکھا۔ وہ بھی ان کی نگاہوں کا مفہوم سمجھ کر مسکرائیں۔

''اوہ اچھا..... پھر واپسی کب تک ممکن ہے عائز کی؟'' ایلش نے مزید پوچھا۔

''کل تک لوٹ آئے گا وہ۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اس نے مہمان ہوتے ہوئے بھی پہلے دن ہی ہم سب کو بریانی پکا کر کھلائی۔ مجھ پر یہ قرض چڑھ گیا ہے واپس آجائے تو مجھے یہ فرض اتارنا ہے۔'' عائز نے پہلے روز ہی بریانی پکا کر کھلائی تھی۔ احسان دانش اور علوینہ نے اس کو کتنا منع کیا تھا پر وہ سب کام کرتا رہا تھا۔ بالکل ایسے جیسے اس گھر میں برسوں سے رہتا آیا ہو۔

''دیکھو بیٹا' اب ہماری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تمہیں ثابت کرنا ہے کہ تم اس سے اچھی مہمان نوازی کرسکتی ہو۔'' علوینہ مسکرا کر بولیں۔

''ہاں بیٹا' کوئی کسر نہ چھوڑنا' دیکھو ہماری ناک نہ کٹوا دینا۔'' احسان دانش نے بھی لقمہ دیا۔ ایلش نے پہلے ان دونوں کو خفگی سے گھورا پھر ان دونوں کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر وہ بھی ہنس دی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ کچھ دیر قبل ہی گیرنڈ برون پہنچا تھا۔ کچھ دیر آرام کے بعد وہ اسکائپ پر کنور دانش سے گفتگو میں مصروف ہوگیا تھا۔

''تو کیسی لگ رہی ہے وہاں کی زندگی' غالباً بہت مصروف ہو۔'' کنور دانش نے مسکراتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

Nasir Azeem
Pakistanipoint.com

''بابا مصروفیت آج تک تھی۔ بزنس کے سلسلے میں ایک اہم شخص سے ملاقات کرنا تھی۔ دو دن سے شہر سے باہر تھا۔ آج واپس آیا ہوں اور اب آپ سے بات کررہا ہوں۔'' عائز انہیں ملاقات کی تفصیل بھی ساتھ ساتھ سنانے لگا۔

''اچھا مجھے جلدی سے یہ بتاؤ علیشا کیسی لگی؟'' ان کے انداز سے بے صبری صاف ظاہر تھی۔

''بابا بلاشبہ علیشاہ بہت حسین ہے مگر ابھی اسے جاننا باقی ہے۔'' عائز نے سنجیدگی سے کہا۔

''بابا..... مجھے لگتا ہے کہ آپ علیشاہ کو بہت زیادہ سوچ رہے ہیں۔ احسان چچا نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی اور اگر مجھے علیشا ہر لحاظ سے پسند آگئی تو جب تک میں نہیں کہوں اس سلسلے میں چچا سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کریں گے۔'' عائز نے حتمی لہجے میں کنور دانش کو اپنا فیصلہ سنایا۔

''یہ بتائیں دادا کیسے ہیں، طبیعت کیسی ہے، مجھے لے کر تو یقیناً پریشان ہورہے ہوں گے؟'' اسے دادا کا خیال آیا تو ان کے بارے میں پوچھنے لگا۔ کچھ دیر مزید بات کرنے کے بعد اس نے کنور دانش کو الوداع کہہ کر کال منقطع کردی۔ اس کو کافی کی طلب محسوس ہورہی تھی۔ وہ کمرے سے نکل کر کچن میں آگیا۔

''ارے تم کب واپس آئے؟ ڈیڈ بتا رہے تھے کسی کام کے سلسلے میں تم شہر سے باہر گئے ہوئے ہو۔'' ایلش جو کچن میں پہلے ہی سے موجود اپنے لیے نوڈلز بنا رہی تھی۔ عائز کو یوں سامنے پاکر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئی۔

''کچھ دیر قبل آیا تھا۔ تم اس وقت یونیورسٹی میں تھی۔ شاید اس لیے تمہیں علم نہ ہوسکا ہو پھر میں سو گیا تھا اور اب نیند سے بیدار ہوا ہوں تو کافی کی شدید طلب ہورہی ہے۔''

''اچھا میں اب کافی ہی بنانے والی تھی۔ نوڈلز بھی بنائے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں پسند آئیں گے؟'' ایلش خوش اخلاقی سے کہتے ہوئے کافی بنانے لگی۔ عائز دلچسپی سے اس کی ہر حرکت کو دیکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد ہی وہ دونوں کافی کے کپ تھامے ٹیرس پر موجود تھے۔ اس وقت ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ ایلش نے عائز کو اپنے دائیں ہاتھ کو سیاہ لیدر جیکٹ کی جیب میں ڈالتے دیکھا تو بے اختیار مسکرائی۔

''اگر تمہیں ٹھنڈ لگ رہی ہے تو اندر چلیں۔''

''بالکل بھی نہیں..... مجھے یہ ٹھنڈ بہت اچھی لگ رہی ہے۔'' عائز نے مسکراتے ہوئے ایلش کو دیکھا اور پھر کراچی کے موسم کے حوالے سے اسے بتانے لگا۔

''وہاں سرد موسم اپنے اعتدال میں رہتا ہے اور سورج چمکتا ہے۔ کراچی والے ٹھنڈ کے لیے ترستے ہیں۔ ہاں البتہ پنجاب اور شمالی علاقہ جات میں غضب کی سردی ہوتی ہے اور خوب بارش بھی ہوتی ہے۔ پتا ہے علیشاہ ہمارے لیے ہمارا شمالی علاقہ ہی برلن اور سوئزرلینڈ ہے۔ تم کبھی پاکستان آؤ تو تمہیں ان حسین جگہوں پر ضرور لے کر جاؤں گا۔'' عائز نے نہ جانے کس دھن میں کہا اور علیشاہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں پاکستان آؤں گی؟ میں زندگی میں چند ایک بار ہی وہاں گئی ہوں۔ تب بہت چھوٹی تھی۔ وہ وقت وہ لمحے تو اب مجھے یاد بھی نہیں۔''

''تمہارا کبھی دل نہیں چاہتا علیشاہ کہ اپنے وطن جاؤ، وہاں سب لوگوں سے ملو، اپنی ثقافت کو دیکھو، اپنوں سے ملو اور پہچانو۔'' عائز نے ایلش کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''عائزہ وہ میرا ملک نہیں ہے۔ میرا ملک یہ ہے جرمنی۔ میں یہیں پیدا ہوئی ہوں۔ یہاں کی فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے بڑی ہوئی ہوں۔ میری مما کا تعلق بھی اسی ملک سے ہے۔ ہاں صرف ڈیڈ ہیں جن کی جڑیں پاکستان کی زمین سے جڑی ہیں اور میرا نہیں خیال کہ یہ اتنی کوئی اہم بات ہے کہ پاکستان سے دلچسپی رکھی جائے۔'' ایلش نے دوٹوک انداز میں اپنی سوچ عائز پر واضح کی۔ عائز اسے اس پل نہ صرف بغور سن رہا تھا بلکہ اس کا تاثرات بھی جانچ رہا تھا۔ اس کے پاکستان کے

PakistaniPoint
www.pakistanipoint.com

حوالے سے خیالات جان کر اس کو دکھ پہنچا تھا۔ اپنے چہرے کی ناگواری چھپانے کی غرض سے وہ رخ موڑ گیا۔ اس کی خاموشی محسوس کر کے ایلش کو اپنے لہجے کی سختی کا احساس ہوا مگر گفتگو کا دوبارہ آغاز کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہارے برلن کے لوگ یوں شہروں میں گھوڑے بھی پالتے ہیں۔" عائز کی نظر ایک ادھیڑ عمر شخص پر جا ٹھہری جو اپنے خوبصورت گھوڑوں کو کھانا ڈال کر اصطبل سے باہر لا رہا تھا۔ وہ یہ منظر دیکھ کر ایلش پر چوٹ کیے بنا نہ رہ سکا۔

"ارے نہیں یہ مارتھے انکل ہیں' ان کی گھوڑوں کی بگھی ہے۔ ان کی خوب صورت بگھی دراصل یہاں شادیوں میں دلہا دلہن کو لے جانے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اس ہی بگھی کے گھوڑے ہیں۔ کاروباری مقصد کے تحت پال سکتے ہیں۔" وہ شرمندہ سی اسے وضاحت دینے لگی۔

"تم نے کبھی گھڑ سواری کی ہے علیشاہ؟" عائز نے اچانک پوچھا۔

"ہاں چند ایک بار..... اور تم نے؟" وہ کافی کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے بولی۔

"ہاں..... کئی بار۔" وہ اب بھی اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

"کل دن میں تمہارا کیا پلان ہے؟" ایلش نے موضوع بدلا۔

"کچھ نہیں..... بالکل فارغ' تم لوگوں کے رحم و کرم پر۔" عائز نے بھی ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پھر کل کا دن تمہارے لیے ڈیئر کزن۔ میں تمہیں کل اپنا برلن دکھاؤں گی۔" ایلش نے پُر جوش انداز میں کہا۔

"جو حکم ڈیئر کزن۔" وہ اپنا سر خم کرتے ہوئے بولا۔ ٹھنڈ بڑھنے لگی تھی۔ وہ دونوں اندر آ گئے۔ ایلش رات بھر عائز کو سوچتی رہی۔ وہ واقعی بہت اچھا بہت منفرد انسان تھا۔ مگر اس کی آج کی باتوں نے اسے پریشان کر ڈالا تھا۔

وہ پاکستان کو لے کر بے حد حساس تھا اور یہی بات اسے پریشان کر رہی تھی۔ اگر وہ عائز کو لے کر کسی تعلق کے حوالے سے سوچتی تو پھر اس کا مستقبل کیا ہوتا' پاکستان یا جرمنی۔ کیا عائز جرمنی میں قیام کرنے پر رضامند ہو جاتا۔ وہ کافی دیر سے یہی ایک بات سوچ رہی تھی۔

"کم آن ایلش۔ یہ اس وقت سوچنے کی بات نہیں ہے۔ ابھی تو تمہیں اس کو اچھی طرح جاننا' پرکھنا اور سمجھنا ہے۔ جرمنی میں رہنے یا نہ رہنے کا فیصلہ تو بہت بعد کی بات ہے۔" عقل نے راہ دکھائی تو وہ سر جھٹک کر کروٹ بدل گئی اور نیند جلد ہی اس پر مہربان ہو گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

رات بھر ہونے والی برفباری نے سردی میں اضافہ کر دیا تھا گو کہ برفباری کا سلسلہ صبح سویرے ہی تھم گیا تھا۔ پر برفیلی ہوائیں گیزنڈ برلن میں مسلسل چل رہی تھیں۔ ایلش اس کو آئس لینڈ میوزیم لے آئی تھی۔ پانچ قدیم بین الاقوامی عجائب گھروں کا مجموعہ جو دریائے اسپری کے کنارے واقع تھا۔

"اچھا..... تو یہ ہے بوڈ میوزیم جو بائیزینٹائن آرٹ' قدیم زمانے کے سکے' میڈلز اور مسیحوں کے حوالے سے مشہور ہے۔" عائز نے بوڈ میوزیم کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو اس میوزیم کے حوالے سے پہلے ہی سے کافی کچھ معلوم ہے' انٹرسٹنگ.....!" ایلش اس کی معلومات کو سراہے بغیر نہ رہ سکی۔

"ہاں مجھے بہت اچھا لگتا ہے تاریخی مقامات پر جانا' ان کے حوالے سے اہم معلومات اکٹھی کرنا۔" وہ دونوں بوڈ میوزیم سے نکل کر اگلے میوزیم کی طرف بڑھے۔

"تو کیا خیال ہے اب ایلیٹ میوزیم چلا جائے اور انیسویں صدی کے فنون لطیفہ سے متعلق آرٹ ملاحظہ کیے جائیں۔" ایلش کے قدموں کا رخ ایلیٹ میوزیم کی جانب بڑھے۔

"نہیں علیشاہ' ایلیٹ میوزیم نہیں' نیوس میوزیم میں'

Waqar Azeem
Pakistanipoint

میں سجے مصری دور میں کچھ پل گزارنا چاہتا ہوں۔'' عائز کی فرمائش پر ایلش اسے نیوس میوزیم لے آئی۔

''تمہیں تاریخ میں کتنی دلچسپی ہے علیشاہ؟'' وہ مصری فن پاروں کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا۔

''رتی برابر بھی نہیں۔'' ایلش نے ہنستے ہوئے کہا۔ تو عائز اسے بے یقینی سے دیکھنے لگا۔

''مجھے کتابوں میں دلچسپی ہے عائز۔'' وہ مسکراتے ہوئے اسے بتانے لگی۔

''دادا کو بھی کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ حالانکہ اب ان کی کافی عمر ہو چکی ہے مگر ابھی بھی وہ اکثر کتابیں پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں۔'' اسے یک دم داش صاحب کی یاد آئی تو کہہ گیا۔ ایلش نے اس کی بات پر محض مسکرانے پر اکتفا کیا۔ جن رشتوں کو اس نے نہ جانا تھا۔ ان کے حوالے سے وہ بھلا محسوس بھی کیا کر سکتی تھی۔

''تمہیں اپنے گھر والے یاد آرہے ہیں عائز؟'' ایلش نے اس کی باتوں سے جو محسوس کیا وہ پوچھ لیا۔

''ہاں کیونکہ میں کبھی ان سے دور نہیں رہا۔ پہلی بار اپنی فیملی سے دور ہو کر پردیس میں آیا ہوں۔ یاد تو آئیں گے ناں سب۔'' عائز نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

''تم بہت منفرد ہو عائز۔ یقین کرو میں نے بہت سے پاکستانی دیکھے ہیں مگر کبھی انہیں یوں وطن سے محبت میں سرشار نہیں دیکھا جرمنی جیسے پُرآسائش شہر میں رہ کر وہ پاکستان اور اپنوں کی یاد میں بے حال ہوں بلکہ میں نے تو ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو یہاں کی شہریت رکھنے والی خواتین سے شادی کرنے کے لیے ترستے ہیں۔'' ایلش نے ہنستے ہوئے کہا۔

''علیشاہ میں ان لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ میں اپنی پہچان، اپنا ملک اور لوگوں کو بھلا نہیں سکتا۔ جو میرا ہے میں اس سے نگاہ پھیر نہیں سکتا۔ میں نہ تو احسان فراموش ہوں نہ ہی بے وفا۔'' وہ اپنی بات مکمل کر کے ایلش کو بغور دیکھنے لگا۔ وہ اس کی بات سے متاثر ہوئی تھی۔

''یہاں برلن کی آزاد مہکتی فضاؤں میں سانسیں لینے کے باوجود بھی..... تمہیں اپنا غریب ملک نہیں بھولا۔ یہ واقعی حیران کن بات ہے۔'' ایلش نے کندھے اچکاتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ جرمنی کے نظارے بے حد حسین ہیں، یہاں کے لوگ خوبصورتی میں بھی بے مثال ہیں، یہاں کا موسم بھی خوشگوار اور نہ ہی بدمنی، لاقانونیت کا دور دورہ ہے مگر ان میں سے کچھ بھی میرا نہیں ہے اور جو میرا نہیں ہے میں اس پر نہ فخر کر سکتا ہوں نہ غرور۔'' وہ ایلش کو لاجواب کر گیا تھا۔ ایلش کچھ ساعتوں تک دم بخود سی اسے دیکھتی رہی پھر مسکراتے ہوئے اسے کے پیچھے چل پڑی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ صبح بیدار ہوئی تو عائز گھر پر موجود نہیں تھا۔ اس نے علوینہ سے عائز کے حوالے سے پوچھا۔

''کچھ دیر پہلے ہی وہ گھر سے باہر نکلا ہے کہہ رہا تھا انکل مارتھر کی طرف جا رہا ہوں۔'' علوینہ نے کھانا پکاتے ہوئے اسے بتایا۔

''انکل مارتھر کی طرف.....!'' ایلش حیرت سے زیرلب بڑبڑاتے ہوئے اپنا کوٹ پہن کر گھر سے باہر نکل آئی۔ علوینہ نے اسے مسکرا کر جاتے ہوئے دیکھا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔

ایلش کو دور سے ہی عائز انکل مارتھر کے گھوڑے پر سواری کرتا نظر آیا۔ اسے یہ منظر نہایت دلچسپ لگا۔ وہ تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھنے لگی۔ انکل مارتھر کے گھوڑوں کی فینس (لکڑی کی باڑ) کے قریب پہنچ کر وہ اسے زور زور سے ہاتھ ہلانے لگی۔ عائز نے بھی اسے جواباً ہاتھ ہلایا۔ انکل مارتھر ایلش کو دیکھ کر اس کے نزدیک آئے۔

''ایلش مائی چائلڈ..... تمہارا کزن تو بہت اچھا گھڑ سوار ہے۔'' وہ عائز کو سراہتے ہوئے بولے اور وہ خوشگوار حیرت میں گھر گئی۔ انکل مارتھر نے بھلا کیسے عائز کو اپنے گھوڑے پر سواری کی اجازت دے ڈالی۔ اسی اثناء میں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

عائز اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان دونوں کے پاس چلا آیا۔

''انکل مارتھر کیا آپ کو علم ہے کہ ایلش بھی بہت اچھی گھڑ سوار ہے۔'' اس نے ایلش کو بغور دیکھتے ہوئے انکل مارتھر سے کہا۔ ایلش اس کے ''ایلش'' کہنے پر چونک کر دیکھنے لگی۔

''ایلش پھر تو تمہیں بھی گھڑ سواری کرنی چاہیے۔'' انکل مارتھر نے خوش گوار لہجے میں کہا اور ایلش کے لیے ایک بھورے رنگ کا گھوڑا لے آئے۔ وہ گھوڑے پر سوار چیکنج کرتے ہوئے انداز میں عائز کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

''مسٹر گھڑ سوار..... دیکھتے ہیں آج کون بہترین گھڑ سواری کرتا ہے۔''

''جو حکم شہزادی صاحبہ۔'' عائز نے اپنے گھوڑے کی لگام کستے ہوئے کہا۔ وہ دونوں گھوڑوں کو دوڑتے ہوئے اس مختصر سے میدان میں چلے گئے۔ انکل مارتھر خوش ہوتے ہوئے ان دونوں کو شاباشی دے رہے تھے۔

''ماننا پڑے گا' اچھی گھڑ سواری کرتی ہو تم بھی۔'' عائز اپنے گھوڑے کو اس کے مقابل لاتے ہوئے بلند آواز میں بولا۔

''غلط کہہ رہے ہو۔ تمہیں ماننا پڑے گا کہ میں تم سے اچھی گھڑ سوار ہوں۔'' ایلش نے تفاخر بھرے انداز میں کہہ کر گھوڑے کو ایک جست میں آگے بڑھایا۔ ایک آخری چکر لگا کر وہ دونوں انکل مارتھر کی جانب بڑھے۔ عائز اس سے قبل پہنچ کر گھوڑے سے اترتے ہوئے ایلش کی جانب دیکھ رہا تھا۔

تب ہی ایلش کا گھوڑا ایک دم ہنہناتے ہوئے بدک اٹھا۔ وہ بے اختیار اس کی جانب بھاگا۔ ایلش اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور زمین بوس ہونے کو تھی کہ عائز نے تھام لیا اس کے حلق سے نکلتی چیخ' عائز کے سینے کی وسعت میں گم ہوگئی۔ اس کے حواس بحال ہوئے تو نگاہیں عائز کی سیاہ آنکھوں سے جا ٹکرائیں۔ وقت جیسے تھم گیا تھا..... ایلش کو یوں لگا جیسے ان سیاہ آنکھوں سے نگاہیں پھیرنا اس کے لیے ناممکن ہوگیا ہو۔ تب ہی بدلیوں کی اوٹ سے آفتاب نے جلوہ دکھایا۔ چمکیلی کرنیں ان دونوں کو ستانے لگیں۔ عائز نے سنہری دھوپ سے گھبراتے ہوئے پلکیں جھپکیں اور نگاہوں کا طلسم ٹوٹ گیا۔

''ایلش' ماننا پڑے گا' عائز تم سے اچھا گھڑ سوار ہی نہیں بلکہ گھوڑوں کے مزاج کو بھی خوب جانتا ہے۔'' انکل مارتھر نے ان دونوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا تو ایلش بری طرح جھینپ گئی۔

علوینہ کھڑکی سے پردے سرکاتے ہوئے سامنے کا منظر مبہوت سی دیکھتی رہیں۔ ایلش اور عائز ایک ساتھ بے حد خوب صورت لگ رہے تھے۔ وہ احسان دانش کے فیصلے پر مطمئن تھیں۔ رات کے کھانے پر وہ چاروں اکٹھے تھے۔ احسان' عائز سے کچھ دیر تک اس کے کاروبار کے حوالے سے باتیں کرتے رہے پھر ان دونوں سے ان کی آج کے دن کی مصروفیت کے حوالے سے استفسار کرنے لگے۔

''ارے احسان آج تو کمال ہوگیا۔ عائز اور ایلش نے مسٹر مارتھر کے گھوڑوں پر خوب سواری کی۔'' علوینہ نے چہکتے ہوئے انہیں بتایا۔ ایلش اور عائز نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

''واہ بھئی' یہ تو معجزہ ہوگیا۔ مارتھر تو اپنے گھوڑوں کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتا پھر گھڑ سواری کی اجازت کیسے دے دی۔ کیا جادو کر دیا تم نے بھئی عائز؟'' وہ مسکرا کر بولے۔

''کوئی جادو نہیں کیا۔ بس کچھ دیر تک ان کے گھوڑوں کی نسل پر خوب تعریف کرتا رہا۔ میری معلومات سے وہ بے حد متاثر ہوئے اور گھڑ سواری کی اجازت دے دی۔'' عائز نے ہنستے ہوئے ان سب کو اپنا کارنامہ سنایا۔ ایلش نے سراہتی نگاہوں سے اس کو دیکھا۔

''اچھا تو تمہیں ان گھوڑوں کے حوالے سے اتنی خبر کیسے ہے؟'' احسان نے حیرت سے پوچھا۔

''بابا نے شاید آپ کو بتایا ہوگا کہ کچھ سال قبل ہم نے

WaqarAzeem
Pakistanipoint

فارم ہاؤس خریدا تھا۔ وہاں میں نے گھوڑے بھی پالے تھے اور مہینے میں ایک بار ہم اپنے فارم ہاؤس ضرور جاتے تھے اس لیے گھوڑوں کے حوالے سے مجھے اچھی خاصی معلومات ہے۔'' عائز نے انہیں تفصیل سے بتایا۔

''میں جتنا تمہیں جانتی جارہی ہوں۔ اتنا ہی اس دل کو اپنے اپنے لگنے لگے ہو تم۔'' ایلش نے مسکرا کر عائز کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ رات کھانے کے بعد احسان دانش اور علوینہ ان دونوں کو الوداع کہہ کر سونے چلے گئے۔

''سنو ایک بات تو بتاؤ۔'' ایلش پاپ کارنز کا باؤل لے آئی تھی۔ دونوں کھا رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے۔ تب ہی ایلش نے کہا۔ عائز نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''تم مجھے علیشاہ کیوں کہتے ہو؟ یہاں سب مجھے ایلش کہتے ہیں مگر تم نہیں۔'' یہ سوال وہ کب سے پوچھنا چاہ رہی تھی۔ آج موقع ملا تو پوچھ بیٹھی۔

''کیونکہ یہ تمہارا نام ہے تمہاری اصل پہچان اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میں نے تمہیں ہمیشہ اسی نام سے جانا ہے۔'' اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوئے کہا۔

''تو پھر انکل مارتھر کے سامنے ایلش کیوں کہا۔'' ایلش کے پاس اس کے لیے اگلا سوال بھی تیار تھا۔

''کیونکہ وہ تمہیں اسی نام سے جانتے ہیں۔ تمہارے اصل نام سے پکارتا تو بے چارے کنفیوز ہو جاتے۔'' عائز کے جواب پر ایلش کھلکھلاتے ہوئے ہنس دی۔ عائز مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔

''اچھا کل میری سہیلی تارا کی سالگرہ ہے تم چلو گے میرے ساتھ؟'' ایلش کو دفعتاً خیال آیا تو پوچھا۔

''کیا میں مدعو ہوں اس کی سالگرہ پر؟'' عائز کا سوال بلاجواز نہ تھا۔

''بے فکر رہو۔ میں نے تارا سے تمہارا ذکر کیا تھا۔ تمہیں ساتھ لانے پر اس نے بے حد اصرار کیا ہے۔'' ایلش نے اسے تسلی بخش جواب دیا تو اس نے بھی حامی بھر لی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ سیاہ میکسی میں ملبوس تھی۔ بہت ہی نفاست سے کیا گیا میک اپ اور کمر تک آتے سیاہ بھورے بال اس کے حسن کو دوآتشہ کر رہے تھے۔ ایلش نے ایک تنقیدی نظر آئینے میں نظر آتے اپنے سراپے پر ڈالی اور مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی۔ عائز لاؤنج میں احسان اور علوینہ کے ساتھ بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھا تو مبہوت سا رہ گیا۔ وہ حسین تھی۔ اس بات سے وہ واقف تھا مگر اس حد تک وہ سحر انگیز ملکوتی حسن کی مالک تھی۔ اس کا احساس اسے آج بخوبی ہوا تھا۔ ایلش نے بھی اسے بغور دیکھا وہ سیاہ رنگ شاید بنا ہی اس کے لیے تھا۔ اس نے آج سے پہلے کسی مرد کو سیاہ لباس میں اتنا جاذب نظر اور پُرکشش نہ دیکھا تھا۔

''چلیں.....'' وہ اس کے نزدیک آکر بولی۔ عائز نے صوفے سے اپنی جیکٹ اٹھائی اور مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ ہولیا۔

''کیسا لگا تمہیں ایلش کے لیے میرا انتخاب علوینہ؟'' انہوں نے فخریہ انداز میں پوچھا۔

''آپ نے صحیح کہا تھا کہ عائز سے زیادہ خوب صورت انتخاب ایلش کے لیے کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔'' علوینہ نے مسکرا کر ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا پھر سوچتے ہوئے کہنے لگیں۔

''مجھے لگتا ہے یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے ہیں لیکن مجھے فکر بھی ہے کہ ایلش پاکستان میں کیسے ایڈجسٹ کر پائے گی۔ یہاں کے آزاد ماحول کی عادی ہے۔ پھر کیسے پاکستان کے گھٹے گھٹے ماحول میں وہ رہ پائے گی۔''

''کم آن علوینہ..... تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے عائز کو یہاں صرف ایلش سے ملوانے کے لیے بلایا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر ملوانا ہی مقصد ہوتا تو میں تم دونوں کو پاکستان لے جاسکتا تھا مگر میں جانتا ہوں پاکستان کا ماحول ایلش

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کے معیار کے مطابق نہیں اس لیے میں نے عائز کو یہاں بلوایا تاکہ وہ اس جدید ترقی یافتہ ملک کو دیکھے اور یہاں کے ماحول میں ڈھل جائے۔ یورپی ممالک ان ایشیائی لوگوں کے لیے بے حد کشش رکھتے ہیں اور پھر جو یہاں ایک بار آجائے پھر دوبارہ واپس جانا نہیں چاہتا۔ تم دیکھنا ہاں یہاں چند دن رہنے کے بعد عائز بھی برلن میں ہی رہائش اختیار کرنے کا خواہش مند ہوگا۔'' احسان نے پُروثوق انداز میں کہا۔ علوینہ بھی ان کی دوراندیشی کی قائل ہوگئی تھیں۔

''اور اگر کنور بھائی نہ مانے تو.....؟'' علوینہ کے دل میں ایک اور خدشے نے سر اٹھایا۔

''عائز اگر راضی ہوجائے تو پھر کوئی اس کے فیصلے کو بدل نہیں سکتا بھائی صاحب بھی نہیں۔'' احسان دانش مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہو جیسا ہم نے چاہا ہے۔'' علوینہ نے دعا کی اور کچن کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''کہاں سے ملا یہ گوہر نایاب تمہیں؟'' تارا نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اس کی نگاہیں کچھ دور کھڑے عائز پر جمی ہوئی تھیں۔ ایلش تارا کی بات پر بے ساختہ مسکرائی۔

''میرا کزن ہے۔'' ایلش نے اسے عائز کے حوالے سے آگاہ کیا۔

''اس کی سیاہ آنکھوں میں میں نے تمہارے لیے پسندیدگی کے رنگ دیکھے ہیں اور تمہاری آنکھیں بھی چغلی کھا رہی ہیں کہ تم اس کو پسند کرنے لگی ہو۔'' تارا کی شوخیاں عروج پر تھیں۔ کیک کٹنے سے کچھ دیر پہلے کم بھی اپنے دوستوں کے ہمراہ وہاں پہنچا تھا۔

''تم نے اسے بھی مدعو کیا تھا اپنی پارٹی میں؟'' ایلش کے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی ناگواری در آئی۔

''مجبوری تھی یار۔ کلاس فیلو جو ہے۔'' تارا کے جواب پر وہ مزید کچھ نہیں بولی۔ کیک کٹنے کے بعد موسیقی کی دھن پر وہاں موجود افراد رقص کرنے لگے تھے۔

''کیسی لگی تمہیں یہاں کی پارٹی؟'' ایلش نے عائز سے پوچھا۔

''اچھی ہے..... مگر میں یہاں تمہارے علاوہ کسی کو جانتا نہیں۔''

''میرے علاوہ تمہیں کسی اور کو جاننے کی ضرورت بھی کیا ہے؟'' ایلش بے ساختہ کہہ گئی۔ عائز ہنس دیا۔ ان دونوں کو گفتگو میں محو دیکھ کر کم کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی تھیں۔ وہ روز کے ساتھ رقص کررہا تھا مگر نظریں بار بار ایلش کے حسین سراپے پر جا ٹھہرتیں۔ وہ عائز کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔

''تمہاری ہی مان رہا ہوں، تمہیں ہی جان رہا ہوں۔'' عائز نے اس کی انگلی تھام کر گول گھماتے ہوئے کہا۔

''یونہی مانتے رہے، جانتے رہے تو محبت ہوجائے گی۔'' ایلش گول گھومتے ہوئے اس کے نزدیک ہوئی۔ ان دونوں نے ایک بار پھر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

''کیا خبر ہوگئی ہو اور تمہیں ادراک نہیں ہوا ہو۔'' عائز نے ہونٹ سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ ایلش کا دل یکبارگی سے دھڑکا۔ اس کی نگاہیں عائز پر جا ٹھہریں۔

''ہوا ہے ادراک، دل نے ابھی ابھی گواہی دی ہے۔'' ایلش کے اقرار نے عائز کے چہرے پر شوخ سی مسکراہٹ پھیلا دی۔

''پہلے یہ تو پرکھ لو کہ یہ گواہی معتبر ہے یا فقط ان مسحور کن ساعتوں کا کھیل ہے کیونکہ میں نے اپنے دل کو پرکھ لیا ہے وہاں صرف تمہارا نام ہے۔'' عائز نے بڑی چاہت سے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔

''بناء اجازت تم بھی میرے دل میں آکر بس چکے ہو مسٹر عائز۔'' ایلش کی مسکراہٹ گہری ہوگئی تھی۔

''ہیلو ایلش..... بہت جلد چہرہ بدل لیتی ہو تم۔ اس دن نائٹ کلب میں، تم میرے قریب آنے سے گھبرا رہی تھیں اور آج اس کی بانہوں میں خوشی خوشی جھوم رہی ہو۔'' کم سے ایلش اور عائز کی نزدیکیاں برداشت نہیں ہوئیں

Waqar Azeem
Pakistanipoint

توان کے قریب آ کر زہر خند لہجے میں بولا۔

"شٹ اپ کم۔ اپنی حد میں رہو۔" ایلش کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہوا۔ عائز خاموشی سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"مجھے چپ کروا کر تم اپنی اصلیت چھپا نہیں سکتیں۔ اے مسٹر پاکی کافی خوش نصیب ہو تم جو اتنی قربت نصیب ہوگئی۔ مجھے تو بس ہاتھ پکڑنے تک کی اجازت ملی تھی۔" کم ہتک آمیز لہجے میں کہتا عائز سے مخاطب ہوا۔ یک دم زناٹے دار تھپڑ کی گونج نے سب کو ان کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ عائز کم کو غصے سے گھور رہا تھا۔

"جس لڑکی پر تم انگلی اٹھا رہے ہو وہ میری محبت ہے۔" عائز نے کم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اور اگلے ہی پل وہ ایلش کا ہاتھ تھام کر اس محفل سے نکل گیا تھا۔

ایلش نے درزیدہ نگاہوں سے عائز کو دیکھا جو لب بھینچے خاموشی سے اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا۔ کم کی بھی حرکت اس کے لیے غیر متوقع تھی۔ اس کی فضول باتوں کے کئی مطلب نکلتے تھے۔ نہ جانے عائز نے کیا مطلب اخذ کیا تھا اور اس کے حوالے سے نہ جانے کیا سوچ رہا تھا۔

"ناراض ہو؟" اس نے ڈرتے ہوئے استفسار کیا۔

"نہیں..... غصہ میں ہوں۔" عائز نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کہیں نئی نویلی محبت' خطرے میں تو نہیں پڑ گئی؟" کچھ توقف کے بعد ایلش نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔ عائز کے قدم یک دم رکے۔ اس نے پلٹ کر ایلش کو دیکھا اور خفگی سے کہا۔

"میں سمجھ نہیں پا رہا کہ تم کیا سوچ رہی ہو' کیا سمجھ رہی ہو؟"

"تمہارا رویہ بتا رہا ہے کہ تم مجھ سے خفا ہو اور کم کی باتیں سن کر مجھ سے شدید بدگمان ہو چکے ہو۔" وہ سر جھکائے اداسی سے کہہ گئی۔

"کم کی باتیں سن کر مجھے اس بے ڈھنگے لڑکے پر غصہ ضرور ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارے حوالے سے بدگمان ہو گیا ہوں۔ دیکھو علیشاہ میں نہیں جانتا کہ ماضی میں تمہارا کم سے کیا تعلق رہا ہے۔ ہاں مگر تمہیں جانتا ہوں اور یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم نے اس سے جو بھی تعلق رکھا ہوگا وہ میرے لیے اور تمہارے والدین کے لیے باعث شرمندگی نہیں ہوگا۔" عائز کے کہنے پر ایلش یک ٹک اسے دیکھتی رہ گئی۔ یہاں تک کہ اس کی سبز آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"بالکل مشرقی لڑکیوں کی طرح جذباتی ہو' اے مغربی لڑکی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے شرارت سے اس کی ناک کو چھو کر بولا۔ ایلش مسکرا دی اور گم صم لہجے میں بولی۔

"کم سے میری صرف دوستی تھی۔ ایک دن اس نے آرنلڈ کے شو میں ساتھ چلنے کی پیشکش کی۔ میری غلطی یہ تھی کہ میں اس کے ساتھ جانے پر راضی ہوگئی اور اس کے ساتھ اس کلب میں چلی گئی جہاں شو تھا۔ وہاں کم نے مجھ سے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی' بلاوجہ میرے نزدیک آنے لگا۔ میں نے اسے سختی سے روکا تو بدزبانی کرنے لگا بالکل ویسے ہی جیسے آج کر رہا تھا۔ میں اسے وہاں چھوڑ کر گھر آ گئی۔ اس دن کے بعد سے میری کم سے دوستی ختم ہوگئی تھی مگر آج اس نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر اپنی بے عزتی کا بدلہ لیا۔" ایلش اسے کم کی سچائی بتا گئی۔

"جانتا تھا کہ کچھ ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ یہ بتاؤ میری محبت پر کیوں سوال اٹھایا تم نے؟" اسے کچھ دیر قبل کی بات یاد آئی تو پوچھ گیا۔ ایلش زیر لب مسکراتے ہوئے بولی۔

"نئی نئی محبت ہے' کچھ دیر قبل ہی تم نے اظہار کیا تھا۔ کہ فوراً حملہ ہو گیا۔ مجھے فکر ہوئی کہ محبت کہیں خطرے میں نہ پڑ گئی ہو۔"

"بیوقوف' حملہ محبت پر نہیں غیرت پر ہوا تھا۔" عائزہ بے اختیار ہنس دیا' اس کی بات پر ایلش کی مترنم ہنسی بھی اس کا ساتھ دینے لگی تھی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''ویسے تم نے کم کو لاجواب کر ڈالا۔'' ایلش وہ منظر یاد کرتے ہوئے ہنس دی۔

''لاجواب نہیں' چاروں خانے چت کر ڈالا۔ میرا تھپڑ اب اس کو ساری زندگی یاد رہے گا۔'' عائز بھی اسی کے انداز میں بولا۔ وہ دونوں اب کم کا مذاق اڑاتے ہوئے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

آج سویرے ہی وہ گیز نڈ برون سینٹر شاپنگ کی غرض سے آیا تھا۔ واپسی کے دن قریب تھے۔ وہ گھر والوں کے لیے تحائف خریدنا چاہتا تھا۔ ایلش اس وقت یونیورسٹی میں تھی۔ اس نے اسے میسج کر کے اپنے شاپنگ سینٹر آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ ایلش نے اسے کہا تھا کہ یونیورسٹی سے واپسی پر وہ اس کو جوائن کر لے گی۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ایلش کی آمد میں کچھ دیر تھی۔ وہ ایک جیولری شاپ میں داخل ہوا۔ اس نے ایک خوبصورت سے پینڈنٹ کا انتخاب کیا۔ یاقوت سے مزین دل کی شکل میں پینڈنٹ اسے ایلش کے لیے بے حد پسند آیا تھا۔ پینڈنٹ خریدنے کے بعد وہ کافی شاپ میں آ بیٹھا۔ کافی پیتے ہوئے اس نے ایک بار گھڑی پر نگاہ کی۔

''کافی وقت گزر چکا ہے علیشاء کو اب تک آ جانا چاہیے تھا۔'' وہ سوچ کر اسے کال ملانے ہی والا تھا کہ اس کی کال آ گئی اس نے فوراً کال ریسیو کرتے ہوئے استفسار کیا۔

''علیشاہ کہاں ہو تم؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔''

''عائز میں تارا بات کر رہی ہوں۔ ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔ تمہیں فوراً یونیورسٹی آنا ہوگا۔'' تارا نے پریشان سی کہا۔ اس کی بات سن کر عائز چونکا اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی سوال کرتا تارا نے فون بند کر دیا۔ وہ ایلش کے لیے پریشان ہوتا بل پے کر کے یونیورسٹی کے لیے نکل گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''عائز میں اور ایلش ساتھ ہی تھے۔ بس یونیورسٹی سے نکلنے ہی والے تھے کہ میگ ہمارے پاس آیا اس نے بتایا کہ ایلش کے والد کی طبیعت شدید خراب ہے اور انہیں اسپتال لے گئے ہیں۔ ایلش انکل کی بیماری کا سن کر فوراً میگ کے ساتھ چلی گئی۔ وہ اتنی پریشان تھی کہ اپنا موبائل بھی میرے پاس چھوڑ گئی اور پھر کچھ دیر بعد ہی میں نے میگ کو اپنے دوستوں سے باتیں کرتے سنا۔ وہ لوگ ایلش کے حوالے سے کچھ عجیب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے میگ سے ایلش کے حوالے سے دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ اسپتال گئی ہے۔ میں نے ایلش کے نمبر سے اس کے گھر پر کال کی اور یہ جان کر میں حیران رہ گئی کہ اس کے گھر پر سب خیریت ہے۔ بس پھر میں نے فوراً تمہیں کال کر کے یہاں بلوا لیا۔'' وہ یونیورسٹی پہنچا تو تارا نے اسے سارا احوال سنا کر مزید پریشان کر ڈالا۔ عائز نے میگ کے حوالے سے دریافت کیا۔ تارا اسے میگ کے پاس لے آئی۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔

''ایلش کہاں ہے میگ؟'' عائز نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کڑے تیوروں سے پوچھا۔ میگ ٹال مٹول کرنے لگا مگر عائز کے غصے کرنے پر اسے سچائی بتانا پڑی۔

''میں اسے بہانے سے یہاں لے کر آیا تھا۔ کم اسے بے ہوش کر کے اپنے گھر لے گیا ہے۔'' عائز کا دل چاہا کہ میگ کو گھونسا مار کر اس کا جبڑا توڑ دے مگر خود پہ ضبط کرتا وہ فوراً یونیورسٹی سے باہر نکلا۔ تارا اس کے ہمراہ تھی۔ وہ ہی عائز کو کم کے گھر تک لے کر آئی تھی۔ عائز یہ جان کر حیران ہوا تھا کہ کم کا گھر ایلش کے گھر سے ذرا سے فاصلے پر تھا۔

''گھر تو اندر سے لاک ہے عائز۔'' تارا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ عائز بے چینی سے دروازے دھڑ دھڑانے لگا۔ تارا بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے ایلش کو پکارنے لگی تھی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint

انکل مارتھر گھوڑوں کو کھانا دے رہے تھے تب ہی انہیں ذرا فاصلے سے کچھ شور سنائی دیا۔ وہ چونک کر اس سمت دیکھنے لگے۔ کچھ فاصلے پر موجود گھر کے دروازے پر پریشانی کے عالم میں ٹہلتا ہوا نوجوان انہیں عائز سے مشابہہ لگا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے اس جانب بڑھے۔

''ہیلو سب خیریت ہے ناں؟'' وہ عائز سے گویا ہوئے۔ انہیں سامنے پاکر عائز کی کچھ ہمت بندھی اس نے انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انکل مارتھر سارا احوال سن کر پریشان ہوگئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر زور سے کھڑکی کے شیشے پر دے مارا۔ کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا تو لاؤنج کا منظر واضح تھا۔ تب ہی اچانک اندر سے ایلش کی چیخ ان تینوں کو سنائی دی۔

عائز جنونی کیفیت میں کھڑکی کے شیشے کو پورا توڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوکر اس نے دروازہ کا لاک کھولا' انکل مارتھر اور تارا بھی فوراً اندر داخل ہوئے۔ ایلش کی چیخوں کی آواز کمرے سے آرہی تھی عائز تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا جیسے اس نے پوری قوت سے لات مار کر توڑ دیا۔ اندر کا منظر اسے شدید طیش دلا گیا۔ ایلش بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور نشے میں دھت کم اس پر جھکا ہوا تھا۔ اچانک دروازہ کھلنے پر وہ حواس باختہ سا پلٹا۔ عائز نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔ اس کے ناک سے خون بہنے لگا عائز نے اس پر لاتوں اور مکوں کی برسات کردی تھی۔ خود کو مشکل سے چھڑواتا کم حواس باختہ سا گھر سے بھاگ گیا تھا۔

''کم مجھے دھوکے سے یہاں لے کر آیا ہے عائز۔'' ایلش روتے ہوئے اس کے سینے سے آلگی۔ عائز ایلش کو اپنے مضبوط بازوؤں کے حصار میں لیے گھر سے باہر نکلا۔

''علیشاہ جو بھی ہوا۔ میں جانتا ہوں اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ مجھے تارا نے سب کچھ بتادیا ہے۔''

''عائز..... اگر تم وقت پر نہیں پہنچتے تو کیا ہوتا؟ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کم مجھ سے اس طرح بدلہ لے گا۔'' ایلش نے روتے ہوئے کہا۔ عائز نے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

''میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا علیشا۔ فکر نہ کرو' میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' ایلش اس کی بات پر مسکراتے ہوئے اس کے سینے سے لگ گئی۔ ان دونوں نے احسان دانش اور علوینہ سے ساری بات چھپالی تھی۔ ایلش اپنے کمرے میں چلی گئی تو احسان دانش عائز سے مخاطب ہوئے۔

''عائز بیٹا' میں تم سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''جی کہیئے۔'' عائز ان کے برابر بیٹھتا ہوا بولا۔

''بیٹا جب میں پاکستان آیا تھا تو ایک اہم بات بھائی صاحب سے کی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ بھائی صاحب نے تم سے وہ بات کبھی بھی ہے یا نہیں مگر میں آج خود تم سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔'' اتنا کہہ کر انہوں نے عائز کے چہرے کے تاثرات کو بغور دیکھا اور توقف کے بعد بولے۔

''عائز بیٹا' میری خواہش ہے کہ تم اور ایلش ایک ہوجاؤ..... تم دونوں کی شادی میری خواہش ہے۔ میں نے اسی لیے تمہیں یہاں بلوایا ہے تاکہ تم یہاں کے ماحول میں گھل مل جاؤ' یہاں کے رہن سہن کو سمجھ لو' ان آزاد فضاؤں کے رنگ کو اپنالو۔ میری خواہش ہے کہ تم یہاں ایلش کے ساتھ اپنی خوبصورت دنیا بسالو۔'' وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے اور وہ مبہم سی مسکراہٹ سجائے ان کی باتوں کو سن رہا تھا۔

''بتاؤ عائز..... تم کیا چاہتے ہو' تمہیں میری بیٹی ایلش پسند ہے ناں؟'' وہ پُرامید نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے۔

''میں پاکستان جاکر بابا سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔'' عائز نے ان کی من چاہی بات کی۔ وہ خوش ہوگئے۔ اس کو گلے لگا کر دعائیں دینے لگے۔ ان کے جانے کے بعد عائز کافی دیر تک وہاں بیٹھا ایلش اور اپنے

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

حوالے سے سوچتا رہا تھا۔

وہ گم صم سی کافی کا مگ تھامے ٹیرس پہ بیٹھی تھی۔ عائز اسے ڈھونڈتا ہوا ٹیرس پہ آیا اور اسے وہاں دیکھ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

"کسی غلط انسان سے کی گئی دوستی کبھی کبھار بہت بھاری پڑ جاتی ہے۔" عائز کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی۔

"ہاں..... کبھی محض بھاری پڑتی ہے اور کبھی بھاری نقصان کرا دیتی ہے۔ بہرحال تم شکر ادا کرو کہ بھاری نقصان اٹھانے سے بچ گئیں۔" عائز نے مسکرا کر اس کا ہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بدولت سب کچھ ممکن ہوا ہے عائز۔ تم نہ ہوتے تو میرا بھروسہ، میری عزت سب کچھ ملیامیٹ ہو گیا ہوتا۔" ایلش اسے دیکھتے ہوئے شکر گزار ہوئی۔

"میں کل پاکستان جا رہا ہوں علیشا اور جانے سے پہلے تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" ایلش اس کی بات پر اسے دیکھتی رہی۔ وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔ یہ جاننے کے لیے وہ بے تاب تھی۔

"میں یہاں آنے سے پہلے ہی جان چکا تھا کہ تمہارے ڈیڈ نے مجھے برلن کس مقصد سے بلایا ہے۔ میں اتنے دنوں تک تمہیں دیکھتا رہا، تمہیں سوچتا رہا اور ہر بار میرے دل نے کہا کہ تم ہی وہ لڑکی ہو جس کے ساتھ میں زندگی گزارنا چاہوں گا۔ اس لیے نہیں علیشا کہ تم بے حد حسین ہو بلکہ اس لیے کہ تم بے حد مخلص ہو، کردار کی بری بھی نہیں ہو اور صاف گو ہو اور مجھے ایسی ہی لڑکی کا ساتھ چاہیے تھا۔" عائز کی آنکھوں میں چاہت کے دیپ روشن تھے۔ ایلش اس کو دیکھتی رہی۔

"میں پاکستان واپس جا کر بابا سے اپنے اور تمہارے رشتے کی بات کروں گا اور پھر وہ تمہارے ڈیڈ سے باقاعدہ طور پر تمہارا ہاتھ مانگے گے مگر ایک آزمائش ہے اور اس آزمائش کا مقابلہ میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی کرنا ہوگا

naeyufaq.com
آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل
ماہنامہ حجاب کراچی
محبت، نفرت کی آمیزش سے مزین ناقابل فراموش کہانیاں
عشق دی بازی
خاندانی رسم و رواج کس طرح لڑکیوں کو باغی کرتا ہے
ریحانہ آفتاب کے نوک قلم نکلی ایک خوب صورت تحریر
عشق نگر کے مسافر
ایک حادثے نے اسے عشق نگر کا مسافر بنا دیا
ندا حسنین کی دلکش اور مدتوں یاد رہے جانے والی کہانی
آنگن کی چڑیا
قارئین کے تعارف پر مبنی سلسلہ
عالم میں انتخاب
ہر ماہ ایک شاعر کا انتخاب
اس کے علاوہ
بزم سخن، کچن کارنر، دوست کا پیغام آئے، منتخب اشعار، غزلیں، اقتباسات اور دیگر قارئین کی دلچسپی کے مدنظر مستقل سلسلے
Info@naeyufaq.com
(021)35620771/2
0300-8264242

علیشاہ....." عائز نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیسی آزمائش عائز؟" ایلش پریشان ہوئی۔

"تمہارے ڈیڈ کی خواہش ہے کہ میں پاکستان چھوڑ دوں اور یہاں آ کر بس جاؤں مگر میں ایسا نہیں کرسکتا۔"

"اور اگر یہ صرف ڈیڈ کی نہیں بلکہ میری بھی خواہش ہو پھر..... پھر تمہارا کیا فیصلہ ہوگا عائز؟" عائز اس کے سوال پر خاموش ہوگیا۔ ایلش کی نظریں بدستور اس پر جمی رہیں۔ وہ اٹل لہجے میں بولا۔

"تب بھی میرا جواب یہی ہوگا۔ میری چاہت کے ساتھ ساتھ تمہیں میرے وطن کو بھی قبول کرنا ہوگا۔"

"کیا تم میرے لیے اپنی یہ ضد چھوڑ نہیں سکتے' یہاں آ کر رہائش اختیار نہیں کرسکتے؟" ایلش الجھ سی گئی۔

"نہیں علیشا..... میں کسی صورت اپنا وطن نہیں چھوڑ سکتا۔" وہ قطعیت سے بولا۔

"تم پھر مجھے چھوڑ دو گے عائز؟" ایلش صدمے سے دوچار ہوئی۔

"تمہیں نہیں اس ملک کو چھوڑ دوں گا۔ یہ ملک پرایا ہے' یہاں کے لوگ پرائے ہیں۔ میں ان کے درمیان رہ کر نہ ان کے ماحول سے لڑسکتا ہوں نہ ان کے غلط اطوار سے' میں مشرقی قسم کا لڑکا ہوں' مغربی ماحول میں نہیں جی سکتا اگر تمہیں واقعی مجھ سے محبت ہے علیشاہ تو تمہیں پاکستان آنا ہوگا۔" وہ اتنا کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ایلش نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔ اس کے چہرے پر غم پھیل گیا تھا۔ عائز نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک خوبصورت سا گفٹ پیکس نکال کر اس کی طرف بڑھایا تو ایلش نے اس کو خاموشی سے تھام لیا۔

"یہ تمہارے لیے میری طرف سے ایک تحفہ ہے۔ اگر تمہیں میری محبت قبول ہے تو یہ پینڈنٹ پہن لینا اور اگر میری محبت اگر تمہیں قبول نہیں لگے تو یہ پینڈنٹ مجھے لوٹا دینا۔ تمہارا جواب جو بھی ہو علیشاہ میں اسے جاننا چاہوں گا۔" وہ اتنا کہہ کر چلا گیا۔ ٹیرس سے ہی نہیں برلن سے بھی' اس کو عجیب سی کشمکش میں مبتلا کر کے وہ پاکستان چلا گیا تھا۔ اپنے اصولوں کی طرح' اپنے وعدے میں بھی وہ پکا ثابت ہوا تھا۔ اس کے پاکستان پہنچنے کے بعد کنور دانش نے عائز اور ایلش کے رشتے کے سلسلے میں احسان دانش کو کال کی تھی مگر احسان دانش عائز کے پاکستان قیام کرنے کے فیصلے پر اس رشتے سے انکاری ہوگئے تھے۔

"وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مجھے اس کے پاکستان میں ہی قیام کرنے کی خواہش سے شدید اختلاف ہوگا۔ اس کے باوجود اس نے یہ فیصلہ کیا۔ میں ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ صاف انکار کردوں گا اس رشتے سے اگر ایلش سے شادی کرنا چاہتا ہے تو ہر حال میں اسے جرمنی آنا ہوگا۔" وہ اپنا فیصلہ علوینہ اور ایلش کو سنا کر غصے سے تن فن کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ایلش' عائز تمہاری خاطر برلن میں رہنے پر رضامند ہوجائے گا؟" علوینہ نے ایلش کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی جانب سے مکمل خاموشی پا کر وہ خود کلامی کے سے انداز میں بولیں۔

"یہ بیل تو مجھے منڈھے چڑھتی نظر نہیں آرہی۔ لگتا ہے کہ کوئی اور برتلاش کرنا ہوگا ہمیں تمہارے لیے۔" علوینہ وہاں سے چلی گئیں اور ایلش حیران سی انہیں دیکھتی رہ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"کیوں پریشان ہو' آخر کس الجھن کا شکار ہو؟" تارا آج اس کے گھر آئی تھی اور اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگی۔ جواباً ایلش نے اسے ساری صورت حال بتا ڈالی۔

"تم تو خوش نصیب ہو ایلش جو اتنا باوفا اور خوددار انسان تم سے محبت کرتا ہے اور اپنانا چاہتا ہے۔ ورنہ کتنے ہی مرد ہیں جو ہمارے ملک میں جو ہم جیسی فیملیز میں رشتہ اپنے مفادات کی غرض سے کرتے ہیں اور ایسی صورت میں ان شادیوں کا انجام سمجھوتے کی صورت نکلتا ہے۔ دونوں اگر ساتھ رہتے بھی ہیں تو خوشی کے احساس سے دور ورنہ پھر کوئی نہ کوئی بے وفائی ضرور کرتا ہے اور عائز شادی

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

صرف تم سے محبت کی خاطر کررہا ہے۔ کسی مقصد یا مفاد کی خاطر نہیں۔'' تارا اسے سمجھانے لگی۔

''اگر وہ واقعی مجھ سے محبت کرتا ہے تو آزمائش صرف میرے نام کرکے کیوں گیا؟ وہ کیا اپنے وطن کی محبت میرے لیے قربان نہیں کرسکتا۔'' ایلش خفگی سے بولی۔

''جو تمہارے حصے کی آزمائش ہے اس پر کھرا تم نے ہی اترنا ہے ایلش۔ عائز تو اپنی آزمائش پر کب کا کھرا ثابت ہوگیا ہے۔'' تارا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ایلش ناسمجھی سے اسے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

''تمہارے اور کم کے معاملے میں اس نے تمہارا ہر طرح سے ساتھ دیا' تمہاری اک اک بات پر آنکھ بند کرکے اعتبار کیا۔ یہی نہیں اس نے تمہیں کم کے مذموم مقاصد سے بھی بچایا' تمہاری عزت پر ایک حرف بھی نہ آنے دیا حتیٰ کہ تمہارے گھر والوں کے سامنے بھی تمہاری لاج رکھی اور کس طرح وہ اپنی محبت کا ثبوت دے تمہیں ایلش۔ کیا تمہارا فرض نہیں کہ تم بھی اس کی توقعات پر پورا اترو۔'' تارا نے پیار سے ایلش کو آئینہ دکھایا۔

''مگر تارا میں اپنا ملک نہیں چھوڑ سکتی۔ میں پاکستان کے ماحول میں ایڈجسٹ نہیں ہو پاؤں گی۔'' وہ بے بسی سے بولی۔

''ایڈجسٹ تو تم یہاں بھی نہیں ہوئیں اب تک ایلش۔ یہاں کا ماحول' یہاں کے لوگ کیا سب کچھ قابل قبول ہے تمہارے لیے؟ اگر ہاں تو پھر کم کی باتیں تمہیں بری کیوں لگیں' اس کی فرمائش تمہارے لیے انوکھی کیوں تھیں؟ ایلش یہاں تو یہ باتیں عام ہیں۔ یہاں کا معاشرہ اس بے راہ روی کا شکار ہے تم پھر بھی عادی نہیں ہوئیں کیوں؟ کیونکہ تمہاری تربیت یہاں کے مطابق نہیں ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ تمہارے گھر والے کیوں تمہارا رشتہ اس ملک کے نوجوان سے نہیں بلکہ ایک پاکستانی نوجوان سے کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں مشرقی ماحول' مغربی ماحول کے ساتھ رہ تو سکتا ہے مگر ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا۔ تم بھی اپنی جڑیں پہچانو ایلش اس چکر میں تم عائز کو مت کھو دینا۔'' تارا اس کو جھنجوڑ رہی تھی۔ اس کا کہا گیا ایک ایک جملہ اسے اندر تک جھنجھوڑ گیا تھا۔ وہ سچائی جو اب تک پردے میں تھی اب اس کے سامنے عیاں ہوچکی تھی۔ تارا نے صحیح کہا تھا۔ اسے عائز کو کسی صورت بھی کھونا نہیں چاہیے تھا۔ اس کی باتوں کے بعد وہ بالآخر حتمی فیصلہ کرچکی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے احسان؟ کنور بھائی کو کوئی نہ کوئی جواب تو دینا ہوگا۔'' صبح ناشتے کی میز پر علوینہ نے احسان دانش سے استفسار کیا۔ ایلش کارواں رواں ہمہ تن گوش ہوگیا۔

''انکار ہی کروں گا۔ اپنی بیٹی کو پاکستان تو نہیں بیاہوں گا ساری زندگی پردیس میں اس لیے تو نہیں رہا کہ اپنی بیٹی پھر اسی دقیانوسی ماحول کے سپرد کردوں۔'' احسان دانش قطعیت سے بولے۔

''ڈیڈ..... ہم نہ پاکستان کا دقیانوسی ماحول اپنا سکے نہ یہاں کا انتہائی آزاد ماحول پھر ہمارا اپنا ماحول کیا ہے؟'' اس نے ناشتے سے ہاتھ روکتے ہوئے پوچھا۔ احسان اور علوینہ تعجب سے اسے دیکھنے لگے۔

''یہ کیا الٹی سیدھی باتیں کررہی ہو ایلش؟ جہاں ہم رہتے ہیں یہی ہے ہمارا ماحول۔'' علوینہ بولیں۔

''اچھا..... تو پھر میں آپ کو بتاتی ہوں کہ یہ ماحول مجھے گزشتہ دنوں کتنا نقصان پہنچانے والا تھا۔'' ایلش اتنا کہہ کر انہیں کم کے حوالے سے ساری حقیقت بتانے لگی۔ احسان اور علوینہ شدید حیرانگی کے عالم میں سب کچھ سنتے رہے۔

''ڈیڈ..... وہ عائز تھا جس نے ہم سب کی عزت کی حفاظت کی اور یہی ہے مشرق کا' ہم سب کا ماحول اور میں وہ ماحول اپنانے کے لیے تیار ہوں۔ میں اس بے جا ضد کے چکر میں عائز کو نہیں کھونا چاہتی۔'' وہ بڑے واضح انداز میں ان دونوں کو اپنا فیصلہ سنا گئی۔

''ایلش کی باتیں سن کر اب مجھے بھی عائز سے بڑھ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کر کوئی عزیز نہیں احسان۔ آپ بھائی صاحب کو کال ملایئے اور جواب 'ہاں' میں دیجیے۔" علوینہ کا فیصلہ ایلش کے جذبات کی مکمل ترجمانی کر رہا تھا۔

"میرا موبائل لے کر آؤ علوینہ۔ بھائی صاحب کو بہت انتظار کروایا۔ اب ذرا خوش خبری بھی سنادوں۔" احسان مسکراتے ہوئے بولے تو ایلش مسرور سی ان کے گلے لگ گئی۔

❁.....❁.....❁.....❁

کنور.....احسان دانش کی کال سن کر فارغ ہوئے تھے تب ہی عائزان کے کمرے میں داخل ہوا۔

"بابا' برلن سے کوئی جواب آیا؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں بیٹے' اب تک تو نہیں آیا کوئی جواب۔" وہ صاف انکاری ہوئے۔

"اچھا پھر کوئی کوریئر تو آیا ہوگا میرے نام سے۔" اس نے سوچتے ہوئے استفسار کیا۔

"نہیں وہ بھی نہیں آیا" وہ دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے بولے۔

"اچھا.....!" وہ مایوسی سے بولا پھر جانے کے لیے پلٹا۔ کنور دانش نے اسے بے ساختہ پکار کر پوچھا۔

"سنو برخوردار.....اس بار بھی سالگرہ فارم ہاؤس پر منانے کا ارادہ ہے؟"

"جی بالکل ویسے ہی جیسے ہر بار مناتے آرہے ہیں۔" وہ سادگی سے کہہ کر چلا گیا۔ کنور دانش زیر لب مسکرا دیے۔ ان کی علیشاہ سے بھی بات ہوئی تھی وہ اس کی خواہش پر ہی ان لوگوں کی پاکستان آنے کی خبر کو چھپا رہے تھے۔ علیشا' عائز کی سالگرہ پر اسے سرپرائز دینا چاہتی تھی۔ وہ مسرور تھے۔ بالآخران کا بیٹا ان کے چھوٹے بھائی کو اس کی جڑوں سے دوبارہ جوڑنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ لوگ صبح سویرے کراچی پہنچے تھے۔ یہاں آکر ایلش کو لفظ خاندان کا مطلب سمجھ میں آیا تھا۔ بے انتہا محبت کرنے والے دادا اور تایا سے مل کر وہ بے حد خوش ہوئی تھے۔ احسان دانش برسوں بعد اپنوں سے مل کر پھر سے خود کو جوان محسوس کر رہے تھے۔ احسان دانش' کنور دانش سے بغل گیر ہوتے ہوئے بے اختیار بولے۔

"بھائی صاحب عائز نے اس بار مجھے اپنی مٹی کی جانب لوٹنے پر مجبور کر دیا۔"

"احسان یہ بچے ہی اب ہمارے رشتے کو نبھائیں گے۔ یہی تو ہیں ہمارا مستقبل۔" کنور دانش کھل کر مسکرائے۔

"تایا ابو' فارم ہاؤس کب چلنا ہے؟ آپ کو پتا ہے ناں عائز کی سالگرہ کی تیاری کے لیے میں کتنی پُرجوش ہوں۔" ایلش بے قراری سے بولی تو وہ سب ہنس دیئے۔

"بیٹا جی' پہلے اپنے دادا سے پوچھیے کہ ان کی کیا خواہش ہے؟" کنور دانش نے مسکراتے ہوئے دانش صاحب کی جانب دیکھا۔

"بیٹا.....جب دونوں بچے راضی ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ عائز کی سالگرہ کے موقع پر ان دونوں بچوں کی منگنی بھی کر دی جائے۔ کیوں کیا خیال ہے احسان اور علوینہ؟" دانش صاحب نے مسکراتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا۔

"یہ تو بہت ہی اچھا خیال ہے ابا جی۔ میری اور علوینہ کی جانب سے تو بھرپور رضامندی ہے۔ ہاں البتہ آپ لڑکے اور لڑکے والوں سے بھی ان کی رائے معلوم کرلیں۔" احسان ہنستے ہوئے بولے۔ علوینہ بھی ان کی بات پر تائیدی انداز میں مسکرائیں۔

"بھئی لڑکے کی فکر نہ کرو۔ وہ بھی راضی اس کا باپ بھی دل سے راضی ہے اپنی علیشاہ بیٹی کو اپنانے کے لیے۔" دانش صاحب کے فیصلے پر ایلش خوشی سے علوینہ کے گلے لگ گئی۔ کچھ دیر بعد ہی وہ لوگ فارم ہاؤس کے لیے نکل گئے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی ایلش نے عائز کے لیے کیک بنایا۔ کنور دانش نے ایلش کی مرضی کے مطابق

Wadar Azeem
Pakistanipoint.com

فارم ہاؤس کی سجاوٹ کروائی۔ کھانے کا مینیو علوینہ نے ترتیب دیا۔

''چلو ایلش میں تمہیں عائز کے بنائے گئے گھوڑوں کا اصطبل دکھاتا ہوں۔'' کنور دانش اسے فارم ہاؤس کے دوسرے حصے میں لے آئے جہاں اعلیٰ نسل کے شاندار گھوڑے موجود تھے۔

''عائز کو بچپن سے ہی گھوڑے پالنے کا بہت شوق رہا ہے۔'' کنور دانش اسے عائز کے شوق کے حوالے سے بتانے لگے۔ ایلش بھی انہیں برلن کے قصے سنانے لگی۔ تب ہی ان کے موبائل پر اچانک عائز کی کال آ گئی۔ وہ اس سے گفتگو میں مصروف ہوگئے۔ بات ختم ہونے کے بعد وہ ایلش سے مخاطب ہوئے۔

''بیٹا اب تم بھی اپنا حلیہ درست کرو۔ عائز بس پہنچنے ہی والا ہے۔'' ان کی بات سن کر ایلش کا دل یکبارگی دھڑک اٹھا۔ اس نے سفید رنگ کی لانگ فراک پر آتشی گلابی رنگ کا دوپٹا اوڑھ رکھا تھا۔ کانوں میں جھمکے پہن کر اس نے اپنے بھورے بالوں کو کھلا چھوڑ دیا تھا۔ لبوں پر اس نے دوپٹے کے ہم رنگ لپ اسٹک لگا کر خود کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ وہ پچن سے کیک لے کر فارم ہاؤس کے باغ کی جانب بڑھ رہی تھی کہ یک دم اندھیرا ہوگیا۔ یقیناً تایا ابو نے عائز کی آمد بتیاں بجھائی تھیں تاکہ وہ ایلش کی موجودگی سے انجان رہے۔ اسے بروقت یاد آیا۔ صدشکر کے کیک پر سجی موم بتی روشن تھی۔ وہ سنبھل سنبھل کر آگے بڑھنے لگی۔ یک دم کسی کی سرگوشی نے اس کو روک دیا۔

''میں جانتا تھا۔ مغرب کی گوری کو میں نے محبت کی زنجیر سے باندھ رکھا ہے۔ مجھے یقین تھا۔ میرا انتظار ضایع نہیں جائے گا۔ گوری مجھ سے ملنے میرے دیس ضرور آئے گی۔'' ایلش نے بے قراری سے دیکھا وہ سامنے کھڑا تھا۔ سفید شلوار قمیص میں وجاہت سے بھرپور اس کا سراپا اس کی پیاسی آنکھوں کو سیراب کر گیا۔

''اتنا یقین تھا گوری پر.....'' ایلش نے ہولے سے کہا۔

''خود سے بھی زیادہ، تم پر یقین تھا گوری..... اپنا عشق بڑا ہی خاص تھا۔'' اس نے مخمور لہجے میں کہا۔

''لو بھئی ہم وہاں سرپرائز کے چکر میں اندھیرے میں بیٹھے رہ گئے اور یہاں مشرق، مغرب کا خود ہی ملاپ ہوگیا۔'' کنور دانش کی آواز اندھیرے میں سرسرائی اور پھر ان سب کا قہقہہ گونجا۔ وہ دونوں جھینپ سے گئے کنور دانش کی ہدایت پر بتیاں روشن کردی گئیں۔

''چلو بھئی عائز کیک کاٹو علیشا نے خاص تمہارے لیے بنایا ہے۔'' دانش صاحب نے ہدایت دی۔

''سالگرہ مبارک ہو اے مشرقی نوجوان۔'' ایلش نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ وہ زیرلب مسکرایا۔ تب ہی اس کی نگاہیں ایلش کی صراحی دار گردن پر جا ٹکیں۔ اس کا دیا گیا پینڈنٹ جیسے بنا ہی اس کی علیشاہ کے لیے تھا۔

''چلو بھئی اب تم دونوں انگوٹھیاں بھی پہنا دو ایک دوسرے کو۔'' احسان دانش کویا ہوئے۔

''اے مغرب کی گوری کیا تمہیں مشرق کا یہ بانکا سجیلا نوجوان اور اس کی محبت قبول ہے؟''

''اے مشرقی نوجوان، محبت قبول ہے کیونکہ گوری کو تجھ سے عشق ہے کچھ خاص۔'' ایلش نے بھی اسی کا انداز اپنایا۔ عائز نے اس کے ہاتھ کو تھاما اور نازک سی انگوٹھی اس کے مخروطی انگلی میں پہنا دی۔ ایلش نے بھی انگوٹھی عائز کو پہنائی۔ ان دونوں کے نٹ کھٹ انداز پر گھر والے مسرور سے قہقہے لگاتے گلے ملتے ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے مگر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے مسکراتے ہوئے عشق کی وادی میں گم ہوگئے تھے کیونکہ اس کے بعد عشق نگر کا سفر شروع ہونا تھا۔

www.naeyufaq.com

WaqarAzeem Pakistanipoint.com

سپنوں کا شہزادہ

حنا بشریٰ

دریچے سے دیا جا کر ہٹا دو
مت اپنے ساتھ اس کو بھی سزا دو
چھپا کر اب انہیں رکھنے سے کیا حاصل
سب اس کے خط، وہ تصویریں جلا دو

"ہیلو..... کس سے بات کرنی ہے؟"

"دانیال حسن صاحب سے۔"

"ایڈیٹر دانیال ہی بات کر رہا ہوں۔" مردانہ خوبصورتی لیے گمبھیر آواز ابھری تو لمحہ بھر کے لیے عائزہ کی سانسیں ساکت، دھڑکنیں بے ترتیب اور سوچیں منتشر رہ گئیں۔ ایسی دلفریب آواز اس نے پہلی بار سنی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے سماعتوں کے راستے سحر پھونک دیا گیا ہو۔ ایسا سحر جس نے دل کی بستی کو بھی ساکت کر دیا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی اس سحر کے زیر اثر کمزور پڑیں تو وہ پوچھنا ہی بھول گئی کہ اسے آگے کیا سوال کرنا ہے۔

"جی محترمہ..... کس سلسلے میں فون کیا ہے؟" وہی سحر انگیز آواز عائزہ کے سکتے کو توڑنے کا باعث بنی۔

"وہ..... میں....." اپنی بوکھلاہٹ کو قابو میں رکھنا دشوار ہونے لگا۔

"دیکھیے محترمہ..... میرا وقت بہت قیمتی ہے، جو پوچھنا ہے جلدی پوچھیے۔" اب کے اس آواز سے تھوڑی بیزاریت جھلکی اور ہلکی سی جھڑکی کا بھی احساس اسے ہوا تو چشم زدن میں ہوش کی دنیا سے وابستہ ہونا پڑا۔ دل کو نا جانے کیوں اس آواز میں بیزاریت نہ بھائی تھی۔ رعب تو ٹھیک تھا مگر سماعتوں کو وہ جھڑکی بھی پسند نہ آئی۔

"سر..... وہ..... میں نے ایک تحریر ماہنامہ مہک کے لیے بھیجی تھی، بس اسی کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔" بوکھلاہٹوں پہ قابو پاتے، دل کی دھڑکنوں کو ترتیب میں لاتے ہوئے اس نے پوچھا۔ وہ ابھی بھی اس آواز کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔ اسے تو لگ رہا تھا کہ یہ سحر اب کسی زوردار جھاڑ پھونک، دم درود نے ٹوٹکوں سے ہی جائے گا۔

"جی..... موصول ہو گئی ہے، پڑھنے کے بعد ہی آپ کو اس کے متعلق بتایا جا سکے گا۔" اب کی بار اس آواز میں ہلکی سی مسکراہٹ کی آمیزش آئی تو عائزہ کا دل باغ و بہار سا ہو گیا۔

"اللہ حافظ۔" یہ جملہ دوسری طرف سے ابھرا۔

"سر..... سر..... بات تو سنیں۔" عائزہ یوں چلائی کہ جیسے اس کی ٹرین نکل گئی ہو یا پھر چلتی بس یا رکشے سے اس کا بیگ گر گیا ہو یا پھر پوئنٹ پوائنٹ اسے لیے بنا روانہ ہو گی ہو اور وہ پیچھے پکارتی رہ گئی ہو۔

"جی بولیے۔" گہرے سمندر جیسا پرسکون لہجہ تھا۔ آواز سے مسکراہٹ واضح تھی۔ شاید وہ شخص عائزہ کی بوکھلاہٹوں پہ مسکرایا تھا۔ عائزہ کو یہ احساس نہال کر گیا تھا۔

"سر کتنے دنوں بعد کال کروں؟" پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ بمشکل پوچھا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"ایک ہفتے بعد۔" اور پھر کال منقطع ہوگئی مگر عائزہ پتھر کی بت بنی بیٹھی رہ گئی۔ فون یوں اس کے کان سے چپکا تھا جیسے کسی نے ایلفی لگادی ہو اور اب الگ کرنے کی صورت میں کان بھی الگ ہوجائے گا۔

"اوہ خدایا..... اتنی خوبصورت آواز۔"

اب عائزہ تفصیل سے ایڈیٹر دانیال حسن کی دلفریب اور بارعب آواز پر غور کررہی تھی بلکہ چشم تصور میں ان کی ظاہری شخصیت کے بارے میں بہت سی دلکش سوچیں دماغ میں رقص کرنے لگی تھیں، جس کی آواز اتنی خوبصورت اور دلکش ہے وہ خود کتنا گریس فل، ہینڈسم اور جاذب نظر ہوگا؟ ذہن کے پردے پر بہت سی ایسی شخصیت جھلملانے لگیں جو خود بھی خوبصورت تھے اور ان کی آوازیں بھی دلکش تھیں، ان شخصیات میں زیادہ تر ایکٹر ہی تھے۔ کچھ لولی وڈ سے تو کچھ ہولی وڈ اور کوئی بولی وڈ سے۔

سیاہ چمکدار آنکھیں، گوری رنگت، دراز قد اور لبوں پہ دلفریب مسکراہٹ لیے کوئی چشم تصور میں عکس لہرایا تو عائزہ کو لگا یہ تو کوئی یونانی دیوتا ہے، دل نے بھی تصدیق کر ڈالی کہ ایڈیٹر دانیال حسن بھی بالکل ایسا ہی ہے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"کوئی تو ہو جو اسے ٹوٹ کر چاہے..... اس کی ذات کی تکمیل کرے..... وہ جو اس کی خواہشوں کا محور ہو..... جو اس کے دل کی اندھیر نگری میں اپنی محبت کی شمع روشن کردے اور وہی ہو اس کی سپنوں کا شہزادہ۔" چند لمحوں کا توقف کرتے ہوئے عائزہ نے جنبش قلم کو روکا تو سوچ سفید براق پرندے کے پروں پہ سوار ہوکر آسمان کے گوشوں میں اپنے شہزادے کی تلاش میں جا پہنچی تو نرم روئی جیسے بادلوں کے درمیان کوئی مسکراتا ہوا سراپا آنکھوں کی سامنے آ گیا جو بالکل یونانی دیوتاؤں کی طرح حسین تھا۔

روشن مسکراتی آنکھیں، مغرور ناک کا بانسا، کشادہ پیشانی جس پہ چمکتا نصیب کا چمکدار ستارہ، عائزہ کو مبہوت کرگیا تھا۔ دل کو لگا کہ اسے پہلے بھی دیکھ چکی ہے یا مل چکی ہے یا پھر اس کی مدھر آواز سن چکی ہے، بس کچھ تھا کہ دل کو یہ شخص اجنبی نہ لگا..... وہ ابھی کچھ دیر اور اس کے دیدار میں گم رہتی کہ دھپ سے کسی کا ہاتھ اس کے کندھے پر پڑا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"کیا ہورہا ہے؟" نہ صرف پوچھا گیا بلکہ پاس ہی رکھی پلیٹ میں پڑی مونگ پھلیاں کھانے کے ساتھ کافی کا مگ اٹھایا اور لمبا سا گھونٹ بھرا تو عائزہ کی پیشانی پہ کوئی ایک ہزار سلوٹیں پڑ گئیں۔ ایک تو یہ آمداس کے حسین تخیل میں رکاوٹ بنی اور پھر اجازت کے بغیر اس کے مگ سے گھونٹ بھی بھرا۔

"ہانیہ....." پین ٹیبل پہ پٹختے ہوئے وہ زور سے چلائی۔

"کیا ہوا؟" ابھی ہانیہ مزید مونگ پھلیوں پہ ہاتھ صاف کرتی کہ عائزہ نے تیزی سے پلیٹ اٹھائی اور بائیں طرف کرلی' ہاں البتہ کافی کا مگ اس نے وہیں رکھا رہنے دیا تو ہانیہ نے ایک لمبا سا گھونٹ اور بھرا تو عائزہ کی ناگواری سوا نیزے پہ پہنچ گئی۔

"اٹھاؤ یہ مگ اور اب خود ہی ختم کرو۔" وہ ایک بار پھر سے چلائی' اس کا چہرہ غصے سے سرخ انار ہوگیا تھا۔

عائزہ کو شدید کھن آتی تھی کہ کوئی اس کے کھانے پینے کی چیز میں سے کھالیتا..... وہ اس حرکت پر جل بھن جایا کرتی تھی اور پھر اس چیز کے کھانے سے شدید کراہیت ہوا کرتی تھی۔

"کیا ہوگیا ہے آپی..... آپ تو ایسے شور مچا رہی ہیں کہ جیسے کسی پلید جانور نے آپ کے مگ میں منہ مار دیا ہو؟" کپ نہایت خوشی سے اٹھائی ہانیہ سامنے صوفے پہ ہی بیٹھ گئی۔ اس کی تو موجیں ہی ہوگئی تھیں کہ مزید ارکافی کا کپ اسے بغیر مشقت کے مل گیا تھا۔ بس مونگ پھلی سے محروم کردی گئی تھی۔

"کتنی بار کہا ہے کہ جب میں لکھ رہی ہوا کروں تو میرے قریب بھی نہ پھٹکا کرو۔" عائزہ غصے میں لال پیلی ہوتی پھنکاری اور ہانیہ ایسی زہریلی ناگن کی پھنکار سے خوف زدہ ہونے کی بجائے نہایت اطمینان سے کافی کے مزے لیتی رہی۔ نہ ڈری تھی اور نہ ہی شرمندگی کے مارے واک آؤٹ کرگئی تھی۔

"اچھا چھوڑیں ساری باتیں' یہ بتائیں آپ کے سپنوں کے شہزادے کی تلاش کہاں تک پہنچی؟" ہانیہ نے بالکل نارمل موڈ میں پوچھا۔ وہ عائزہ کے غصے کو کبھی خاطر میں نہ لاتی تھی۔

عائزہ لکھاری تھی' تعلیم مکمل کرنے کے بعد طبیعت کچھ تخلیقی کام کی طرف مائل ہوئی تو چند ٹیڑھی میڑھی تحریریں لکھیں' کامیابی کی امید تو نہیں تھی مگر بعض اوقات نتیجہ انسان کی سوچ کے برعکس نکل آتا ہے تو اس کا حوصلہ مزید بلند ہوجاتا ہے سو عائزہ کا حوصلہ بلند ہوا تو اس کا شوق جنون کی شکل اختیار کرگیا' یہی جنون اسے "ماہنامہ مہک" کی طرف لے گیا جس کے ایڈیٹر دانیال حسن تھے۔ طلسماتی آواز کے مالک۔

"جہاں بھی پہنچی ہو تلاش تمہیں مطلب؟" عائزہ کا موڈ سخت خراب ہوگیا تھا اور اب مزید دو گھنٹے تک تو کسی صورت ٹھیک نہیں ہونا تھا۔

"ارے واہ..... مجھے کیوں نہیں ہوگا مطلب..... بھئی آخر میرے ہونے والے بھیجا جی کی تلاش ہورہی ہے' مجھے تو فکر ہوگی ناں۔" ہانیہ شرارتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

عائزہ رومانوی فطرت لڑکی تھی..... اس کا عکس اس کی تحریروں میں بھی نظر آتا تھا' تازہ ترین موضوع میں وہ "سپنوں کے شہزادے" کی تلاش میں تھی۔ البتہ ہانیہ اکثر ہی اس کی بات پر تنقید کرتی رہتی تھی۔

"ویسے آپی..... اصلی زندگی بڑی تلخ ہوتی ہے۔ اس میں شہزادے تو نہیں ملتے' ہاں البتہ سا جھے' ماجھے' رشدا' ماجد' ہی ہم لڑکیوں کے نصیب میں لکھے ہوتے ہیں۔" کافی کا مگ ختم کرکے ہانیہ نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور کسی باریک بین تجزیہ نگار کی طرح میدان میں اتر آئی۔ اس کی تنقید ہمیشہ ہی سخت اور حقیقت کے قریب ہوا کرتی تھی۔ اس کے مطابق خواب وخیال کی دنیا میں رہنے والا انسان ہمیشہ تکلیف اٹھاتا ہے اور عائزہ خواب وخیال کی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی۔

"شکل اچھی نہ ہو تو بات تو اچھی کرسکتی ہو۔" عائزہ کو

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اس کی تنقید پہ بے حد تپ چڑھا کرتی۔ اس کے کچھ خواب تھے' کچھ سوچیں تھیں' کچھ آرزوئیں اور امنگیں تھیں..... اس کے سپنوں کا بھی ایک شہزادہ تھا' ان دیکھا سا' جس کی وہ اس وقت سے تلاش میں تھی جب سے اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔ ہانیہ عمر میں بے شک اس سے چھوٹی تھی مگر سوچ بہت پختہ اور حقیقت پسندانہ تھی..... اس کے مطابق جو لڑکیاں آنکھوں میں خواب بن لیتی ہیں پھر ان کی تعبیریں نہ ملنے پہ بہت دکھ اٹھاتی ہیں۔ حقیقی و عملی زندگی خوابوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے..... مانگتا کچھ ہے ملتا کچھ ہے اور بعض اوقات تو جو چاہتا ہے وہ اسے ملتا ہی نہیں۔ ساری زندگی ترستے' تڑپتے' مچلتے گزرتی ہے پھر تھک ہار کے آخر حقیقت تسلیم ہی کرنی پڑتی ہے۔ مقدر کے لکھے کے آگے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں جب بہت کچھ ہونا ہی انسان کی خواہشوں کے برعکس تو پھر خواہشوں کے پرندوں کو پالا ہی کیوں جائے؟ مگر عائزہ اس کی سوچ سے کبھی متفق نہ ہوئی تھی۔

اس کو یقین تھا خود پہ کہ اسے ضرور "سپنوں کا شہزادہ" ملے گا۔ اس کے خواب ضرور سچ ہوں گے اور تعبیریں بھی اس کی آرزوؤں کے مطابق ہوں گی۔ جب اسے "سپنوں کا شہزادہ" مل جائے گا تو وہ پھر بہت فخر سے ہانیہ کو بتائے گی بھی اور جتائے گی کہ تمہاری سوچ غلط اور سوچنے کا انداز غلط تھا۔

"مجھے میرا شہزادہ مل گیا ہے..... اب چلو تم۔" اور شاید وہ "شہزادہ" اس سے سرراہ ٹکرا ہی گیا تھا۔ وہ جس کے خیال نے اس کے دل کے تار چھیڑ دیئے تھے..... اس کے جذبات میں طوفان برپا کر دیا تھا..... جس کے خیال نے پورے وجود کو اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا مگر ابھی ہانیہ سمیت وہ باقی سب سے یہ نام چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔

❁.....❁.....❁

"سر..... مجھے اپنی تحریر کے بارے میں پوچھنا تھا؟" ایک ہفتے بعد عائزہ نے فون کیا جو نہ جانے کیسے گزارا تھا۔ جی تو چاہ رہا تھا کہ اگلے دن ہی فون کرلے یونہی بلامقصد..... بلاوجہ..... صرف دانیال حسن کی آواز سننے کے لیے جس نے سماعتوں پر ایسا اثر کیا تھا کہ اب کوئی دوسری آواز بھلی نہیں لگتی تھی۔ دل صرف دانیال حسن کو ہی سننا چاہتا تھا' آخر کیوں؟ ابھی اس کیوں کا کوئی واضح جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

"جی محترمہ پڑھ لی ہے..... بہت عمدہ انداز بیاں ہے آپ کا۔" ایک تو تعریف اور وہ بھی دانیال حسن کر رہا تھا۔ عائزہ کا تو انگ انگ خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

"واقعی سر.....!" خوشی اور شوق سے عائزہ ضرورت سے زیادہ چہک اٹھی۔

"تو کیا آپ کو لگ رہا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یا مذاق کر رہا ہوں؟" دانیال حسن کی مسکراتی آواز یک دم سنجیدہ سی محسوس ہوئی تو عائزہ کا دل سہم سا گیا۔

"نن..... نہیں..... سر ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"سچ کہوں تو آپ کے انداز تحریر نے مجھے آپ کا 'فین' بنا دیا ہے۔"

"فین.....!" عائزہ نے خود کو بے ہوش ہونے سے بمشکل بچایا۔ ایک آواز اتنی سحر انگیز اور اوپر سے یہ جذبات' وہ خوشی سے پاگل ہونے کو ہوئی۔

پھر اکثر ہی دونوں کی بات چیت ہونے لگی۔ دانیال حسن بھی نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو کرتا تھا۔ عائزہ اکثر اس کے لہجے کی خوشی کو محسوس کرتی تھی۔ وہ ایک مشہور و معروف رسالے کا ایڈیٹر ہو کر اسے اتنی توجہ دیتا تھا ورنہ نو آموز لکھاریوں کو کہاں گھاس ڈالی جاتی ہے۔ عائزہ کا دل انجانے جذبوں کے تحت مچلنے لگا تھا۔ وہ یوں اس سے بات کرتا جیسے اس کے پاس فراغت ہی فراغت ہو۔

"سر..... میں آپ کو وقت بے وقت فون کر کے پریشان تو نہیں کرتی؟" عائزہ شاید اس کے منہ سے اپنے لیے کچھ انوکھا سننا چاہتی تھی۔ دل بارہا کہہ چکا تھا کہ دانیال حسن بھی اس کے لیے "خاص جذبات" رکھتا ہے۔ بس اپنے مرتبے کی وجہ سے کچھ کھل کر اظہار نہیں کر پا رہا۔ اس

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

کی یہ عدم فرصت عائزہ کے لیے بے معنی نہ تھی۔ یہ توجہ خاص تھی۔ پیچھے ضرور کوئی خاص بات تھی۔

"ارے یہ آپ نے کیسے سوچ لیا عائزہ۔" دانیال حسن نے پہلی بار اسے نام سے پکارا تھا۔ عائزہ کو اس کے لبوں سے اپنا نام بہت حسین لگا۔

"آپ سے بات کر کے میرا موڈ خوشگوار ہو جاتا ہے۔" یہ بہت اعزاز کی بات تھی اس کے لیے۔ وہ خوشی سے پھولے نہیں سمائی۔

"آپ کی معصومانہ باتیں میری دن بھر کی تھکاوٹوں کو رفع کر دیتی ہیں۔" اس کو یہ خیال ہی مسرور کیے جا رہا تھا کہ دانیال اس کی تعریف کر رہا تھا۔ اس کا ہلکا پھلکا مزاح اور قہقہے دانیال حسن کو فریش کر دیتے تھے۔

"سچ کہوں تو مجھ جیسے تن تنہا انسان کو آپ کی گفتگو ہشاش بشاش کر دیتی ہے۔" دانیال نے بتایا تھا کہ وہ غیر شادی شدہ ہے اور دنیا میں اس کا کوئی نہیں ہے۔

"آپ میرے لیے بہت خاص ہیں عائزہ۔" یہی تو وہ جذبات تھے جن کو سننے کے لیے عائزہ کا دل خواہاں تھا۔ یعنی اس کا خیال درست تھا کہ دانیال حسن بھی اس کے لیے خاص جذبات رکھتا تھا۔

وہ رات کے گیارہ بجے دانیال حسن کے ساتھ محو گفتگو تھی کہ اچانک ہانیہ کی آمد نے اسے سخت بدمزہ کیا تو ناچار اسے فون بند کرنا پڑا۔ دانیال حسن نے اپنا پرسنل سیل نمبر دے کر گفتگو کو وقت اور مصروفیت کی قید سے آزاد کر دیا تھا۔ اب عائزہ اسے دفتری اوقات کے بعد بھی فون کیا کرتی تھی۔ طویل گفتگو میں وہ ہر بات کر لیا کرتے تھے..... نہ دانیال حسن کا فون بند کرنے کو دل چاہتا تھا نہ ہی عائزہ کا۔ یعنی دونوں طرف ہی جذبات کسی نئی سمت میں داخل ہو رہے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"آپی آپ نے محسن بھائی کے رشتے سے انکار کیوں کیا؟" عائزہ کے لیے بہت اچھا رشتہ آیا تھا۔ عائزہ کے والد کے دوست کے بیٹے کا۔ پڑھا لکھا' سلجھا ہوا محسن ایک شریف لڑکا تھا سب گھر والوں کو بہت پسند آیا تھا۔ ہانیہ کو عائزہ کے انکار نے سخت حیران کر دیا تھا۔ لڑکے والوں نے عائزہ کو کسی تقریب میں دیکھا تھا اور پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اب وہ لوگ باقاعدہ رشتہ لے کر آنا چاہتے تھے مگر عائزہ کے انکار نے گھر بھر کو پریشان کر دیا تھا۔

"میری مرضی؟" انداز قدرے لاپرواسا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے امی ابو کتنے پریشان ہو رہے ہیں آپ کے انکار کی وجہ سے؟" عائزہ ہر آنے والے رشتے سے انکار کر دیتی تھی۔ کسی میں کوئی عیب نکال کر تو کبھی کوئی کمی کا کہہ کر' کبھی لڑکا موٹا ہوتا تو کبھی ٹھگنا۔ کوئی کم پڑھا لکھا ہوتا تو کسی کا رنگ کالا ہوتا' کسی کی ناک موٹی ہوتی تو کسی کی آنکھیں چنی' بس کوئی بھی اس کے سپنوں کے شہزادے جیسا نہیں تھا۔

"آپی..... آخر آپ کے ساتھ پرابلم کیا ہے؟"

"ہانیہ..... میرے کچھ خواب ہیں' کچھ آرزوئیں ہیں۔ میرا ایک معیار ہے اپنے شریک زندگی کے حوالے سے اور مجھے اس معیار سے کم گوارا نہیں۔" خواب و خیال کی دنیا میں رہنے والی عائزہ نے اچھا خاصا فلسفہ جھاڑ دیا..... وہ فلسفہ جس سے ہانیہ جیسی حقیقت پسند لڑکی کو شدید اختلاف تھا۔

"آپی..... آپ ایک بار محسن بھائی کو دیکھ تو لیں..... آپ کے 'سپنوں کے شہزادے' سے کسی طرح کم نہیں ہیں وہ بھی۔" ہانیہ مصر تھی اس بات پر کہ عائزہ ایک بار محسن کی تصویر ہی دیکھ لے پھر کوئی فیصلہ لے مگر وہ کسی کی نہیں مان رہی تھی..... پہلے تو وہ گھر والوں کے کہنے پر الٹا سیدھا تیار ہو کر آ جاتی تھی اور پھر کوئی نہ کوئی خامی نکال کر انکار کر دیتی تھی مگر اب تو اس نے رشتہ آنے سے پہلے ہی انکار کر دیا تھا۔

"میں کیوں دیکھوں محسن کو..... جب مجھے میرے 'سپنوں کا شہزادہ' مل گیا ہے تو؟" عائزہ کا انداز قدرے تفاخر لیے ہوئے تھا' لبوں پہ مغرورانہ مسکراہٹ سجی تھی۔

"مل گیا ہے.....! کب' کون ہے' کہاں رہتا ہے؟" ہانیہ کے لیے یہ خبر کسی "بریکنگ نیوز" سے کم نہ تھی۔ ہانیہ

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

جوش سے بولتی عائزہ کے سر پر آن پہنچی۔ اسے بھی وہ "شہزادہ" دیکھنا تھا۔ اس سے ملنے کی تمنا تھی۔

"دانیال حسن....." عائزہ اک ادا سے بولی۔

پہلے تو ہانیہ کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے کئی گناہ پھٹیں اور پھر ایک زوردار قہقہہ اس کی آنکھوں کو پانی سے بھر گیا تھا۔ وہ ہنستی چلی جارہی تھی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ہانیہ۔" عائزہ کو اس کی نان اسٹاپ ہنسی سخت زہر لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ناگواری چھا گئی تھی۔

"تم ایسے ہنس رہی ہو کہ جیسے میں نے کوئی لطیفہ سنا دیا ہو۔" دونوں ہاتھ کمر پر رکھے عائزہ کا انداز بالکل لڑاکا عورتوں کا سا تھا۔

"لطیفہ....." ہنسی بمشکل روکنے کی کوشش کرتی ہانیہ نے یہ لفظ دہرایا اور پھر سے ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔ ہنس ہنس کر وہ دہری ہوگئی تھی۔

"ہانیہ..... ایک منٹ سے پہلے اپنی بتیسی بند کرلو..... ورنہ....." عائزہ غصے میں لال پیلی ہورہی تھی اور کوئی چیز اٹھا کر مارنے کے لیے ادھر ادھر تلاش کرنے لگی تو "پیپر ویٹ" ہاتھ میں آ گیا۔

"اچھا..... اچھا آپی۔" خود کو روکتے ہوئے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیے۔ عائزہ کے کڑے تیوروں سے گھبرا کر اپنا سر چھپانے کی کوشش کرنے لگی تھی کہ کہیں "پیپر ویٹ" اس کی کھوپڑی ہی نہ زخمی کردے..... دونوں ہاتھوں سے سر کو چھپاتے ہوئے وہ بے حال ہورہی تھی۔

"سچ کہوں تو آپی یہ 2020 کا سب سے ٹاپ کلاس لطیفہ ہے..... آپ کے سپنوں کا شہزادہ اور وہ بھی ماہنامہ مہک جیسے مشہور و معروف ڈائجسٹ کا ایڈیٹر دانیال حسن....." ہنس ہنس کر ہانیہ کے گال لال ٹماٹر ہوگئے تھے۔

"آپی..... آپ کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہیں؟"

"خواب نہیں..... میرے خوابوں کی تعبیر..... دانیال حسن۔" عائزہ نے الفاظ چبائے اور ساتھ ہی اترائی بھی۔ وہ واقعی دانیال حسن سے محبت کرنے لگی تھی..... وہ پہلے تو آواز کی اسیر ہوئی تھی اب اس کی باتوں نے لگاؤ اور وابستگی کو محبت کا رنگین پناوا پہنا دیا تھا۔ دانیال حسن کی طرف سے ملنے والی توجہ نے محبت کو عشق کی طرف دھکیل دیا تھا۔

"اور دانیال حسن؟" اپنی محبتوں کا اعتراف تو عائزہ نے کردیا تھا مگر سوال یہ تھا کہ کیا دانیال حسن بھی عائزہ کے لیے ایسے ہی جذبات رکھتا تھا یا نہیں؟

"وہ بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔" حیا کے مارے رخسار گلابی ہونے لگے۔

"آپی..... یہ آپ کیسے یقین سے کہہ سکتی ہیں؟ آپ دونوں کی تو کبھی ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ یوں دیکھے بغیر ملے بغیر محبت..... آئی ڈونٹ بلیوات۔" ہانیہ بے یقین تھی۔

"ہر بات لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی۔" مخمور سے لہجے میں کہتی عائزہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

عائزہ کے مطابق محبت ہمیشہ لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی..... یہ محسوس کی جاتی ہے اور محسوس ہو بھی جاتی ہے اور اکثر ہی دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

"تم دیکھ لینا جس دن دانیال حسن یہ لمبی سی چمک دار قیمتی گاڑی میں باقاعدہ میرا رشتہ لینے آئیں گے تب تمہیں میری باتوں کی صداقت کا یقین ہوگا پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ محبت لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی محترمہ۔" بڑی ادا اور شوخی سے کہتے ہوئے عائزہ نے زبان نکال کر ہانیہ کو چڑایا اور قلم ہاتھ میں لے کر کچھ کورے کاغذ اپنے قریب کرلیے۔

"اف توبہ آپی..... ایک لکھاری ہو کر آپ کس طرح سوچتی ہیں۔" جھنجلاتے ہوئے ہانیہ نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر گہرا سانس سپرد فضا کیا۔ اسے عائزہ کی باتیں انتہائی بچکانہ سی لگی تھیں۔

"ایک لکھاری کی سوچ تو بہت حقیقت پسندانہ ہونی چاہیے آپی..... وہ خود ہی جب خواب و خیال کی دنیا میں رہے گا تو اس کی تحریروں سے کوئی خاک سبق لے گا؟" ہانیہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جادو کی چھڑی گھمائے اور عائزہ کی سوچ کو بدل دے مگر وہ جانتی تھی کہ سوچیں لمحوں میں نہیں بدلی جاتی..... ان کو بدلنے کے لیے تجربات سے گزرنا پڑتا ہے۔

"اس میں بچگانہ سوچ والی کیا بات ہے' وہ شخص مجھ سے محبت کرتا ہے' ورنہ کوئی کسی کو اپنا قیمتی ٹائم دیتا ہے؟ وہ بھی دانیال حسن جیسا معروف بندہ۔" سر جھٹکتے ہوئے عائزہ نے مسکراتی طنزیہ نگاہ پتھر بنی ہانیہ پہ ڈالی۔ اسے لگا کہ ہانیہ اس کے روشن نصیب سے جل رہی ہے..... اسے توقع نہیں تھی کہ عائزہ اپنے سپنوں کا شہزادہ پالے گی۔

عائزہ کے مطابق دانیال حسن اس سے طویل گفتگو کرتا تھا "یہ محبت تھی" وہ وقت بے وقت کال کرتا تھا۔ "یہ محبت تھی" وہ اس سے خوشگوار موڈ میں باتیں کرتا تھا "یہ بھی محبت تھی" اس جیسے معروف بندے کے پاس عائزہ کے لیے فراغت ہی فراغت تھی "یہ محبت تھی" وہ عائزہ سے اپنی ذاتی زندگی کی باتیں بھی شیئر کیا کرتا تھا' اپنے غم اپنی خوشی کا اظہار کرتا تھا "یہ محبت ہی تو تھی" وہ بہت کم وقت بہت اچھے دوست بن گئے تھے۔ "یہ محبت نہیں تو اور کیا تھی" جبکہ ہانیہ کے مطابق یہ عائزہ کی خوش فہمی تھی..... وہ اس سارے معاملے کو خوش فہمی کے رنگین چشمے سے دیکھ رہی تھی..... جس سے اسے سب کچھ بہت دلفریب نظر آرہا تھا اور اکثر حقیقت انسان کی سوچ سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

"تو ٹھیک ہے آپی پھر دانیال حسن سے ملاقات کا کوئی ٹائم سیٹ کریں۔" ہانیہ' عائزہ اور دانیال حسن کی محبتوں کا ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی۔ ابھی تک دانیال حسن نے باقاعدہ طور پر کوئی اظہار نہیں کیا تھا مگر عائزہ اس پہ ڈٹی ہوئی تھی کہ وہ بھی دل ہی دل میں اسے چاہتا ہے..... اس کی چاہتوں کو عائزہ نے بارہا اس کی باتوں میں محسوس کیا تھا۔ ہانیہ نے یہ بھی شرط رکھی تھی کہ دانیال حسن کو گھر انوائیٹ کیا جائے یا پھر اس کے ساتھ باہر ملنے کا پروگرام بنایا جائے جس میں ہانیہ عائزہ کے ساتھ جائے گی اور اگر دانیال حسن واقعی عائزہ سے محبت کرتا ہے تو پھر وہ امی ابو کے سامنے عائزہ کی حمایت کرے گی اور اگر وہ بات نہ ہوئی جو عائزہ نے سمجھ لی تو پھر وہ خاموشی سے محسن سے شادی کے لیے ہاں کردے گی..... عائزہ کو ہانیہ کی ہر شرط منظور تھی اسے دانیال حسن پر پورا بھروسہ تھا۔

اور پھر آگے آنے والے دنوں میں دانیال حسن سے ملاقات کا موقع مل ہی گیا تھا۔ عائزہ نے رسالے میں پڑھا تھا کہ دو دن بعد دانیال حسن کی سالگرہ تھی۔

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ آپ کی برتھ ڈے آرہی ہے۔" عائزہ کے انداز میں شکوہ تھا۔

"بھئی یہ فضول اور بیکار باتیں لگتی ہیں۔ اصل بات تو محبت اور قدر کی ہوتی ہے۔" فون کا اسپیکر آن تھا کمرے میں دانیال حسن کی دلکش آواز ابھری' جسے ہانیہ نے بھی سن لیا تھا واقعی لب ولہجہ تو متاثر کن تھا اور آواز تو ساعتوں کو اسیر کرنے والی..... اس کی باتیں بھی سحر انگیز تھیں..... عائزہ نے فخریہ نگاہوں سے ہانیہ کو دیکھا تھا۔

عائزہ دانیال حسن کی برتھ ڈے کے موقع پر ملنا چاہتی تھی مگر وہ ہر بار ٹال جاتا تھا۔ عائزہ نے باہر کسی ریسٹورنٹ میں ملنے کا اصرار کیا مگر دانیال حسن تیار نہ ہوا۔

"آپی..... دیکھ لینا..... اسی ٹال مٹول میں ہی کوئی چکر ہے۔" ہانیہ کا دل ماننے پہ تیار ہی نہ تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ عائزہ نے اپنے خواب وخیال کی بنیاد پہ خوش فہمی کے پل پہ چڑھ گئی ہے اور جس دن یہ پل ٹوٹ کر گرے گا تو چوٹ بھی بڑی لگائے گا۔

عائزہ نے ہانیہ کو ساتھ لیا' کچھ قیمتی تحائف' سرخ گلابوں کا گلدستہ اور چاکلیٹ کیک لے کر ماہنامہ مہک کے دفتر پہنچ گئی۔ وہ دانیال حسن کو سرپرائز دینا چاہتی تھی۔

"دانیال حسن صاحب تشریف رکھتے ہیں؟" شیشے کے خوبصورت سے نفیس کمرے میں ایک بزرگ آدمی آنکھوں پہ چشمہ لگائے بیٹھا غرق مطالعہ تھا۔

"آپ کون محترمہ؟"

"عائزہ ملک..... رائٹر ہوں۔" اسے لگا کہ یہ بزرگ آدمی اسسٹنٹ یا ہیلپر ہوگا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"جی میں..... دانیال حسن ہی ہوں۔" وہ شخص نہایت متانت سے مخاطب ہوا۔ ایک لمحے کے لیے عائزہ کو لگا کہ وہ شاید مذاق کررہا ہو..... وہ دانیال حسن کیسے ہوسکتا تھا؟ اس کی خوبصورت آواز عائزہ کے کانوں میں رس گھولتی تھی۔ عائزہ کے مطابق دانیال حسن کی آواز سے واضح تھا کہ وہ نوجوان مرد تھا مگر سامنے بیٹھا شخص تو عمر رسیدہ تھا۔

"سر..... میں اس ادارے کے ایڈیٹر سے ملنے آئی ہوں۔" عائزہ کی ساتھ ساتھ اب تو ہانیہ بھی الجھن کا شکار ہورہی تھی۔

"محترمہ میں ہی ایڈیٹر دانیال حسن ہوں..... آپ کو کس دانیال حسن کی تلاش ہے؟" اس شخص نے چشمہ اتار کر ٹیبل پر رکھا تو اب ان کی آنکھوں میں مسکراہٹ نظر آئی۔

"سر جی..... چائے لے آؤں۔" ابھی کمرے میں موجود تینوں نفوس اسی الجھن کو سلجھانے میں لگے تھے کہ وہی مانوس لب ولہجہ، وہی آواز عائزہ کی سماعتوں کے آر پار ہوئی۔ جسے وہ کئی بار سن چکی تھی..... وہ آواز کسی اجنبی کی نہیں تھی..... اس کے سپنوں کے شہزادے دانیال حسن کی تھی۔ عائزہ چونک کر پیچھے مڑی، وہ نوجوان تقریباً بیس سال کا تھا، رنگ توے سی بھی زیادہ کالا..... قد اتنا پست کہ عائزہ کے کندھے سے بھی نیچے، بدن انتہائی سوکھا سڑا، نیلے گہرے رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے سر پہ زرد رنگ کی پی کیپ پہنے وہ کھڑا تھا۔ حلیے سے وہ آفس بوائے لگ رہا تھا اور پھر کسی کو بتانے، سمجھانے کی ضرورت نہ پڑی..... حقیقت سامنے آئی تو ہانیہ کو تو جیسے ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔

وہ شخص تقریباً ساٹھ سال کے قریب تھے اور ایڈیٹر دانیال حسن ہی تھے..... جو پچھلے کچھ عرصے بیمار رہے تھے..... ان کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آفس بوائے "چاند" چند دنوں کے لیے ایڈیٹر کی سیٹ پر براجمان ہوگیا تھا۔ جو صرف نام کا چاند تھا، چاند بھی ایسا جو گرہن زدہ اور سیاہ بدلیوں کے پیچھے چھپا تھا۔ ایڈیٹر بن کر عائزہ کے ساتھ باتیں کرتا رہا تھا۔

"یہ ہے آپی..... آپ کے سپنوں کا شہزادہ؟" ہانیہ کی تو ہنسی نہیں رک رہی تھی اور عائزہ شرمندہ سی دل ہی دل میں خوف کے مارے شکر ادا کررہی تھی کہ یہ سچ مچ کا دانیال حسن نہیں..... آواز کیسی اور خود کیسا؟

آفس کی سیڑھیوں سے اترنے سے پہلے عائزہ نے ایک آخری خونخوار گھوری کی ساتھ مکا بھی چاند کو دکھایا..... جس نے اپنی اچھی آواز کے ذریعے عائزہ کو خوب الو بنایا تھا اور اب کھسیانا سا ہوکر پیلے دانت نکالے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ جس کی ایڈیٹر دانیال حسن نے ابھی کچھ دیر پہلے عائزہ کے ساتھ دھوکے بازی پر اچھی کلاس لی تھی۔

"عائزہ جی..... یہ کیک اور پھول تو مجھے دے دیں..... آخر اتنے دنوں دوستی رہی ہے ہماری۔" جس پر ہانیہ کا قہقہہ آؤٹ آف کنٹرول تھا۔

عائزہ کو وہاں اپنے سپنوں کا شہزادہ تو نہیں ملا مگر اس تجربے سے گزر کر ایک بات سمجھ گئی تھی کہ خواب وخیال میں رہنے والے انسان کو اکثر ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑجاتا ہے اور ہانیہ کو یقین تھا کہ اب آئندہ آنے والی زندگی میں حسن ہی عائزہ کے سپنوں کا شہزادہ ہوگا..... جو کم از کم چاند سے کئی ہزار گنا بہتر تھا۔

"اف آواز دیکھو ذرا اس کی اور شکل..... ایمان سے بالکل جلا ہوا تواتھا۔" عائزہ سارے راستے زہر اگلتی رہی چاند کے خلاف جو پورے ایک مہینے تک اس کے ساتھ ڈرامہ کرتا رہا تھا ایڈیٹر دانیال حسن بن کر..... ہنس ہنس کر ہانیہ کی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا مگر وہ خوش تھی کہ عائزہ کو کسی نقصان کے بغیر ہی سمجھ آگئی، کوئی برا تجربہ نہیں ہوا تھا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

قسط نمبر 3

نسلوں کے اس سفر میں

اُم ایمان قاضی

اپنی باتوں میں کسی اور کے حوالے رکھنا
مجھ سے بچھڑے ہو ذرا خود کو سنبھالے رکھنا
لوگ پوچھیں گے کہ کیوں پریشان ہو!
نگاہ سے کچھ بھی کہو ہونٹوں پہ تالے رکھنا

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

اماں جہاں اور اماں بی دونوں بہنیں ہیں اور دونوں کے مزاج میں واضح فرق ہے اماں جہاں خاصی مذہبی خاتون ہیں اور اپنے گھر کا ماحول بھی انہوں نے ایسا ہی رکھا ہے۔ گھر کے سب ہی لوگ ان کے بنائے ہوئے اصولوں پر چلتے اور ان کی بات کو اہمیت دیتے ہیں پر اسی گھر میں ایک باغی منتہا بھی ہے جو اماں جہاں کی باتوں کو خاطر میں نہیں لاتی۔ اور ان کے اصولوں کو بے جا کی پابندی سمجھتی ہے۔ اماں جہاں اس کی حرکتوں کو لاابالی پن سمجھتی ہیں اس لیے اس کو مصروف رکھنے کے لیے سلائی سیکھنے بھیج دیتی ہیں۔ منتہا کو لانے لے جانے پر ان کی ملازمہ عنایت مامور ہوتی ہے۔ اماں جہاں کو اپنے نواسے عبدالحنان سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور وہ اس کو اپنے مقصد میں استعمال کرنا چاہتی ہیں۔ عبدالحنان ایک لڑکی کو پسند کرتا ہے اور اس کے نام پتے سے انجان ہوتا ہے۔ وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ پر اماں جہاں کے ارادوں سے بھی ناواقف ہے۔ اماں بی کے گھر کا ماحول اماں جہاں کے گھر سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں ہر طرح کی آزادی سب کو حاصل ہے اور سب اپنی دنیا بسائے ہوئے ہیں۔ ایسے میں ایک شعرہ ہے جو ان سب سے دور تعلیم کے سلسلے میں ہاسٹل میں رہتی ہے۔ اماں جہاں کے گھر کی لڑکیوں کو اماں بی کے گھر آنے پر پابندی ہوتی ہے اور اماں بی کے گھر کی لڑکیاں وہاں کے ماحول کی وجہ سے نہیں جاتی ہیں جبکہ سب ایک ہی کالج میں پڑھ رہی ہوتی ہیں۔ اماں جہاں اور اماں بی کے ماضی میں کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے دونوں میں رابطہ نہیں تھا۔ اس کو کسی نے جاننے کی کوشش نہیں کی تھی اور نہ ہی کسی کو دلچسپی تھی۔ منتہا کو اپنی خالہ کے بیٹے عبدالمعید سے محبت ہو جاتی ہے عبدالمعید بھی اس کو پسند کرتا ہے اور دونوں کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اماں جہاں ان کی شادی کبھی نہیں ہونے دیں گی۔ اماں جہاں کو لگتا ہے کہ وقت آ گیا ہے اور اب وہ اپنا بدلا لے سکتی ہیں تب وہ عبدالحنان کو اپنا وعدہ یاد دلاتی ہیں جب انہوں نے وقت آنے پر اپنی بات منوانے کی یقین دہانی چاہی تھی۔ عبدالباری کو وعدہ یاد ہوتا ہے پر وہ بھی اس بار ان کی خواہش مان کر اپنی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے اس بات سے بے خبر کہ اماں جہاں کا وعدہ کیا ہے وہ خوش ہوتا ہے کہ شعرہ کی دوست سے وہ شعرہ کے گھر کا پتا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوتا ہے۔ اماں جہاں عبدالحنان کو شادی کرنے اور شادی کی پہلی رات ہی لڑکی کو طلاق دینے کا کہتی اس کو حیران کر دیتی ہیں۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

"مجھے پتا ہوتا تو تم سے پوچھ رہا ہوتا۔" وہ غصے سے بولا۔ آیت نے موحد کے ہاتھ سے کارڈ جھپٹا اور فوراً صفیہ بیگم کو پڑھ کر سنا دیا۔

"اور میرے خیال سے قسمت بار بار تمہیں کچھ سمجھانا چاہ رہی ہے جو تم جان کر ان جان بن رہے ہو..... اس پر لکھی عبارت کو غور سے پڑھو اور اس فیصلے پر از سر نو غور کرو جو اچانک اور زبردستی ہم پر مسلط کیا گیا کہ ہم کچھ کر ہی نہ پائے..... بارات آنے والی ہے بعد میں بات ہوگی..... آیت یہ سوٹ کیس اٹھاؤ اور میرے ساتھ آؤ۔" تیکھی نظروں سے پنجر کو دیکھتی تائی صفیہ نے آیت سے کہا اور اس کے سوٹ کیس اٹھاتے ہی وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

"یہ کیا کہہ رہی تھیں تائی..... کون سا فیصلہ؟ اور موحد سوچو ذرا ایسا بذاق میری دوستوں میں سے کون کر سکتی ہے..... زارا..... نچل..... عرشی....."

"اف....." اس کے بے وقوفانہ سوالوں پر موحد کا دل چاہا کہ اس کو ایک زوردار تھپڑ رسید کرے جو حالات کی نزاکت کو سمجھے بغیر اول فول بک رہی تھی۔

"تم جاؤ یار..... میں دیکھتا ہوں۔" اس نے بیزاری سے کہا۔

"ہونہہ..... بکواس کر رہی تھیں ساری کی ساری کہ جب تم تیار ہو کر سامنے آؤ گی تو دیکھنا وہ کیسے ساری سدھ بدھ کھو دے گا..... پتا نہیں کیسے منگیتر ہوتے ہیں لوگوں کے جو پورے پورے دیوان لکھ ڈالتے ہیں شاعری کے یہ گونگلو ہمیشہ کا گونگلو ہی رہا۔" موحد کو اجھن زدہ چھوڑ کر وہ بڑبڑاتی دوپٹا سنبھالتی لاؤنج پار کر گئی۔ اس نے آنکھیں سکیڑ کر وہ سفید کارڈ دوبارہ اٹھایا اور بغور اس کی عبارت پڑھی اس کے ماتھے کے بلوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

www.paksociety.com
Pakistanipoint.com

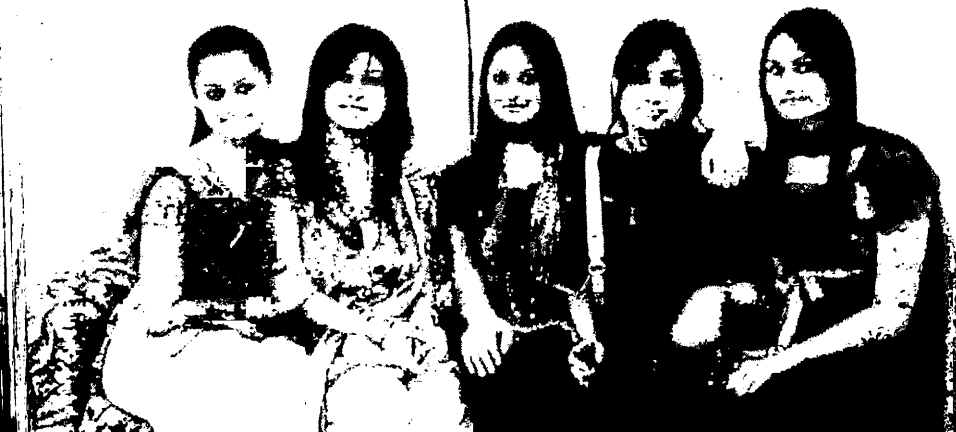

جو تھوڑی بہت الجھن اسے اس وقت ہوئی تھی وہ بارات کے غلغلے میں سب بھول گئی تھی..... فجر یشعرہ کو پارلر سے واپس لے آئی تھی سو پہلی فرصت میں وہ دلہن کو دیکھنا چاہتی تھی' بارات کے استقبال کے بعد وہ جہاں منزل کی لڑکیوں کے ہمراہ یشعرہ کے کمرے میں دھاوا بولنے چلی آئی مگر یہ کیا دلہن مکمل گھونگھٹ میں تھی۔

''ہیں یہ کیا ہے بھئی؟ ہٹاؤ یہ پردہ ہم نے دلہن کو دیکھا نہیں اور کیسے لپیٹ دیا غریب کو..... میرا تو دیکھ کر دم گھٹ رہا ہے' یشعرہ کا کیا حشر ہو رہا ہوگا' دیکھ تو لو وہ بے ہوش نہ جائے کہیں۔'' اس نے کہنے کے ساتھ یشعرہ کی گھونگھٹ کے طور پر لی ہوئی سرخ رنگ کی چنری کو ہٹانے کی کوشش کی۔

''ہٹو..... بدشگونی مت کرو..... تم تو ہو دیدہ ہوائی لڑکی..... ہر کسی کو اپنے جیسا مت سمجھا کرو۔'' تائی صفیہ نے اسے بے دردی سے پکڑ کر پیچھے کیا اور زندگی میں پہلی بار شجر کو ان کا لہجہ اور انداز بے حد خفت میں مبتلا کر گیا تھا۔ تائی صفیہ سے سب سے زیادہ ڈانٹ اسے ہی پڑتی تھی اس کی بے پرواہیوں' کوتاہیوں اور غلطیوں پر مگر ایسے طریقے سے تو انہوں نے کبھی بھی نہیں ڈانٹا تھا جس میں اگلے کی ذات کی اہانت چھپی ہو' فجر کو بھی شاید تائی کا لہجہ محسوس ہوا تھا اور گھونگھٹ میں چھپی یشعرہ بھی بے چین ہوئی تھی' ایک لمحے کو ہنستی کھلکھلاتی لڑکیاں چپ ہو گئی تھیں۔

''شجر..... تمہیں شاید پتا نہیں ہے کہ ان کے خاندان میں یہ رواج ہے تیار ہونے کے بعد دلہن کو گھونگھٹ میں چھپا دیا جاتا ہے' پتا نہیں اب اس رواج میں کیا لالا جک رہی ہوگی کہ دلہن کو سب سے پہلے دولہا دیکھے گا پھر کوئی اور..... تمہیں پتا تو ہے ناں کہ اماں جی اپنے خاندان کے رسم و رواج کے لیے کس قدر سخت ہیں۔ میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ پارلر چلی چلو' تیار بھی ہو جانا اور یشعرہ کو دلہن بنا بھی دیکھ لینا مگر ایک تو تمہاری نیند ہے جو صدیوں سے پوری ہونے کا نام نہیں لے رہی سوئی پڑی رہیں تم۔'' فجر نے بات کو ہلکا پھلکا رنگ دے کر تائی صفیہ کے اس رویے کا اثر زائل کرنا چاہا تھا۔ آمنہ بھی اب فجر کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھی کہ واقعی انہوں نے بھی اماں جہاں اور تائی سلطانہ کے منہ سے ان رواجوں کے بارے میں کافی کچھ سن رکھا تھا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو تم..... آخر تم کیا کرنا چاہ رہے ہو یار؟''

''میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے حسن' مجھ سے اتنا بڑا ظلم ہرگز نہیں ہوگا کہ میں ان کو بھی دکھی نہیں دیکھ سکتا..... اس لیے میں نے اپنی محبت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے..... جب میں ایک لڑکی کو آباد نہیں رکھ سکا تو دوسری کو کیسے رکھ سکوں گا بھلے وہ میری محبت ہی کیوں نہیں ہو.....''

''کیا ہو گیا ہے عبدالحنان..... میں اپنے بے حد پیارے دوست کو ایسے دکھی نہیں دیکھ سکتا وہ بھی اس کی شادی والے دن..... وقت اور حالات میں بہت گنجائش ہوتی ہے سخت سے سخت رویوں کو توڑنے کی اور حتمی فیصلوں میں نرمی لانے کی' اچھا اچھا سوچ یار کچھ دیر بعد تیرا نکاح ہے' ایک نئی زندگی کی شروعات اچھی امید اور خوش گمانی سے کرو گے تو یقین کرو سب اچھا ہوگا کیونکہ میرا ایمان ہے کہ نیت اچھی ہو اور دوسرے فریق سے بھلا کرنے کی ہو تو وہ انسان زیادہ دیر تک مشکل کا شکار نہیں رہ سکتا۔'' حسن نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''یار کمال کرتے ہیں آپ لوگ بھی..... مولوی صاحب سمیت سب لوگ باہر انتظار کر رہے ہیں اور آپ لوگوں کے نہ جانے کون سے راز و نیاز ہیں جو اس وقت بھی جاری ہیں؟'' اجمل نے آ کر ان دونوں کی گفتگو کا سلسلہ وہیں روک دیا تھا۔ حسن کو پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ گیا تھا' وہ جب اس شہر پہنچا تھا' بارات نکل چکی تھی سو سیدھا دلہن والے گھر ہی آیا تھا کہ پتا

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

پوچھنے پر عبدالحنان نے سیل فون اجمل کی طرف بڑھا دیا تھا تاکہ وہ اسے ٹھیک سے پتا سمجھا سکے بارات کے وہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی حسن وہاں پہنچا تھا۔ ایان اسے لان کی بجائے ڈرائنگ روم میں لے آیا تھا جب اس کے اتنی دور سے آنے کا پتا چلا تھا پھر فوراً ہی چائے بھی بنوا کر دی تھی اور اس کے بعد عبدالحنان کو باہر مردانے میں جا کر اس کے پہنچنے کی اطلاع کی تھی۔ عبدالحنان بھی وہیں چلا آیا تھا اور وہ دونوں باتوں میں اتنے مصروف ہو گئے تھے کہ اجمل کو بلانے کے لیے آنا پڑا۔ محض پندرہ منٹ کے بعد ایک لڑکی کے اختیارات اس کو سونپ دیئے گئے تھے۔ ذہنی پراگندگی اور خیالات کا بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ وہ لڑکی کے نام پر بھی دھیان نہ دے سکا تھا۔ اس مشکل وقت میں حسن تھا جو اس کے دل کی حالت سمجھ سکتا تھا اس لیے شور وغل اور گہما گہمی کی اس محفل میں اندر سے تنہا اس شخص کے لیے جذباتی ڈھارس بنا ہوا تھا۔

"اپنے جگر کا ٹکڑا آپ کے حوالے کر رہی ہوں آپا..... خیال رکھیے گا۔" اماں بھی یشرہ کی رخصتی کے لمحے اماں جہاں سے آبدیدہ ہو کر بولیں ایک طنزیہ مسکراہٹ نے ان کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

"ہمارا نہیں خیال کہ تمہیں یہ رسمی تاکید کرنے کی ضرورت ہے۔"

"اماں جہاں ٹھیک کہی رہی ہیں اماں جی، ہم یشرہ کو بہو نہیں بیٹی بنا کر لے کے جا رہے ہیں، ہماری بچیوں جیسی بچی ہی ہے۔" تائی سلطانہ نے اماں جہاں کی بات کو آگے بڑھایا۔

شجر اور فجر نے تو رو رو کر لگتا تھا کہ حقیقت میں دریا بہا دینے ہیں۔ ان کو روتا دیکھ کر یشرہ کی بھی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"تم دونوں کبھی نہ سدھرنا..... کیا ہو گیا ہے ایسا جو خوامخواہ کا تماشا کھڑا کر دیا، خوشی کا اور مبارک موقع ہے، ہنسی خوشی بہن کو رخصت کرو دیکھو تو سارا ماحول ہی رونے والا ہو گیا ہے ایک تم دونوں کے ڈرامے سے، کل دیکھنا کیسے ہنستی کھلکھلاتی یشرہ تم دونوں کی بونگیوں کا مذاق اڑاتی نظر آئے گی۔" ایان نے روتی ہوئی شجر کو باقاعدہ کھینچ کر الگ کھڑا کیا اور ڈانٹ الگ پلائی۔

"تم کبھی لڑکیوں کی فیلنگز سمجھ ہی نہیں سکتے، لڑکے جو ٹھہرے، رخصت ہو کر جو نہیں جانا پڑتا۔"

"اوبس بس جذباتی..... بے فکر رہو تم نے رخصت ہو کر کہیں نہیں جانا..... ہمارے سینے پر عمر بھر مونگ دلنے ہیں۔" ایان کی نوک جھونک سے سوگوار ماحول میں ذرا سی تبدیلی آئی یہ اور بات تھی کہ آج موحد چپ چپ سا تھا۔

"اماں جی..... آپ نے بتایا تھا ناں کہ شادی والے دن دلہن کے ساتھ اس کی سسرال کوئی نہ کوئی ساتھ جاتا ہے میں اور فجر چلے جائیں؟" اس نے سوں سوں کرتے کہا۔

"اوہو بھئی..... یشرہ کون سا غیروں کے گھر جا رہی ہے..... اپنا ہی گھر ہے وہ بھی۔" اماں جی جز بز ہوئیں۔

"اماں جی جانے دیں..... صبح آپ لوگ آئیں گے ناں ناشتہ لے کر تو ہم بھی واپس آ جائیں گے۔" فجر کب پیچھے رہنے والی تھی۔

"جی اماں جی..... ضرور بھیجیں، خوشی کے ایسے موقعے بار بار تو نہیں آتے۔" منتہا نے لاڈ سے ان کا بازو تھاما، ان کی ضد پر اماں جی مسکرا دیں۔

"چلو ٹھیک ہے مگر کوئی فضول حرکت یا بات نہیں..... بتا ہے ناں اپنی بڑی دادی کا کہ ان کو لڑکیوں کا خوامخواہ کا ہنسی مذاق اور چھیڑ چھور پن کھلتا ہے، بھاگ کر چادریں لے کر آؤ اپنی میں آپا جان سے بات کرتی ہوں۔" ان کو اجازت دیتی وہ آگے بڑھیں..... دونوں خوشی سے اندر بھاگ گئی تھیں۔

اماں جہاں کے گھر آ کر فجر اور شجر کی ساری شوخی ہوا ہو گئی کہ ان کے گھر شادی والا ماحول ہی نہیں تھا..... نہ دلہن کے

Pakistanipoint.com

استقبال کے لیے کوئی خاص اہتمام نہ کوئی دھوم دھڑکا نہ ہلا گلا۔ جہاں منزل کی لڑکیاں جنہوں نے ان کے گھر جا کر تھوڑی سکون کی سانس لی تھی' یہاں آ کر پھر سے اپنے اسی رنگ میں واپس چلی آئیں جو اماں جہاں کو پسند تھا۔

''چلو بھئی لڑکیو کمرہ خالی کرو دلہن کا اور تم لوگ بھی اب اپنے کمرے میں چلی جاؤ دیر تک جاگنا نہیں ورنہ فجر کی نماز کے وقت بھی پیر پسارے پڑی رہتی ہو..... وریشہ تم دلہا دلہن کا کھانا' دودھ اور مٹھائی وغیرہ یہاں پہنچاؤ اور آمنہ تم اپنے ابا اور بھائی کو دودھ پہنچاؤ..... اماں جہاں کے لیے قہوہ بنانا ہے ذرا تھک گئی ہیں' عادت نہیں ہیں ان کو زیادہ دیر تقریبات وغیرہ میں رہنے کی اور مہمان بچیوں سے بھی کھانا پوچھ لینا۔'' تائی سلطانہ لڑکیوں کے لیے ہدایات کا پلندہ لے کر آئیں اور باری باری سب کے ذمہ کام لگائے۔

''ہائے فجر..... تم اور میں اتنی جلدی کیسے سوئیں گے اور ابھی تو میں نے چوری سے یشعرہ کو دلہن بنے دیکھنا تھا۔'' وہ فجر کے کان میں گھسی۔ وریشہ' آمنہ اور مومنہ فوراً کمرے سے باہر نکل گئیں جیسے حکم کے انتظار میں ہی تھیں۔

''چلو بچیو تم لوگ بھی اپنے کمرے میں..... بچی بچاری جب تک کمر سیدھی کر لے تھک گئی ہوگی ایسے بیٹھے بیٹھے جی۔'' ان سب کے منہ سے باجماعت جی نکلا تھا' شجر نے بے چارگی سے فجر کو دیکھا' اس نے کندھے اچکا دیے اور جیسے ہی تائی سلطانہ نے قدم دروازے سے باہر رکھے' شجر تیر کی تیزی سے یشعرہ کے قریب آئی اور اپنا منہ باقاعدہ چنری میں گھسیڑ ڈالا۔ منتہا اور فجر ارے ارے کرتی رہ گئیں خود یشعرہ بھی گھبرا گئی تھی۔

''بری بات شجر..... انہوں نے دیکھ لیا تو کتنا برا لگے گا۔'' یشعرہ نے میک اپ سے سجی خوب صورت پلکیں اٹھا کر شجر کو کہا۔

''بہت بہت پیاری لگ رہی ہیں' اللہ پاک آپ کے نصیب بھی آپ کی صورت جیسے کرے اور یہ ہو سکتا ہے کہ شجر جو ٹھان لے پھر اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچائے مجھے کہاں نیند آنی تھی آپ کو دیکھے بغیر۔''

''کچھ ڈائیلاگز دولہا بھائی کے لیے بھی چھوڑ دو اور باہر نکل آؤ اب تائی آ رہی ہیں۔'' فجر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

''اور میں سمجھتی ہوں کہ دنیا میں ایک میں ہی بہادر ہوں حالات اور لوگوں سے گھبرائے بغیر حق اور سچ بات کہنے والی۔ تم تو میری بھی استاد ہو' بھئی شجر مان گئے میں تو پکی مرید بن گئی ہوں تمہاری' پہلے اس لڑکے کو چھیڑ والے دن سے اور پھر آج.....'' منتہا نے رشک سے کہا۔

''ہمیں تمہاری تعریف پسند آئی لڑکی مگر اس گھڑی اس منحوس شخص کا ذکر چھیڑنے کی چنداں ضرورت نہیں جو ہمارا موڈ خراب کر دے۔'' جواب میں شجر نے شاہانہ انداز میں کہا تو منتہا ہنس دی۔

''تم شاید بھول رہی ہو کہ ہم اپنے گھر میں نہیں ہیں اس لیے زبان اور حرکتیں کنٹرول میں رکھو..... یاد ہے اماں جی نے کیا کہا تھا؟'' فجر نے اسے گھرکا۔

''گھبرائیے گا نہیں یشعرہ..... آپ کی بہن ابھی زندہ ہے' ساس نندوں کو قابو کرنے کے ایسے ایسے گر بتاؤں گی کہ آپ بھی مرید بن جائیں گی میری۔'' وہ ہنستے ہوئے بولی۔

''ارے تم تو اچھی خاصی خطرناک بھی ہو..... ابھی سے ہماری بھابی کو ہمارے خلاف کر رہی ہو۔'' منتہا مسکرا کر بولی۔

''تمہارے خلاف نہیں جو بھی اس گھر میں میری بہن کے لیے ساس اور نند بننے کی کوشش کرے گا.....''

''اچھا بھئی ٹھیک ہے لیکن چلو کمرے میں چلتے ہیں' تائی سلطانہ ناراض ہوں گی کہ ان کا کہا کیوں نہیں مانا' باقی باتیں وہاں چل کر کرتے ہیں۔'' منتہا کے کہنے پر وہ دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''شب بخیر یشعرہ..... صبح ملتے ہیں ان شاء اللہ۔'' وہ یشعرہ سے گلے مل کر لڑکیوں کے مشترکہ کمرے میں آ گئیں' منتہا

Waqar Azeem
Pakistani Point

ان کے لیے کھانا لینے چلی گئی تھی۔

فجر..... میرا دم گھٹ رہا ہے ادھر' میں تو سیل فون بھی نہیں لائی' مجھے گھر جانا ہے عجیب سا ماحول نہیں ہے یہاں کا۔ اماں جی یاد آرہی ہیں مجھے۔ ابھی تو صرف گیارہ بجے ہیں اور ابھی ان کا کوئی بھروسا کہ کھانا کھلا کے زبردستی ہمیں سلا دیں۔ تمہیں تو پتا ہے ناں کہ مجھے زبردستی کے کاموں سے کتنی چڑ ہے مجھے ایک تو تھکاوٹ ہونے کے باوجود مجھے نیند ہی نہیں آتی۔'' اس نے کمرے کو کچھ دیر بغور دیکھنے کے بعد کہا تو فجر نے اسے گھورا۔

''اب تم پٹو گی مجھ سے۔ چپ کر کے بیٹھو پہلے آنے کے لیے اتاؤلی ہو رہی تھی' اب جانے کے لیے..... ابھی سب نے آجانا ہے یہاں تو دیکھنا مل بیٹھ کر باتوں میں پتا بھی نہیں چلے گا۔''

''مجھے نہیں پتا..... مجھے گھر جانا ہے اماں جی کے پاس۔'' آنسو ٹپ ٹپ کر کے اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔ فجر جو اس کو سخت سنانا چاہتی تھی اس کا رونا دیکھ کر پگھل گئی۔

''اچھا رومت میں پتا کرتی ہوں۔'' وہ جھنجھلاتی باہر نکلی کوریڈور میں ہی چار کمرے آمنے سامنے تھے اور بالکل آخری کمرے سے اجمل نکلا تھا اسے دیکھ کر ٹھٹک کر رکا پھر اپنے کمرے میں واپس جانے کے لیے مڑنے لگا کہ ان کے گھر میں تو اپنے گھر کی لڑکیوں سے بھی عام بات چیت کا رواج نہیں تھا۔

''سنیں سنیں..... وہ کیا نام ہے آپ کا..... اجمل..... اجمل بھائی.....'' فجر بھاگ کر اس تک پہنچی' اجمل نے مڑ کر حیرت سے اس کو دیکھا اور پھر خالی پڑے کوریڈور کو کہ ابھی اماں یا گھر کی کوئی لڑکی آجاتی تو کیا سوچتی۔

''وہ ناں..... شجر اور میں آئے تھے دلہن کے ساتھ مگر شجر ہے ناں اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے گھبراہٹ ہو رہی ہے اسے آپ ذرا اپنا سیل فون دکھائیں میں موحد یا ایان کو کہتی ہوں کہ وہ آکر ہمیں لے جائیں۔''

''جی..... جی سیل فون تو ہے اور ان کو کیوں زحمت دیتی ہیں۔ گاڑی ہے میں چھوڑ آتا ہوں مگر آپ نے اماں جہاں سے پوچھ لیا؟'' جیب سے سیل فون نکالتے اس نے حواس باختہ اس لڑکی پر نظر ڈالی جس کو شاید پتا بھی نہیں تھا کہ اس کا یہ بے ساختہ پن اس کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔

''اماں جہاں کو کیوں؟ وہ کوئی ڈاکٹر تھوڑی ہیں جو دوائی دے دیں گیں اور یہ جو شجر ہے ناں اس کی طبیعت بگڑ جائے ناں تو اس کا علاج ڈاکٹروں کے پاس بھی نہیں' صرف اماں..... ہیلو موحد..... ہاں..... میں فجر.....'' اس کو جواب دیتے ہوئے وہ کال ملا چکی تھی اور دوسری طرف موحد کو ساری صورت حال بتا کر فوراً آنے کو کہہ رہی تھی اجمل سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے فون اسے پکڑایا اور شکریہ بول کے یہ جا' وہ جا..... کچھ پل وہیں کھڑا رہنے کے بعد وہ مسکراتا ہوا واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''میں آخر تمہارا کیا کروں شجر' قوتی اور اتاولے پن کی کوئی حد ہوگی تو وہ تم پر ختم ہوتی ہوگی..... بتاؤ بھلا پہلے جانے میں اتنی جلدی کہ گھر سر پر اٹھا لیا' اب فون کر کے سب کو پریشان کر دیا' کیا سوچتی ہوں گی آپا اور ان کے گھر والے کہ کیسی تربیت کی ہے لڑکیوں کی کہ سنجیدگی اور معاملہ فہمی نام کو نہیں' یہ شعور اب جگہ بھی بنا پائے گی اس گھر میں اور مکینوں کے دل میں' تمہاری ان حرکتوں سے گھر کی ہر بچی کا ایسا ہی تاثر آیا ہوگا غیر سنجیدہ' لاپرواہ' لاابالی سی۔''

''مجھے نہیں پتا' یہاں آکر مجھے سکون مل گیا ہے' ایسے لگ رہا ہے کہ آکسیجن کی پوری سپلائی مل رہی ہے ورنہ تو اماں جی آپ کی بہن کا گھر..... اللہ جھوٹ نہ بلوائے تو ایسے جیسے کسی اور دور میں آگئی ہوں۔ سب کے چہروں پر ایک عجیب سا خوف تو تھا سو تھا سب ایسے آہستہ آہستہ بات کر رہے تھے جیسے پتا نہیں بات کرنا جرم ہو وہاں..... نپے تلے قدم اٹھاتی وہ

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

لڑکیاں نہیں تھیں گویا مورتیں ہوں جو نہ ہنسی مذاق' نہ بولنا بس' بس میں کیا بتاؤں..... یہ پوچھ لیں فجر سے میں تو یشعرہ سے کہوں گی عبدالحنان بھائی کے ساتھ ہی چلی جائیں' یہاں نہیں رہ سکتیں وہ لکھوالیں مجھ سے۔'' اماں جی سے لپٹتے اس نے سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔

''اب ایسی بھی بات نہیں ہے وہاں جیسی تم بیان کر رہی ہو۔ صرف تھوڑا سا رکھ رکھاؤ اور ادب وآداب پسند رکھتی ہیں آپا لیکن تم مت بھولو کہ تمہاری بدتمیزیاں اور لاپرواہیاں اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں' میں نے تو تمہارے تایا کو صاف کہہ دیا ہے کہ لڑکا کام سے لگ گیا ہے' لڑکی کی تعلیم بھی مکمل ہونے کو ہے' جلدی سے فرض ادا کرو شاید شادی جیسی ذمہ داری سے ہی عقل پکڑ لو تم اور یہ من بھر کا سر ہٹاؤ بھئی بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ اتنے بوجھ کو برداشت کر سکیں۔'' ان کو اس وقت اس کا لاڈ نہیں اچھا لگ رہا تھا۔

''اچھا اماں جی..... میں تو چلتا ہوں سونے کے لیے اس نے تو جاگ کر الوؤں سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے رات بھر اور ہم ٹھہرے کام کاج والے بندے ویلوں سے کیا مقابلہ کرنا۔'' موحد اٹھتا ہوا بولا۔

''اماں جی..... میں نے نہیں ابھی شادی کرنی کم از کم چھ ماہ تک۔ ایک شادی کی تھکاوٹ اتری نہیں ابھی اور آپ میری ہی شادی کی بات کر رہی ہیں بھئی' میں اپنی شادی کے ہر فنکشن کو خوب خوب انجوائے کرنا چاہتی ہوں آخر کو سارے ارمان جن پر آپ نے آج تک بند باندھ رکھا تھا اپنی شادی پر ہی پورے کروں گی ناں..... ہائے وہ ریڈ لپ اسٹک' خوب اونچی ہیل کے گولڈن نگوں والے شوز' ساڑھی.....'' اماں جی اس کو بس دیکھ کر رہ گئیں جواب آنکھیں بند کیے جھوم جھوم کر اپنی تشنہ آرزوئیں بیان کر رہی تھی۔

''کرلیں بات اب.....'' تاسف سے کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

''یا اللہ! اس لڑکی کو ہدایت دے اور تھوڑی بہت سمجھ داری عطا فرما۔'' انہوں نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

آہٹ محسوس کرتے ہی وہ جو نیم دراز حالت میں تھی' سیدھی ہو کر بیٹھ گئی حالانکہ گھونگھٹ میں تھی مگر پھر بھی سر کو کچھ اور جھکا لیا تھا' جیسے ہی اپنا پچھلا سلوک اس کے ساتھ یاد کرتی' دل دھڑک کر رہ جاتا کہ نجانے اس کا رویہ اب کیسا ہوگا؟ وہ کمرے میں آ گیا تھا۔ غالباً وہ سنگار میز کے سامنے کھڑا تھا' چند لمحوں بعد وہ اس کے مقابل آ کر بیٹھا' یشعرہ کی ایک ایک دھڑکن گویا سماعت میں ڈھل گئی تھی۔

''گزشتہ کئی دنوں سے میں ایک ہی بات سوچ رہا ہوں کہ ایسا کیا کروں کہ آپ کی زندگی برباد ہونے سے بچا سکوں..... بخدا میں نہیں جانتا تھا کہ وعدے کی ڈور کا ایک ان دیکھا سرا آپ کی زندگی سے جوڑ رہا ہوں ورنہ کبھی ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالتا..... ایک ایسا عہد جس کی تعبیر آپ کی اور میری ہمراہی سے بڑی تھی اور جس کی تکمیل ہماری علیحدگی پر منتج ہوگی۔ جس سے ہم دونوں میں سے کوئی ایک بھی خوش نہیں رہ پائے گا۔'' یشعرہ نے جھٹکے سے اپنا سر اٹھا کر خود ہی چیزی کا پلو اوپر اٹھایا۔ وہ ابھی بھی بیڈ شیٹ کے ڈیزائن میں الجھا ہوا تھا۔ اس کی جانب نگاہ ہی نہیں کی تھی۔

''بس ایک درخواست ہے آپ سے کہ مجھے معاف کر دیجئے گا..... میں اپنے وعدے سے پھر رہا ہوں تو بھی آپ کو اپنی ہمراہی نہیں بخش پاؤں گا۔''

''کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ مجھے آپ کی باتیں سمجھ نہیں آ رہیں۔'' وہ جو پتا نہیں کیا کچھ سننے کی متمنی تھی' الجھی الجھی اور بے ربط باتیں سن کر پریشان ہوگئی' بے ربط باتیں بھی وہ جن کے ربط علیحدگی' ناخوشی اور بدعہدی سے مل رہے تھے۔ شادی کی پہلی رات بھلا اپنی دلہن سے کون ایسی باتیں کرتا ہے۔ وہ سہم سی گئی۔ اب کے سر اٹھانے کی باری عبدالحنان کی تھی مگر

مجموعہ

رسائل امام شاہ ولی اللہؒ

تحقیق و تعلیق

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی

تصوف و سلوک کا فلسفہ، تاریخ تصوف اور احکام شریعت
کے اسرار و رموز، فقہ، تاریخ فقہ، اجتہاد و تقلید، تفسیر و اصول تفسیر،
تاریخ علوم و فنون، نظریہ تعلیم اور وصیت نامہ پر مشتمل
امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نادر و نایاب رسائل و کتب کا گراں قدر مجموعہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

جلد نمبر (۱) سے جلد نمبر (۸) کا مکمل سیٹ

قیمت -/7200 روپے

گھر بیٹھے مکمل سیٹ منگوانے پر ڈسکاؤنٹ کے ساتھ
ڈاک خرچ ادارہ ادا کرے گا

شمع بک ایجنسی
نوید اسکوائر
اردو بازار
کراچی
Mob:0324-7232580,Ph:021-32773302

ایک نظر اس چہرے پر ڈال کر وہ پلکیں تک نہ جھپک سکا تھا۔

''آپ..... تم.....'' اسے اپنے روبرو اس حالت اور حیثیت میں دیکھ کر اس کی آواز سرگوشی کی مانند نکلی تھی۔

''اوہ مائی گاڈ..... قسمت نے یہ کیسا کھیل کھیلا ہے میرے ساتھ..... میرا من چاہا نصیب مجھے کچھ ایسے سونپا ہے کہ جیسے گنوا دینے کا عہد میں ایک زمانے سے کر چکا ہوں.....'' اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر وہ بے بسی سے بولا۔ اس وقت اس کے چہرے پر اتنی اذیت رقم تھی کہ یشعرہ کی آنکھوں میں بھی بے شمار سوال در آئے۔

''آپ..... آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ پلیز کھل کر مجھے بتائیں شاید میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔ کیسا عہد' ایسا کیا ہو گیا ہے آپ کے ساتھ جو آپ ایسے ری ایکٹ کر رہے ہیں' دیکھیں بتانے سے بوجھ ختم تو نہیں کم ضرور ہو جاتا ہے..... پوری بات بتائیں مجھے پلیز.....'' مٹھیاں بھینچے وہ سر جھکائے نفی میں سر ہلا رہا تھا جب یشعرہ بے چینی سے بولی۔ اسے اس کی ساری باتیں بھول گئی تھیں۔ اس وقت صرف اس کی تکلیف کا احساس تھا جو اسے بے چین کر رہا تھا۔

''عورتیں کتنی خوش قسمت ہوتی ہیں ناں۔ رو پیٹ کر' آنسو بہا کر کچھ دیر کو اپنا غم آنسوؤں میں بہا دیتی ہیں..... مجھے وہ بدقسمت سمجھو جیسے ان جانے میں اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دے دی گئی تھی مگر خود اسے اپنے ہاتھوں گنوانے کا انتظام بھی کر دیا گیا تھا۔'' اس نے سرخ آنکھوں سے اس کے سجے سنورے روپ کو ایک حسرت سے دیکھا۔

''افسوس کہ اپنی بربادی کی داستان میں کسی کو سنا بھی نہیں سکتا' تمہیں بھی نہیں..... تم..... تم ایک کام کرو..... آنکھیں بند کر کے چپ چاپ بیٹھی رہو میرے سامنے..... میں تمہیں جی بھر کر دیکھنا چاہتا ہوں عمر بھر کے زادِ راہ کے طور پر میرا دل اور آنکھیں سیراب ہونا چاہتے ہیں.....''

''مگر.....''

''ہونہہ..... کچھ نہیں..... کچھ بھی مت کہو..... بس یہ لمحات مجھے سونپ دو جن میں میری آنکھیں اپنا استحقاق محسوس کر سکیں۔'' اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اس نے سرگوشی میں کہا..... یشعرہ اس کی باتوں اور انداز سے عجیب سی دیوانگی محسوس ہوئی مگر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ عبدالحنان اس کے ایک ایک نقش کو اپنی آنکھوں میں سموتا رہا..... یہاں تک کہ اسے لگا جیسے یشعرہ غنودگی میں چلی گئی ہو کیونکہ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی تھی اور چہرہ ایک جانب کو ڈھلک گیا تھا..... ایک آنسو عبدالحنان کی آنکھ سے ٹپکا اور دور کہیں موذن کی آواز سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عبدالحنان اپنی وارڈ روب کھول کر سامان پیک کرنے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

امتہاج ملک نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا تھا..... چہ لڑکی نہیں' اس کی پسند کے سانچے ڈھلا ہوا اس کا آئیڈیل تھی..... ویسی ہی خوب صورت جیسی شائستہ تھی مگر جو خود اعتمادی اور وقار اس کی شخصیت کا خاصا تھا وہ اس کو شائستہ سے بہت الگ اور ممتاز کر رہی تھی۔ خوب صورت ہونے کے باوجود شائستہ ایک دبو اور شرمیلی لڑکی تھی جو اس کو دیکھ کر گلنار ہوتی کمرے میں گھسی تو اس کے جانے کے بعد ہی باہر نکلی تھی۔ یہ اور بات تھی کہ اپنے کمرے کی کھڑکی کا پردہ ہٹا کر اسے دیکھنا اور پھر شرما کر کچھ دیر اپنی اٹھل پٹھل دھڑکنوں کو قابو میں کرنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اسے تو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ وہ شاندار' وجیہہ اور تعلیم یافتہ بندہ قدرت اسے نوازنے جا رہی تھی..... اس کے ایک سلام کو محض ایک جنبش ابرو یا رسمی سے اللہ حافظ پر وہ گھنٹوں نثار ہوتی رہتی تھی..... امتہاج جس نے ایک دو بار دبے لفظوں میں اپنی ماں سے کہا تھا کہ ان کی بھتیجی بہت خوب صورت اور بلند اوصاف والی سہی مگر اس کی زندگی میں ایسی لڑکی کی گنجائش نہیں جو معاشرے میں اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہ چل سکے..... مگر ماں کہتی تھی کہ لڑکیاں اپنے شوہروں کی پسند میں ڈھل جاتی ہیں' شادی سے پہلے جیسی بھی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہوں مگر اب مریم کو دیکھ کر امتہاج کے دل کی جو حالت ہوئی تھی وہ بیسیوں بار شائستہ کو دیکھ کر بھی نہ ہوئی تھی۔ وہ خود بہت کم گو تھا مگر مریم سے چھوٹے چھوٹے کئی سوال اور باتیں کرتا تھا وہ جس قدر بھی حیران ہوتا اپنی حالت پر کم تھا..... ایک بات تو طے تھی اسے اب شائستہ سے شادی نہیں کرنی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

ساری رات سود و زیاں کا حساب لگاتے گزری تھی۔ ویسے تو رت جگے ایک عمر ہوئی ان کی زندگی کا حصہ کیا پوری زندگی بن گئے تھے مگر آج کی رات کا انتظار تو ان کو صدیوں سے تھا۔ بار بار گھڑی کی جانب دیکھ کر وہ تسبیح کے دانے گراتی رہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دل آج زندگی کی سب سے بڑی خوشی پوری ہونے پر خوشی کے راگ الاپتا' جھومتا نہ تھکتا مگر کیا ہوا تھا کہ دل کو ایک عجیب سی بے چینی لاحق تھی جس کی ان کو خود سمجھ میں نہیں آ رہی تھی..... رات کے پچھلے پہر ایک سوچ ایسی آئی کہ تسبیح پڑھتے پڑھتے ساکت رہ گئی تھی۔

''عبدالحنان ٹھیک کہتا ہے کہ میرے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں میں اس معصوم لڑکی کا کیا قصور..... تو کیا وہ بہت بڑا گناہ کرنے جا رہی تھیں..... ہم نے تو لوگوں کو گھروں کو بچائے رکھنے کی' ان کو سیدھا راستہ دکھانے میں ایک عمر تمام کر دی اور کیا وہ ریاضت ضائع ہونے کے قریب تھی..... آخر وہ بھی تو کسی کی زندگی برباد کر رہی تھیں۔'' ایک پل کو وہ لرزیں۔

''پھر میرے ساتھ وہ سب کیوں ہوا؟ جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میں نے تو عمر بھر کسی کا برا نہیں چاہا تو ایک طرف کبھی برا سوچا تک نہیں..... میں صرف اپنے گناہ گاروں کو احساس دلانا چاہتی ہوں' ایک بار' صرف ایک بار میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی اسی اذیت سے گزریں' جس سے میں گزری تھی۔'' دل نے ایک دلیل ان کے حق میں دے کر دماغ کو پچھاڑنا چاہا مگر مقابل ہمیشہ مطمئن اور منہم کی کسوٹی پر زندگی کا ہر فیصلہ رکھتا ہے جذبات کو ایک طرف رکھ کر اس وقت بھی پہلے سے زیادہ منہ زوری سے سامنے آیا تھا۔

''اور کہتے ہیں کہ انتقام سے انسان پُرسکون ہو جاتا ہے تو ایسے لوگوں نے معاف کر دینے کا مزہ کبھی چکھا ہی نہیں' جس کا راستہ بے حد دشوار ہے کہ انا' بدلہ' اذیت سب کو ایک بار پیروں تلے روند کر وہ راستہ معاف کر دینے کی طرف ہی تو لے جانے والا ہے' اس منزل پر جو سکون ہے روح پرور ہی ہے اور اجر ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی انتقام میں نہیں۔'' نجانے کیا ہوا کہ ان کے ہاتھ اچانک موبائل کی طرف بڑھے موبائل میز پر رکھا تھا۔ عبدالحنان سے ہی تو منگوایا تھا یہ موبائل فون انہوں نے کہ دور دور سے آنے والی بعض عورتیں روز روز ان کے پاس نہیں آ سکتی تھیں تو ہفتے میں ایک دن ان کا چھوٹے موٹے مسائل کے حل بتانے کے لیے مختص تھا جو لوگ ان سے کال کر کے پوچھتے تھے۔ وہ اب عبدالحنان کا نمبر ملا رہی تھیں کہ اس وقت ان کا ہر عمل ان کے دماغ کے تابع تھا مگر ان کا دل اچھل کر حلق میں آیا کہ دوسری طرف نمبر بند تھا۔ تھکے ہوئے ہاتھوں سے موبائل واپس رکھا اور وضو کرنے کے لیے اٹھ گئیں۔ یہ اور بات تھی کہ خشوع و خضوع کے سلسلے بھی اسی سے جڑتے ہیں' جس کا ضمیر مطمئن ہو اور آج چونکہ ضمیر پر ایک بھاری بوجھ تھا سو عبادت کرتے گھبرا رہی تھیں۔ نجانے کیا ہوا کہ ایک عرصہ بعد آنکھوں کی بنجر زمین نے کسی کی بے گناہ زندگی کا دکھ محسوس کیا اور نم ہوئی تھیں۔ دعا میں مانگنے کے لیے کچھ نہ ملا تو تھک کر ہاتھ گرا دیئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

پتا نہیں کس پل ان کی آنکھ لگی تھی مگر کوئی عجیب سا احساس تھا جس سے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھیں..... شکر ہے فجر کا وقت ابھی گزرا نہیں تھا مگر اتنی دیر سے تو وہ کبھی بھی نہیں جاگی تھیں کہ کچھ دیر بعد سورج طلوع ہونے کو ہو..... اچانک وہ چونکیں کہ ان کا کمرہ ان کے لاڈلے کی مخصوص خوشبو سے مہک رہا تھا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''عبدالحنان آیا تھا.....'' ان کا دل بے ساختہ دھڑکا مگر زیادہ سوچنے کا وقت نہیں تھا کہ نماز قضا ہونے کا ڈر تھا۔ جلدی جلدی وضو کر کے نماز ادا کی اور جیسے ہی کمرے سے باہر نکلنے کو تھیں' میز پر رکھا گلاس کے نیچے سفید پرچے نے ان کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔ ماتھے پر اچانک پسینہ نمودار ہوا کہ کسی انہونی کے احساس سے انہوں نے کپکپاتے ہاتھوں سے پرچا نکالا۔ لاڈلے کی موتیوں جیسی لکھائی سامنے تھی' آخر کو انہوں نے خود اس کا ہاتھ پکڑ کر قلم چلانا سکھایا تھا۔

''جان سے پیاری امان جہان!

میں نے بہت بار سنا اور پڑھا تھا کہ دنیا مکافات عمل کا نام ہے مگر اتنی جلدی اسے برت بھی لوں گا یہ نہیں جانتا تھا۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں آپ سے کیا وعدہ پورا کرنے سے قاصر ہوں۔'' یہاں تک پڑھ کر اماں جہان کے دھڑکتے دل کو ایک دم قرار آیا شاید وہ یہی کچھ سننا چاہتی تھیں' انہوں نے آگے کی سطروں پر نگاہیں دوڑائیں۔

''بہت کوشش کے باوجود بھی میں خود میں وہ ہمت نہیں کر پایا کہ کسی کی زندگی برباد کر دوں..... آپ کی زندگی اور پہنچ سے بہت دور جا رہا ہوں..... کہاں؟ نہیں جانتا کب لوٹوں گا یہ بھی نہیں بتا سکتا خود کو آپ کے ساتھ کیے گئے وعدے کا اہل کر سکوں تو لوٹ آؤں' نہ کر پاؤں تو نہ بھی لوٹوں..... میں تو سوچ کر لرز اٹھا ہوں کہ میں نے ابھی ایک بے گناہ کی زندگی خراب کرنے کا عہد کیا تھا کہ دنیا میں ہی مجھے سزا دے دی گئی۔ جانتی ہیں کیا سزا؟ یشعرہ ہی وہ لڑکی ہے جسے میں نے پسند کیا تھا' جس سے محبت کی تھی اور جس کا ایڈریس بہت مشکل سے حاصل کر پایا تھا۔ قدرت نے اسے میرے سامنے لا کر بٹھایا بھی تو کب..... ایک بات تو طے ہے کہ جس دن میں نے اسے چھوڑ دیا اس دن آپ میرے واپس لوٹنے کی امید چھوڑ دیجیے گا۔

آپ کا عبدالحنان.....''

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کاغذ ان کے ہاتھ سے نیچے گرا۔ وہ تو کسی اور کو روتے' بلکتے دیکھنا چاہتی تھیں۔ عمر بھر کی ہار ان کا مقدر بن گئی تھی۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر ایک بساط بچھائی تھی اور اپنی مرضی کے مطابق چال بھی چل دی تھی۔ جس پل ان کو لگا کہ فتح ان سے اب چند قدم کے فاصلے پر ہے' ان کی بساط کو ان کے اوپر ہی الٹ دیا گیا تھا۔ عبدالحنان جس کے لیے وہ جیتی آئی تھی' جس کی ایک مسکراہٹ کے لیے وہ کچھ بھی کر گزرتی تھی' ایک طوفان ان کی زندگی میں ان کی انا کے سبب آیا تو وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ اپنے ساتھ کیا کچھ بہا کر لے جانے والا تھا اور وہ کبھی تھمے گا بھی یا نہیں' اگر کبھی تھم بھی گیا ان کے ہاتھ میں فقط خسارہ ہی آیا تو وہ کیا کریں گی۔

اس خط کو چوم کر انہوں نے آنکھوں سے لگایا..... دراز میں رکھتے ہوئے آنسو صاف کیے اور باہر آ گئیں۔ کچن میں کھڑپڑ کی آواز بتا رہی تھی کہ سلطانہ کچن میں ہی تھیں..... عبدالحنان کے کمرے کے پاس آ کر ان کے قدم رک گئے۔ کچھ لمحے باہر رک کر وہ اندر آئیں تو دلہن کو رات والے حلیے میں ہی پایا۔ انہیں دیکھ کر یشعرہ نے سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ پرچا ان کی طرف بڑھایا..... اماں جہاں نے وہ کاغذ تھام کر پڑھنا شروع کیا..... اس میں یشعرہ کو پہلے دن سے دیکھ کر ان کی محبت میں مبتلا ہونے سے لے کر اس کے ہاسٹل آنے تک کی ساری داستان لکھی تھی..... آگے اس نے لکھا تھا کہ ناگزیر حالات کی بنا پر اسے اپنے رشتہ داروں کے ہاں شادی کرنی پڑی تو وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکی یشعرہ ہوگی..... مزید یہ کہ وہ یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ وہ کیوں گھر اور ملک چھوڑ کر جا رہا ہے' نہ ہی یہ کہ کب واپس آئے گا لیکن اگر وہ یہاں رہا تو ایک وعدہ اسے اس کو چھوڑنے پر مجبور کر دے گا اور وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا..... وہ چاہے تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جائے' چاہے تو یہیں رہے جب تک وہ اس کے نکاح میں ہے وہ اس کے اخراجات کے لیے خرچ بھی بھیجا کرے گا۔ بس آخر میں یشعرہ کو اپنی محبت کی یقین دہانی کے ساتھ معافی بھی مانگی گئی تھی۔ انہوں نے اس کی سسکیوں کی آواز سنی تھی۔

''بڑی دادی..... یہ سب کیا ہے؟ اس نے ایسا کیوں کیا' کیا آپ جانتی ہیں کچھ..... میں سب کو کیا جواب دوں گی اس کی غیر حاضری کے بارے میں۔'' وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر جیسے ہی ایک اور چہرہ ابھرا' اماں جہاں کے دل کو اس کے رونے سے سکون ملا تھا مگر جیسے ہی یاد آیا کہ ان کا عبدالحنان خالی دل اور خالی دامن کہیں چلا گیا ہے' ان کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

''ہم خود بھی تمہاری طرح بے خبر ہیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا..... دعا کرو کہ یہ سب ایک مذاق ہو اور وہ لوٹ آئے۔'' انہوں نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مگر تم یہ بات مت بھولنا کہ تم اس گھر کی بہو اور عبدالحنان کی دلہن ہو..... وہ اگر کسی الجھن میں بھی ہے یا ناراض ہے تو جلد لوٹ آئے گا۔ اس لیے اپنے ماں باپ کے گھر واپس تو جا سکتی ہو مگر ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں..... جب تک عبدالحنان سے بات نہیں ہوتی ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے کہ تم ہمارے پاس اس کی امانت ہو' اٹھو منہ ہاتھ دھولو ہم ناشتہ بھجواتے ہیں اور اس کے دوستوں سے پتا کرنے کی کوشش کرتے ہیں' ہوسکتا ہے وہ اپنے دوستوں کے پاس ہو۔'' انہوں نے یشعرہ کا سر تھپتھپایا اور باہر آ گئیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

حسن سے لے کر کسی کو بھی اس کے اچانک غائب ہونے کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ اجمل نے سب سے پتا کرلیا تھا۔ آخر بات باہر نکالنا ہی پڑی تھی کہ ایک دن کا دولہا گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا وجہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھی۔ ولیمہ کی تقریب ملتوی کرنا پڑی تھی۔ اماں جی سمیت سب ہی بڑے اماں جہاں کے گھر جمع تھے۔

''کچھ پتا بھی چلا خالہ جان یہ سب کیا ہے؟ کیسا مذاق کیا ہے اس نے ہمارے ساتھ' ہماری بیٹی کے ساتھ..... کیا اس کی مرضی نہیں تھی شادی میں یا کوئی اور وجہ ہے؟ خدارا ہمیں بتائیں۔'' یشعرہ کے ابا سخت غصہ میں تھے اور کسی حد تک رنجیدہ بھی۔

''اس کی مرضی سے رشتہ ہوا اور شادی بھی میں تو خود پریشان ہوں کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے چلا گیا اور وہ بھی کسی کو کچھ بتائے بغیر..... میں بھی اتنی ہی لاعلم ہوں جتنے آپ سب اور آپ کو اگر میں قصوروار لگتی ہوں تو جو چاہے سزا دے سکتے ہیں مجھے۔''

''پھر بھی اماں جہاں' کوئی تو بات ہوئی ہوگی ناں؟ یشعرہ کا رو رو کر برا حال ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ عبدالحنان رات بھی بہت پریشان تھا۔ کسی وعدے کا ذکر کر رہا تھا پھر مختصر رقعہ چھوڑا اور منہ اندھیرے ہی نکل گیا..... کچھ تو ہے' کچھ ایسا جو ہم نہیں جانتے۔'' صفیہ تائی ذرا تیز ہو کر بولیں۔

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مشکل میں ہو' کوئی اسے بلیک میل کر رہا ہو یا کوئی اغوا' تاوان یا کسی قسم کے رقم کے لین دین کا مسئلہ ہو؟'' اجمل کی بات پر سب چونکے۔

''واقعی اس طرف تو ہمارا دھیان ہی نہیں گیا۔'' اماں جی کا دل ایک لمحے میں صاف ہوگیا۔

''آپ تو اماں جی فوراً ہی دوسروں کی باتوں میں آجاتی ہیں۔ اس نے خود لکھا ہے کہ وہ یہ گھر کیا ملک چھوڑ کر جا رہا ہے' وہاں جا کر ہماری بچی کے مستقبل کا فیصلہ کرے گا۔ جیسے ہماری بیٹی بھاری ہی ہے ہم پر..... ہم اپنی بچی کو ابھی اور اسی وقت یہاں سے لے جا رہے ہیں۔ وہ نہ تو بوجھ ہے ہم پر نہ لاوارث..... وہ کیا فیصلہ کرے گا میری بچی کا ہم خود ہی عدالت سے رجوع کریں گے اب۔'' تائی صفیہ بھڑک اٹھی تھیں' اماں جی گھبرا گئیں۔

''چپ کرو صفیہ..... کل شادی ہوئی آج بیٹی کو گھر بٹھالیں' لوگ کیا کہیں گے..... کچھ دن دیکھتے ہیں پھر سوچتے ہیں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اس بارے میں بھی..... یہ بات تو طے ہے کہ وہ ہم سب کی بہت پیاری بچی ہے اور اس کی زندگی ہم ایسے برباد نہیں ہونے دیں گے۔ تم یقین کرو ہمارا۔"

"دنیا نے اب کہاں چھوڑنا ہے اماں جی۔ اب بھی تو میری بچی پر ہی انگلیاں اٹھ رہی ہیں کہ ایک دن کی بیاہی دلہن کو ولیمے والے دن ہی چھوڑ کر چلا گیا دولہا' کچھ تو ایسا ہوا ہوگا ناں۔ آپ کہتی ہیں میں چپ کروں' میں چپ نہیں بیٹھنے والی۔"

"بھابی..... ہمیں بھی دکھ ہے عبدالحنان کی اس حرکت کا..... آپ بتائیں کیا کرنا چاہیے؟ جیسا آپ کہیں گی ویسا ہی ہوگا۔" اجمل کے ابا نے رسان سے کہا۔

"ہم یشعرہ کو ساتھ لے کر جا رہے ہیں' عبدالحنان کا کچھ دن انتظار کر کے دیکھتے ہیں اگر آ گیا تو اسے اپنے اس بھونڈے مذاق کی تو خبر دینی ہوگی ساتھ ہی ہماری بچی سے معافی بھی مانگنی ہوگی..... اگر نہیں آیا تو صفیہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم واقعی عدالت سے رجوع کریں گے..... اٹھیں صفیہ بیگم یشعرہ سے کہیں تیار ہو جائے۔" یشعرہ کے ابا نے کہا تو اس بار کوئی بھی کچھ نہ بولا کہ کسی کے پاس کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔

"کیا تمہیں نہیں لگتا کہ تاریخ اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے..... وقت نے کل اپنے ظالم پنجے میری روح میں گاڑے تھے تو آج اس نو کیلی خاردار راہ گزر پر وہ تمہاری پوتی کو گھسیٹ لایا ہے..... میں مانتی ہوں وہ بچی بے قصور ہے مگر والدین کا کیا بہت دفعہ اولاد کو بھی تو بھگتنا پڑتا ہے' ہو سکتا ہے قدرت نے تمہاری پکڑ یشعرہ کے ذریعے کرنے کا فیصلہ کیا ہو....." اس قدر زہریلی بات سن کر اماں جی کے چادر ٹھیک کرتے ہاتھ ساکت رہ گئے تھے۔ انہوں نے بے یقینی سے اپنی ماں جائی کو دیکھا جو اپنے چہرے پر خشونت اور فرعونیت لیے سامنے کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھیں۔ اماں جہاں کے منہ سے نکلے ان الفاظ نے ان کو دکھ کی انتہا سے دوچار کر دیا تھا۔ وہ دکھ اور صدمے کی کیفیت میں کچھ دیر بول ہی نہ سکی تھیں۔

"آپا..... میں کل بھی کہتی تھی اور آج بھی کہتی ہوں کہ ایسا ہونا ہماری قسمت میں درج تھا اور میرا ایمان ہے کہ اگر آپ کی نیت صاف ہے آپ دوسروں کا بھلا چاہتے ہیں اور جان کر کسی کو دکھ پہنچانے سے بچنے کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو میرا اللہ آپ کو سزا کے لیے منتخب نہیں کرتا' بہت مشکل میں بھی وہ آپ کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ ہاں آزمائش میں ضرور ڈالتا ہے' بس یہ میری آزمائش ہے جس کا وعدہ میرے مالک نے ہر انسان سے کیا ہے' میں کیا' میری اوقات کیا' اس نے مشکل دی ہے تو آسانی بھی دے گا' لیکن اللہ کے لیے اپنے دل میں چھپی ہر اس کدورت کو نکال دیں جو میرے لیے آپ کے دل میں ہے' جو سب ماضی میں ہوا' اس کی قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی ایک عرصہ سے آپ کی عدالت میں مجرم بنی ہوئی ہوں۔"

"آ جائیں اماں جی....." صفیہ نے باہر سے ہی بلایا تو اماں جی نے اپنے آنسو صاف کیے..... ایک دم یشعرہ اندر آئی۔ وہ کہیں سے بھی ایک دن کی بیاہتا نہیں لگ رہی تھی۔

"میں جا رہی ہوں بڑی دادی..... وہ کوئی ایک لفظ' ایک جملہ' امید کا ایک جگنو ہی میرے آنچل سے باندھ جاتا تو میں ایک عمر گزار دیتی اس کے گھر میں..... اس نے تو گنتی کے چند جملے بولے وہ بھی کسی عہد کا تذکرہ کرتے ہوئے' مجھے چھوڑنے کا قصہ سناتے ہوئے..... میں کیسے رک سکتی ہوں یہاں؟ بتا دیجیے گا اسے کہ میں اسے کبھی بھی معاف نہیں کروں گی..... کبھی نہیں۔" روتی ہوئی یشعرہ باہر نکل گئی۔ اماں جی کو تو اماں جہاں کی بات نے اتنا دکھ دیا تھا کہ وہ اسی کے زیر اثر تھیں' اس لیے وہ بھی کچھ بولے بغیر یشعرہ کے پیچھے ہی نکل گئی تھیں' اماں جی کو روتا دیکھ کر ان کے سلگتے دل کو کچھ قرار آیا مگر تب تک جب تک انہیں عبدالحنان کی یاد نہ آئی تھی..... ایک عرصہ سے جس انتقام کی آگ میں وہ جل رہی تھیں اس میں ان کو اپنے دامن کے جلنے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

Waqar Azeem
pakistanipoint.com

''عبدالحنان..... کہاں چھپ گئے ہو میری جان اپنی اماں سے؟'' وہ بڑبڑائی تھیں۔

''ہیں..... یہ تم کہاں چل دیے حسن کو لے کر؟'' ناعمہ کو بچہ کندھے سے لگائے چادر پہنے باہر آتا دیکھ کر عنایت بی چونکیں۔

''بس اماں میں اور تمہاری باتوں اور ٹونے ٹوٹکوں میں نہیں آنے کی..... اپنی ذات تک تو ہر بات ہر چیز میں نے برداشت کی مگر اس معصوم کے لیے میری ممتا بے بس ہے دو دن ہونے کو آئے ہیں اس کو دست کرتے ہوئے تم ہو کہ اماں جہاں کے دم پر بھروسا کیے ہوئے ہو اُرے مانتی ہوں میں بھی کہ قرآن شفا ہے مگر علاج بھی تو اسی سونہڑے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ جن پر قرآن اتارا گیا ہے۔ میرا بچہ مرنے کے قریب ہو گیا ہے اور تم پتا نہیں کس انتظار میں بیٹھی ہو..... میں بتائے دے رہی ہوں اماں چاہے تم مجھے اپنے بیٹے سے چار چوٹ کی مار لگواؤ یا سو صلواتیں سناؤ۔ میں اپنے بچے کو ڈاکٹر کو دکھا کے لاؤں گی آج۔''

''اماں یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ تم بچے کا روحانی علاج کرتی رہو کسی نے منع تھوڑی کیا ہے مگر ڈاکٹر کو دکھانا بھی ضروری ہے۔ چلو بھابی میں بھی چلتا ہوں ساتھ..... واقعی منا بہت نڈھال لگ رہا ہے۔ لاؤ اسے مجھے دے دو۔'' عنایت بی کا چھوٹا بیٹا جس نے حال ہی میں فوٹو اسٹیٹ اور اس سے بڑے دیگر کئی کاموں مثلاً تصویریں بنوانا..... مختلف کلاسز میں داخلہ فارم ٹوٹس وغیرہ شامل تھے کی دکان کھولی تھی جانے کے لیے تیار ہو کر نکل رہا تھا جب ماں اور بھابی کی گفتگو کانوں میں پڑی تھی۔

''ہاں ہاں بھیا لے جاؤ..... میں تو جیسے دشمن ہوں اس کی۔ ارے کتنی منتیں مرادیں مانگیں اس خوشی کے لیے اور آج اس کی ماں مجھ پر شک کر رہی ہے۔''

''اماں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ منے کو آپ سے زیادہ کوئی نہیں چاہ سکتا لیکن بھابی بھی تو ماں ہے۔ جس طرح تم اس کا خیال رکھنے کے لیے اپنا طریقہ اپناتی ہو جس سے تمہارا دل مطمئن ہوتا ہے۔ اس طرح بھابی اگر ڈاکٹر کو دکھا کر اپنی تسلی کرنا چاہ رہی ہے تو کیا حرج ہے۔'' اس نے ماں کو رسان سے سمجھایا۔

''جاؤ بی بی کر لو تسلی..... تم تو ویسے ہی خلاف ہو میرے..... اب خوش ہو کے جاؤ کہ بیٹے کو ہی ماں کے مقابل کھڑا کر دیا۔'' ان کی خفگی پر ناعمہ بے بسی سے اپنی دیور کو دیکھ کر رہ گئی۔

''اچھا اماں ہم منے کو دکھا کے آتے ہیں..... دروازہ بند کر لو۔'' اس نے بھابی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور خود ماں سے بولا۔ عنایت بی محض ہنکارا بھر کر رہ گئی تھیں۔

عبدالحنان کے مسئلے میں الجھ کر وہ جیسے سب کچھ بھول گئی تھیں دل کی گھبراہٹ حد سے سوا ہوئی تو وہ باہر نکل آئیں۔ گرمیوں کی طویل دوپہروں میں ان کے گھر کے مرد تو کام پر ہوتے تھے پر سلطانہ اور لڑکیاں تھوڑی دیر آرام ضرور کرتی تھیں پھر اٹھ کر اپنے معمول کے وظائف میں مصروف ہو جاتیں ظہر سے مغرب تک کا وقت ان کا مخصوص وقت تھا جس میں کسی کو مخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ جمعرات جمعہ مرید خواتین کے لیے مخصوص ہوتا۔ ان میں عنایت بی ہی تھیں جو صبح آتیں تو شام کو گھر کی راہ لیتیں اور ایسا وہ تب سے کر رہی تھیں جب وہ جوان تھیں اور اپنی ساس کے ساتھ اماں جہاں کی ساس کے پاس آیا کرتی تھیں..... عقیدت اور محبت کا یہ رشتہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد بھی ویسا ہی تھا۔

لڑکیوں کے کمرے کے پاس سے گزرتے ان کے قدم ٹھٹھکے کہ اندر سے سرگوشیوں کی آواز آ رہی تھی اور یہ کوئی ایسی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

بات نہ تھی' آپس میں کزنز جتنا پیار رکھتی تھیں' لڑائی جھگڑا بھی اتنا ہی ہوتا مگر ان کے ٹھٹھکنے کی وجہ کمرے کی کھڑکی سے آتی منتہا کی ہلکی سی آواز اور اس میں ذرا سی تیز آواز اور لہجے میں لیا جانے والا اس کے کزن سعید کا نام تھا۔ وہ سمجھیں کہ وہ اپنی کزنز میں سے کسی سے خالہ کے بیٹے کے متعلق بات کر رہی ہے' یہ بات ان کے ماتھے پر شکنیں ڈال گئی۔ نہ جانے کیا سوچ کر انہوں نے کمرے کے دروازے کو ہلکا سا بھیڑ دیا..... نیم اندھیرے کمرے میں باقی لڑکیاں نیچے کارپٹ پر سوئی ہوئی تھیں مگر وہ کھڑکی کی جانب رخ کیے کھڑی تھی اور اس کے کان سے لگا موبائل ہی ان کے حواس اڑا گیا..... اسی چیز سے بچانے کے لیے تو انہوں نے ان کو سخت پہرے میں رکھا تھا۔ کڑی پابندیاں لگائی تھیں مگر اس نے چور راستہ اختیار کر ہی لیا تھا۔ چہرے پر زلزلے کے سے اثرات لیے وہ تیزی سے اپنے کمرے میں واپس آئیں' کچھ دن پہلے ہی ان سے ان کی ایک مرید نے اپنے بھانجے کا ذکر کیا تھا' جس کی ماں کسی دین دار گھرانے کی تلاش میں تھیں' جس سے رشتہ جوڑ سکیں۔ دراز سے اپنا موبائل نکال کر انہوں نے مطلوبہ نمبر تلاش کیا اور خاتون کو اپنی بہن کو اسی جمعرات جو کہ دو دن بعد تھی' ساتھ لانے کو کہا' خاتون تو ان کا مثبت عندیہ پا کر نہال ہی ہوگئی..... مزید تسلی کے لیے انہوں نے شام کو مومنہ کو اپنے پاس بلا بھیجا کہ وہ منتہا کے سب سے زیادہ قریب اور باقی سب سے نسبتاً بزدل لڑکی تھی۔

''کیا منتہا کے پاس موبائل ہے؟'' ان کے سوال پر مومنہ کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

''جھوٹ بولنے کی کوشش مت کرنا' ہم دیکھ چکے ہیں صرف تصدیق چاہتے ہیں۔ بے فکر رہو تمہارا نام نہیں آئے گا اور لڑکیوں میں سے کس کس کو علم ہے اس بات کا؟''

''مم..... میں..... وہ..... اماں جہا.....''

''صحیح جواب دو مومنہ..... ہم نے کہاں ناں' ہم تمہیں یا کسی کو اس حوالے سے کچھ نہیں کہنے والے۔'' اب کے ان کا لہجہ تھوڑا نرمی لیے ہوئے تھا۔ مومنہ نے تھوک نگلتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا پھر آہستہ سے بولی۔

''مجھے علم ہے صرف..... بل..... لیکن میں نے اسے روکا تھا' اماں جہاں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے.....'' وہ روہانسی ہوئی۔

''ہمم..... ٹھیک ہے تم جا سکتی ہو اور بھول جاؤ کہ ہم نے تم سے کیا پوچھا تھا۔'' اسے باہر بھیج کر وہ کسی سوچ میں گم ہوگئی تھیں۔

ریزہ ریزہ کانچ کی صورت میں بکھر جاتا ہوں
اس کی یاد میں جب حد سے گزر جاتا ہوں
اب گریزاں ہے ملنے سے جو کہتا تھا مجھے
تم سے ملتے ہی میں کچھ اور نکھر جاتا ہوں
روز کھاتا ہوں میں اس کو نہ یاد کرنے کی قسم
روز وعدے سے میں اپنے ہی مکر جاتا ہوں

''اس روز اپنے ساتھ اس کا تصور بسا کر وہ ملک ہی چھوڑ آیا تھا' ساتھ ہی بغیر اجازت کے آپ کا نمبر بھی لے لیا تھا۔ میں تو اس کیفیت میں ہوں' یہ شعر ہ عبدالحنان کہ نہ آپ کو اپنے آنے کی امید دے سکتا ہوں نہ ہی انتظار کی گھڑی تھما سکتا ہوں۔ کوشش تو بہت کی کہ آپ کی یاد کو دل سے اکھاڑ پھینکوں مگر اپنے دل کو بے بس پاتا ہوں۔ آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ تو بے خبری میں نشانہ بن گئیں بس مجھے معاف کر دیجیے گا۔'' انجانے نمبر سے موصول ہونے والا پیغام اسی دشمن جان کا تھا جس نے اس کی زندگی کو عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔ وہ ہنس سکتی تھی' نہ رو سکتی تھی۔ گھر والے بھی اس کی وجہ

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

سے پریشانی کا شکار تھے اور دنیا والوں کی باتیں الگ تھیں جو ان کو جینے نہیں دیتی تھیں۔ پیغام پڑھ کر وہ رو دی تھی۔

"کہاں ہو عبدالحنان احمد؟ یہ کیسی محبت ہے جس میں مجھے دنیا والوں کے سامنے مجرم بنا دیا ہے' خود نہ جانے کہاں اور کیوں چھپ گئے ہو..... میرے سب اپنے مشکل کی اس گھڑی میں میرے ساتھ کھڑے ہیں مگر میں خود کو اکیلا محسوس کرتی ہوں۔ آجاؤ عبدالحنان احمد..... تمہاری جو بھی مشکل ہے اسے ہم مل کر جھیل لیں گے مگر مجھے یوں تماشا مت بناؤ۔"

وہ بے بسی سے بار بار وہی پیغام پڑھ رہی تھی۔ پھر خیال آنے پر اس نے بے تابی سے وہ نمبر ملایا جس سے اسے چند منٹ قبل وہ پیغام موصول ہوا تھا۔ مگر حسب توقع وہ نمبر بند تھا۔ یشعرہ نے تھک کر موبائل میز پر رکھا اور خود آنکھیں موند کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

❁.....❁.....❁

"یہ کیا کہہ رہی ہیں اماں جہاں..... کہاں میں..... کہاں آپ..... محفل میں بھی کبھی ٹاٹ کا پیوند لگا ہے بھلا۔" ان کا مدعا جان کر عنایت بی پہلے تو کچھ بول ہی نہ سکیں مگر پھر انکساری سے کہا۔

"شریف' دیندار اور حسب نسب خاندان سے ہو عنایت بی' اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ دولت ہمارا معیار نہ کل تھا نہ آج ہے..... زور زبردستی بھی نہیں ہے' بس ایک سوچ ذہن میں آئی تو تم سے کہہ دی..... دل کو لگے اور بچے بھی راضی ہوں تو بتا دینا' ہم نے منتہا کا رشتہ تقریباً طے کر دیا ہے' ساتھ ہی آمنہ کا بھی کرنا چاہتے ہیں..... بچیوں کے فرض جتنے جلدی نپٹ جائیں اچھا ہے۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولیں۔

"کیا بات کر رہی ہیں اماں جہاں؟ میں کیا میری اوقات کیا..... کیسا اور کہاں کا پوچھنا' میری طرف سے تو آج ہی ہاں سمجھ لیں۔ مجھے تو اپنی کوئی نیکی یاد نہیں آ رہی جس کا ایسا صلہ مل رہا ہو' آپ جیسے سمجھیں ویسا ہی کر سکتی ہیں۔" عنایت بی کی تو خوشی سے آواز لرز رہی تھی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

❁.....❁.....❁

حسب معمول سب ٹی وی لاؤنج میں ہی جمع تھے' تایا اور چچا ابھی نہیں لوٹے تھے کہ آج ان کے کسی کاروباری ساتھی کے ساتھ خصوصی دعوت تھی۔ لڑکیاں ڈرامے میں مگن' ایان موبائل پر مصروف' موحد کارپٹ پر کشن سر کے نیچے دیے لیٹا ہوا تھا۔ ایک بازو آنکھوں پر دھرا تھا۔ سدرہ چچی آج اپنے میکے گئی تھیں جب کہ تائی صفیہ تو یشعرہ کی وجہ سے سخت پریشان تھیں۔ اترے چہرے کے ساتھ اماں جی کی گود میں سر رکھ کر لیٹی یشعرہ پر تائی نگاہ ڈالتیں تو ایک آہ سی نکل جاتی۔ ان کا لڑکیوں کے ساتھ پورے ذوق وشوق سے ڈراما دیکھنے اور ان پر تبصرے کرنے کا شوق کب ہوا ہو گیا تھا۔

"یشعرہ کیا ہے بھئی؟ بوریت مت پھیلائیں' آنکھیں دیکھیں تو کتنا اچھا ڈراما آ رہا ہے۔ میں آپ کو ساری اسٹوری بتاتی ہوں پھر آپ دیکھیے گا۔" جیسے ہی ڈرامے کے درمیان وقفہ آیا' شجر نے آ کر یشعرہ کے پاؤں کو ہلا کر جوش سے کہا۔

"نہیں شجر..... مجھے نہیں پسند یہ ڈرامے وغیرہ تم لوگ دیکھو۔" اس نے ذرا سی آنکھیں کھول کر کہا پھر دوبارہ آنکھیں موند لیں۔

"آپ کی زندگی کو جو ڈراما بنا دیا ہے ظالموں نے' آپ کا کب دل کرے گا ڈرامے دیکھنے کو..... ویسے اماں جی مان لیں آپ میری بات' مجھے تو اس سارے قصے میں وہ جو آپ کی بہن ہیں ناں ان کا رول مشکوک نظر آ رہا ہے۔ کسی فلم کے ولن جیسا اس لیے اماں جی ذرا دماغ پر زور دے کر بہت سال پیچھے جائیں اور سوچیں کوئی ایسی بات ہوئی ہو' کوئی واقعہ' کوئی حادثہ جس نے آپ کی بہن کو ساری زندگی انتقام کی آگ میں جلائے رکھا ہو اور موقع ملتے ہی انہوں نے ناگن بن کر آپ کو ڈس لیا ہو۔" بولتے ہوئے اچانک ہی اس کی زوردار ہائے نکلی تھی کہ صفیہ تائی نے اٹھ کر ایک زوردار دھپ اس کی کمر پر

رسید کی تھی۔

''کیا واہیات بکے جارہی ہو..... اللہ نہ کرے جو کسی کے انتقام کا نشانہ میری بچی بنے' جب بھی بولنا کفن پھاڑ کر ہی بولنا' ہمیں تو حسرت ہی رہی کہ کوئی اچھی بات ہی سن لیں مگر نہ بھیا ہماری ایسی قسمت کہاں۔'' روہانسی ہوکر وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئیں۔

''دیکھ رہی ہیں اماں جی کیسے کیسے ظلم ہورہے ہیں مجھ پر' تائی کے ہتھوڑے جیسے میرا مطلب ہے.....'' تائی کے گھورنے پر اس نے گڑبڑا کر کہا۔

''بھاری ہاتھ پڑنے سے کمر بری طرح جل رہی ہے..... مگر افسوس کہ تمہاری زبان کی دھار پھر بھی ویسی کی ویسی تیز ہے۔'' وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے رکھے ہی بولا۔

''تم تو میرے ازلی کے دشمن ہو' کبھی میری طرف مت کھڑے ہونا چاہے میں حق پر ہی کیوں نہ ہوں..... مخالف پارٹی میں ہی گھسے دیکھا تمہیں' جب بھی دیکھا۔'' وہ جل کر بولی۔

''اب ڈراما دیکھنے دو گی آج کی ڈیٹ میں۔'' فجر نے بے زاری سے کہتے ہوئے ٹی وی کی آواز بڑھاتے ہوئے کہا۔

شجر بھی سب کچھ بھول بھال کر فجر کے ساتھ بیٹھ گئی اور پورے انہماک سے دوبارہ ڈرامے میں مگن ہوگئی۔ آیت آج اس منظر کا حصہ نہیں تھی کہ سدرہ چچی کے ساتھ گئی ہوئی تھی جب کہ اماں جی گم صم سی یشعرہ کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کچھ سوچ رہی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''کیا بات کررہی ہو اماں؟ مجھ سے پوچھے بغیر کیسے تم رشتے طے کرسکتی ہو میرا..... میں نے پہلے بھی کہا تھا' اب پھر کہتا ہوں کہ شادی تو میں اپنی پسند سے ہی کروں گا' آپ ان کو منع کردو' جب بھی شادی کرنا ہوئی میں آپ کو بتادوں گا' رشتہ لے کر چلی جانا وہاں' ابھی اس قصہ کو یہیں ختم کردو۔''

''نہ نہ جلال..... ایسے مت کرو..... اماں جہاں نے خود کہا ہے' خود..... ارے دنیا ترستی ہے ان سے بات کرنے کے لیے' تعلق بنانے کے لیے' تمہارے لیے انہوں نے خود خواہش ظاہر کی ہے تو بجائے اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنے کے اکڑ رہے ہو' ویسے بھی تم ابھی بچے ہو' تمہیں کیا پتا ان نزاکتوں کا' لڑکی کیسی ہو' خاندان کیسا ہونا چاہیے؟ ایسی باریکیوں میں جائے بغیر تم لڑکے کیا دیکھتے ہو خالی شکل' لڑکیاں تو اماں جہاں کے گھر کی ساری ہی خوب صورت ہیں اور وہ تو ایسی من موہنی ہے کہ بندہ دیکھتا رہ جائے۔''

''اوہو.....! اماں کہاں ناں مجھے نہ تو تمہاری اماں جہاں میں کوئی انٹرسٹ ہے نہ ان سوہنوں موہنوں میں..... میں نے ایک بات جو کہہ دی سو کہہ دی۔ حیرت تو مجھے تمہارے اوپر ہے اماں میرے مزاج اور عادات جانتے ہوئے بھی اتنا بڑا قدم اٹھالیا پتا بھی ہے کہ سالن سے لے کر کپڑوں تک میں جو چیز میری پسند کی نہ ہو اسے میں چھوڑ دیتا ہوں۔ یہاں شادی جیسا معاملہ ہے تو وہ کیسے مجھ سے پوچھے بغیر ہوسکتا ہے۔ اب کوئی بہانہ کرو یا کچھ بھی کہو' مجھے نہیں کرنی شادی اس جگہ بس۔'' غصے سے کہتا وہ بیرونی دروازہ پار کر گیا تھا۔

''اور میں بھی زبان دیے بیٹھی ہوں اماں جہاں کو دیکھتی ہوں کہ تو کیسے نہیں مانتا اس شادی کے لیے۔'' وہ بھی بڑبڑا کر بولیں۔

''شکر ہے میرے مولا کوئی اور بھی آئے اس گھر میں تاکہ یہ جو تعوذ اور احکامات کا سلسلہ مجھ تک ہی محدود رہتا ہے' اس میں بھی کوئی حصہ دار ہو' مجھے بھی سکون کا سانس ملے۔'' کچن میں سالن پکاتی نائمہ تک ان ماں بیٹے کی گفتگو کا کچھ کچھ حصہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہی پلے پڑا تھا۔ سو سالن میں چمچ چلاتے اس نے جھنجھلا کر سوچا۔ ویسے تو وہ بھی جانتی تھی کہ وہ اپنے سسرال میں کئی عورتوں سے بہتر زندگی گزار رہی ہے مگر اس کا اور عنایت بی کا نظریات کا اختلاف ہی ہر چیز پر بھاری تھا کہ جس دن سے اپنے بیٹے کو ڈاکٹر کو دکھا کر آئی تھی اس دن سے تو وہ اس سے بات ہی نہیں کر رہی تھیں' بس منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر چپ ہو رہتیں' ناعمہ کو یہ صورت حال بھی پسند نہیں آ رہی تھی کہ وہ فطری طور امن پسند لڑکی تھی۔

قرب میسر ہو تو یہ پوچھیں کہ درد ہو تم یا درماں ہو
دل میں تو آن بسے ہو لیکن مالک ہو یا مہمان ہو
دوری' آگ سے دوری بہتر' قرب کا انجام ہے راکھ
آگ کا کام فروزاں ہونا' راکھ ضرور پریشاں ہو
سودا' عشق کا سودا ہم نے جان کے جی کو لگایا ہے
عشق یہ صبر و سکون کا دشمن' پیدا ہو یا پنہاں ہو
عشق وہ آگ کہ جس میں تپ کر سونا کندن بنتا ہے
آگ میں تجھ کو کچھ نہیں ہوتا تو اس آگ میں مہرباں ہو
شہر کہ دشت کہو بھئی سادھو' ہاں بھئی سادھو شہر کہ دشت
ہم بھی چاک گریباں ٹھہرے' تم بھی چاک گریباں ہو

دس دن میں یہ اس ستمگر کردو سرا میسیج تھا' جس کے آتے ہی یشعرہ نے بجلی کی تیزی سے کال بیک کی مگر دوسری جانب صرف ایک بیل جانے کے بعد سیل کو پہلے مصروف اور پھر بند کر دیا گیا تھا۔

''ایسے مت کرو عبدالحنان پلیز..... ایسے مت کرو۔'' پورا میسیج پڑھ کر وہ بڑبڑائی۔

''یشعرہ..... یشعرہ.....'' شجر کی آواز پر اس نے جلدی سے چہرہ آنسوؤں سے صاف کیا اور موبائل آف کر کے تکیے کے نیچے گھسیڑ دیا۔

''کیا ہے بھئی..... اتنا کیوں اندھیرا کر رکھا ہے؟'' اس نے آتے ہی ساری بتیاں جلا دیں۔

''جس کی ساری زندگی ہی اندھیروں سے عبارت ہو گئی ہو اس کے لیے پھر عارضی روشنی کیا معنی رکھتی ہے۔'' یاسیت سے کہتی وہ جونیم دراز تھی اٹھ بیٹھی۔

''ارے اندھیرے ہوں آپ کے دشمنوں کی زندگی میں' ہمارے گھر کی تو روشنی آپ ہیں اور جلد ہی روشنیاں بھی آپ کی زندگی کا حصہ دوبارہ سے بنیں گی۔'' پورے خلوص سے کہتی وہ کھڑکی سے پردے ہٹا رہی تھی۔

''ایک بات کی تو مجھے ابھی سے اجازت دے دیں آپ..... یہ جو آپ کے ہاف بٹر ہیں ناں' جب آئیں گے تو مجھے صرف ایک کلاس لگانے کی اجازت دیجیے گا' صرف ایک یقین کریں چھٹی کا دودھ یاد نہ دلا دیا تو شجر نام نہیں میرا..... کیوں بھئی مسئلے آپ کے زندگی آپ کی' الجھنیں آپ کی' سلجھانے کے لیے دوسروں کی زندگی داؤ پر لگا دی جائے' یہ کہاں کا انصاف ہے بھئی اور ایک بات تو میری آپ یاد رکھیں یشعرہ' دنیا ہنسنے والوں کے ساتھ ہر ہر موقع پر ساتھ دیتی ہے مگر رونے والوں کے ساتھ عمر بھر نہیں روتی..... آگے بڑھ جاتی ہے کسی اور کی ہنسی میں شریک ہونے' دکھی انسان کو اس کے دکھ کے ساتھ اکیلا چھوڑ کر..... اس لیے میری پیاری یشو اٹھیں زور زور سے قہقہے لگائیں کوئی دس بارہ کہ اندر کی ساری گھٹن ان قہقہوں کے ساتھ باہر نکل جائے پھر زندگی کو زندگی سمجھ کر جینا شروع کریں کیونکہ یہ آپ کے پاس اللہ کی دی گئی نعمتوں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میں سے سب سے عظیم اور قیمتی نعمت ہے۔ عبدالحنان کو جو بھی الجھن ہے وہ خود سلجھائے بھئی ہم کیوں پریشان ہوں اٹھیں..... اٹھیں آپ اور میں آپ ابھی بازار چل رہے ہیں۔'' ایک ماں ایک بہن ایک ناصح کی حیثیت سے سمجھاتی اب وہ ایک دوست کی طرح اس کو زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھنے پر مجبور کررہی تھی۔

''کہاں بھئی..... مجھے نہیں جانا بازار دل نہیں کررہا پھر کسی وقت.....'' شجر کے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچنے پر وہ کسلمندی سے بولی۔

''آپ کے دل کی تو ایسی کی تیسی..... آپ اور میں پہلے بازار جاکر شاپنگ کریں گے پھر بک فیئر پر چلیں گے جہاں سے آپ مجھے میرا فیورٹ ناول خرید کردیں گی پھر آپ ہی مجھے آئسکریم کھلائیں گی۔'' یشعرہ چپل پہنتے ہوئے چونکی۔

''اور میں یہ فیاضی کیوں اور کس خوشی میں کروں گی' یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں؟'' یشعرہ نے بھولپن سے پوچھا۔

''دوبارہ زندگی کو زندگی سمجھ کر جینے کی شروعات کی خوشی میں بھئی..... ایک تو سب اس گھر میں اس قدر کند ذہن ہیں کہ بات کو کتنی بار سمجھانا پڑتا ہے پھر جاکر کہیں پلے پڑتی ہے۔'' وہ مصنوعی تاسف سے بولی۔

''اوکے مائی ڈیئر..... جو آپ کا حکم' کنیز ویسے ہی تعمیل کرے گی شہزادی صاحبہ۔'' یشعرہ نے الماری سے پرس اور چادر نکال کر مسکرا کر کہا تو وہ دونوں ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکلی تھیں۔

لاؤنج میں آئیں اماں جی' تائی صفیہ' آیت اور موحد موجود تھے۔ یشعرہ کو دونوں بعد مسکراتے دیکھ کر سب کا موڈ ہی خوشگوار ہوگیا تھا۔

''اماں جی ہمارا موڈ مارکیٹ جانے کا ہے۔ دربان کو حکم دیجئے گاڑی نکالے۔''

''شجر.....'' اماں جی نے تنبیہی انداز میں آنکھیں دکھائیں کہ شجر نے دربان پر واضح اشارہ موحد کی طرف کیا تھا پھر روئے سخن یشعرہ کی طرف موڑا۔

''یہ لڑکی تو مسخریاں کرتی ہے تم بتاؤ بیٹا بازار جانا ہے کیا؟''

''جی اماں جی بہت دن سے بازار جانا التوا کا شکار ہورہا ہے تو سوچا کہ بازار ہو آیا جائے۔''

''ہاں ہاں..... بیٹا کیوں نہیں' ضرور جاؤ..... اٹھو موحد لے جاؤ بیٹا بہن کو۔'' اماں جی تو یشعرہ کو نارمل انداز میں دیکھ کر نہال ہوگئی تھیں۔

''اٹھو دربان..... شہزادی کو غصہ آگیا تو اس نے خود ڈرائیو کرنے کی ٹھان لینی ہے پھر نہ کہنا کہ یہاں کیوں ڈینٹ پڑا وہاں کیوں ٹکر ماری؟ نئی گاڑی کا دس ہزار کا نقصان ہوگیا..... یہ ہوگیا' وہ ہوگیا۔'' وہ گردن اکڑا کر اپنے پچھلے کارناموں کے حوالے دیتی ہوئی بولی۔

''اوہو بھئی سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔ اب گھر بھر کی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سمجھ دار لڑکی مجھے شہزادی کا خطاب دے رہی ہیں تو کچھ تو دیکھ کر اور سوچ کر ہی دیا ہوگا ناں۔'' وہ موحد اور آیت کا گھورنا اور تائی صفیہ کا غصہ سے دیکھنا دیکھ کر بولی۔

''یہ میرے کان کیا سن رہے ہیں بازار کا چکر لگ رہا ہے؟ میں نے بھی جانا ہے۔ اماں جی یاد کریں آپ نے کہا تھا کہ اگلی بار جب بھی بازار کا چکر لگا تم لوگ اپنے اپنے سوٹ لے آنا میری طرف سے۔'' شجر نہ جانے کہاں سے بازار کا سن کر افتاں خیزاں اندر آئی اور اماں جی کو نہ جانے کب کا وعدہ یاد دلایا۔

''وہ وعدہ تین بار پورا کرچکی ہوں میں۔'' اماں بی نے گھرکا۔

''اچھا ناں ایک بار پھر سہی کون سا روز روز ایسی فرمائش کرتے ہیں ہم..... یشعرہ اور میں بس..... شجر نے تو آپ کا وہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

بریزہ لان والا سوٹ پرسوں ہی اینٹھ لیا تھا جو آپ کی دوست آپ کو گفٹ دے کے گئی تھیں۔"

"ارے واہ..... وہ تو میرا اور اماں جی کا دوسرا معاملہ ہے..... میں بھی لوں گی سوٹ۔" شجر میدان میں آئی۔

"میں تو چلا بھئی..... جب تک ان خواتین کا فیصلہ کسی حتمی نتیجے پر پہنچے گا اس وقت تک میں میچ کی ایک اننگ تو کھیل ہی سکتا ہوں۔" موحد سچ مچ اٹھ کھڑا ہوا۔

"توبہ کیسی ندیدی لڑکیاں ہیں لے جاؤ بھئی ان کو اور سوٹ تم سب ہی لے لو اس بار اماں جی کی نہیں میری طرف سے اور آیت تم بھی چلی جاؤ بیٹا۔" تائی صفیہ نے کئی دنوں بعد یشعرہ کو معمول کے مطابق دیکھا تو خوشی میں بولیں۔

"دیکھ لیں پھر آپ لڑکیوں پر ایسی فیاضی۔ میں نے پرسوں دس ہزار مانگے صاف انکار کر دیا تھا۔" موحد نے تائی صفیہ کو جتایا۔

"ایسے ہی کچھ لوگوں کا نام نہیں جل ککڑ نہیں رکھ دیا گیا۔" شجر کی زبان پر خارش ہوئی۔ اس نے فجر کے کان میں سرگوشی کی۔

"اچھا بھئی اب جاؤ۔ اپنے ابا سے ہی کیا کروا یسی بڑی بڑی فرمائشیں بنک نہیں کھول رکھا میں نے..... نوکری ہوگئی ہے خیر سے اب تو اس کے باوجود لینے اور صرف لینے کا ہی سلسلہ جاری ہے۔ ابھی ہفتہ بھر پہلے پانچ ہزار دیئے تھے۔" انہوں نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"آ جاؤ بھئی لیکن ایک گھنٹے سے زیادہ اجازت نہیں ہے تم لوگوں کو..... اسی ایک گھنٹے میں جو لینا ہوگا لے لینا ورنہ میں نے واپس گھر آ جانا ہے اور پھر ہزار منتیں کرو گی پھر بھی میں نہیں آنے والا۔" قدرے آف موڈ کے ساتھ موحد نے میز پر سے گاڑی کی چابی اٹھائی۔ چند لمحوں بعد یہ ننھا سا قافلہ بازار کی طرف رواں دواں تھا۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

عبدالحنان کے اور یشعرہ دونوں کے ہی گھر سے چلے جانے کے باعث اماں جہان گم صم اور اداس تھیں۔ دن میں کئی بار اپنے موبائل سے عبدالحنان کا نمبر ملاتے اور رابطہ نہ ہونے پر ان کا دل عجیب سی اداسی کی لپیٹ میں آ جاتا مگر آج وہ کافی پرجوش تھیں کہ منتہا کی بات پکی کرنے اس کی ساس آ رہی تھیں اور اپنی طرف سے انہوں نے ہاں کہہ دی تھی کہ وہ منتہا کو مزید ڈھیل دینے کے حق میں نہیں تھیں۔ منتہا تک جب خبر پہنچی تھی اس کی متوقع ساس اور نند تشریف لا چکی تھیں۔ اس لیے اس وقت تو تائی سلطانہ کے کہنے پر وہ ان کے سامنے چلی گئی تھی۔ اسے دیکھ کر اور مل کر خاتون اور اس کی بیٹی بہت خوش ہوئی تھیں کہ ان کے لیے اماں جہان کی پوتی سے رشتہ ہو جانا ہی بڑی بات تھی کجا کہ اتنی خوب صورت لڑکی۔ اس خوشی میں انہوں نے اس کے لیے دیئے انداز کو محسوس بھی نہ کیا تھا یا اس کی شرم پر محمول کیا تھا۔ بہرحال جاتے جاتے انہوں نے اس کے ہاتھ پر شگن کا پانچ ہزار رکھا اور انگوٹھی پہنا کر اگلے مہینے پہلا جمعہ نکاح کے لیے طے کرتی گئی تھیں اور اپنے کمرے میں غصے سے پیچ و تاب کھاتی منتہا کو صرف ان کے جانے کا انتظار تھا گویا..... وہ خود آج اماں جہان سے بات کرنے والی تھی کہ یہ طے تھا۔ اسے یہاں ہرگز شادی نہیں کرنا تھی..... اپنے کمرے میں آتے ہی اس نے سر سے دوپٹا کھینچ کر مسہری پر پھینکا جو ان ماں بیٹی نے اپنے خاندان کے رواج کے مطابق اسے پہنایا تھا۔ انگوٹھی انگلی سے اتاری اور اسے یہ دیکھے بغیر اچھال دی کہ وہ کہاں گری۔ لڑکیاں ہک دک یہ سب دیکھتی رہ گئیں۔ آمنہ آگے بڑھی اور اسے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔

"کیا ہو گیا ہے منتہا؟ خوشی کا موقع ہے اس طرح کی حرکتیں نہیں کرتے..... چار چار بیٹیاں ہیں اس گھر میں، کیا تم جانتی نہیں ہو کہ کسی بھی ماں باپ کے لیے بیٹیوں کے فرائض کی ادائیگی کتنی اہمیت رکھتی ہے، مناسب وقت پر مناسب رشتہ ملنا کسی عظیم نعمت سے کم نہیں ہے اس پر تمہارا یہ ردعمل..... کم از کم آج تم حق پر نہیں ہو۔"

''مگر میں بھیڑ بکری نہیں ہوں جسے اس طرح جلدی میں ہنکایا جارہا ہے۔ اتنا ہی اچھا ہے رشتہ تو تم لوگوں میں سے کسی کا کردیں، مجھے نہیں کرنی یہاں شادی۔'' وہ اپنے مخصوص ہٹ دھرم انداز میں بولی۔

''بھیڑ بکریوں کو نہ تو اتنا پیار اور محبت دی جاتی ہے جو تمہیں یا مجھے اس گھر میں ملتی ہے اور نہ عزت سے ماں باپ کے گھر سے رخصت کیا جاتا ہے۔ اس لیے بغیر سوچے سمجھے نہ کوئی الفاظ انسان کو ایسے منہ سے نکالنے چاہیں نہ ہی ضد میں کوئی قدم ایسا اٹھانا چاہیے جس پر بعد میں انسان پچھتاتا تو رہے مگر تلافی ممکن نہ ہو..... اماں جہان کو یہ رشتہ تمہارے لیے مناسب لگا ہوگا تو ہی تمہارا بیاہ کرنا چاہ رہی ہیں۔ ہمارا ابھی وقت آئے گا تو ہمارا بھی سوچ لیں گی۔''

''آمنہ ٹھیک کہہ رہی ہے منتہا' ماں باپ کبھی بھی اولاد کا بُرا نہیں سوچتے نہ چاہتے ہیں اور ان کے کیے گئے فیصلے تجربات کی کسوٹی کو پرکھنے کے بعد کیے جاتے ہیں جنہیں اس وقت ہمارا فہم اور جذبات نہیں جانچ سکتے کیونکہ ہمارے پاس نہ ان جیسی عمر ہوتی ہے نہ فہم نہ تجربہ نہ ہی وہ محبت جو وہ اولاد کے لیے اپنے دل میں رکھتے ہیں۔'' مومنہ بھی اس کی دوسری طرف آن بیٹھی۔

''مومنہ تم بھی.....! تم بھی ایسا کہہ رہی ہو۔'' اس نے مومنہ کو شاکی نظروں سے دیکھا گویا تم تو جانتی ہو سب کچھ۔

''ہاں میں بھی.....'' مومنہ مضبوطی سے بولی۔

''کیونکہ تم نے ہمارے گھر کا ماحول دیکھ کر کچھ من گھڑت مفروضے اپنے ذہن میں پال لیے ہیں اور انہی کی روشنی میں اپنا مستقبل دیکھ رہی ہو..... ہوسکتا ہے اس گھر کا ماحول ایسا نہ ہو کہ بیٹیوں کی حفاظت اور تربیت کے لیے تھوڑی سی سختی اور پابندی کو تم نے ہوا بنالیا ہے حالانکہ یہ ہمارے فائدے کے لیے ہے، دنیا کی میلی اور غلیظ نظروں اور ذہنیت سے بچنے کے لیے احتیاطی اقدامات ہیں جو اماں جہاں نے ہم پر مسلط کیے ہیں۔ تم اس گھر میں بہو بن کر جاؤ گی تو پابندیوں اور سختی کی یہ قسم نہیں ہوگی۔''

''مطلب سختی اور پابندی ہوگی ضرور۔'' وہ استہزائیہ بولی۔

''او بھئی..... کس سے سر پھوڑ رہی ہو تم دونوں' اس نے پہلے کبھی کسی کی مانی ہے جواب مانے گی ہمیشہ وہی کیا ہے جو اس کا دل چاہا۔ اس لیے اپنا وقت ضائع کرنا چھوڑو اور چل کر کچن خبر لو اماں اکیلی لگی ہوئی ہیں صبح سے۔'' وریشہ نے بیزاری سے کہا تو وہ دونوں اس کو تاسف سے دیکھتی وریشہ کے پیچھے ہی کچن کی طرف چل دی تھیں کہ واقعی سلطانہ تائی عنایت بی کے ساتھ کافی دیر سے کچن کے کاموں میں مصروف تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''یہ.....! یہ کیا ہے اماں؟'' اس کے منہ سے سرسراتے ہوئے نکلا اور اس نے کاغذات دھکیل کر ایسے پیچھے کیے جیسے وہ کاغذ کے بے جان ٹکڑے نہیں کوئی سانپ بچھو ہوں جن کو ہاتھ لگانے سے ان کے کاٹ لینے کا خدشہ ہو' اتنی پُراعتماد یشعرہ اس پل بری طرح سے سہم گئی تھی۔

''خلع کے کاغذات ہیں اور کیا ہے..... اب ہم عمر بھر تمہیں اس لڑکے کے دھوکے میں تو نہیں بٹھا کر رکھ نہیں سکتے ناں نجانے کیا کھیل کھیلا ہے اس نے کہ میری بچی کی ہنستی بستی زندگی خراب کردی..... میری تو دل سے بددعا ہے کہ خود بھی نامراد رہے گا ان شاءاللہ دیکھنا۔'' وہ باقاعدہ سسک کر بولیں۔

''ایسے مت کہیں اماں..... میری قسمت میں ایسے ہونا لکھا تھا شاید آپ خود ہی تو کہتی ہیں کہ نصیب کا لکھا ہر صورت مل کر ہی رہتا ہے۔'' وہ اپنی ہتھیلیوں کی لکیروں کو کھوجتی ہوئی بولی۔

''میں کچھ نہیں جانتی..... بس مجھے جلد از جلد اس قصہ کو ختم کرکے تمہارا گھر ایک بار پھر سے بسانا ہے..... آج ہی ان

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کاغذات پر تمہارے دستخط چاہیں۔ تمہارے ابا نے وکیل سے بات کر کے مشورہ بھی کر لیا ہے۔" تائی صفیہ کا انداز حتمی تھا۔

"اماں..... آپ سمجھتی کیوں نہیں ہیں کہ یہ سب اتنا آسان نہیں ہے جتنا آپ سمجھ رہی ہیں۔ میں ایک بار اس سے کھل کر بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں بھی اپنی ذات کی تذلیل پر اتنی دکھی ہوں جتنی کہ آپ لیکن ایسے سب کچھ ہماری طرف سے ہوگا تو قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی مجرم میں گردانی جاؤں گی۔ کیا گارنٹی ہے کہ کل کوئی دوسرا مرد مجھے گزرے کل کا حوالہ نہیں دے گا..... کیا جواب دوں گی جب شادی کے پہلے ہی دن دولہا کے گھر چھوڑ جانے کے متعلق سوال کیے جائیں گے کم از کم میں اپنا قصور تو معلوم کروں۔ اپنے خواب اور اپنی زندگی خراب کرنے والے کی سزا تو مقرر کروں۔"

"ہاں تو یہ سب تو ہم بھی چاہتے ہیں مگر کہاں سے ڈھونڈیں اس خبیث کو..... نجانے دنیا کی بھیڑ میں کہاں جا کر چھپ گیا ہے ہمارا تماشا بنا کر۔"

"اس کا میسیج آیا تھا....." یشعرہ کے آہستہ سے کہنے پر تائی کا واویلا وہیں پر تھم گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کو دیکھنے لگیں۔

"یہاں ہم تمہارے غم میں گھل کر مرنے کے قریب ہو گئے اور تم ہو کہ اس سے رابطے کی ہوا نہیں لگنے دی ہمیں۔"

"افوہ اماں..... رابطہ کیسا؟ بس ایک آدھ جملہ پر مشتمل کبھی کبھار کوئی میسیج آ جاتا ہے جس میں بار بار مجھ سے اپنے کیے کی معافی مانگنے کے ساتھ اپنے لوٹ آنے کا یقین دے کر رابطہ ایسے ختم کر دیا جاتا ہے کہ نمبر ملا ملا کر میری انگلیاں تھک جاتی ہیں بس اتنی سی بات ہے اب اس مہم سے رابطے کا کیا احوال بتاتی آپ کو۔" اس نے جیسے ہی ان کے لہجے میں شک ابھرتا دیکھا فوراً بولی تائی صفیہ اسے ایسے دیکھنے لگیں جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا ہو۔

"تم مجھے اس کا نمبر دو میں تمہارے ابا کو دیتی ہوں۔ سارا کچا چٹھا ایک دو دن میں نکلوا کے لے آئیں گے۔"

"نہیں اماں..... میں اس مسئلے کو فی الحال اپنے طور پر سلجھانا چاہتی ہوں ابا کو یا کسی کو بھی اس حوالے سے ابھی کچھ مت بتایئے گا۔ یقین کریں جس دن بھی مجھے لگا کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے وہ نمبر آپ کے سامنے رکھ دوں گی فی الحال مجھے اتنا کمزور مت جانیں کہ اپنے حقوق بھی نہ منوا سکوں..... فی الحال تو میں نے نکل سے ابا کے آفس جانا شروع کرنا ہے ایسے گھر بیٹھ کر میں اپنی تعلیم اور اپنی صلاحیتوں کو زنگ نہیں لگانا چاہتی مجھے بس کچھ وقت دے دیں اس مسئلہ کو سلجھانے کے لیے اگر میں نہ کر سکی تو آپ ہی سے مدد لوں گی ناں کہ ماں باپ سے بڑھ کر بھلا کون ہوتا ہے اولاد کا خیر خواہ۔" اس نے تھوڑا قریب ہو کر ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ تائی صفیہ کے سارے دلائل ہی دم توڑ گئے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے مگر میں زیادہ دیر چپ نہیں بیٹھوں گی نہ ہی تمہاری یہ ویران اور عجیب سی زندگی برداشت کروں گی۔" انہوں نے طویل سانس لے کر کہا تو یشعرہ نے سکون کی سانس لی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"مجھے آپ سے بات کرنا ہے۔" وہ کسی بھی قسم کی اجازت لیے بغیر خاصے غصے میں اندر آئی۔ اماں جہاں کے پاس اس وقت عنایت بی موجود تھیں۔ اماں جہاں نے تسبیح روک کر ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر عنایت بی پر ڈالی۔ چہرہ شناس عنایت بی فوراً ہی اٹھ کر باہر نکل گئیں۔

"مجھے یہاں شادی نہیں کرنی آپ ان کو منع کر دیں یا کسی اور لڑکی کو وہاں بیاہ دیں۔"

"وجدا اگر تمہاری خالہ کا لڑکا ہے تو قیامت تک تمہاری خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔"

"ٹھیک ہے میں آپ کی بات مان لوں گی اگر جواب میں آپ بھی میری بات مانیں گی کہ عمر بھر پھر میری شادی کا نام نہیں لیں گی۔"

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''اگر نہ مانی تو.....؟'' انہوں نے تسبیح میز پر رکھی اور پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے بولیں۔

''تو پھر جو میرا دل کرے گا میں وہ کروں گی۔''

''اور تمہارا دل کیا کرے گا ہم جان سکتے ہیں؟'' وہ اس کے ساتھ کسوٹی کھیلنے کو تیار ہوئیں۔

''میں.....'' وہ اپنی طرف اشارہ کر کے کچھ سوچنے لگی پھر ٹہل ٹہل کر اپنے ارادے بتانے لگی جنہوں نے اماں جہاں کی پیشانی کو بلوں سے بھر دیا تھا۔

''میں شادی والے دن شادی سے انکار کر سکتی ہوں' گھر چھوڑ کر جا سکتی ہوں' بارات کی خوب بے عزتی کر کے ان کو بھگا سکتی ہوں اور یہ سب کرنے پر بھی مجھ پر پابندی لگائی گئی تو اپنی جان بھی لے سکتی ہوں کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کہ دوسرے کی جان لینے کی نسبت اپنی جان لینا زیادہ آسان ہوگا۔'' اب کے وہ ایسے مزے سے بولی جیسے ان کو اپنی پسندیدہ کہانی کا کوئی اقتباس سنا رہی ہو۔

''دولہا والے گھر سے کچھ کپڑے اور زیور آ گئے ہیں وہ دیکھ لو اور ہماری طرف کا کیا زیور ہونا چاہیے جو بھی زیور تمہیں پسند ہے بتا دو تا کہ مقررہ تاریخ تک بن کر آ جائے..... اگلے چاند کے پہلے جمعہ کو نکاح اور رخصتی ہے تمہاری جا کر جو بھی خناس تمہارے دماغ میں بھرا ہے اس کو جھٹک دو اور شادی کی تیاری کرو ورنہ کسی بھی نافرمانی کی صورت میں جو ہم کر سکتے ہیں اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتیں اور ہمیں اپنی بات کے جواب میں نہ سننے کی عادت نہیں ہیں۔ اب تم جا سکتی ہو۔'' تسبیح دوبارہ اٹھا کر انہوں نے آنکھیں موند لی تھیں۔ منتہا کچھ دیر کھڑی ان کو دیکھتی رہی پھر پاؤں پٹخ کر باہر نکل گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''گستاخی معاف ہو تو ایک بات کہنا چاہتی تھی اماں جہاں آپ سے۔'' عنایت بی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ وہ جو کسی گہری سوچ میں گم تھیں۔

''ہاں..... ہاں ضرور کہو عنایت' کیا بات ہے؟ کچھ چاہیے؟'' منتہا کے رویے سے پریشان اماں جہاں نے اپنا دھیان عنایت بی بی کی طرف لگایا ورنہ جب سے منتہا ان کے پاس سے ہو کر گئی تھی وہ اس کے باغی انداز اور رویے کا سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھیں۔ عبدالحنان کی طرف سے پریشانی کیا کم تھی جو ایک اور مسئلہ اس باغی لڑکی کی خودسری سے کھڑا ہونے کو تھا۔

عنایت بی نے جھجک کر کہنا شروع کیا کہ ان کا بیٹا ابھی ایک سال تک شادی نہیں کرنا چاہتا سو انہیں ایک سال کا وقت دیا جائے کیونکہ وہ قسمت سے ملے اس رشتے کو گنوانا بھی نہیں چاہتیں' اس کے لیے وہ مختلف توجیحات بھی پیش کر رہی تھیں۔ جب اماں جہان نے انہیں ٹوک دیا۔

''ٹھیک ہے..... ٹھیک ہے عنایت تم جتنا چاہے وقت لے لو ہم سمجھے پتا نہیں کیا مسئلہ درپیش ہے فی الحال تو ہم منتہا کا فرض پوری ذمہ داری سے اتارنا چاہتے ہیں۔ دعا کرو کہ سب خیر خیریت سے ہو جائے..... خوشیاں اس گھر کو کم ہی راس آتی ہیں۔'' بات کے آخر میں وہ اداس ہو گئیں۔

''آپ پریشان نہ ہوں اماں جہان..... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ خود ہی تو کہتی ہیں کہ مالک آزمائشوں کے لیے اپنے پیاروں کو ہی منتخب کرتا ہے۔ میری تمام دعائیں آپ کے لیے ہیں اور آپ کے خاندان کے لیے ہیں۔'' عنایت بی پر خلوص سے بولی تو اماں جہاں ہنکارا بھر کر رہ گئیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''مجھے تو آج تک سمجھ میں ہی نہیں آئی کہ آپ نے مجھ سے کون سی دشمنی نکالی ہے یا میرے کس گناہ کی سزا ملی ہے جو

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میری زندگی کو سوالیہ نشان بنا کر آپ روپوش ہو گئے ہیں۔ خدارا عبدالحنان بس کریں اور واپس آئیں۔ مجھے چھوڑنا ہے تب بھی میرا گناہ مجھے بتا کر آزاد کریں اپنانا ہے تو بھی پورے مان کے ساتھ زندگی میں شامل کریں۔ مگر مجھے بیچ راہ میں چھوڑ کر تماشا نہ بنائیں۔ آپ کے اس طرزِ عمل سے میں گھر والوں کی تو کیا اپنی نظروں میں بھی شرمندہ ہو کر رہ گئی ہوں۔ میرے گھر والوں کا دباؤ مجھ پر خلع کے لیے بڑھ رہا ہے۔ کسی بھی کمزور لمحے کی زد میں آ کر میں کوئی ایسا فیصلہ کر بھی لوں تو مجھ سے باز پرس کا حق نہیں رکھتے آپ کہ آپ کی طرف تو سود و زیاں کے تمام سلسلوں میں صرف زیاں کے کھاتے ہی کھلتے ہیں۔'' اس نے ایک لمبا چوڑا پیغام لکھ کر برقی ہواؤں کے سپرد کیا کہ جب بھی اس بند نمبر کو کھولے گا کم از کم اس کے خیالات تو جان پائے گا۔

وہ ابا کے ساتھ دو تین دن سے آفس جانا شروع کر چکی تھی۔ زندگی میں ہلکا سا ہی سہی ایک ٹھہراؤ بہر حال در آیا تھا ایک صفیہ تائی ہی تھیں جو اس کے احساس زیاں کو شدید کرتیں' اسے اکیلے پاکران کا مطالبہ خلع کے کاغذات پر دستخط کرنے کا ہوتا اور سب کے بیچ یا تو وہ اس کی ویران زندگی کا رونا رونے لگتیں یا عبدالحنان کو کوسنے لگتیں اور کل تو حد ہی ہو گئی تھیں۔ یشرہ لڑکیوں کے ساتھ میگزین پر کسی سوٹ کے ڈیزائن پر بحث کر رہی تھیں جو شجر' فجر سے سلوانا چاہ رہی تھی۔ فجر کا خیال تھا کہ وہ اسٹائل شاید شجر پر سوٹ نہیں کرے گا جبکہ یشرہ اس حق میں تھیں کہ وہ ڈیزائن بنا ہی شجر کے لیے ہے۔ اماں بی بھی وہیں فجر کو کوئی شرٹ کاٹ کر دے رہی تھیں۔ آیت' سدرہ چچی کے ساتھ سبزی بنوا رہی تھی جب تائی نے ایک بار پھر وہی موضوع چھیڑ دیا۔ یشرہ فوراً میگزین چھوڑ کر بالکل خاموش ہو گئی کہ کچھ بھی تھا' اسے بھی عبدالحنان سے سو گلے شکوے تھے' بہت برا کیا تھا اس نے اس کی زندگی کے ساتھ مگر اسے ناخوش رہنے کی' بددعائیں یشرہ کو اندر تک بے چین کر دیتی تھیں' اس وقت بھی وہ عجیب سی بے چینی محسوس کرنے لگی کہ تائی صفیہ بھی بیٹی کی محبت سے مجبور تھیں۔

''کیا ہے تائی اماں..... عبدالحنان نے تو جو کیا سو کیا..... فی الحال تو آپ بہت برا کر رہی ہیں اپنی بیٹی کے ساتھ ذرا وہ زندگی کی طرف لوٹنے لگتی ہیں آپ یہ موضوع چھیڑ کر ان کو اداس کر دیتی ہیں تھوڑا تو وہ ہنسنے بولنے لگی ہیں' آپ رو رو کر ان کی پریشانی بڑھا دیتی ہیں' اتنے دن بعد انہوں نے کسی بات میں دلچسپی لی اور لے کے آپ نے رلا دیا ان کو..... جو رول اماں جہاں کا نہ تھا ان کی سسرال میں وہ کمی نہیں رہنے دی آپ نے' پوری کر دی یہاں۔'' یشرہ جیسے ہی اٹھ کر باہر گئی' شجر نے صفیہ سے کہا تو ان کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔

''سن رہی ہیں آپ اس لڑکی کی باتیں..... ارے میں کوئی دشمن ہوں اپنی بیٹی کی؟ میری تو رات کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں اس کی زندگی کے بارے میں سوچ سوچ کر جو نہ سہا گن کی زندگی ہے نہ خدا خواستہ بیوہ کی اور یہ کہہ رہی ہے کہ میں اپنی بچی کی ہنسی کی دشمن ہوں۔'' روہانسی ہو کر انہوں نے اماں بی سے شکایت کی۔ اماں بی نے قینچی نیچے رکھی' عینک بھی اتار کر اپنے پاس رکھ لی۔ پھر فجر کو میس کا کپڑا اور قینچی اٹھا لینے کا اشارہ کر کے رسان سے گویا ہوئیں۔

''دیکھو صفیہ تم ماں ہو یشرہ کی' تم سے بڑھ کر یقیناً اس کا کوئی خیر خواہ نہیں لیکن زندگی میں پہلی بار مجھے شجر کی بات ٹھیک لگی ہے۔ اگرچہ اس کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ انداز بھی منہ پھٹ اور کڑوا ہے مگر ایسے وسائل منطقی حل مانگتے ہیں' مل بیٹھ کر حتمی فیصلے لیے جاتے ہیں۔ یوں رو دھو کر اور بددعائیں دے کر تم واقعی اس بچی کو پریشان کرتی ہو جو اتنا بڑا دکھ جھیل کر بھی زندگی کی جنگ پوری طاقت سے لڑ رہی ہے۔ تم بھی جانتی ہو کہ سارے مرد ہی اپنے اپنے ذرائع استعمال کر کے عبدالحنان کا پتا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے میں تم ہر وقت یہ دکھڑا لے کر رونے بیٹھ جاتی ہو تو یشرہ سمیت گھر کا ہر فرد نئے سرے سے اس دکھ سے گزرتا ہے' جس کو شعوری طور پر دبا کر سب خود کو نارمل ظاہر کر رہے ہیں۔''

''تو میں کیا کروں اماں بی؟ مجھے چین ہی نہیں ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کبھی کسی کے ساتھ جو میری بیٹی کے ساتھ ہوا' ہائے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میری معصوم سی بچی کی قسمت میں کیا دکھ دیا۔'' انہوں نے دہائی دی۔

''خود ہی کہہ رہی ہو کہ قسمت کا لکھا تو قسمت کے لکھے سے بھی کوئی لڑ سکا ہے کیا؟ بس دعا ہی انسان کے پاس وہ طاقت ور ہتھیار ہے جو تقدیر کے لکھے کو بھی پھیرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور ماں کی دعا تو سیدھی عرش پر جاتی ہے۔ اس کو برا بھلا کہنے کے بجائے اپنی بیٹی کے نصیب کے اچھے ہونے کی دعا کرو۔ مالک سب کی بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے ہماری بچیوں سمیت' سب ٹھیک ہو جائے گا' میرا تو اس دن کے بعد آپا سے بات کرنے کو دل ہی نہیں کیا۔ پہلے بھی کبھار بچیاں آجاتی تھی' وہ بھی نہیں آئیں' مردوں کی بات ہوتی رہتی ہے آپس میں عبدالحنان کے بارے میں گھر میں بھی سب لاعلم ہیں..... مالک ہی اس گتھی کو سلجھائے اور بہتری لائے۔'' وہ اداسی سے بول کر حالات اچھا ہونے کی دعا کر رہی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''بڑے غیرت مند بننے کے دعویٰ تھے تمہارے اب کیا ہوا' بھاپ میں اڑ گئے سارے؟'' وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی کہ اس کی ہر کوشش پر ہی بری طرح پانی پھر گیا تھا کہ موحد نے اس گفٹ والی بات کو چنداں اہمیت نہ دی تھی اور شجر کی بات کو سمجھا تھا کہ ہو نہ ہو یہ اس کی کسی سہیلی نے مذاق کیا تھا۔

''میں تو غیرت مند ہوں اور دعویٰ بھی ویسے ہی جوان ہے کہ جب تک اس لڑکی شجر کو اپنی بے عزتی کا مزہ نہ چکھا دوں' چین سے نہیں بیٹھوں گا مگر غیرت نامی کوئی چیز شاید تمہارے کزن میں نہیں پائی جاتی کیونکہ کسی بھی لڑکے کی منگیتر کو ایسے کسی ان جان مرد کی طرف سے گفٹ آئے تو اسے پہلی فرصت میں اس لڑکی سے جان چھڑا لینا چاہیے یہاں بڑی سے بڑی بات کو معمولی سمجھ کر پی لیا جاتا ہے۔ ویسے دیر کزن میری تو چلو اس نے انسلٹ کی' میرے جذبوں کو مذاق میں اڑایا تو اب میں تمہارے نہیں اپنے طریقے کے مطابق چلوں گا لیکن تم کیوں انٹرسٹڈ ہو اس معاملے میں یہ نہیں بتایا تم نے کبھی؟'' بہت دن سے دل میں آئی بات اس نے پوچھ ہی لی۔ آیت موبائل کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے عجیب انداز سے مسکرائی۔

''بتا دوں گی..... بتا دوں گی..... اتنی جلدی بھی کیا ہے' بس یہ ہے کہ میرے بھی اس لڑکی کی طرف کئی کھاتے کھلتے ہیں' ویسے تم نے بتایا نہیں کہ تم کیا کرنے والے ہو؟''

''اب جو بھی آئے گا۔ سب کے سامنے جلد آئے گا اور اسے میری ہی زندگی کا حصہ بننا ہے' یہ بھی تم جلد دیکھ لو گی' ہاں اگر پہلے ایسا ہوتا تو میں اس کو سر آنکھوں پر بٹھاتا' اب تو اسے انتقاماً اپنا بنانا ہے اور بتانا ہے کہ کیسے کسی سیدھی راہ چلنے والے کو ٹھوکر لگا کر غلط راہ کا مسافر بنایا جاتا ہے اور اپنی ہی زندگی خراب کر لی جاتی ہے۔'' اس کے لہجے میں اسرار سا تھا۔ آیت کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

''کیسے کیسے کرو گے؟ اف اگر تم یہ کر لو تو تم نہیں جانتے کہ تم کتنے لوگوں کی زندگیوں میں خوشیاں بھر دو گے..... کئی لوگوں کی جان اجیرن کر رکھی ہے اس نے۔'' اس کے لہجے میں شجر کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔

''بتا دوں گا..... کیونکہ میں نے سوچا ہے اس کے لیے مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت بہت جلد پڑنے والی ہے۔''

''میں ہر تعاون کے لیے تیار ہوں' بس تم اس کو کسی طرح سے موحد کی زندگی سے نکال دو۔ میری طرف سے اس کے بعد یہ جہنم میں جائے۔''

''او۔ تو یہ بات ہے؟'' فیصل نے ذومعنی انداز میں کہا۔

''اچھا اچھا..... اب زیادہ پھیلو نہیں..... میں فون رکھتی ہوں شاید باہر خالہ آواز دے رہی ہیں۔'' آیت نے گھبرا کر

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

کال منقطع کردی۔

''اس خبیث کے سامنے کیوں نکل گیا میرے منہ سے موحد کا نام۔'' وہ بڑبڑائی۔

''اگر ایسا ہو جائے تو کتنا ہی اچھا ہو۔'' وہ خود ہی سوال اور خود ہی جواب کا سلسلہ لے کر بیٹھ گئی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''کیسا ہے عبدالحنان؟ کہاں ہے یار تو..... تیرے گھر والے بہت پریشان ہیں..... اماں جہان کا دن میں تین بار فون آتا ہے تیرا پوچھنے کے لیے' تو کم سے کم مجھے تو بتا ہی سکتا تھا یار..... بس یہیں تک تھی ہماری دوستی..... تو نے گھر والوں سے روپوش ہی ہونا تھا تو ایک بار کہہ کر تو دیکھتا یار۔'' کسی انجان نمبر سے آنے والی کال کو اس نے کچھ ضروری کاغذات دیکھتے ہوئے اٹھایا مگر مقابل کی آواز نے اسے سارے ضروری کام بھلا دیئے تھے۔ وہ کرسی پیچھے دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا اور سوال شروع کر دیئے۔

''سب بتاتا ہوں حسن لیکن خبردار اماں جہان یا کسی کو بھی میرے متعلق کچھ مت بتانا' ان کی نظروں سے غائب ہوں تو پریشان ہیں جیسے ہی میری جائے مقام پتا چلی تو میری خیریت سے مطمئن ہوتے ہی وہ پہلی فرصت میں مجھ پر اس وعدے کی تکمیل کے لیے دباؤ ڈالیں گی جس سے بچنے کے لیے میں دربدر ہو رہا ہوں' میں چاہتا ہوں کہ میری گمشدگی ان کو موم کر دے میرے لیے' بشعرہ کے لیے..... وہ خود ہی اپنے انتقام سے ہار جائیں اور ایک وقت ایسا آئے کہ مجھے میری شرائط پر واپس لانے پر مجبور ہو جائیں' میں جانتا ہوں کہ میری جدائی ان کو اندر ہی اندر بہت کمزور کر دے گی..... وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب تھوڑی سی تکلیف ان کو دے کر اور خود اٹھا کر میں ان کے ساتھ کیے وعدے سے بھی نجات پالوں گا اور اپنی روٹھی خوشیاں بھی حاصل کر لوں گا۔''

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

''تو ہے کہاں عبدالحنان؟'' حسن نے بے تابی سے پوچھا جواب میں عبدالحنان نے اسے آہستہ آہستہ بتایا کہ جیسے ہی اسے اماں جہان کے منصوبے کی خبر ملی تھی اس نے اپنے باہر جانے کے انتظامات شروع کر دیئے تھے۔ اپنے ایک دو دوستوں کو سی وی بھی بھجوادی تھی اور جیسے ہی کاغذات تیار ہوئے' اس نے شادی سے دوسرے دن رخت سفر باندھ لیا تھا۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اسے یہاں آتے ہی نوکری بھی مل گئی تھی۔ اس کا شروع دن سے یہی پروگرام تھا کہ وہ یہ ملک ہی چھوڑ دے گا اور وہیں سے اس لڑکی کو طلاق بھجوادے گا مگر واپس کبھی بھی اماں جہان کے پاس لوٹ کر نہیں آئے گا اور ایک معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا کرنے کی سزا وہ خود کو یوں دے گا کہ عمر بھر ایسے ہی گزار دے گا' اس کا اپنی محبت سے منہ موڑ لینا ہی اس کی سب سے بڑی سزا ہو گی مگر انسان جو خود کو عقل کل سمجھ کر اپنی آنے والی زندگی کے کئی منصوبے قبل از وقت بنا لیتا ہے' نہیں جانتا ہے کہ اس کی مرضی اور ارادہ مٹی کی ایک بھربھری دیوار کے سوا کچھ نہیں' کائنات کے ایک ذرے سے لے کر ہر مخلوق کی زندگی کی ہر ڈور خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے' شادی والے دن اسے بشعرہ کو سامنے دیکھ کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ ملک تو چھوڑ آیا تھا مگر رب کائنات کی طرف سے عطا کی گئی محبت کو آسانی سے چھوڑ نہ سکا تھا۔

''او یار..... اتنی مشکلات کیوں سہی تو نے مجھے کہتا تو سہی میں تجھے کچھ دن اپنے ننھیال بھجوا دیتا..... کام کا بھی کچھ کر ہی لیتے..... اب یہاں میں تیری گمشدگی سے الگ پریشان ہوں اور کاروبار میں اکیلے الگ ہو گیا ہوں۔''

''مجھے تمہارے خلوص اور محبت پر شبہ نہیں ہے حسن لیکن یہاں رہ کر ہو سکتا ہے میرے ارادے کمزور پڑ جاتے' گھر والوں سے' اماں جہان سے اور اس سے دوری کے تو ایسا کر' کوئی ایمان دار بندہ رکھ لے کچھ عرصہ کے لیے اور ہاں اماں جہان سے رابطے میں رہنا' تیرا ان سے رابطے میں رہنا بہت ضروری ہے..... اچھا پھر بات ہو گی۔'' عبدالحنان نے عجلت میں کال کاٹ دی اور یہ اس کا حسن سے بھی آخری رابطہ تھا۔

''عبدالمعید کچھ کرو..... اللہ کے واسطے کچھ کرو..... انہوں نے میرا رشتہ پکا کر دیا ہے اور شادی کی تاریخ بھی طے کر دی ہے..... تم جلدی آ جاؤ بس مجھے کچھ نہیں سننا نہ کوئی تاویل نہ کوئی بہانہ۔''

''میں بات کرتا ہوں منتہا مگر مجھے نہیں لگتا کہ کمپنی مجھے آنے دے گی۔ کنٹریکٹ ہے میرا اور میں باوجود کوشش کے بھی تین ماہ پہلے نہیں آ سکتا۔ تم کسی طرح تین مہینے یہ سب روک لو پھر میں آ کر خود تمہاری دادی سے ملوں گا۔''

''تم نے سنا نہیں عبدالمعید کہ انہوں نے میری بات پکی کر دی ہے۔ شادی کے دعوت نامے تک دیئے جا چکے ہیں۔ چھ دن سے تمہارا نمبر ملا ملا کر میری انگلیاں گھس گئیں اور تم تین مہینے رک جانے کی بات کر رہے ہو۔'' وہ چیخ کر بولی۔

''میں جب سائٹ پر ہوتا ہوں منتہا تو وہاں ہمیں فون رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی اور کام کے بعد اتنا تھک جاتا ہوں کہ فون آن کرنے کا ہوش ہی نہیں رہتا..... مجھے بتاؤ میں ایسا کیا کر سکتا ہوں جس سے یہ شادی رک جائے..... اماں کو ایک نہیں کئی بار بھیجا میں خود وہاں ہوں نہیں نہ ہی فوری آ سکتا ہوں۔'' وہ اس سے زیادہ پریشان تھا۔

''تم..... تم ایک بار پھر خالہ کو بھیجو عبدالمعید آخری بار میرے کہنے پر میں خود بات کروں گی اماں جہان سے۔''

''اچھا ٹھیک ہے منتہا ایسے بھی کر کے دیکھتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ فون پر رابطہ رہے تم سے۔'' تسلیاں دے کر اس نے منتہا کو چپ کرا دیا تھا اب اگلا مرحلہ اپنی ماں کو ایک بار پھر منتہا کی دادی کے پاس بھیجنے کا تھا۔ طویل سانس لیتے ہوئے اس نے اماں کو کال ملائی تھی۔

''کمال کرتے ہیں آپ بھی یشعرہ کے ابا اتنی پریشانی میں کیسے آپ کو ہری ہری سوجھ رہی ہے۔ میری بچی کا معاملہ جب تک آر یا پار نہیں ہو جاتا میں نے موحد کی شادی کے لیے سوچنا بھی نہیں ہے اور آپ کی بھتیجی سے تو ہرگز بھی نہیں' میں نے اس کے کارنامے ابھی آپ کو بتائے نہیں کہ اپنی ہی الجھنوں میں گھر گئی ہوں سنیں گے تو کانوں کو ہاتھ لگائیں گے۔''

''آپ کی بچی کی ہی یہ شدید خواہش ہے کہ وہ جلد از جلد موحد کی شادی دیکھنے کی خواہاں ہے اور کون سے کارنامے؟ وہ فون کالز کا سلسلہ یا جو ایک دو بار گفٹس آئے ہیں شجر کے نام اس میں شجر کا کیا قصور ہے بھئی..... مجھے اپنی شجر پر پورا بھروسا ہے' آپ اپنی مخالفت کو ان فضول باتوں میں لپیٹ کر پیش مت کریں' میں نے موحد کی شادی اسی مہینے کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ گھر میں سب راضی ہیں' یشعرہ بھی کچھ دن کو بہل جائے گی اور آپ ہیں کہ نئی پخ نکال کے بیٹھ گئی ہیں۔'' وہ ناراضی سے بولے۔

''اور آپ نے ایک بار پھر بتا دیا کہ آپ کے نزدیک اور اس گھر میں میری کیا اہمیت ہے' ہزاروں لاکھوں ارمان ہوتے ہیں ماؤں کے دل میں اپنے بچوں کی شادیوں کے حوالے سے پہلے اچانک سے سب کے درمیان ایک غلط فیصلہ سنا کر میرے بچے کی زندگی خراب کر دی۔ اب شادی بھی چھپ چھپا کر کی جا رہی ہے اگر جو میں بات شروع نہ کرتی تو آپ نے تو شادی والے دن ہی بتانا تھا کہ چلو آج بیٹے کی بارات لے کر جانی ہے۔'' انہوں نے شاک سے نکلتے بولنا جو شروع کیا تو بات کا اختتام آنسوؤں پہ ہوا۔

''ماں کی اہمیت سے انکار نہیں مجھے لیکن کچھ فیصلے مردوں کو ہی لینے کا اختیار ہوتا ہے ورنہ عورت جیسی ناقص العقل مخلوق جانب داری سے سوچ کا ایک پلڑا بہت ہلکا اور ایک بہت بھاری کر دیتی ہے' جس سے گھر کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ ابھی دن ہیں درمیان میں' کل چیک کاٹ کے دے دوں گا خریداری شروع کر دیجیے اور میں پہلے ہی یشعرہ کی وجہ سے سخت پریشان ہوں مجھے مزید پریشان نہ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔'' انہوں نے تکیہ سیدھا کیا اور لیٹ کر کروٹ بدل گئے۔ گویا اپنی

WaqarAzeem
Pakistanipoint

طرف سے بات کا اختتام کردیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''میں نہ تو گناہ گار ہوں نہ ہی مجرم اس لیے میں نے سوچا ہے کہ میں کیوں چھپ رہا ہوں خود سے' تم سے اور ہماری خوشیوں سے' آج میں تمہیں وہ سب کچھ بتاؤں گا جس کے لیے میں نے یہ خود ساختہ دربدری قبول کی ہے پھر تم مجھے بتانا کہ میں کہاں غلط ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تمہاری اور میری زندگی کی خوشیوں کا سوال تھا اس کا فیصلہ میں اکیلے کیسے کرسکتا ہوں' ایک طرف آپ کی دنیا اور دوسری طرف آپ کی آخرت ہو اور دونوں ہی آپ کو جان سے عزیز ہوں کہ ایک سے آپ کے دل کے اور دوسرے سے روح کے تار جڑے ہوں تو مجھ جیسا دنیا دار اور گناہ گار کیا کرے جو اپنی دنیا بھی پانا چاہتا ہے اور اپنی آخرت میں بھی سرخرو رہنا چاہتا ہے' میں اب سارا فیصلہ تمہاری عدالت میں رکھنا چاہتا ہوں کہ تم کیا کرتیں اگر میری جگہ پر ہوتیں' کسی بھی فیصلے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ میں تم سے اس صورت تو دستبردار ہو جاتا اگر جو تم میری زندگی میں نہ آئی ہوتیں مگر قدرت کی دی ہوئی انمول نعمت کو ٹھکرا دینا اب میرے بس کی بات نہیں رہی' جلد ہی رابطہ کروں گا۔''

اس کا ایک اور لمبا چوڑا مبہم سا پیغام اسے موصول ہوا تھا۔

یشعرہ کو اس میں چھپی اپنے لیے محبت تو نظر آ گئی تھی مگر ان باتوں کے مفہوم وہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی۔ ایک عرصہ بعد اس نے طویل سانس لے کر اپنی گھٹن باہر نکالی تھی۔ جلد ہی اس راز سے پردہ اٹھنے والا تھا جس نے اس کی اور اس کے گھر والوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ بہت دن بعد وہ ہلکی پھلکی ہو کر باہر آئی' کچن میں ہی اسے شجر اور موحد چونچیں لڑاتے مل گئے تھے۔

''کیا بات ہے بھئی آج کیا معرکہ ہو رہا ہے تم دونوں کے درمیان؟'' اس نے کچن میں جھانک کر پوچھا۔

''شکر ہے کوئی معقول بندی نظر آئی ادھر آئیں ناں آپ پچھلے دنوں مجھے میری دوست کا ایک گفٹ ملا' اتنا پیارا جیولری باکس ہے کہ آپ دیکھ کر حیران رہ جائیں گی..... مذاق مذاق میں اس نے کارڈ پر خود کو ٹرکا ظاہر کیا اور پھر کیا تھا محترم آگ بگولا ہو گئے' کارڈ تو وہیں پرزے پرزے کر دیا ہی اتنا پیارا جیولری باکس بھی توڑ دیا' میں بھی تب تک اس سے بات نہیں کروں گی جب تک یہ مجھے ویسا ہی جیولری باکس نہیں لے کر دیتا۔ ان خبیثوں سے تو میں جب کالج جانا ہوا پھر نپٹوں گی' میں بھی تو ایسے کئی مذاق ان کے ساتھ کئی بار کر چکی ہوں لیکن میں اپنا نام پوشیدہ رکھ کر گفٹس بھجواتی ہوں' ایسے بیہودہ مذاق کبھی نہیں کیے' لے لیا ہوگا بدلہ انہوں نے بھی' ثمرین کے ساتھ ایسا کیا تھا ایک بار ہو سکتا ہے یہ اس کا کام ہو..... مجھے بتائیں اس میں ان محترم کو کس خوشی میں اتنا غصہ آیا؟'' وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولی۔

''اف شجر..... بولنے میں تم نے تیز گام کو بھی مات دے دی ہے' اب ذرا چائے ہی بنا لو سر میں درد ہو گیا میرے تو' میں ذرا ان محترم سے بھی پوچھ لوں۔'' یشعرہ نے اسے ٹوکا تو شجر کینہ توز نظروں سے موحد کو دیکھتی ہوئی چولہے کی طرف بڑھی۔

''آپ مجھے بتائیں یہ کوئی عام سی ہے بات ہے یا لڑکیاں اس قسم کی حرکتیں کرتی اچھی لگتی ہیں؟ یہ تو میرے ہاتھ آیا وہ گفٹ اور کارڈ' ابا کے ہاتھ لگ جاتا پھر میں دیکھتا کیسے یہ کتر کتر زبان چلتی اور تو اور اماں اور آپ بھی وہاں موجود تھیں اور آپ نے تو باقاعدہ اعلانیہ انداز میں وہ عبارت پڑھ کر اماں کو سنائی..... ایسے میں ان کی صلواتیں بھی مجھے ہی سننی پڑیں کہ اس کو کس کر رکھا ہوتا تو آج ایسے فضول مذاق کی نوبت نہ آتی..... فخر نے اس کی اس دوست سے بھی پوچھا اس کی بابت جس پر محترمہ کو شک ہے وہ تو فوراً مکر گئیں۔ اب آپ ہی بتائیں وہ فساد کی جڑ جس سے اتنی لوگوں میں بدگمانی آ گئی' میں توڑ تا نہ تو اور کیا کرتا؟'' وہ بھی یشعرہ کے پاس کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا کہ کچن میں وہ چھوٹی میز اور پانچ کرسیاں موجود تھیں کھلا سا کچن تھا سو عموماً لڑکیاں اور لڑکے ناشتا وہیں کر لیا کرتے تھے۔

''ہمم..... بات تو تمہاری بھی ٹھیک ہے اور شجر یہ کس قسم کا مذاق ہے جو انسان کے کردار کو ہی مشکوک بنا دے' فوراً اس لڑکی کو بری طرح سے ڈانٹو اور وارن کرو کہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیے۔ خود سوچو کہ موحد اس وقت ٹھنڈے دماغ سے کام نہ لیتا اور اسی نہج پر سوچنے لگتا تو تمہارے اور اس کے رشتے کے بیچ دراڑ آنی تھی کہ نہیں اور اماں کا بھی ناراض ہونا جائز ہے کم از کم میں یہاں تمہارے موقف کی تائید نہیں کر سکتی۔'' جیسے ہی اس نے چائے کا کپ یشعرہ کے سامنے رکھا اس نے کہا شجر فوراً ہی بول پڑی۔

''تو میں نے کب کہا کہ یہ سب ٹھیک تھا..... ابھی تو فری ہیں ہم..... جب جاؤں گی ایگزیم کے دنوں میں تو اچھی خبر لوں گی اس کی..... سیل اس کے پاس نہیں ورنہ اب تک تو میں اصل بات کا پتا بھی لگا چکی ہوتی فجر کو تو وہ جب کالج گئی رول نمبر سلپ لینے تب ملی تھی۔ ہو سکتا ہے بات چھپا گئی ہو لیکن بہر حال اس قسم کی حرکت وہی کر سکتی ہے اور اب تو میں نے اس سے تعلق ہی نہیں رکھنا۔'' وہ ذرا سی شرمندہ ہو کر بولی۔

''دیٹس آ گڈ گرل۔'' یشعرہ نے مسکرا کر کہا۔

''اور جن چیزوں اور واقعات سے ناخوشگوار یادیں یا باتیں جڑی ہوں ان کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہوتا ہے' میں تمہیں لا کر دوں گی جیولری باکس۔''

''او تھینکس میری پیاری سی یشعرہ۔'' شجر نے باقاعدہ اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

''اور ایک اور بات بے تکلفی اور مذاق ایک طرف لیکن مجھے تمہارا موحد سے یہ تو تڑاک کر کے بولنا پسند نہیں..... اگلے ہفتے شادی کی تاریخ رکھی جانی ہے' انہی دنوں میں آپ کی عادت بنا و بعد میں اماں تمہیں ڈانٹ کر سمجھائیں اس سے پہلے ہی ان کو موقع مت دو کسی ایسی بات کا جو ان کو ناگوار گزرے اور شاباش دوستی کرو میرے بھائی سے دیکھو تمہاری ناراضی سے کیسے چہرہ اتر گیا ہے اس کا۔'' شجر نے ایک نظر موحد کے خفا خفا چہرے پر ڈالی اور مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا۔

''مجھے وہ طریقہ بتا دیں جس سے اس کی مولوی عقل میں آپ آسانی سے ہر بات ڈال دیتی ہیں' میں تو چار دن سے کوشش کر رہا ہوں منانے کی محترمہ اکڑی ہی جا رہی تھیں۔'' موحد نے اس کا ہاتھ تھام کر بہن سے کہا۔

''ہونہہ..... لڑائی والی باتیں مت کرو' محبت اور نرمی سے ہر مخلوق کو رام کیا جا سکتا ہے اور یہ تو ہماری بلبل ہے۔'' یشعرہ نے پیار سے شجر کی سرخ ناک دبائی۔ وہ مسکرا دی جبکہ موحد نے بھی سر ہلا دیا تھا۔

''اور میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں شادی کروں گا تو صرف اور صرف مریم سے' رونہ نہیں کروں گا۔'' ابتہاج ملک اپنی ماں کو حیران چھوڑ کر جا چکے تھے جو کہ مریم اور شائستہ کی سگی پھوپو تھیں۔ دل سے شائستہ کو پسند کرتی تھیں اور بہو بنانے کی خواہاں تھیں کہ کم و بیش اپنی ماں جیسی عادات و فطرت رکھتی ہیں' کچھ ماحول بھی ایسا ہی ملا تھا سسرال کا کہ شائستہ ان کو اس سانچے میں ڈھلی ہوئی لگتی جو انہوں نے اپنی بہو کے لیے سوچ رکھا تھا۔ دبے دبے لفظوں میں شائستہ کی شرم و حیا اور ڈھکے چھپے انداز پر ناگواری کا اظہار کرتا بیٹا اب کھل کر میدان میں آ گیا تھا جب سے ماموں زاد مریم کو پسند کے مطابق پایا تھا۔ یونیورسٹی کا طالب علم ابتہاج ملک تو باقاعدہ ماں کے ساتھ بحث پر اتر آیا تھا کہ چھوٹے بچوں کے قبل از وقت آپس میں رشتے جوڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے' کیا پتا دوسرا اس کے معیار اور پسند پر اتر سکے یا نہ اتر سکے..... بس ماں باپ کی بات رکھنے کو عمر بھر ناپسندیدگی کا بوجھ ڈھوتا رہے۔ اس کے نزدیک تو یہ بات ہی غلط تھی کہ اگر وہ ماموں کی بیٹی کو ٹھکرانے اور دوسری کو اپنانے کی بات کر رہا تھا جبکہ پھوپو کی تو راتوں کی نیندیں اڑ گئی تھیں۔ کیسے وہ یہ بات اپنے منہ سے نکال سکتی تھیں کہ وہ مدفون ہی ان کے بھائی کی اولاد تھیں اور شائستہ کی اپنے بیٹے سے دلی وابستگی سے بھی واقف تھیں۔ دبے دبے لفظوں میں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اپنے شریک حیات سے ذکر کیا تو وہ پورے کے پورے اپنے بیٹے کے ہم نوا بن گئے تھے کہ ان کو بھی اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آرہی تھی کہنے کو تو دونوں ہی بھتیجیاں ہیں۔

''مجھے تو اس کی خواہش سے کوئی مسئلہ نہیں ہے ابتہاج کی ماں۔ آپ خود سوچیں کہ جس نے زندگی گزارنی ہے اگر زندگی کا ساتھی ہی اس کی پسند کا نہیں ہے تو فائدہ' آپ صاف صاف جا کر اپنی بھابی کو یہ بات بتا دیجئے اور مریم کا رشتہ طلب کر لیجئے۔'' انہوں نے کمال اطمینان سے کہا۔ سعیدہ پھوپو دکھ سے اپنے نصف بہتر کو دیکھ کر رہ گئیں۔

''آپ کے نزدیک اتنی ہی آسان بات ہے یہ..... شائستہ پر کیا گزرے گی آپ نے سوچا ہے اور پہلے تو میں ایسی کوئی حماقت نہیں کرنے والی آپ کے بیٹے کی بے وقوفی میں اس کا ساتھ دے کر' بالفرض ایسا ہو بھی گیا تو کیا قیامت نہ ٹوٹے گی میرے بھائی کے گھر پر..... میں تو آپ کے پاس یہ فریاد لے کر آئی ہوں کہ خدارا اپنے بیٹے کو سمجھائیں کہ چھوڑ دے یہ فضول کی ضد اور اس بات کو یہیں دل ہی میں دفن کر لے مرد ذات تو ویسے بھی ڈال ڈال پھرنے والے بھنورے کی طرح ہوتا ہے۔ کسی کی ہنسی پسند آ گئی تو کسی کا رکھ رکھاؤ اب سب سے شادی تو نہیں ہو سکتی ناں؟ اس عمر میں ہرنی اور انوکھی چیز لبھاتی ہی ہے۔ فوراً اس کی شادی کر دیتے ہیں۔ دیکھئے گا کتنی جلدی یہ سب بھول بھال جائے گا اور آنے والے دنوں میں بیٹھ کر اپنی بے وقوفیوں پر ہنسے گا مجھے پتا ہے وہ آپ کی کتنی سنتا ہے' آپ بات کریں گے ناں اس سے..... سمجھائیں گے ناں؟'' وہ التجائیہ انداز میں بولیں۔

''دیکھو سعیدہ..... یہ کسی کپڑے کی یا کتاب کی بات نہیں ہو رہی۔ زندگی بھر کے ساتھ کا سوال ہے' آپ کہتی ہیں تو میں اس سے بات کر لوں گا لیکن مجھے نہیں لگتا کہ وہ آپ کی بات پر راضی ہوگا۔ اسے شروع سے ہی اس رشتہ پر اور آپ کی بھتیجی کے انداز و عادات پر اعتراض تھا۔ میں کہتا رہا آپ سے کہ پھر سوچ لیں مگر نہیں آپ کی ایک ہی ضد تھی کہ نہیں میری بھتیجی اتنی خوب صورت ہے کہ وہ اس کو نظر انداز کر ہی نہیں سکتا اور اتنی خوب صورت اور سمجھ بوجھ رکھتی ہے کہ اسے اپنا بنا لے گا دیکھ لیں اب..... میں صاف صاف کہہ رہا ہوں کہ ہمارا وقت اور تھا بچے ماں باپ کی مرضی کے مطابق ان دیکھے' ان چاہے رشتوں میں بندھ بھی جاتے تھے' رشتے نبھ بھی جاتے تھے میں اپنے بیٹے کے ساتھ کسی قسم کی زور زبردستی نہیں کروں گا یہ بات آپ اپنے ذہن میں بٹھا لیں۔'' انہوں نے صاف صاف جواب دے دیا تھا۔ سعیدہ پریشانی میں گھر گئی تھیں اور ایک بار پھر ابتہاج ملک سے بات کرنے کی ٹھانی مگر ہر قسم کا سمجھانا' قسمیں' منت و ترلے سب بیکار گیا تھا۔ اس لڑکی کی ایک دو ملاقاتوں کا سحر ابتہاج ملک پر اتنا حاوی تھا کہ ایک عرصہ سے جڑے بندھن کو وہ لمحوں میں توڑنے کے لیے تیار تھے۔ آخری قسم سعیدہ بیگم نے اپنا مرا منہ نہ دیکھنے کی دی تھی' ابتہاج ملک بغیر کچھ کہے چپ چاپ بیگ اٹھا کر واپس ہاسٹل چل دیئے تھے۔

(باقی ان شاء اللہ آئندہ ماہ)

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

حصار

فرحی نعیم

آؤ آواز اٹھاتے ہوئے مارے جائیں
رقص کرتے ہوئے، گاتے ہوئے مارے جائیں
ہم جو لب بستہ رہے قتل تو پھر بھی ہونے لگے
نام قاتل کا بتاتے ہوئے مارے جائیں

"شکر ہے اللہ کا کہ بچت ہوگئی ورنہ تو بہت برا حادثہ ہوتا۔" اریبہ نے پہلے تو بیگ کندھے سے اتار کر گھاس پر تقریباً پھینکا پھر خود بھی سانسیں درست کرتی ہوئی ان تینوں کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا؟" وردہ نے لاپروائی سے پوچھا۔

"ارے نہ پوچھو اور یہ جب سے ہمارا نیا ڈرائیور آیا ہے بہت ہی خراب ڈرائیونگ کرتا ہے۔ ابھی آتے ہوئے ایک بس سے ٹکراتے ہوئے بال بال بچے ہیں۔" اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس منظر کو یاد کرتے ہوئے گہری سانس لی۔ "بس امی کی دعاؤں نے اس وقت ہمیں اپنے حصار میں رکھا ورنہ تو نہ جانے کیا ہوجاتا۔" اریبہ نے جھرجھری لی۔

"ہوں..... بالکل ٹھیک اللہ نے شکر ہے تمہیں محفوظ رکھا۔" صبا نے بھی سر ہلایا۔ باقی دونوں کے چہرے بھی فکر مند سے ہوگئے تھے۔

"اُف تم لوگ یہاں بیٹھی ہوں، میں خوامخواہ لائبریری سے ہوتی ہوئی آئی ہوں اتنا لمبا چکر ہوگیا میرا۔" یہ ان کے گروپ کی پانچویں لڑکی عفرا تھی۔

"تمہارا کام ہوگیا؟" وردہ نے پوچھا۔

"ہوگیا..... اور کیوں نہ ہوتا؟ دادی جان نے اتنی دعائیں کی تھیں اور ایک ہفتے سے تو وہ باقاعدہ کوئی وظیفہ بھی پڑھ رہی تھیں میرے کاغذات کے لیے۔ میری سوئیٹ دادی اور بڑی محبت کرتی ہیں وہ ہم تینوں بہن بھائی سے، یہ ان کی ہی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ میری فائل جوان آفس والوں نے گم کردی تھی وہ مل گئی۔" عفرا خوشی خوشی بتا رہی تھی۔ اس کے کچھ کاغذات جو کالج والوں کو نہیں مل رہے تھے اور انہوں نے اسے کہا تھا کہ نئے بنوائے اور نئے بنوانے کے لیے پھر سے بڑی بھاگ دوڑ کرنا پڑی اور پچھلے ایک ہفتے سے عفرا بہت پریشان تھی اور والد آج کل اپنے کام کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے۔ والدہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ وہ، بہن بھائی دادی کے ساتھ رہتے تھے اور بقول عفرا کہ وہ تینوں بہن بھائی اور دادی کی دعاؤں کے حصار میں ہر وقت رہتے ہیں تو ان کی مشکلیں کیوں نہ آسان ہوں گی۔ عفرا اگرچہ پریشان تھی تو اسے دادی نے یہ یقین بھی دلایا تھا کہ اللہ نے چاہا تو اس کی فائل جلد مل جائے گی اور آج یہی ہوا تھا۔ وہ پانچوں کالج کے لان میں بیٹھی تھیں۔ مس لبنیٰ آج آئی نہیں تھیں لہٰذا اس وقت فری پیریڈ تھا۔

"ارے یہ تم کیوں چپ چاپ بیٹھی ہو؟" صبا نے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اقصیٰ کو ٹہوکا دیا جو خاموش بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی۔

"ہوں..... ہاں....." اقصیٰ واقعی صبا کے ٹہوکا دینے سے چونکی۔

"کیا ہوں ہاں؟" اریبہ نے تعجب سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اب کرے گی یہ کوئی فلسفیانہ بات۔" وردہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں یہ سوچ رہی تھی کہ جس طرح دعائیں ہمارا پیچھا کرتی ہیں، ہمیں اپنے حصار میں لیے رکھتی ہیں اور اسی طرح..... اسی طرح وہ بھی ہمارا تعاقب کرتی ہیں۔" اقصیٰ کچھ پراسرار انداز میں دھیمے آواز میں بولی۔

"وہ..... وہ کون؟" چاروں ہی کچھ حیران اور پریشان سی اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔

"وہ....." اقصیٰ نے سرسراتی آواز میں کہا' وہ سن کر چند لمحوں کے لیے وہ چاروں ہی سکتے میں آ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

"امی..... امی۔" راحیلہ کی آواز میں غصہ اور اکتاہٹ تھا۔ "امی پلیز یہ روٹیاں آپ مجھ سے نہ پکوایا کریں۔ مجھ سے نہیں پکتیں۔" وہ ماں کے برابر تخت پر دھم سے بیٹھتے ہوئے بولی۔ وہ اس وقت بھنڈیاں کاٹ رہی تھیں۔

"روٹیاں تم سے نہیں پکتیں' ہنڈیا تم سے نہیں پکتی پھر آخر تم سے ہوتا کیا ہے؟ سسرال میں یہ نخرے نہیں چلیں گے۔ سسرال والوں کو بہو سے نہیں بہو کے کام سے پیار ہوتا ہے۔" امی چڑ کر بولیں۔

"اف..... ایک تو آپ ہمیشہ مجھے سسرال کا ڈراوا دیتی رہتی ہیں۔ سسرال نہ ہوا جیل خانہ ہوگیا۔" راحیلہ کی اکتاہٹ میں مزید اضافہ ہوا۔

"اے لڑکی اٹھو اور کچن میں جا کر اپنے حصہ کا کام پورا کرو' بہت ہوگئی تمہارے ساتھ نرمی اور غضب خدا کا دو مہینے رہ گئے شادی میں اور انہیں ہنڈیا روٹی ہی پکانی اب تک نہ آئی۔" امی نے بھی لحاظ نہ کیا۔

"ایک ہنڈیا اور روٹی ہی تو مجھے مشکل لگتی ہے باقی تو سب کچھ بہت اچھی طرح کر لیتی ہوں' سلائی اور کڑھائی مجھے آتی ہے اور بیوٹیشن کا کورس میں نے کیا ہوا ہے اور

Wajee Azeem
Pakistanipoint.com

پینٹنگ میں تو میں ماہر اور بیکنگ' فلاور میکنگ اور....."

"بیٹا یہ سب کام جو تم نے گنوائے ہیں یہ بھی ضروری ہیں لیکن اگر تم نرم روٹی نہ پکا سکو اور ذائقہ دار پکوان پکانے میں مات کھا جاؤ تو یہ سارے ہنر ہیچ ہی رہیں گے۔" امی نے اب اپنے لہجے میں نرمی پیدا کی اور بیٹی کی بات کاٹ کر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"اوہو..... آپ تو بس میرے پیچھے ہی پڑی رہتی ہیں' مجھے کھانے پکانے سے کوئی دلچسپی نہیں اور پھر جب سر پر پڑے گی تو سب سیکھ لوں گی' ویسے بھی گزارے لائق تو پکا ہی لیتی ہوں۔" راحیلہ نے سر جھٹکا اور جھلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی اور امی پیچھے اس کی پشت کو تاسف سے دیکھتی رہ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

امی جتنا راحیلہ کو کھانے پکانے میں طاق کرنا چاہ رہی تھیں راحیلہ ان کاموں سے اتنا ہی بھاگ رہی تھی۔ امی چاہتی تھیں راحیلہ کو شادی کے بعد کسی بھی مشکل کا سامنا نہ کرنے پڑے کیونکہ انہیں اپنی ایک بھابی سے علم ہوا تھا کہ راحیلہ کے سسرال والے کھانے کے معاملے میں بہت نفاست پسند اور شوقین ہیں اور وہ راحیلہ کو بھی ایسا ہی ماہر بنا دینا چاہتی تھیں لیکن وہ قابو ہی نہیں آ رہی تھی۔

شادی کے دن جیسے جیسے قریب آ رہے تھے۔ مصروفیات بے حد بڑھتی جا رہی تھیں۔ درزی' بازار' جیولر' فرنیچر' پردے' قالین اور اسی قسم کے دوسری چیزیں سب گھر والے جہیز کی خریداری میں گھن چکر بنے ہوئے تھے۔ نہ کام ختم ہو رہے تھے اور نہ ہی خریدار یا وراس بھاگ دوڑ میں راحیلہ کے لیے کھانا پکانے میں مہارت حاصل کرنا' وقت کی کمی کی وجہ سے مشکل ہو گیا تھا اور پھر بڑی بہنیں بھی ماں سے کہتیں۔

"امی..... آپ اب بھی راحیلہ کو کچن میں گھسائے رکھتی ہیں۔ اب تو آرام کرنے دیں پھر تو کام ہی کام' ذمہ داری ہی ذمہ داری ہے۔ اس کا رنگ روپ بھی خراب ہو جائے گا۔" اور امی کیا کہتیں خاموش ہو جاتیں' میکہ کے یہ چند دن اب آرام کے ہی تو تھے۔ ویسے بھی راحیلہ ان کی چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھی لیکن ان کی ایک ہی خواہش تھی کہ بیٹی کھانے پکانے میں ماہر ہو جائے۔ سسرال میں اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور یہ بھی نہ سننا پڑے کہ ماں نے کچھ سکھا کر نہیں بھیجا لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور راحیلہ بیاہ کہ سسرال سدھار گئی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"امی پلیز مجھے نہاری پکانے کی ترکیب تو جلدی سے بتائیں۔" ابھی صبح کے دس ہی بجے تھے کہ امی کے پاس راحیلہ کا فون آ گیا۔

"ہائیں.....!" امی ایک دم ہی ہڑبڑائیں۔ راحیلہ کی شادی کو پندرہ دن سے اوپر ہو گئے تھے۔

"نہاری کی ترکیب پوچھ رہی ہوں امی اور کل میری ساس نے کہا تھا کہ اب ایک دن تم کھانا پکاؤ گی اور ایک دن نرگس (جٹھانی)۔ میں نے بھابی سے کہا کہ نہاری مصالحہ کا پیکٹ منگوا لیتی ہوں تو ہنس کر کہنے لگیں ہمارے ہاں پیکٹ کے مصالحوں سے کھانے نہیں پکتے' ساس اور سسر کوئی پسند نہیں کرتا کہ نہ جانے کیسے کیسے مصالحے انہوں نے اس میں ڈالے ہوتے ہیں' گھر کے مصالحوں سے سارے کھانے پکتے ہیں۔ اب کیا کروں پلیز اور جلدی بتائیں ناں؟" راحیلہ جلدی جلدی ماں سے کہہ رہی تھی۔ لہجے میں پریشانی واضح تھی۔

"اچھا۔" امی نے کہا۔ "گوشت کتنا ہے؟"

"ایک کلو گائے کا گوشت ہے۔" راحیلہ نے کہا تو امی نے اسے تفصیل سے بتایا بلکہ لکھوا دیا۔

"ایک تو یہاں وائی فائی بھی نہیں ہے اور میرا بھی پیکیج نہیں ہو رہا ورنہ تو میں نیٹ سے ہی دیکھ لیتی۔" راحیلہ لکھتے ہوئے بڑبڑا بھی رہی تھی اور پھر اس نے بڑے دھیان اور دل جمعی سے نہاری پکائی تھی لیکن۔

"اے دلہن یہ تم نے نہاری کا شوربہ کتنا پتلا رکھا ہے کیا آٹا نہیں ملایا۔ بھلا ایسی ہوتی ہے نہاری' نہ رنگ نہ روپ اور کبھی کھائی نہیں کیا؟" ساس نے دو تین نوالوں کے بعد

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور بڑا سخت تبصرہ بھی کر دیا تھا۔ سسر کا بھی موڈ صحیح نہیں لگ رہا تھا لیکن وہ سنجیدگی سے کھانا کھا رہے تھے۔ جٹھانی کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"لگتا ہے بھابی کو کھانا پکانا نہیں آتا۔" چھوٹی نند نے کہا۔

"اصل میں ہمارے ہاں تو پیکٹ کا مصالحہ ہی ہمیشہ استعمال ہوتا تھا۔" راحیلہ گڑبڑا کر بولی۔

"اب یہ تم 'ہمارے ہاں' تمہارے ہاں کو بھول جاؤ اور اس گھر کے طور طریقے سیکھو۔" ساس نے ناگواری سے کہا۔ "رات میں شاکر اور منور بھی ہوں گے ان کے سامنے یہ رکھا جائے گا بھلا۔" انہوں نے دونوں بیٹوں کے نام لیے۔ "نرگس اس کو کھانے کے قابل بناؤ۔" انہوں نے نہاری کی طرف اشارہ کیا۔ "اور رات کے لیے چاول پکا لینا۔" انہوں نے بڑی بہو سے کہا تو اس نے جلدی سے سر ہلا دیا اور راحیلہ پر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔

اور پھر یہ روز کا معمول بن گیا تھا۔ راحیلہ کتنی ہی محنت سے پکاتی لیکن کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو ہی جاتی۔ گھر والوں کو اس کا کھانا بہ مشکل ہی پسند آتا اور پھر اسے مختلف باتیں سننا پڑتیں۔ شاکر (اس کے شوہر) بھی اس سے ناراض رہتے کہ اسے اب تک ڈھنگ کا کھانا پکانا بھی نہ آیا اور پھر بات یہیں تک ہی نہ رہی سسرال والوں کو اس کے ہر کام اور ہر فعل میں سو سو عیب نظر آنے لگے تھے۔

"تم کچن کو صاف نہیں رکھتیں اور چولہے اور کیبنٹ کتنے گندے ہو رہے ہیں۔ مہمان آتے ہیں تو تمہارا حلیہ بھی ڈھنگ کا نہیں ہوتا۔ ماسیوں سے فالتو بات نہیں کیا کرو۔ ایک حد میں ان کو رکھتے ہیں۔ ہر وقت میکہ جانے کی پڑی رہتی ہے۔"

شادی کو ڈھائی سال ہو گئے تھے اور اس کی بیٹی ڈیڑھ سال کی ہو گئی تھی..... یہ ڈھائی سال اس نے بڑے صبر و ضبط سے گزارے تھے لیکن اب تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس کے صبر کا پیمانہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ شاکر کی طرف سے بھی اسے کوئی حمایت حاصل نہیں تھی ان کے منہ میں بھی ان کے گھر والوں کی ہی زبان تھی۔ یہ اور اس جیسے درجنوں اعتراضات تھے جو اس کی ذات پر مسلسل ہوتے رہتے تھے۔ اس دن وہ میکہ آئی ہوئی تھی اور ماں کے کندھے پر سر رکھے آنسو بہا رہی تھی۔

"امی میں کچھ بھی کر لوں لیکن ان لوگوں کو تو میرے ہر کام میں میری ذات میں نقائص ہی نظر آتے ہیں۔" وہ سسکتے ہوئے بولی۔ "آپ ٹھیک کہتی تھیں کہ سسرال میں بہو کی نہیں اس کے کام کی اہمیت ہوتی ہے۔"

"میری بیٹی صبر..... صبر سے سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ۔" امی نے حوصلہ دیا۔

"صبر ہی تو کر رہی ہوں پچھلے ڈھائی سالوں سے..... آخر کب تک؟"

"جب تک حالات موافق نہ ہو جائیں۔" امی نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

لیکن وہاں تو ایسا لگتا تھا کہ حالات موافق ہونے کے بجائے مخالفت کی ہواؤں میں ہی تیزی آتی جا رہی ہے اور پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ ان تند و تیز ہواؤں نے راحیلہ کی گھریلو زندگی کے نازک اور لرزتے پودے کو جڑ سے ہی اکھاڑ دیا۔

"شادی کو تین سال ہو گئے لیکن تمہیں تو آج تک اس گھر میں رہنے کا سلیقہ ہی نہ آیا۔" آج بڑی نند عزا اپنے بچوں سمیت میکے کو رونق بخشنے آئی ہوئی تھیں لیکن حسب معمول انہیں راحیلہ کی ذات میں کیڑے ہی کیڑے نظر آ رہے تھے۔

"کیا ہوا آپا؟ آخر میں نے کیا کہا ہے؟" راحیلہ نند کے کٹیلے لہجے میں بولنے پر تلخ ہوئی۔

"کہتی ہے کیا کہا ہے؟ اے بی بی اور کھانا تم ڈھنگ کا نہ پکا سکو اور امی کو دوا وقت پر نہ دو اور گھر الگ اوندھا رہتا ہے۔ ایک بچی تم سے نہ سنبھلے اور ہر بات میں بے ڈھنگا پن۔" اب وہ باقاعدہ چیخ رہی تھیں۔

"ارے..... ارے کیا ہوا؟" ساس اور جٹھانی بھی کمرے سے نکل آئی تھیں۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

"آپ کی چھوٹی بہو مجھ سے زبان چلا رہی ہے۔"

"آپا میں نے..... کب؟" راحیلہ ہک دک رہ گئی۔

"میں نے تو کچھ نہیں کہا..... بلکہ..... آپ ہی....."

"دیکھ رہی ہیں امی آپ اب میں کیا اپنے والدین کے گھر بھی نہیں آسکتی اور لعنت ہو مجھ پر جو میں ماں اور باپ' بھائی کی محبت میں....." اتنا کہہ کر وہ سسکنے لگی تو ساس نے ایک زہر آلود نظر راحیلہ پر ڈالی۔

"تمہاری یہ جرأت تم ہوتی کون ہو ہمارے ہی گھر میں' ہمارے ہی منہ کو آتی ہو' شاکر کو فون ملاؤ اسی وقت' آخر اسے بھی تو پتا چلے کہ اس کی بیوی کیا کر رہی ہے۔ اس کی ماں بہنوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔" ساس کیا کیا کہہ رہی تھیں' راحیلہ کو اپنی سماعت پر یقین نہ آ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اس پر لفظوں کے کوڑے برسا رہا ہو اور پھر نہ جانے کس نے اسی وقت نمک مرچ لگا کر شاکر کو بھی فون کر دیا تھا۔ شاکر تو پہلے ہی ماں بہنوں اور راحیلہ کے آپس کے گھریلو جھگڑوں سے تنگ تھے۔ وہ تن فن کرتے گھر آئے۔ راحیلہ کو تو بولنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ آپا نے ہی بھائی کے سامنے جھوٹا مقدمہ رکھا۔ گواہی دینے والے بہت تھے اور پھر شاکر نے اس مقدمہ کا فیصلہ دینے میں دیر نہ لگائی تھی۔

"آج میں یہ قصہ ہی ختم کرتا ہوں۔ میں تمہیں بقائمی ہوش حواس طلاق....." اور شاکر نے اس کے کانوں میں بم پھاڑ دیا تھا۔ وہ تو کھلی آنکھوں اور منہ کے ساتھ دیکھتی رہ گئی۔ ایک لفظ بھی تو منہ سے اپنی صفائی میں نہ بول سکی۔ راحیلہ آنکھیں پھاڑے شاکر کو دیکھ رہی تھی۔ آپا نے فاتحانہ نظروں سے راحیلہ کو دیکھا تو ساس بھی نفرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ باقی رہیں جٹھانی اور چھوٹی نند تو ان دونوں نے لاتعلقی سے کندھے اچکائے اور واپس اپنے کمروں کا رخ کیا۔ کھیل ایک لمحے میں ختم ہو گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"امی میرا کوئی قصور نہ تھا۔ آپا نے تو شروع دن سے ہی میرا وہاں رہنا دوبھر کیا ہوا تھا۔" راحیلہ ہچکیوں کے درمیان ماں کو اپنی بپتا سنا رہی تھی۔ اردگرد بڑی بہنیں بھی اداس بیٹھی ہوئی تھیں۔

"یہ لوگ چاہتے ہی نہ تھے کہ میں وہاں رہوں اور اپنے بھائی کو بھڑکانے....."

"بس میری بچی بس..... میں جانتی ہوں تم بے قصور ہو۔" امی نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"نہیں امی' ان لوگوں کو تو میرے وجود سے ہی نہ جانے کیسی چڑ تھی' میری بچی الگ پریشان رہتی تھی۔"

"راحیلہ..... اللہ ہے ناں انصاف کرنے والا..... اس پر چھوڑ دو۔" بڑی بہن بولی۔

"ہاں اور انصاف..... انصاف تو ہوگا..... جیسے مجھے نکالا ہے ناں اور ایسے ہی..... ایسے ہی ان کی بیٹی بھی اجڑے گی۔" وہ تلخی سے بولی۔ "اسے بھی طلاق ہوگی اور اس کا گھر بھی برباد ہوگا اور جیسے میرا کیا انہوں نے۔"

"یہ کیا بول رہی ہو راحیلہ..... خاموش ہو جاؤ۔" منجھلی بہن گھبرا کر بولی۔

"میں کیوں خاموش ہو جاؤں۔" راحیلہ نے غصہ سے بہن کو دیکھا۔ "میرا قصور ہی کیا تھا۔ جو انہوں نے مجھے اجاڑا؟ بس انصاف تو یہی ہے ناں' دیکھنا..... دیکھنا آپ سب وہ بھی برباد ہوگی' میری بددعا لگے گی اس کو دیکھ لینا۔" اتنا کہہ کر وہ پھر سسکیاں بھرنے لگی' بڑی بہن نے راحیلہ کو دیکھا اور آہستہ آہستہ اس کی کمر سہلانے لگیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

"کیا کہا ڈاکٹر نے..... رپورٹ ٹھیک تھی ناں؟" فیضان اور بشریٰ نے اندر قدم ہی رکھا تھا کہ جیسے گھر والے ان کے منتظر ہی تھے۔ ساس نے سب سے پہلے بیٹا بہو کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔ فیضان نے ایک نظر بیوی کو دیکھا۔ بشریٰ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور فیضان گڑبڑایا۔

"فیضان۔" امی نے بیٹے پر نظر جما کر اس کو پکارا۔

"جی..... جی..... امی..... بتاتا ہوں اور تم اندر جاؤ بشریٰ۔"

"بشریٰ کو کیوں اندر بھیج رہے ہو' جو کہنا ہے اس کے

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

سامنے کہو اور یہ کوئی بچی تو ہے نہیں۔" یہ فیضان کی پھوپی تھیں جو اس گھر کے دوسرے پورشن میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ رہتی تھیں۔

"آں..... ہاں اور اچھا بیٹھنے تو دیں اور پانی۔"

"یہ تم بات کو ادھر ادھر کیوں گھما رہے ہو صاف بتاؤ۔" یہ فیضان کی بہن تھیں۔

"ارے یہ کیا بتائے گا' میں بتاتی ہوں' رپورٹ میں صاف صاف لکھا ہوگا یہ عورت بانجھ ہے' نہیں وارث دے سکتی یہ ہمارے خاندان کو یہ تو....."

"پھوپو پلیز۔" فیضان نے بے بسی سے کہا۔ "ایسا کچھ نہیں ہے..... بس ابھی اللہ کی مرضی....."

"ہاں ہاں..... اب تم یہی تو کہو گے' بیوی کے حمایتی۔" انہوں نے خشمگیں نظروں سے دونوں میاں بیوی کو گھورا اور بشریٰ سر جھکائے آنکھیں جھپک جھپک کر اپنے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ارے بھابی میں کہتی ہوں نکال باہر کریں اس بے ثمر درخت کو..... آخر کتنا انتظار کریں گی؟ دو سال تو ہو گئے۔ اولاد ہونی ہوتی تو اس عرصے میں ہو گئی ہوتی یا کم از کم امید تو بندھ ہی جاتی لیکن یہاں تو....." انہوں نے تمسخر سے کہا اور غصہ سے بل کھاتی اپنی بھاوج کو دیکھا۔ سارے تیر ٹھیک ٹھیک نشانے پر جا کر لگے تھے۔

"پھوپو ٹھیک کہہ رہی ہیں امی اور ہمارا ایک ہی ایک بھائی اور اکلوتا بیٹا' بے حد لاڈلا۔"

"افوہ اسٹاپ اٹ یار..... یہ آپ لوگ کیا الٹا سیدھا بول رہے ہیں۔" فیضان نے ہاتھ اٹھا کر دونوں خواتین کو خاموش کرایا جن میں سے ایک اس کی پھوپی تھیں تو دوسری بڑی بہن۔

"خاموش یہ نہیں تم رہو۔" امی نے بیٹی اور نند کی حمایت میں کہا اور سخت نظروں سے فیضان کو دیکھا۔

"بہت ہو گیا انتظار اور پوتا کھلانے کی آس میں' میں تو شاید قبر ہی میں پہنچ جاؤں گی لیکن جانے سے پہلے اپنے خاندان کو لاوارث نہیں رہنے دوں گی۔ مجھے اب کوئی قدم اٹھانا ہی ہوگا۔ بشریٰ....." انہوں نے یک دم بہو کو مخاطب کیا۔ اس نے تیزی سے سوجی آنکھوں والا چہرہ اٹھایا۔

"جاؤ۔" انہوں نے صرف منہ سے نہیں بولا بلکہ ہاتھ سے بھی اس کے کمرے کی طرف اشارہ کیا اور وہ ربورٹ کی طرح ایک دم کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"رپورٹ میں کیا لکھا ہے؟" انہوں نے تیز آواز میں ایک بار پھر پوچھا۔ بشریٰ جا چکی تھی۔

"امی دیکھیں' ابھی شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے۔ صرف دو....."

"فیضان۔ مجھ سے صاف اور سیدھی بات کرو اور اتنی ہی بات کرو جتنا میں نے پوچھا ہے' تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں اور یہ لڑکی ہمیں اولاد دے سکتی ہے یا نہیں؟" انہوں نے کڑے تیوروں سے پوچھا اور جواب میں فیضان نے نظریں چراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔

"لیکن میں اللہ کی ذات سے مایوس نہیں' وہ چاہے تو معجزے....."

"معجزے اب نہیں ہوتے۔" فیضان کی بڑی بہن نے تیز لہجے میں کہتے بھائی کی بات کاٹی۔

"ان ساری باتوں کا مقصد کیا ہے آخر..... آپ لوگ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟" وہ الجھا۔

"دیکھو فیضان۔" امی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تحمل سے کہنا شروع کیا۔ "بیٹا تم میرے بلکہ ہمارے خاندان کے اکلوتے وارث ہو۔ تمہارے تایا کے ہاں بھی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اور تم بھی اکلوتے ہو اور اپنے دادا کا نام چلانے والے تنہا پوتے اور اب اگر تم بھی لاوارث رہے تو بیٹا ہمارے خاندان کو تو بیس سال بعد کوئی جانے گا بھی۔" انہوں نے چند لمحے توقف کیا۔ "بیٹا میں..... میرا مطلب ہے ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ تم دوسری شادی کر لو۔"

"امی....." فیضان نے چونک کر انہیں دیکھا۔ "آپ جانتی ہیں آپ کیا کہہ رہی ہیں۔"

"ہاں میرے بھائی ہم جانتے ہیں۔" اب کے بولنے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

والی اس کی بہن تھیں۔ ''دیکھو فیضی بشریٰ ایک اچھی لڑکی ہے اور سلیقہ مند اور پڑھی لکھی لیکن تم خود دیکھو..... جب وہ ہمیں اس گھر کو حقیقی خوشی ہی نہ دے سکے تو ایسی عورت کا کیا فائدہ؟'' انہوں نے ماں کی بات آگے بڑھائی۔

''اور پھر دنیا میں بشریٰ سے اچھی بہت سی لڑکیاں ہیں ہم تمہاری شادی بشریٰ سے بھی خوب صورت اور کم عمر لڑکی سے کردیں گے۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تمہارے بچے ہوں؟ گھر میں ان کی ہنسی گونجے اور ان کی شرارتیں اور میٹھی میٹھی باتیں۔'' پھوپو بھی اسے مستقبل کے خواب دکھا رہی تھیں۔

''پلیز..... پلیز آپ لوگ ایسی باتیں نہ کریں اور میری زندگی میں بشریٰ کی بڑی اہمیت ہے اگر وہ ماں نہیں بن سکتی تو اس میں اس کا کیا قصور؟'' فیضان ان باتوں سے بری طرح الجھ رہا تھا۔ ''برائے مہربانی آئندہ ایسی بات نہ کیجئے گا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

اس نے اپنے کمرے میں قدم رکھا تو بشریٰ کو تکیے میں سر دیئے سسکیاں لیتے دیکھا۔ آہٹ سن کر بشریٰ نے سر اٹھایا دونوں کی نظریں چار ہوئیں اور پھر فیضان خفت سے نظریں پھیر گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

اور پھر نہ صرف ماں اور بہنیں بلکہ پھوپو نے بھی رات دن اس پر دوسری شادی کا دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔ صبح شام اس کی برین واشنگ ہوتی۔ گھر میں بچوں کا نہ ہونا اور گھر کو ویرانہ قرار دیا جاتا اور پھر فیضان آخر کب تک ان خواتین کا مقابلہ کرتا۔ بندہ بشر تھا۔ اولاد کی خواہش کی جوت اس کے دل میں بھی تھی لیکن وہ اس کو دبائے ہوئے تھا لیکن ان سب نے اس کے دل میں دبی خواہش کو کچھ اس طرح ابھارا کہ وہ آخر کار دوسری شادی کے لیے مجبور ہو ہی گیا۔

''لیکن میں بشریٰ کو نہیں چھوڑوں گا۔'' فیضان نے ہتھیار ڈالتے ہوئے اپنی شرط بھی سامنے رکھ دی تھی۔

''لو بھلا ایک نیام میں بھی کبھی دو تلواریں رکھی گئی ہیں۔'' پھوپو نے فوراً کہا۔

''تم بشریٰ سے بات کرلو اور اگر وہ اسی گھر میں رہنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔'' بڑی باجی نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔

''کیوں نہیں رہے گی وہ یہاں؟ اسے کیا پریشانی ہوگی، میں اس کے پورے حقوق ادا کروں گا اسے تنہا نہیں کروں گا اور وہ مجھ سے محبت کرتی ہے وہ کیوں جائے گی؟'' فیضان تعجب سے کہتے ہوئے دعویٰ کررہا تھا۔ لیکن حالات نے یہاں بھی اسے مات دی اور وہ سارے دعویٰ ہوا میں کہیں تحلیل ہوگئے۔

''سوری فیضان..... آپ سے محبت کا دعویٰ تو ہے لیکن میں آپ کو کسی دوسری عورت کے ساتھ وہ بھی آپ کی..... بیوی کی حیثیت سے نہیں دیکھ سکتی' میں یہاں سے چلی جاؤں گی امی کے گھر اور آپ اگر مجھ سے ملنے وہیں آجائیں گے تو آپ کی مہربانی۔'' بشریٰ کی آواز بھرائی اور آنسوؤں میں بھی روانی آگئی تھی۔

''تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی..... تم تو کہتی تھیں کہ تم میرے بغیر نہیں رہ سکتیں؟''

''یہ یہاں تو آپ کا بھی تھا۔ میں نہیں آپ مجھے چھوڑ کر دوسری عورت کو میری جگہ دینے پر تیار ہوئے ہیں۔'' اس نے اپنے آنسو پونچھے..... فیضان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''تم جانتی ہو..... میں یہ قدم کس وجہ سے اٹھا رہا ہوں۔''

''اسی لیے احتجاج نہیں کررہی۔'' اس نے دوپٹے سے چہرہ رگڑا۔ ''لیکن میں یہاں بھی نہیں رہوں گی اتنا ظرف نہیں ہے مجھ میں۔''

یہاں بھی فیضان ہار گیا۔ بشریٰ کی ایک ''نا'' تھی اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ جہاں فیضان کی بات دوسرے نکاح کے لیے چلائی گئی تھی وہاں لڑکی والوں نے بھی دو ٹوک کہہ دیا تھا جب تک فیضان پہلی بیوی کو نہیں چھوڑے گا، ہم اپنی بیٹی نہیں دیں گے۔ انہیں بہت سے وہم تھے۔ وہ بیٹی کو مکمل تحفظ دینا چاہتے تھے اور اس کے لیے انہوں

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

نے شرط عائد کردی تھی۔ اس کے گھر والوں نے آپس میں صلح مشورہ کر کے فیضان کے سامنے بھی یہ بات رکھ دی تھی۔

''ان کو بشریٰ سے کیا مسئلہ ہے؟ وہ کیوں یہ چاہتے ہیں کہ میں اسے طلاق دوں۔ ویسے بھی بشریٰ کون سا یہاں رہنے پر راضی ہے اور وہ تو اپنے میکہ ہی جارہی ہے۔'' فیضان ان کے مطالبہ سے بری طرح چڑ گیا تھا۔

''بس تو پھر یہی تم دونوں کے لیے بہتر ہے' بشریٰ یہاں رہنا نہیں چاہتی تو اسے فارغ کردو، اس طرح وہ بھی تم سے زبردستی بندھی نہیں رہے گی اور اپنی زندگی گزارنے میں آزاد ہوجائے گی اور کیا معلوم اس کے گھر والے اس کا بھی بعد میں کہیں گھر بسادیں۔''

''امی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟'' فیضان تڑپ ہی تو گیا۔

''ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچو تو تمہیں میری بات درست ہی لگے گی اور پھر نازیہ کے گھر والوں کا یہ مطالبہ اتنا انہونا بھی نہیں، بیٹی والے بیاہتے وقت مکمل تحفظ اور اطمینان چاہتے ہیں تاکہ مستقبل میں ان کی بیٹی کے ساتھ مسائل نہیں ہوں۔'' امی نے اپنا فیصلہ دے دیا اور پھر فیضان جسے ایسا لگتا تھا کہ وہ بند گلی میں کھڑا ہے' اسے اس گلی سے نکلنے کے لیے رستہ درکار تھا اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی شدید دباؤ کے نتیجے میں اس نے وہ ناپسندیدہ راستہ اختیار کرلیا تھا جس کے بعد بشریٰ اور وہ ایک بار پھر اجنبی بن گئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

اطلاعی گھنٹی کی آواز پر امی نے رضیہ کو آواز دی تو رضیہ نے دروازہ کھولا سامنے علینہ کھڑی تھی۔

''السلام علیکم علینہ باجی۔'' جواب میں علینہ نے صرف سر ہلایا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

''کون ہے رضیہ؟'' امی نے پوچھا۔

''میں ہوں اور کون ہوگا۔'' علینہ نے جواب دیا اور کمرے میں داخل ہوئی۔

naeyufaq.com
مغربی اور مشرقی ادب کی منتخب کہانیوں کا مجموعہ
ماہنامہ نئے اُفق کراچی
لفظ لفظ ہنگامے سطر سطر تجسس سے بھرپور تحریریں
ایسی کہانیاں جو اس سے قبل آپ نے نہیں پڑھی ہوں گی
مغربی ادب سے انتخاب
جرم وسزا کے موضوع پر ہر ماہ منتخب ناول
مختلف ممالک میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کے پس منظر میں
معروف ادیبہ زریں قمر کے قلم سے مکمل ناول
ہر ماہ خوب صورت تراجم دیس بدیس کی شاہکار کہانیاں
اس کے علاوہ
خوب صورت اشعار منتخب غزلوں اور اقتباسات پر مبنی
خوشبوئے سخن اور ذوق آگہی کے عنوان سے مستقل سلسلے
اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق
پرچہ نہ ملنے کی صورت میں رجوع کریں (03008264242)
Info@naeyufaq.com
(021)35620771/2
0300-8264242

Pakistanipoint.com

ارے علینہ بیٹا تم..... اس وقت؟ آؤ آؤ۔" امی نے اس کو دیکھا اور جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھیں۔ "سب خیریت تو ہے ناں؟" امی نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔ علینہ کا چہرہ کسی انہونی کی غمازی کررہا تھا اور علینہ جو بہ مشکل ضبط کیے ہوئے تھی۔ ماں کی نرم چھاؤں میں آتے ہی ضبط کھو بیٹھی۔

"ارے ارے..... بیٹا ایسے کیوں رورہی ہو؟ کچھ بتاؤ بھی۔" امی فوراً ہی اس کی طرف لپکیں۔

"کیا بتاؤں؟ بتانے کے لیے کچھ نیا نہیں ہے میرے پاس۔" علینہ سسکیوں کے درمیان بولی۔

"پھر کوئی نیا مطالبہ؟" امی کی آواز کانپی۔

"اس دفعہ مطالبہ نہیں بلکہ مطالبات ہیں۔" علینہ جو ان کے سینہ سے لگی رورہی تھی' یک دم سر اٹھا کر بولی' امی نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"تم پریشان نہ ہو..... ہوجائے گا کچھ نہ کچھ۔"

"جیسے ہمیشہ ہوتا رہا ہے' ہا....." علینہ نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"امی اس دفعہ زیب اور عاطف کی اسکول کی فیس یا عید کے کپڑوں کے لیے انہیں بیس پچیس ہزار نہیں چاہیے اور نہ ہی ڈاکٹر کو علاج کی فیس بھرنی ہے۔ اس دفعہ تو پانچ لاکھ روپے چاہیے۔ دکان میں مال ڈلوانا ہے۔ بائیک بہت تنگ کرنے لگی ہے لہٰذا لگے ہاتھوں نئی بائیک بھی دلوا دیجیے اپنے داماد کو۔ میں نے جب احتجاج کیا کہ یہ بہت بڑی رقم ہے امی بابا کے لیے بندوبست کرنا ممکن نہیں تو' تو مجھے....." بے اختیار ہی علینہ شدت غم سے ہچکیوں سے رونے لگی۔ "کہنے لگے کہ اپنی ماں کے گھر جاؤ اور جب تمہارے باپ اور بھائی روپے کا بندوبست کردیں تو آجانا ورنہ آنے کی ضرورت نہیں۔"

"ارے....." امی نے ایک دم دل تھاما۔ "غضب خدا کا کوئی اللہ کا خوف ان کے اندر ہے یا نہیں' زیب اور عاطف بچے کہاں ہیں؟"

"اسکول....."

"تو انہیں کون لائے گا..... وہ کہاں آئیں گے؟" امی کو بچوں کی پریشانی نے گھیرا۔

"پتا نہیں؟" وہ بے بسی سے بولی۔

"آئے ہائے..... وہ اتنے چھوٹے بچے' چلو میرے ساتھ انہیں اسکول سے لے آئیں۔ حد ہوگئی تمہارے میاں اور سسرال والوں کا لالچی پن ختم ہی نہیں ہوتا۔ پانچ سال سے ہم انہیں بھرے ہی جارہے ہیں لیکن ان کے پیٹ تو بھر کر ہی نہیں دے رہے۔" امی اب طیش سے کہہ رہی تھیں۔ ایک طرف بیٹی کی بے بسی ولاچاری تو دوسری طرف ان معصوموں کی فکر اور تیسری طرف پانچ لاکھ کی رقم انہیں سوچ کر ہی غصہ آرہا تھا۔ "چلو علینہ پہلے بچوں کی فکر کروانہیں لے آتے ہیں اور گھر جا کر وہ تم کوڈھونڈیں گے' تم انہیں نظر نہیں آؤ گی تو کیا حال ہوگا ان کا۔" امی کو نواسا نواسی کی فکر کھائے جارہی تھی۔

امی کی بات سن کر علینہ مزید بے چین ہوگئی لیکن اس نے کچھ سوچ کر پہلے اسکول فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ مسعود نے یہاں بھی ضرور پھرتی دکھائی ہوگی اور پھر وہی ہوا۔ اسکول سے اسے جواب ملا کہ بچوں کے والد انہیں آج کسی ایمرجنسی کا کہہ کر کچھ دیر پہلے ہی لے گئے ہیں اور علینہ نے یہ سن کر بے بسی سے فون بند کردیا تھا۔

"بچے گھر جاچکے ہیں امی اور نہ جانے مسعود انہیں یہاں چھوڑیں گے بھی یا....." وہ جیسے خود کلامی کے سے انداز میں بولی۔

"اچھا..... تم فکر نہ کرو اور ایسا کرو تھوڑا آرام کرو' اپنا ذہن نہ الجھاؤ' تمہارے بابا اور بھائی آئیں گے پھر ہم کچھ کردیں گے۔" امی نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا' علینہ بھی ذہنی طور پر اتنا تھک گئی تھی' وہ بھی خاموشی سے لیٹ گئی لیکن بند آنکھوں کے پیچھے بھی گھر' بچے اور آنے والا کل ہی اسے بے چین کررہے تھے۔

❁.....❁.....❁

"پانچ لاکھ۔" بابا نے سنا تو وہ بھی پریشان ہوگئے۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

''ایسی کیا ضرورت پڑ گئی؟'' انہوں نے فکرمندی سے بیوی کو دیکھا۔

''علینہ کہہ رہی تھی کہ دکان میں مال ڈلوانا ہے اور نئی موٹر سائیکل.....'' اتنا کہہ کر وہ بھی خاموش ہو گئیں کہ انہیں بھی اندازہ تھا کہ میاں کے نزدیک یہ اچھی خاصی رقم تھی اور اس رقم کا بندوبست کرنا ان کے لیے آسان نہیں تھا، پھر داماد کا ہر مطالبہ انہیں یوں بھی شرمندہ کر دیتا تھا کہ اس شادی میں انہوں نے میاں اور بیٹے سے زبردستی ہاں کروائی تھی کہ میاں کا کوئی خاص رجحان نہیں تھا لیکن ان کو ہی نہ جانے کیوں مسعود اور اس کا خاندان بھا گیا تھا اور میاں بیٹے کو راضی کرنے میں انہی کا زیادہ ہاتھ تھا۔ بیٹی جب جب میکہ کی دہلیز پر کوئی مطالبہ لے کر آتی۔ وہ خود کو ہی اس کی مجرم ٹھہراتیں اور اس وقت بھی میاں کے سامنے علینہ کے شوہر مسعود کا فرمائشی بیان سناتے ہوئے وہ ایک دفعہ پھر پشیمان تھیں۔

''اچھا دیکھتے ہیں۔'' انہوں نے بے چارگی سے سر جھکایا۔ ''اگر ڈیڑھ اور دو لاکھ میں کام بن جائے تو وہ میں انتظام کر سکتا ہوں لیکن اکٹھے پانچ لاکھ..... کس سے مانگوں؟ کاروباری حالات بھی اچھے نہیں۔ آج کل ہر کوئی رقم ادھار دیتے گھبراتا ہے۔'' انہوں نے پُرسوچ انداز میں کہا۔ ''اور یہ علینہ بچوں کو کیا وہیں چھوڑ آئی ہے؟'' انہوں نے تعجب سے سوال کیا جواب میں امی نے دکھے دل کے ساتھ انہیں صبح کا واقعہ سنا دیا۔

''اوہ..... یہ تو بہت برا ہوا۔'' جواب میں وہ کیا کہتی خاموش رہیں۔ اگلے دن ہی مسعود کا علینہ کے پاس فون آ گیا۔

''ہو گیا پانچ لاکھ کا انتظام؟'' اس نے بھنوئیں چڑھا کر ناراضی سے پوچھا۔ جس پر علینہ بل کھا کر رہ گئی اور دل تو چاہ رہا تھا صاف انکار کر دے لیکن بچوں اور گھر کی وجہ سے مجبور تھی۔

''مسعود..... پانچ لاکھ بہت بڑی رقم ہوتی ہے بابا کے لیے بہت مشکل.....''

''ارے آج کے دور میں پانچ لاکھ بہت معمولی رقم ہے۔ ہاں پچاس لاکھ ضرور بڑی رقم ہوتی ہے۔'' اس نے خباثت سے کہا۔

''لیکن ان کے لیے فی الحال پانچ لاکھ کا انتظام بھی مشکل ہے نہ جانے کس سے ادھار لیں گے.....'' علینہ کی آواز بھرائی۔

''میں کچھ نہیں جانتا اور پانچ لاکھ کی رقم ہاتھ میں آئے گی تو گھر آنا ورنہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔'' وہ کتنی اجنبیت سے کہہ رہا تھا علینہ کو دکھ اور تاسف نے گھیر لیا تھا۔

''مسعود بچے کہاں ہیں؟ انہیں تو یہاں چھوڑ دیں۔'' وہ منمنائی۔

''بچے اپنے گھر اور اپنے باپ کے پاس ہیں، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔''

''وہ میرے بچے بھی ہیں اور ماں ہوں میں۔''

''اگر ایسی ہی بچوں کی محبت تمہیں تڑپا رہی ہے تو میری پریشانی بھی سمجھو..... مجھے بھی رقم کی اشد ضرورت ہے اور جتنی جلدی رقم کا بندوبست ہو گا اتنی ہی جلدی تم گھر بھی آ سکتی ہو۔''

''کیا میرا گھر آنا پانچ لاکھ سے مشروط ہے..... کیا میری کوئی حیثیت نہیں؟ اگر آپ کو اتنی ہی اشد ضرورت ہے تو آپ خود کیوں نہیں.....''

''زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں میرے ساتھ اور ذلیل عورت..... تمہیں گھر رکھا ہے اسی کو غنیمت جانو ورنہ ابھی تم پر تین حرف بھیج کر گھر سے باہر کر دوں گا۔ بیٹھی رہ اپنی ماں کے گھر اور ساری اکڑ نکل جائے گی تیرے باپ بھائی کی۔'' مسعود نہ جانے اور کیا کیا مغلظات بک رہا تھا لیکن علینہ سے مزید نہ سنا گیا۔ وہ نہ صرف پیسہ کا لالچی تھا بلکہ اس کے بھائی اور ماں بھی اس کے ساتھ تھے لیکن پیسہ کے لیے وہ اتنی پستی کا مظاہرہ کرے گا، بچوں کو بھی اس سے جدا کر دے گا، یہ سب اس کی سوچ سے ایک قدم زیادہ ہی تھا۔ شادی کے ان چند سالوں میں اس نے اپنے سسرال والوں کے کریہہ چہرے بڑی اچھی طرح دیکھ لیے تھے۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

ان کے چہروں سے نقاب اترتے دیکھ کر اس کا دل مضطرب ہو جاتا لیکن وہ ایک گھر اور بچوں کی وجہ سے یہ سب سہہ رہی تھی لیکن اب سب کچھ ناقابل برداشت ہوتا جارہا تھا۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور بابا اور بھائی تاحال پانچ لاکھ کی رقم کا انتظام نہیں کر سکے تھے۔ جس سے کہتے وہی اپنی مجبوری کی داستان سنانا شروع کر دیتا۔ بہ مشکل ساڑھے تین لاکھ جمع ہو سکے تھے۔ اب بھی ڈیڑھ لاکھ کم تھا۔ علینہ کا اپنا زیور تو مسعود کب کا بیچ چکا تھا۔ امی کے پاس بھی اب کچھ خاص نہ تھا۔

"حد ہو گئی..... کیسی عورت ہو تم اور تمہارے والدین.....؟ ذرا فکر نہیں انہیں تمہاری....." مسعود فون پر برس رہا تھا۔ "کیسے مزے سے بچوں کو چھوڑے بیٹھی ہے۔ ہاں بھئی ماں کے گھر عیش کر رہی ہو گی۔" اس نے طنز کیا۔

"عیش.....؟ جو وقت میں یہاں گزار رہی ہوں۔ جیسے بن پانی کے مچھلی، اس کا شاید آپ ایک فیصد بھی اندازہ نہیں کر سکتے اور بچے میں نے نہیں چھوڑے بلکہ....."

"بس بس۔" وہ طیش میں بولا۔ "جس عورت کو اپنے شوہر کی پریشانی کا احساس نہیں، بچوں کی پرواہ نہیں اور سسرال والوں کی تکلیف کی فکر نہیں پھر ایسی عورت کو ہم گھر میں رکھ کر کیوں سر چڑھائیں۔ اسے اس کے باپ کے گھر ہی نہ رہنے دیں۔ مل جائے گا تمہیں کل تک کاغذ اور صحیح کہتے تھے سب بہت نخرے اٹھا لے میں نے تمہارے بہت کھالی عزت کی روٹی تم نے اب ذرا دنیا بھی تو تمہارا تماشا دیکھے۔ رات تک پانچ لاکھ کا بندوبست ہو جائے تو فون کرنا ورنہ نہیں۔" مسعود ہمیشہ کی طرح خود غرضی سے بولا اور فون بند کر گیا تو دوسری طرف علینہ گنگ اس کے الفاظ میں کھوئی ہوئی رہی تھی۔

"سر چڑھی اور نخرے دکھانے والی بیوی..... عزت کی روٹی..... وہ اور اب تماشا....." مسعود کیا کیا کہہ رہا تھا۔ وہ کھڑے قد سے گری تھی۔

"بس بیٹا صبر کرو اور یہی قسمت کا لکھا تھا اور ہم سے بڑی بھول ہوئی تمہاری شادی کرتے وقت..... مسعود اور اس کے گھر والے تمہارے لائق نہ تھے میری بیٹی۔" بابا سر جھکائے سسکیاں بھرتی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھے شرمندگی سے کہہ رہے تھے۔ علینہ کے گھر والوں نے مسعود سے دو دن کا اور وقت لیا تھا لیکن مسعود تو اس وقت اجنبی بنا ہوا تھا اس نے سسر اور سالے کا بھی لحاظ نہ کیا تھا۔

"میرے خیال سے بابا یہ زیادہ بہتر ہے علینہ اس شخص سے جان چھڑا لے۔ آج اگر ہم اس شخص کے لیے پانچ لاکھ کا بندوبست کر دیں گے تو چند ماہ بعد یہ دس لاکھ مانگے گا۔ پھر کہاں سے دیں گے؟" علینہ کے بڑے بھائی نے مسعود کی بکواس سن کر باپ سے کہا اور بابا خود بھی پچھلے چند سالوں میں کتنا ہی روپیہ داماد کو دے چکے تھے اور یہ تو اب نہ ختم ہونے والا سلسلہ بن گیا تھا۔ آخر کچھ پس وپیش اور داماد کی نامناسب گفتگو سننے کے بعد وہ بھی تھک کر خاموش ہو گئے تھے۔

مسعود کی فون پر غیر اخلاقی گفتگو اور اس کے لالچ میں اس حد تک اندھے پن کو دیکھ کر یہی فیصلہ ہوا کہ اگر مسعود علینہ سے علیحدگی چاہتا ہے تو اسی میں مصلحت ہے۔ جہاں تک بچوں کا معاملہ ہے تو اس کے پوری کوشش کی جائے گی کہ بچے مل جائیں..... باقی قسمت میں جو لکھا ہے۔ مسعود نے اپنے کہے کے مطابق علینہ کو کاغذات بھجوا دیئے تھے اور ان کی وصولی کے بعد علینہ کا رو رو کر بُرا حال تھا۔ ایک طرف گھر ٹوٹا تھا تو دوسری طرف بچوں سے محرومی اس کا دل چھلنی کر رہا تھا۔

"علینہ..... میری جان اس طرح نہ روؤ، کتنا ہلکان کرو گی خود کو۔" امی علینہ کو تسلی دیتے دیتے خود بھی رو دیں۔ "نہ جانے کیوں میری عقل پر پتھر پڑ گئے تھے، تمہارے رشتے کے وقت ہاں کرتے ہوئے کیسی بھول ہوئی مجھ سے۔" امی

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

نے دوپٹے سے آنکھیں رگڑیں۔

''امی یہ بھول نہیں ہے..... یہ بددعا لگی ہے مجھے..... بددعا۔'' علینہ نے سسکتے ہوئے کہا۔

''بددعا.....! کیا کہہ رہی ہو علینہ؟'' جہاں یہ سن کر امی حیران ہوئیں، وہیں علینہ کی بہن جو اس حادثہ کا سن کر آئی تھی وہ بھی حیران ہوئی اور اس نے بے اختیار پوچھا۔

''ٹھیک کہہ رہی ہوں اور ہم نے بھی تو آج سے تین سال پہلے کسی کا گھر اجاڑا تھا اور بدلہ تو ملنا تھا اور اس گھر سے نکلنے کے بعد بشریٰ نے ہمیں تہنیت کے پیغام تو نہیں بھیجنے تھے ناں اور جی بھر کر بددعائیں ہی دی ہوں گی۔ اس کو ہم نے اس قصور کی سزا دی جس میں اس کا سراسر کوئی ہاتھ ہی نہ تھا۔'' علینہ جیسے بھری بیٹھی تھی بولتی چلی گئی۔

''نہ جانے تم کیا کہہ رہی ہو'' امی سے ایسی سچائی سنی نہیں جا رہی تھی۔

''ٹھیک کہہ رہی ہو..... بالکل ٹھیک، ہم نے بشریٰ کو بے اولاد کی کے جرم کی سزا دی اور یہ بھول گئے کہ اولاد دینا اللہ کا کام ہے اور ہم نے اس کو بھائی سے طلاق دلوائی، امی ہم نے اس کی آہ لی اور مظلوم کی آہ تو عرش ہلا دیتی ہے اور آج.....؟ میں اولاد کے ہوتے ہوئے بے اولادی کا غم سہوں گی نہ جانے کب تک؟'' اتنا کہہ کر علینہ ایک دفعہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ امی اور اس کی بڑی بہن اتنی بڑی سچائی سے منہ نہ موڑ سکیں۔ تین سال بعد آج انہیں بھی مکافات عمل کا سامنا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

یہ مکافات عمل تو قانون قدرت ہے۔ دوسروں کے لیے جال بچھانے والے خود کب تک محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اگر بشریٰ کی آہ علینہ کو لگی تھی تو بشریٰ خود بھی کسی کی آہ کا شکار بنی تھی۔ شاکر جو بشریٰ کا بڑا بھائی تھا۔ اس نے بھی تو ماں اور بہن کے کہنے میں آ کر اپنی بیوی راحیلہ کو کھڑے کھڑے طلاق دے دی تھی۔ اس سارے تماشے کی وہ خود چشم دید گواہ تھی کیسے بڑی بہن نے فون کرنے کو کہا تھا اور فون کرنے شاکر کو سب سے پہلے وہی بھاگی تھی۔ راحیلہ کا گھر برباد کرنے میں اس کا بھی بڑا ہاتھ تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ سزا سے بچ جاتی؟

❁.....❁.....❁.....❁

''اقصیٰ..... آج مجھے اجاڑنے والے خود بھی برباد ہو گئے۔'' بشریٰ نے اپنی کزن اقصیٰ کو فون کر کے کہا۔

''کیا مطلب؟'' اقصیٰ سمجھی نہ تھی۔

اور جواب میں بشریٰ نے بڑے مطمئن انداز میں اپنی سابقہ نند علینہ کے بھی اجڑنے اور اس کے میاں کی طرف سے طلاق کا واقعہ مسرور انداز میں کہہ سنایا۔

''اوہ.....!'' ساری بات سن کر اقصیٰ تاسف سے اتنا ہی کہہ سکی۔ بشریٰ نے تو کہہ سن کر فون بند کر دیا لیکن اقصیٰ کو گہری سوچ میں ڈال دیا تھا۔

''راحیلہ، بشریٰ اور علینہ..... تین گھر اور تین کردار، یکے بعد دیگرے ان تینوں ہی گھروں میں ایک ہی حادثہ ہوا تھا۔ کیا تھا..... اتفاق اور مکافات عمل یا پھر کسی بددعا کا اثر۔'' اقصیٰ تجزیہ کر رہی تھی۔ راحیلہ کی بددعا بشریٰ کو اور بشریٰ کی بددعا علینہ کو اور علینہ کی بددعا.....؟ جس طرح لوگ دعاؤں کے حصار میں رہتے ہیں اور مشکلات سے بچ نکلتے ہیں اسی طرح ظالم اور مظلوم کی بددعا کے زیر اثر بھی آ سکتا ہے۔ وہ تین گھرانے شاید ایسے ہی کسی بددعا کے آسیب میں آ گئے تھے۔ یہ تعاقب کہاں تک چلے گا..... اس سفر کا اختتام کہاں ہوگا..... کون جانے؟

www.naeyufaq.com

biazdill@naeyufaq.com

بیاضِ دل

میمونہ رومان

سبباس گل..... رحیم یار خان

لگ گئی عمر جوڑنے میں اسے
دل جو توڑا تھا آپ نے صاحب

بشریٰ رضوان..... چوک شاہدرہ بہاولپور

پرکھنا مت پرکھنے سے کوئی اپنا نہیں رہتا
کسی بھی آئینے میں دیر تک چہرہ نہیں رہتا
بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
جہاں دریا سمندر سے مل کر بھی دریا نہیں رہتا

نائلہ کھرل..... جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

سمندر سے کہہ دو کہ اپنی موجوں کو سنبھال کر رکھے
یہاں کے لوگ ہی کافی ہیں زندگی میں طوفان لانے کے لیے

عنبر مجید عنبر..... کوٹ قیصرانی

گلابی رنگت زرد کیوں پڑنے لگی ہے؟
کوئی محسوس نا کر پایا میری اذیت کو

نازیہ ملک..... ہارون آباد

قلم ہو، تیغ ہو، تیشہ کہ ڈھال مت چھینو
کبھی کسی سے کسی کا کمال مت چھینو
ابھی بجھاؤ نہ کینڈل نہ کیک کاٹو ابھی
کچھ اور دیر میرا پچھلا سال مت چھینو

نجم انجم اعوان..... کراچی

جب ہر اک شہر بلاؤں کا ٹھکانہ بن جائے
کیا خبر کون کہاں کس کا نشانہ بن جائے
اس سے بڑھ کر کوئی انعام ہنر کیا ہے فراز
اپنے ہی عہد میں اک شخص فسانہ بن جائے

نورین انجم اعوان..... کراچی

وہ زمانہ نظر نہیں آتا
کچھ ٹھکانہ نظر نہیں آتا
دل نے اس بزم میں بٹھا تو لیا
اٹھو کے جانا نظر نہیں آتا

فریدہ فری یوسف زئی..... لاہور

جو الجھن تھی درپیش وہ حل ہوگئی
تجھے دیکھتے ہی غزل ہوگئی
میرے دل میں جب سے مکین ہوئے تم
یہی اک تحریر محل ہوگئی

ارم کمال..... فیصل آباد

آئے کوئی آ کر یہ تیرے درد سنبھالے
ہم سے تو یہ جاگیر سنبھالی نہیں جاتی
ہم جان سے جائیں گے تب ہی بات بنے گی
تم سے تو کوئی راہ نکالی نہیں جاتی

روبین اشرف..... فیصل آباد

میری زندگی کے راز میں اک راز تم بھی ہو
میری بندگی کی آس میں اک آس تم بھی ہو
تم کیا ہو میرے کچھ ہو یا کچھ بھی نہیں مگر
میری زندگی کے کاش میں اک کاش تم ہو

وانیہ الطاف..... گجرات

انتقاماً مجھ کو وہ درسِ وفا دے جائے گا
زخم دے کر اِک درد آشنا دے جائے گا
کس قدر نادم ہوا ہوں میں برا کہہ کر اسے
کیا خبر تھی جاتے جاتے وہ دعا دے جائے گا

مدیحہ نورین مہک..... گجرات

اب تیری یاد سے وحشت نہیں ہوتی مجھ کو
زخم کھلتے ہیں مگر اذیت نہیں ہوتی مجھ کو

شازیہ ہاشم سواتی..... ایبٹ آباد

اِک ایسا شخص بھی ہے میری زیست میں محسن
جو میری عمر ہے اور میں اس کا لمحہ بھی نہیں

امبر نورین..... شہداد پور

اسی خیال میں گزری ہے شام درد اکثر
کہ درد حد سے بڑھے گا تو مسکرادوں گا

پروین افضل شاہین..... بہاولنگر

منسوب تھے جو لوگ میری زندگی کے ساتھ
اکثر وہی ملے ہیں بڑی بے رخی کے ساتھ

بسمہ عمران..... ملتان

ملے ہر قدم پر رفاقت تمہاری کہاں ہم کہاں یہ عنایت تمہاری
ہماری بھی سن لو بات جاناں ہمیں چاہیے بس تعلق تمہارا

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

کسی سے بھی ملنا اسے جیت لینا بڑی دلنشیں ہے یہ عادت تمہاری
نہ دیکھا جہاں میں کوئی اور تم سا بڑی منفرد ہے طبیعت تمہاری

عالیہ راجپوت..... احمد نگر

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
دونوں کو ایک ادا میں رضا مند کر گئی
وقت کے بدلنے سے دل کہاں بدلتے ہیں
آپ سے محبت تھی آپ سے محبت ہے

جویریہ سعید..... کراچی

تیری نگاہِ لطف بھی ناکام ہی نہ ہو
دل تو وہ زخم ہے جسے آرام ہی نہ ہو
دستک سی دے رہی ہے دریچے پہ بادِ صبح
اے محو خواب سن کوئی پیغام ہی نہ ہو

ندا سحر عباسی..... ٹونگہ بونگہ

عشق کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں
جاگتی آنکھوں میں بھی کچھ خواب ہوا کرتے ہیں
ہر اک روکے دکھائے یہ ضروری تو نہیں
خشک آنکھوں میں بھی سیلاب ہوا کرتے ہیں

حرا گل..... ملتان

بہت سادگی سے ہم سہہ رہے ہیں
تمہارے رابطہ، راستے اور تم

شائستہ جبران..... قصور

شکایتیں ساری جوڑ جوڑ کر رکھی تھیں میں نے
گلے اپنے لگا کے اس نے سارا حساب بگاڑ دیا

فردوس ملک..... جھنگ

خلوص کی بارشوں ذرا زور سے برسو
نفرتوں کے آئینے پر بڑی دھول جمی ہے

سیدہ حیا عباس..... تلہ گنگ

آج غیر کی محفلوں میں وفا کا پیکر بنا ہوا ہے
کبھی وہ اپنا بھی راز داں تھا، نہیں رہا اب
غم جدائی کو رفتہ رفتہ تھپک تھپک کر سلا دیا ہے
جو درد آنکھوں سے عیاں تھا، نہیں رہا اب

کوثر خالد سودا..... جڑانوالہ

ملتی ہے زندگی میں کس قدر کامیابی
استاد کا احترام کرکے تو ذرا دیکھو

ملورا ایشان..... منڈی بہائو الدین

دیکھے ہیں ہر کسی کے لب پر ہزار شکوے
شکوؤں سے دور دنیا ہماری بڑی حسیں ہے

شبنم حسنین..... کراچی

رضاؤں پہ تیری میں نے جھکایا ہے سر کو یارب
اس سال بھی تو صبر کا لبادہ ہمیں اوڑھانا

ماہا بشیر حسین..... ٹنگہ

یہ تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ مر جائے گا
چاند اک قبر کے سینے میں اتر جائے گا
یہ جو اِک خواب سا پلکوں سے بندھ رکھا ہے
آنکھ جھپکو گے تو دامن میں بکھر جائے گا

فائزہ بھٹی..... پتوکی

اس کے چہرے کی زیارت جو عبادت ہوتی
میں زمانے کے ولیوں کا قلندر ہوتا

یاسمین کنول..... پسرور

کس قدر حبس ہے گرانی ہے
جس طرف دیکھو پریشانی ہے
پہلے ہوتی تھی فکر فردا کی
اب کوئی اور پریشانی ہے

شگفتہ خان..... بہلوال

تیری آنکھوں میں سدا پیار کے جگنو چمکیں
تیرے ہونٹوں پہ سدا دھیمی سی مسکان رہے

انیلہ حسین..... فیصل آباد

اس کے پتھر برساتے زہریلے لہجے نے
میرا تن من نیل ونیل کیا

ارم صابرہ..... تلہ گنگ

گر سمندر سے ہی دریاؤں کا رزق آتا ہے
اس کے سینے میں اترے جاتے ہیں دریا کیسے
اس لیے صرف خدا سے ہی تخاطب میرا
میرے جذبات کو سمجھے گا فرشتہ کیسے

Waqar Azeem
Pakistanipoint

www.naeyufaq.com

ڈش مقابلہ

طلعت آغاز

ٹنڈا سوپ

اجزا:

ہرے ٹینڈے	آدھا کلو
مرچ سیاہ	آدھا چائے کا چمچ
ہڈی والا گوشت	ایک کلو
پیاز	دو عدد
نمک	حسب ذائقہ
گھی	پچاس گرام
پانی	دو کلو
ٹماٹر	ایک عدد

ترکیب:

ٹینڈے چھیل اور کاٹ کر ایک کلو پانی میں نرم کریں، دوسرے ایک کلو پانی میں ہڈی والا گوشت، نمک، مرچ، ادرک اور ٹماٹر ڈال دیں۔ بیس منٹ ابالیں، ہڈی نکال کر چھان لیں۔ اب گھی کو کسی برتن میں گرم کریں، پیاز گھی میں ڈال کر سرخ کریں، سبزی کا آمیزہ اس میں ملا دیں۔ مزید بیس منٹ ابالیں، ٹینڈے سوپ تیار ہیں۔

نجمہ نذیر.....ڈیرہ غازی خان

زعفرانی بھنڈی پلاؤ

اجزا:

بھنڈی	آدھا کلو
چاول	ایک کلو
گرم مصالحہ ثابت	دو دو دانے
زعفران	1\4 چائے کا چمچ
دودھ	تین چائے کے چمچ
تیل فرائی کے لیے	حسب ضرورت
اچار مصالحہ	دو چمچ
لیموں کا رس	دو چمچ
نمک	حسب ذائقہ

ترکیب:

بھنڈیاں دھو کر اوپر نیچے سے کاٹ کر چاک کر لیں۔ ایک پیالے میں کھٹائی پاؤڈر، چاٹ مصالحہ، اچار مصالحہ، نمک اور لیموں کا رس شامل کریں، گاڑھا پیسٹ بنا کر بھنڈیوں میں بھریں اور تل لیں۔ چاول دھو کر بھگو دیں اور دار چینی اور لونگیں ڈال کر ابال لیں۔ ایک کنی چاول ابال کر کھلے منہ کے دیگچے میں چاول کی تہہ لگائیں اور درمیان میں احتیاط سے بھنڈیاں رکھ دیں۔ ڈھکن لگا کر چاولوں کو پوری طرح گلنے تک دم لگائیں۔ زعفران ملے دودھ کو بھی پلاؤ میں شامل کر دیں۔ گرما گرم لذیز زعفرانی بھنڈی پلاؤ نوش فرمائیں۔

پارئیہ عبدالرؤف.....سیالکوٹ

انڈا پراٹھا

اجزا:

انڈے	چار عدد
میدہ	دو یا ایک کپ
نمک	حسب ذائقہ
مرچ	حسب ذائقہ
دھنیا	گارنش کے لیے
تیل	تلنے کے لیے
شملہ مرچ	ایک عدد
ٹماٹر	ایک عدد

ترکیب:

پہلے آپ پراٹھا بنانے کے لیے میدے کو اچھی طرح گوندھ لیں اور کچھ دیر کے لیے چھوڑ دیں اور پھر اس کی ایک سادی روٹی بنائیں اور اس کو رول کر کے پھر پیڑا بنائیں اور دوبارہ روٹی بنائیں، اس بار جو روٹی بنے گی وہ بل والی ہوگی، اس کو گرم توے پر ڈالیں اور اسے اچھی طرح پکنے دیں۔ اتنے میں آپ انڈوں کو مکس کر لیں اور اس میں چاپ شملہ مرچ اور ٹماٹر چاپ کر کے ڈال دیں

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اور ساتھ ہی دھنیا بھی چاپ کریں اور ان کو انڈے میں شامل کریں، اس میں نمک اور مرچ حسب ذائقہ ڈال لیں، اتنے میں پراٹھے کی طرف تھوڑی پک چکی ہوگی۔ دوسری طرف الٹائیں جب پراٹھا اچھی طرح پک جائے تو انڈے کو پراٹھے کے اوپر ڈال دیں اور پھر اس کو دوسری طرف کر دیں اور آہستہ آہستہ پراٹھے کو ہلائیں تاکہ انڈا ساتھ چپک جائے پھر دوسری طرف بھی انڈا ڈالیں اور اسے بھی اس طرح لگائیں پھر کسی ڈش میں ڈال کر اوپر سے گارنش کر کے گرم گرم پراٹھے کے ساتھ گرم گرم چائے پیش کریں۔

ناجیہ الطاف.....سکھر

بیسن کے لڈو

اجزا:

بیسن	ایک کلو چھان کے
تیل	تلنے کے لیے
کھویا	ایک کلو
چینی	شیرے کے لیے
سرخ رنگ	ایک بڑا چمچ
سبز رنگ	ایک بڑا چمچ
گری کھوپرا	ایک عدد پیس کر
بادام	دس سے پندرہ عدد
سونگی	ایک پاؤ
بیکنگ سوڈا	دو سے چار چائے کے چمچ چھوٹے

ترکیب:

بیسن لے لیں ایک برتن میں بیسن اور پانی ڈال کر مکس کر لیں اور اوپر سے بیکنگ سوڈا ڈال دیں اور اچھی طرح مکس کریں اور چھوڑ دیں اور تیل گرم کرنے کے لیے رکھ دیں، جب گرم ہو جائے تو بیسن کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں، ایک میں سرخ رنگ ڈال لیں اور ایک میں سبز اور مکس کریں اور گرم تیل کے اوپر چھنی رکھیں اور بیسن کے پیسٹ کو اوپر ڈال دیں اور اچھی طرح ہلائیں تاکہ چپک نہ جائے، دانوں کو براؤن ہونے تک نہ نکالیں اور اس برتن میں نکالے جس میں سے ہوا گزر جائے۔ سرخ اور سبز رنگ کے پیسٹ کو علیحدہ علیحدہ ڈالیں اور پھر شیرا تیار کریں، شیرے کو ٹھنڈا کر کے بیسن کے دانوں کو اس میں ڈال دیں اور اچھی طرح شیرے کو نکال لیں اور ایک برتن میں کھویا ڈال لیں اور ساتھ ہی گری بادام اور بیسن کے دانوں کو بھی ڈال لیں اور اچھی طرح مکس کریں اور کچھ دیر کے لیے چھوڑ دیں اور پھر گول گول لڈو کی طرح بنا کر رکھ لیں اور اوپر سے تھوڑی سی گری بادام اور گارنش کے لیے ڈال دیں۔

مصفا نور.....گجرات

سویوں کی کھیر

اجزا:

دودھ	ایک کلو
چینی	آدھا کپ
الائچی	چار عدد
لونگ	چار عدد
کیوڑہ	ایک کھانے کا چمچ
سویاں	ایک کپ کرش کی ہوئی
گھی	حسب ذائقہ

ترکیب:

ایک پین میں دودھ ابال لیں، اس کے بعد آنچ ہلکی کر دیں۔ ایک دوسرے پین میں گھی گرم کریں اس میں لونگ اور الائچی ڈال کر فرائی کریں، اس کے بعد سویاں ڈال کر فرائی کریں۔ سویاں گولڈن ہو جائیں تو اسے دودھ میں شامل کر کے پکائیں، چمچ مسلسل چلاتے رہیں دودھ تھوڑا گاڑھا ہو جائے تو چولہا تیز کر دیں، اس میں چینی شامل کر دیں اور اچھی طرح مکس کر دیں۔ چینی اچھی طرح حل ہو جائے تو کیوڑا ڈال دیں، سویوں کی کھیر تیار ہے۔ بادام پستے کے ساتھ گارنشنگ کر کے سرو کریں۔

پروین افضل شاہین.....بہاولنگر

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میکرونی ودھ چکن ونگز

اجزا:

چکن ونگز	آدھا کلو
میکرونی	چار سو گرام ابال لیں
آئل	تین کھانے کے چمچے
کالی مرچ پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچ
لہسن	دو جوئے چوپ کر لیں
نمک	حسب ذائقہ
سویاں	ایک چائے کا چمچ چوب کر لیں
نمک	حسب ذائقہ
سویاں	ایک چائے کا چمچ چوب کر لیں
کریم	ایک کپ
پالک	ایک کپ ہلکی سی ابلی ہوئی

ترکیب:

پالک کو کریم کے ساتھ مکس کر کے بلینڈر میں بلینڈ کر لیں، اس کا پیسٹ بنا لیں، کڑاہی میں آئل گرم کریں اور چکن ڈال کر فرائی کریں۔ چکن ونگز کا کلر چینج ہونے لگے تو تھوڑا سا پانی ڈال کر ڈھک کر پکائیں تاکہ چکن گل جائے۔ وقفے وقفے سے چمچ بھی چلاتے جائیں۔ جب پانی خشک ہو جائے تو نمک اور لہسن ڈال کر فرائی کریں، فرائی کرنے کے بعد ابلی ہوئی میکرونی اور کالی مرچ ڈال کر مکس کریں۔ تھوڑی دیر بعد پالک، کریم کا پیسٹ اور سویا ڈال کر مکس کریں اور چولہا بند کر دیں اور ڈش میں نکال کر ایک چمچ کریم سے گارنش کر کے سرو کریں۔

عابدہ مجاہد ملک..... مالاکنڈ

مکس ساگ

اجزا:

سرسوں کا ساگ	ایک کلو
پالک کا ساگ	دو سو گرام
قلفہ کا ساگ	دو سو گرام
بتھوا کا ساگ	دو سو گرام
چولائی کا ساگ	دو سو گرام
ہری مرچ	بارہ عدد
ثابت لال مرچ	بارہ عدد
کارن فلو	ایک کپ
ادرک	چار انچ کا ٹکڑا باریک کاٹ لیں
نمک	حسب ذائقہ
لہسن ادرک کا پیسٹ	ایک کپ
لہسن	آٹھ جوئے
گھی	حسب ضرورت
لال مرچ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ

ترکیب:

تمام ہری سبزی کو باریک کاٹ کر دیگچی میں ڈال دیں اور ہری اور لال مرچ، ادرک، نمک، لہسن ڈال کر ہلکی آنچ پر چولہے پر پکنے کے لیے رکھ دیں۔ جب یہ پانی چھوڑ دے تو اس میں چمچ چلائیں اور اس کی گھٹائی کریں۔ جب اچھی طرح گھٹ جائے اور پانی خشک ہو جائے تو ایک الگ فرائی پین میں گھی گرم کریں پھر اس میں لہسن کے جوئے کاٹ کر ڈال دیں۔ گولڈن براؤن ہو جائیں تو بگھار ساگ پر ڈال دیں۔ مزیدار ساگ تیار ہے۔ مکئی کی روٹی اور مکھن کے ساتھ سرو کریں۔

کلثوم انور..... راجن پور

www.naeyufaq.com

biazdill@naeyufaq.com

نیرنگِ خیال

ایمان وقار

سالگرہ کا دن

سب ہی نے
وش کیا مجھ کو
مگر جاناں!
تم
نجانے کون سی دنیا میں جا بیٹھے
کوئی میسج، کوئی خوشبو، محبت، پیار
کا تحفہ نہیں بھیجا
نہ ہی کوئی کال آئی
بھلا تم تو سکتے نہیں
جنم دن کو میرے جاناں!
دعا کر دی اگر تم نے
تو میرا حال اچھا ہے
بھلا کر تم اگر خوش ہو
تو اتنا یاد رکھنا بس
کہ
انجام جفا پیارے
بہت سنگین ہوتا ہے
مبارک تم کو ہوں خوشیاں
سدا تم عیش و عشرت میں
پھلوں پھولو
تمہارے ساتھ خوشیوں کے
سب ہی موسم نکھرتے ہوں
کوئی بھی درد اور تکلیف تم کو
دیکھ نہ پائے
سوائے اس محبت کے
جیسے تم چھوڑ کر تنہا
نئی دنیا میں
جا بیٹھے
محبت آج بھی تم کو
بلاتی ہے
وفا کے گیت گاتی ہے
تم یہ تو
جانتے ہو ناں؟

سباس گل.....رحیم یار خان

تیرے سنگ

تیرے سنگ جی کے
کچھ پل میں نے
ہے زندگی کو بہت جانا
ہر صبح رنگین لگے
ہر شام لگے سہانی مجھے
تیرے سنگ زندگی میری
لگے مجھ کو دیوانی بڑی
تیرے سنگ جینا ہے صاحب
ہے زندگی کی اصل فتح
ہے زندگی کی اصل فتح

مدیحہ نورین مہک.....گجرات

منزل

آنے والی ہے وہ ناؤ جس میں جانا ہے مجھے
چل پڑا ہوں سوچ کر یہ بات ساحل کی طرف
جسم و جاں میں کب رہیں پہلے سی وہ جولانیاں
دھیرے دھیرے بڑھ رہا ہوں اپنی منزل کی طرف

راؤ تہذیب حسین تہذیب.....رحیم یار خان

کبھی ناراض مت ہونا

کبھی ناراض مت ہونا
گلے چاہے بہت کرنا
رلانا اور بہت لڑنا
کبھی ایسا جو ہو جائے

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

کہ تیری یاد سے غافل
کسی لمحے جو ہو جاؤں
بنا دیکھے تیری صورت
کسی شب میں جو سو جاؤں
تو سپنوں میں چلے آنا
مجھے احساس دلا جانا
سنو کبھی ناراض مت ہونا
کبھی ایسا جو ہو جائے
جنہیں کہنا ضروری ہو
وہ مجھ سے لفظ کھو جائیں
انا کو بیچ میں مت لانا
بس تم میری آواز بن جانا
کبھی ناراض مت ہونا

روبینہ کوثر.....بستی ملکوٹ

اسے کہنا

محبت کے جزیرے پر
ہماری یاد کے سائے
کبھی مدہم نہیں پڑتے
کہ جب بارش برستی ہے
میری نم ہتھیلی پر
تمہاری خوشبو
یونہی تازہ سی ہوتی ہے
برف زاروں کے موسم میں
میرے دل کی حویلی میں
جلن کی دھوپ ہو ایسے
سلگتا چاند ہو جیسے
اسے کہنا
ہوائیں سرد ہوتی ہیں
میری تنہائی روتی ہے
ہماری نرم سرگوشی
میرا تکیہ بھگوتی ہے
خزاں کے زرد پتے بھی
میری آمد کے عادی ہیں
بہاریں مسکراتی ہیں
کہ ہر موسم گزرتا ہے
ہمارے نام کا دیا
بس جلتا ہی رہتا ہے
اسے کہنا.....

سید عبادت کاظمی.....ڈیرہ اسماعیل خان

تو نے سوچا تھا کہ

محبت کے آزاد پنچھی کو
قفس میں جکڑ لوں گا
شک کی اونچی فصیلوں کے
پہرے میں الجھا ڈالے گا
تجھے شاید اندازہ نہ تھا کہ
محبت تو مثل کلی کے ہے
جتنا زور سے مسلوں گے
خوشبو ہاتھوں سے پھسل کے
فضا کو بھی معطر کردے گی

فاطمہ سہیل.....ٹیکسلا

خواہش

خواہشوں کے بادل
جب بھی
میرے دل پر چھاتے ہیں
آنکھوں سے پھر
ہلکی ہلکی
بارشیں ہی ہوتی ہیں

شازنہ پرویز شانو.....ایبٹ آباد

گلاب

اس گلاب کو اس کتاب میں رہنے دو
اس کتاب کو میرے سرہانے رہنے دو
دیکھوں گی اس کتاب کو شب و روز
مجھے جدائی کے اس عذاب کو سہنے دو
کروں گی یاد ان لمحات کو جو ایک ساتھ گزارے

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

ہیں
میرے محبوب کی یاد میری تنہائی کے ساتھ رہنے دو
کیسا ہے اس تنہائی میں مر مر کے جینا
مجھے زہر تنہائی، ہر پل ہر سانس سے پینے دو
عاتکہ نذیر.....فیصل آباد

کیوں یاد آتے ہو

میں تجھ کو یاد کرنا تو نہیں چاہتی
پھر کیوں مجھ کو یاد آتے ہو
بھلانے کی کوشش کر چکی ہوں
خوابوں میں چہرہ کیوں دکھلاتے ہو
بھول گئی تیرے گھر کی راہ گزر
بار بار سوچوں میں کیوں آتے ہو
اک نئے موڑ پر لے آئی زندگی مجھ کو
یاد آ کر کیوں تڑپاتے ہو
تیرا ذکر کرنا سرِ محفل چھوڑ دیا
لکھتے وقت کیوں میرے اشعار بن جاتے ہو
صرف اتنی سی التجا ہے انجم انجم کی
کیوں نہیں دل سے نکل جاتے ہو
انجم انجم اعوان.....کراچی

احساس

مجھے احساس ہوتا ہے
سانسیں الجھی سی ہیں
دھڑکن ٹھہری سی ہے
نبض ڈوبی سی ہیں
پھر یہ سانس کی ڈور اب
ٹوٹ کیوں نہیں جاتی؟
شگفتہ خان.....بھلوال

سنو.....!

جن سے محبت ہو
انہیں آزار دیتے ہیں
وعدوں کے بندھن میں
انہیں باندھا نہیں کرتے
انہیں روکا نہیں کرتے
کہ جن کو ہم سے محبت ہو
وہ آزار دہ کر بھی
صرف ہمارے ہی ہوتے ہیں
واپس لوٹ آنے کا
ان سے وعدہ نہیں لیتے
کہ وعدے ٹوٹ جاتے ہیں
یہ جہاں بھی چلے جائیں
انہیں آنا ہی ہوتا ہے
ہاں جن کو ہم سے محبت ہو
وہ چھوڑا نہیں کرتے
سنو.....جن سے محبت ہو
انہیں آزار دیتے ہیں
ام ہانی.....سرانوالی

تنہا تنہا

میری یاد کے غمگین کینوس پر
تیری افسردہ سوچ کا بکھرا منظر
جیسے جنوری کی سرد شاموں میں
جیسے روکھی پھیکی ٹھٹھرتی اجڑتی
زندگانی.....!
جیسے کانچ کے خواب گھروندوں پر
تنہائی کے پتھروں کی بارش
جیسے میری ذات تنہا تنہا
جیسے میرا وجود
بکھرا بکھرا.....!
عائشہ پرویز.....کراچی

دل داستاں

زندگی کا نشان نہیں ہوتا
تو جہاں میری جاں نہیں ہوتا
جانے کیوں تیری بے رخی پر بھی
دل میرا بدگماں نہیں ہوتا

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میں غموں کا سہارا لیتی ہوں
جب میرا مہرباں نہیں ہوتا
آشیاں روز روز جلتا نہیں
جلتے دل میں دھواں نہیں ہوتا
ہم سنائیں تو کیا سنائیں فری
دردِ دل داستاں نہیں ہوتا

فریدہ فری یوسفزئی.....لاہور

بارش کا موسم

بارش کا موسم بھی
کتنا عجیب ہوتا ہے
کبھی کوئی دور
کبھی قریب ہوتا ہے
کوئی خوش ہوتا ہے
تو کوئی دل
مبتلائے قرب ہوتا ہے
اور بھی بڑھ جاتی ہے
بھولی ہوئی یادوں کی کسک
بارش کا دن بھی
فقط زخم ہرے کرتا ہے!

شمائلہ مریم.....بہور مچھ

خشک پتے

کتنی بے سمت ہے ہوا میرے شہر کی
کیوں بے کل سی ہے ہوا میرے شہر کی
عجب طرح سے گھیرا ہے دشمنوں نے مجھے
میرا ہی گھر اڑا لے گئی ہوا میرے شہر کی
سمجھ نہ سکا دل ناداں اسے
لائی ہے یہ کیسا موسم ہوا میرے شہر کی
سبز موسم میں بھی فضا تاریک ہے
جانے کس سوچ میں گم ہے ہوا میرے شہر کی
گلوں کا منتظر در کھلا رہ گیا
خشک پتے آنگن میں بکھرا گئی ہوا میرے شہر کی

نائلہ ذیشان بٹ.....نارووال

سوچ

اب اس کا ساتھ
چھوڑ دوں
یہ سوچ کر کے
کہ اس کے پاس کچھ نہیں
مجھے دینے کے لیے
بلکہ!
یہ سوچ کر ساتھ نبھانا ہے
کہ
اس کے پاس
کچھ نہ ہو میرے سوا.....

عروسہ شہوار.....کالا گوجراں جھلم

غزل

دیدار ساتھ رہتا ہے
اقرار ساتھ رہتا ہے
کہیں نہیں ہے وہ
پیار ساتھ رہتا ہے
جا چکا کب سے ٹھکرا کے وہ
انتظار مگر ساتھ رہتا ہے
یہ عشق ایسا جاں کا مالک ہے
بامثل جاں نثار ساتھ رہتا ہے

ڈاکٹر محمد امتیاز چوہدری

غزل

گزری صدی کی بات ہے
جیبوں میں ہوتا تھا قلم
ہاتھوں میں ہوتی تھی کتاب
کرتے تھے یوں تسکین ذوق
شعروں کا کر کے انتخاب
علم و ادب کی داستاں
ہوتی تھی ہونٹوں پہ جناب
ہوتی تھیں آپس میں ضدیں
ہوتا ہے کون کامیاب

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

افسوس کہ دور جدید
لایا عجب یہ انقلاب
نسلِ جواں کو کیا کہیں
بدلا ہے جس نے انتخاب
ہاتھوں میں موبائل ہے
اور موبائل میں فلمیں جناب
جاہل کے جاہل رہ گئے
بچپن گیا آیا شباب
افسوس کہ نہ ہوسکے۔
تعلیم سے سب فیضیاب
نیر یہ دل اس حال پر
ہوتا ہے جل جل کے کباب

نیئر رضوی.....لیاقت آباد، کراچی

غزل

وہ آئے محفل میں بے حجاب اللہ اللہ
کھل گئے ہر سو گلاب اللہ اللہ
دیکھا نہ تھا ہم نے کبھی ایسا
چاند کے رخ پہ شباب اللہ اللہ
لکھی جاسکتی ہے حسن پر تیرے
ہر بار اِک نئی کتاب اللہ اللہ
اوروں پر کرتے ہو عنایات کیسی کیسی
عطا ہو کچھ ہمیں جناب اللہ اللہ
آپ کی بدولت اترا ہے دیکھو آج
انصر پر اک نیا شباب اللہ اللہ

نعیم انصر ہاشمی.....جھنگ صدر

نظم

اے ہوا
اسے کہنا
اسے ہم یاد کرتے ہیں
کبھی راتوں کو خوابوں میں
کبھی دن کے اجالوں میں
کبھی جب ہاتھ اٹھتے ہیں
کبھی جب لب یہ ہلاتے ہیں
کبھی بارش کی بوندوں میں
کبھی اس دھوپ چھاؤں میں
اسے ہم یاد کرتے ہیں
بہت ہی یاد کرتے ہیں

انعم.....برنالی

لکیریں اب بھی باقی ہیں

ہاتھوں کی لکیروں پر
گفتگو جب چل نکلی
تب اداس لہجے میں
میں نے اس سے پوچھا تھا
نظر مجھ کو نہیں آتا
ان الجھی لکیروں میں
تمہارا نام بالکل بھی
تڑپ کے اس نے کان میں
کچھ یوں میرے کہا تھا
لکیریں جھوٹ ہوتی ہیں
تمہارے ساتھ ہوں میں تو
تمہارے پاس ہوں میں تو
ضروری تو نہیں ہوتا
مقدر ہو لکیروں میں
یہ بے وفا لکیریں ہیں
لکیریں بس لکیریں ہیں
مگر وہ جھوٹ کہتا تھا
نتیجہ یہ ہے کہ اس کا ساتھ
نہیں باقی رہا لیکن
لکیریں اب بھی باقی ہیں

جاذبہ عباسی.....مری

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

www.naeyufaq.com

dkp@naeyufaq.com

دوستوں کا پنجرہ آباد ہے

ہما احمد

دل میں بسنے والوں کے نام

السلام علیکم! کیا حال ہے سب کے۔ میں دو ماہ سے بیمار تھی اس لیے شرکت نہ کرسکی، مسلسل دو ماہ ہسپتال کے چکر لگتے رہے، ابھی کچھ طبیعت بہتر ہے۔ تو اب جواب لکھ رہی ہوں، آپ کے خط کے جواب میں دیکھتے ہیں جانو جگہ دیتی ہے یا نہیں۔ ارم آصف، زرناب خان، فائزہ بھٹی، تابی کھرل (نمبر بتادیے ہیں میں نے) رمشا آصف، اقرأ ممتاز دعاؤں کے لیے مشکور۔ کبریٰ خان، کرن شہزادی، ثمرہ گلزار، عائشہ شکیل دل و جان سے قبول ہے دوستی ڈیئر فرینڈ۔ مدیحہ طارق، تبسم، بشیر حسین، ثمرہ گلزار، رمشا گلزار، رمشا آصف زرین کی مبارکباد کا شکریہ صائمہ مشتاق شکریہ اور خیر مبارک ام ہانی شاہد، انعم آپی اگر آپ ایسا سمجھتی ہیں تو پھر ہم آپ کو کبھی اداس نہ ہونے دیں چلیں اب اچھا سا مسکرائیں اور فروری کے شمارے میں جس نے یاد رکھا، شکریہ۔ مجھے ابھی آنچل نہیں ملا میں خط پہلے لکھ رہی ہوں۔ میرے ڈریم گروپ کیسے ہو تم سب، ہم ایک ماہ کے اندر اندر جدا ہو رہے ہیں، مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے مگر دعا ہے کہ ہم ایک ہی کالج میں جائیں آمین۔ تبسم بشیر حسین، ہم ڈنگہ ڈگری کالج آئے تھے۔ آپ کا گھر کہاں ہے۔ میرا ہر ماہ ڈنگہ چکر لگتا ہے۔ پلیز ہم سے ملنے آنا کالج ہم تمہیں بعد میں بتائیں گے۔ ماہی تم میری بہت اچھی دوست ہو۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ حفصہ تم ہمیں چھوڑ کر مدرسہ جا رہی ہو، ہم تمہیں مس کریں گے۔ شیب یار اداس مت ہوا کر پلیز تو اداس اچھی نہیں لگتی۔ دعا ہے اس بار بھی ہمارا گروپ شاندار نمبروں سے کامیاب ہو۔ مارخ آپی پلیز مجھ سے بات کریں فون پر پلیز جلدی۔ چلیے اجازت دیں۔ اللہ سب کا حامی و ناصر ہو۔

(گلشن چوہدری..... گجرات)

آنچل کے نام

میرا اور آنچل کا تعلق تو برسوں کا ہے لیکن کبھی قلم اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایمن رضا، فرحت جبیں، نمرہ احمد، عمیرہ احمد انہوں نے ہماری اردو ادب کو ایک نئی جان بخشی ہے۔ ہمارے ادب کو نئی نسل سے ایک بار پھر متعارف کروانے میں تمام ناول نگار اور افسانہ نگاروں نے اپنا کلیدی کردار ادا کیا۔

(نمرئ گرمانی..... نامعلوم)

پیاری دوستوں کے نام اور آنچل پڑھنے والوں کے نام

السلام علیکم! تمام آنچل پڑھنے والے امید ہے خیریت سے ہوں گے۔ آنچل کو مختصر عرصے سے پڑھنا شروع کیا ہے۔ اس لیے آنچل میں میری کوئی دوست نہیں ہے اگر کوئی دوستی کرنا چاہے تو موسٹ ویلکم۔ آنچل کے تمام مستقل سلسلے بہت اچھے ہیں۔ اس کے علاوہ نسیم، ثناء، عائشہ، اقرأ، سرائرہ، نیلم، فروا اور ان کے ساتھ وی ٹی آئی کی ساری کمپیوٹر کلاس کو میری طرف سے سلام۔ نئے کالج میں داخلہ ہونے کے باوجود میں تم سب کو بہت زیادہ یاد کرتی ہوں اور ہاں نئے کالج میں ابھی تک میری کوئی بھی دوست نہیں۔ نئی وجہ تو تم سب لوگ جانتی ہی ہو۔ ثناء تمہاری شاعری کو بہت مس کرتی ہوں۔ اقرأ تمہاری باتیں بہت یاد آتی ہیں۔ نسیم آنچل میں میرا اپنے لیے پیغام پڑھ کر بے ہوش نہ ہو جانا۔ عائشہ میں نے سنا ہے کہ تم ٹیچر بننے کے بعد اسٹوڈینٹس کو مارتی ہو۔ سدرہ صدف اور معافیہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔

(نامعلوم..... نامعلوم)

بیسٹ فرینڈز کے نام

سب سے پہلے میں اپنی لاڈلی نند فریدہ جاوید فری

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

سے مخاطب ہوں۔ آپی! آپ کو لگتا ہے اپنا بھتیجا کچھ زیادہ ہی پسند آرہا ہے۔ جب بھی فون کرتی ہیں پر سب سے پہلے اسی کا ہی پوچھتی ہیں۔ وہ بہت شرارتی ہوگیا ہے۔ آپ سے ویڈیو کال پر جب بات کرتے ہیں وہ ہاتھ آگے بڑھا کر کہتا ہے، میری پھوپو فون سے نکل کر میرے سامنے آجائیں، بس آپی! آپ جہاں رہیں خوش رہیں۔ اللہ آپ کو صحت یاب فرمائے آمین ثمرہ گلزار چلیں میں آپ سے دوستی کرتی ہوں۔ اب خوش ہوجاؤ۔ عائشہ شکیل، فائزہ شاہ، بیٹے کی مبارکباد دینے کا شکریہ۔ تبسم بشیر حسین، رابعہ احمد بھٹی، تحریم، مدیحہ نورین مہک، رمشا آصف، علشبہ خان، امن ملک، پرنسز اریج خان، رضوانہ وقاص، انعم زہرہ، ام ہانی میری نگارشات آپ کو پسند آتی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔

(پروین افضل شاہین..... بہاولنگر)

عروج رضا کے نام

السلام علیکم تمام آنچل دوستوں کو، کیسے ہیں؟ یقیناً خیریت سے ہوں گے۔ عروج اور مومنہ وہ پل جو ہم نے ساتھ بتائے ہیں۔ میں کبھی نہیں بھول سکتی۔ ان خوش انگ یادوں کو اور تم دونوں میرے لیے کتنی اہم ہو میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتی۔ تم دونوں کی ذرا سی خفگی پر میری جان پر بن آتی ہے۔ مومی تمہیں ہم بہت تنگ کرتی ہے ناں۔ کبھی تو حد سے زیادہ والا معاملہ ہوجاتا ہے تو اس کے لیے میں تم سے معذرت تو ہرگز نہیں کررہی۔ (جانتی تو ہو تم دونوں) پھر بھی بتادیتے ہیں کہ آئندہ بھی ہماری حرکتیں کم وبیش کم تو ویسے ہی لکھ دیا بلکہ زیادہ ہوسکتی ہیں۔ ویسے ایک بات بتاؤں۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔ تم جب بھی کوئی بات کرتی ہو سب سے پہلے دماغ میں الٹے سیدھے جواب آتے ہیں اور زبان میں کھجلی ہونے لگتی ہے۔ ہاہاہا۔ تمہاری کسی بات کا سیدھا سیدھا جواب تو چاہ کر بھی نہیں دے سکتے۔ (اب تم ہماری مجبوری سمجھو) اور ہاں تم ہماری محبت پر شک نہیں کرسکتیں اور عروج تم تو اپنا جگر ہو جان ہو۔ تمہاری چوبیس اپریل کو سالگرہ تھی تو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ ''جنگل میں منگل'' میرے ہی دم سے۔ سب نے یہ شور مچایا ہے عروج کی سالگرہ کا دن آیا ہے۔'' خدا تمہیں صحت وتندرستی والی زندگی سے نوازے اور اس زندگی کے سفر پر تمہیں کامیابی وکامرانی نصیب ہو جو چاہو وہ تمہیں مل جائے۔ زندگی تمہارے لیے پھولوں کی سیج کی مانند ہو اور کوئی خزاں رسیدہ پل کا گزر تمہاری زندگی میں نا ہو۔ آمین ثم آمین۔ بتانا ضرور تمہیں میرا اس منفرد انداز میں وش کرنا کیسا لگا۔ اللہ حافظ۔

(کرن شہزادی..... مانسہرہ)

آنچل کے نام ایک چھوٹا سا پیغام

ہمارے گھر میں آنچل بڑے شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ میں خود بھی بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ کئی بار دل میں آیا کہ میں بھی لکھوں لیکن سوچتا تھا کہ شاید میں لکھ نہیں پاؤں گا، لیکن ذہن میں یہ خیال آجاتا کہ بہت بڑے بڑے رائٹرز ہیں جو لکھتے ہیں۔ میرے الفاظ ان کے سامنے تو کچھ بھی نہیں۔ میں شاید نہیں لکھ سکتا لیکن مجھے حوصلہ دینے کے لیے میرا ایک دوست ہے۔ اس نے کہا کہ لکھو کیونکہ لکھنے کے لیے الفاظ نہیں ان کے پیچھے چھپے مطب کو دیکھتے ہیں آخر کار میں لکھنے پر آیا بہت شوق سے لکھا بھی ہے اور امید کرتا ہوں کہ آپ کو یہ پسند آئے گا۔ بس جواب کا انتظار ہے۔

(ذیشان علی..... ضلع گجرات)

آنچل کی پیاری کلیوں کے نام

آسمان سے مہ وخورشید اتر آئے ہیں
ہیں دوست اور بھی ادب کی دنیا میں

ماریہ نذیر ڈیئر دوستی قبول کرنے کا شکریہ۔ میں پہلے جواب نہیں دے سکی، کچھ مصروفیات تھیں۔ کیسی ہو۔ امید ہے ٹھیک ٹھاک ہوگی۔ تبسم بشیر، سالگرہ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور زندگی دے آمین۔ ارم کمال، رمشا آصف، شازنہ پرویز اور عائشہ شکیل کو بھی

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

سالگرہ مبارک جن بہنوں کی شادی یا منگنی ہوئی ان کو بھی مبارک باد، گلشن چودھری، آپ کو اچھا رزلٹ آنے پر مبارک اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی دے۔ فائزہ بھٹی، کوثر خالد اور رقیہ ناز کیسی ہو۔ خوش رہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب بہنوں کو خوشیاں، صحت والی زندگی دے آمین اور جو بہن مجھ سے دوستی کرنا چاہے موسٹ ویلکم۔

تمہاری سالگرہ پر دعا ہے یہ میری
کہ ایسا روز مبارک بار بار آئے
تمہاری ہنستی ہوئی زندگی کی راہوں میں
ہزاروں پھول لٹاتی ہوئی بہار آئے

(رابعہ محمد عمر ناچ.....شہداد پور سندھ)

کچھ خاص لوگوں کے نام

ہما آپی! السلام علیکم! امید واثق ہے کہ آپ سب خیر و عافیت سے ہوں گی۔ ہمیشہ سکھی رہو۔ آپی عینی، آپی عنادل، کیسی ہیں آپ؟ سبیل رضوان (سنی) شکیل رضو (شکتی) عدیل رضوان (عادی) شہر یار احمد (شہری) کیسے ہیں آپ، یقیناً خیریت سے ہوں گے۔ آئی مس یو ڈیئر کزنز۔ آپی ایمن غفور، کبریٰ چودھان فائزہ بھٹی، فائزہ شاہ، ریلش عرشمان، ام ہانی شاہ، لائبہ میر، عائشہ شکیل، افشاں سراج، زرناب خان، ثناء کنول، صائمہ مشتاق، مدیحہ نورین، شازنہ پرویز، ڈاکٹر زارا تعبیر (بھئی آپ کس کی تعبیر ہیں وضاحت کیجئے) پلیز نیور مائنڈ! ارم آصف، شازیہ الطاف، یاسمین کنول، انعم زہرہ، سیدہ جیا عباس، نزہت جبیں ضیاء، انی نجم انجم، آپی ارم کمال، آنی سودائے محمد سردار (ناٹس نیم) ماہا بشیر حسین، آپ سب کیسی ہیں؟ اور ہاں آپ سب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام کرتی ہوں۔ پلیز پرنسز قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خوش رکھے اور نیک سیرت بنائے (آمین) رائٹرز، نازیہ کنول نازی، سمیرا شریف طور، ام مریم، صائمہ قریشی (شی گریٹ ہو) آپی عشناء کوثر (آپ بہت عمدہ طریقے سے ''اکائی'' لکھ رہی ہیں۔ آئی لو یو) یاسمین نشاط۔ اقرا صغیر احمد آپ سب کیسی ہیں؟ میں ایک بار پھر آپ سب کے دلوں پر دوستی کے لیے دستک دیتی ہوں۔ امید ہے آپ مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹائیں گی۔ میں سب لڑکیں سے دوستی کرنا چاہتی ہوں جواب ضرور دینا سب، معاف کرنا او کے۔

(ثمرین ذوالفقار علی شاکر.....شورکوٹ)

چاہنے والوں کے نام

السلام علیکم! تمام آنچل اسٹاف اور قارئین کو ہمارے پیارے آنچل کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ پورے دو ماہ بعد حاضر ہو رہی ہوں، محفل سے نکالیے گا مت پلیز۔ چاہنے والوں نے ہر ماہ یاد رکھا، یہ چاہت ہی تو ہمیں واپس آنچل نگری لے آتی ہے۔ ثناء شوکت ہم آپ کا دوستی کا ہاتھ خلوص دل سے تھامتے ہیں۔ ارم کمال جی خیر مبارک اینڈ شکریہ یاد رکھا۔ امن ملک چاروں شہزادیوں کیسی ہو یار۔ کنول ناز جس کی آپ جیسی دوست ہو وہ پریشان کیسے رہ سکتی ہے۔ حرا گل غفور کیا ہوا اگر میں شامل نہ ہو سکی لیکن جانو میں نے مس بہت کیا تمہیں، شادی ہو گئی ہے میری تین جنوری کو۔ فائزہ بھٹی وش کرنے کا شکریہ۔ زرناب خان تھینک یو اینڈ وش یو گڈ لک۔ سحر سحری مما بننے کی مبارک ہو۔ اقرا جٹ وش کرنے کا شکریہ۔ ارم آصف شکریہ جناب۔ ایمن میری جان تم بھی پیاری لگتی ہو بہت۔ تمہارا نیم اتنا پیارا ہے تو تم خود کتنی پیاری ہو گی۔ مدیحہ نورین شکریہ کس بات کا میری پیاری، اقرا ممتاز اور رمشاء آصف یاد کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ شازنہ شانی، میری سالگرہ کی۔ بہت بہت مبارک ہو۔ رمشاء آصف سالگرہ۔ بہت مبارک اللہ تمہیں ڈھیروں کامیابیاں دیں آمین۔ میری پیاری مما جان، سویٹ برو اور پاپا میں آپ سب کو بہت مس کرتی ہوں۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا او کے اللہ حافظ۔

(رقیہ ناز.....فیروزہ)

میری اس دوست کے نام جو سراپا محبت تھی

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

السلام علیکم! امید واثق ہے تم بالکل ٹھیک اور صحت مند ہوں گی، اللہ تمہیں ایسا ہی رکھے آمین۔ میں خیالوں ہی خیالوں میں بہت سارے شکوے تم سے کرتی ہوں مگر میرے دل کو سکون نہیں ملتا۔ مجھے آج تک یقین نہیں آیا کہ تم بھی مجھے بھول سکتی ہو۔ میرے حالات جو بھی تھے۔ تم نے مجھے اس مقام پر چھوڑا ہے۔ جہاں مجھے تمہاری ضرورت تو نہ تھی مگر تم سے ایک حوصلہ تھا دکھ سکھ کہنے کا۔ وہ بھی تم نے چھین لیا۔ دیکھو قسمت مجھے کہاں لے آئی ہے۔ زندگی میں مسائل تو تھے اس سے زیادہ تم نے مجھے ذہنی اذیت دی۔ بڑی بات یہ (ویسے اب میرا شکوہ بنتا تو نہیں مگر تمام شکوے بھی تم سے ہیں) میرے پاپا کی تین ماہ پہلے وفات ہوئی اور تم نے ایک دفعہ بھی مجھ سے ملنا تو دور، بات کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ تم نے تو پچھلی دوستی کا بھی بھرم نہیں رہنے دیا۔ تم سے میری انسیت کا گواہ سارا اسکول تھا۔ میرے نخیال ددھیال والے تھے سب مجھے پاگل کہتے تھے۔ میری زندگی کا وہ وقت جو تمہارے ساتھ گزرا آج میں سمجھتی ہوں شاید ضائع ہوگیا۔ تم مجھے حرف حرف یاد ہو۔ ''ایمن'' کیسے بھولوں میں تمہیں۔ کتنا میری زندگی کو تم نے ڈسٹرب کیا ہے۔ تمہیں شاید علم نہیں۔ مجھے پاگل بنا کر پہلا پتھر بھی تم نے مارا ہے۔ مس عائشہ ریاض درست کہتی تھیں۔ ''دوستیاں خلا چھوڑ دیتی ہیں تم تو ایویں پاگل ہو۔'' مجھے آج اس بات کی سمجھ آئی ہے۔ تم نے دوستی ختم کرنی تھی تو خدارا بار بار مجھے طعنہ تو نہ دیتیں۔ کتنا رلایا ہے تم نے اور وہ پاگل حناء، ماریہ، لوگ کہتیں ہیں۔ وہ ایسی نہیں ہوسکتی۔ تحسین تم ہی بے وفا ہو۔ جو ہم سے بھی دوستی نہیں رکھی۔ یقین جانو تمہارے بعد ہر دوست کو چھوڑ دیا۔ کالج میں اکیلی اکیلی پھری ہوں میں۔ صرف ایک اجالا نواب قابل یقین ٹھہری تھی۔ باقی سب تم جیسی ہی تھیں کچھ کچھ، میرا دل جیسے زخم بن گیا ہے۔ شاید زندگی میں تم سے کبھی سامنا ہو یا نہ ہو۔ میں پہلی اور آخری دفعہ تم سے مخاطب ہوں۔ بہت رلایا ہے تم نے مجھے تم سے دوستی کی، محبت کی قیمت چکائی راتوں کو رو رو کر، اللہ تم پر رحمت کرے۔ سدا خوش رہو۔ کبھی یاد آؤں تو سوچنا۔ اللہ حافظ۔

(تحسین بیگ.....رندھیر)

نورے ایمان اور آنچل پریوں کے نام

ڈیئر ہما احمد اور آنچل پریوں السلام علیکم کیسی ہیں آپ سب نورے ایمان آپ نے ہماری غیر حاضری کی وجہ پوچھی تو ڈیئر میرے بابا جانی بیمار تھے اور گوجرہ میں ایڈمٹ تھے۔ دو ماہ سے میں ان کے ساتھ تھی، جب ہی حاضر نہ ہوسکی، مگر نورے میرے بابا مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے اٹھائیس فروری بروز جمعہ میرے بابا اپنے خالق حقیقی سے جاملے یہ درد ہی ایسا تھا جو تحریر نہیں ہوتا تھا مگر آپ نے ہماری فکر کی اور ہمیں مس کیا تو ہم آگئے آپ کی محفل میں مگر دل درد میں بھرا ہے تو آنکھیں آنسو سے۔ نور تم نے مجھ یاد کیا تو لگا کوئی ہے جسے میری فکر ہے جو میری کمی محسوس کرتا ہے نور ڈیئر تم دعا کرو کہ مجھے میری والدہ اور بھائیوں کو خدا صبر دے۔ نور مجھے لگتا تھا کہ شاید آنچل کے اپنے مجھے بھول گئے ہوں مگر آپ کا وعدہ ایک پیار بھرا فقرہ پڑھ کر آنکھیں چھلک پڑیں، شکریہ نور یاد رکھنے کا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم میں بہت اچھی دوستی ہوگی۔ لو یو پیاری لڑکی خدا آپ کو خوش رکھے۔ رابعہ اینڈ تحریم آپ کہاں غائب ہو۔ ایمن غفور، حرا گل غفور، پری وش، فائزہ شاہ، فائزہ بھٹی، عائشہ شکیل، ماہ رخ سیال، نواب زادی سیال، شاہدہ اکرم، ام ہانی، تبسم بشیر اینڈ ماہا بشیر، زیلش، ارشان اینڈ گلشن چوہدری مس یو یارو۔ دعا کرو میرے لیے آخر میں سب سے درخواست کروں گی کہ تین دفعہ درود ابراہیم پڑھ کر چار مرتبہ سورۃ فاتحہ چار قل اور تین دفعہ آیت الکرسی پڑھ کر میرے بابا عمر حیات کی روح کو ایصال ثواب کردیں شکریہ۔ اجازت دے اب کب آؤں آپ کی محفل میں پتا نہیں مگر میں آپ سب کو پڑھتی رہوں گی۔ آپ کا ہر

Muqaar Azam
Pakistanipoint.com

پیغام اور لفظ مجھ تک آئے گا۔ خدا حافظ دعاؤں کی طلبگار۔

(کنورناز.....حاصل پور)

سوئیٹ کیوٹ سسٹر مریم جانی کے نام

یکم مئی کی صبح، دوپہر، شام یہ نہیں پتا بس اتنا پتا ہے یکم مئی کو ہمارے گھر ہماری بہن مریم تشریف کا ٹوکرا لائی، اس کے آتے ہی لڑائیاں ہونے لگ گئیں کہ نام ہم رکھیں گے۔ فائنلی قرعہ ہماری سب سے چھوٹی پھوپو کے نام نکلا تو انہوں نے نام ''مریم'' رکھا، مریم صرف نام کی مریم نہیں ہے ماشاء اللہ بہت ہی نیک سیرت، خوب صورت اور ہنس مکھ ہے بالکل مجھ پر گئی ہے۔ بس اب اللہ میری بہن کے نصیب اچھے کرے اور ڈھیروں خوشیاں دے کہ زندگی میں ہر مقام پر کامیابی ملے کبھی کوئی دکھ چھو کر بھی نہ گزرے آمین ثم آمین۔ چلو مریم اب برتھ ڈے وش قبول کرو ''ماما جانی'' کی طرف سے سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اور سدا خوش رہو، بھائی بلال اجمل اینڈ بھابی نیلم ثناء کی طرف سے بھی جنم دن بہت بہت مبارک ہو گفٹ اپنی پسند سے تگڑا سا خود مانگ لینا، آپی سمیرا کے معظمہ ماریہ اور کیوٹو بھائی علی کی طرف سے پہلی والا برتھ ڈے بہت مبارک ہو، ہمیشہ پھولوں کی طرح مسکراتی رہو وی لو یو الاٹ مریم جانی۔

خدا ہنستا ہوا رکھے تم کو
تم ہنسنے کی عادی ہو

(یورلولی سسٹر عظم بٹ.....سمندری)

پیاری دوستوں کے نام

السلام علیکم! پیاری دوست رمشا آصف، کنول ناز سلامت رہو، مدیحہ نورین بہت بہت مبارک ہو۔ اقرأ ممتاز، ایمن غفور، حرا گل میں آنچل میں بزی ہوں اور کہاں جانا ہے۔ ارم آصف آپ بھی خوش رہو۔ زرناب خان کیسی ہیں آپ فائزہ شاہ خوش و خرم رہو۔ پیاری نازش نور شکریہ۔ فائزہ بھٹی، امن ملک، بشریٰ رضوان، تبسم بشیر حسین، ڈیئر ثنا شوکت آپ ہماری دوست ہی ہو اب تو خوش ہونا۔ ماریہ نذیر، مسکراتی رہو۔ رضوانہ وقاص، نورے ایمان چودھری، شانزہ پرویز شانو، عائشہ شکیل، سعدیہ خان، ارم کمال، شہرین اسلم، کنول ناز، سونیا، عائش کشمالے (کہاں گم ہو) صائمہ سکندر (کدھر ہو یار) زرناب خان، خوشی سرانوالی، بہت سارا پیار۔ خوشی (غزل چاہت) آپ نے لکھی ہے؟ بہت پسند آئی۔ یاسمین کنول، شگفتہ خان کیسی ہیں آپ' انعم زہرہ ملتان سدا سکھی رہو آمین۔ سحرش اعجاز کہاں ہو۔ سحرش میانوالی بہت سارا پیار۔ فریدہ جاوید فری اللہ پاک آپ کو صحت عطا فرمائے آمین۔ تمنا بلوچ، دلکش مریم، شزا بلوچ، نرگس خان سلامتی ہو۔ ڈیئر مس حیات میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ آپ میری دوست بن جاؤ۔ صائمہ مشتاق آپ بھی خوش رہو، عائشہ شکیل ہم فٹ فاٹ ہیں۔ میری جان ماہ رخ سیال کہاں گم ہو جاتی ہو اور شادی کی بہت مبارک ہو۔ ہمیشہ خوش رہو۔ سیدہ شمرہ گلزار، مسز سدرہ ارسلان، رضوانہ وقاص، فائزہ شاہ بہت سارا پیار، رمشا آصف اور ارم آصف (کیا آپ دونوں سسٹرز ہیں؟) پروین افضل شاہین ڈیئر امن نور، نور پور اپنی دوست جس کی شادی ہو رہی ہے اسے میری طرف سے پیار اور دعاؤں کے گفٹ دینا مت بھولنا۔ سلامت رہو آپ اور آپ کی دوست۔ سب مل کر دعا کریں کہ پاکستان ہمیشہ سلامت رہے، آمین۔

(نجم انجم اعوان.....کراچی)

www.naeyufaq.com

Waqar Azeem Pakistanipoint.com

yaadgar@nacyufaq.com

جویریہ سالک

"تم"

ایک ہی محبت تھی
وہ بھی ہوگئی ہے گم
میرے پاس
نہیں خوشیاں
یعنی کہ!
نہیں ہو تم

(سباس گل.....رحیم یار خان)

انمول باتیں

☆ انسان خود انمول نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اسے انمول بناتا ہے۔

☆ صبر کے معنی یہ ہیں کہ مشکل ہو لیکن بیان نہ ہو۔

☆ انسانیت کی بنیاد اخلاق پر قائم ہے اور اخلاق کی بنیاد رحم دلی پر۔

(حفصہ نور.....گجرات)

یادگار لمحے

☆ جس تعلق میں دل کی خوشی ہی نہ ہو، جو تعلق دل کی رضا پر مبنی نہ ہو اس تعلق کو ختم کرنا ہی چاہیے۔

☆ ہمارے الفاظ اور ہمارا رویہ بے شک ہمارے لیے قابل توجہ نہ ہو لیکن اس کا اثر ان پر بہت پڑتا ہے جو ہم سے محبت کرتے ہیں؟

(مہربان شاہ.....نوشہرہ)

خوب صورت باتیں

☆ اگر کوئی شخص آپ سے محبت کرتا ہے تو اسے رلانے سے گریز کریں کیونکہ اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں قطرہ قطرہ آپ کی محبت بہہ جاتی ہے۔

☆ جس انسان کو غصہ زیادہ آتا ہے وہ انسان پیار بھی اتنا ہی زیادہ کرتا ہے اور اتنا ہی صاف دل رکھتا ہے۔

☆ کامیاب لوگوں کی صرف چمک ہی لوگوں کو دکھائی دیتی ہے، اس نے کتنے اندھیرے دیکھے ہیں یہ کوئی نہیں جانتا۔

(گلشن چوہدری.....گجرات)

شوہر کی اقسام

شوہر دو طرح کے ہوتے ہیں۔
ایک وہ جو بیوی کو بیوی سمجھتے ہیں۔
دوسرے وہ جو بیوی کو بیوی تو سمجھتے ہیں پر اس سے آگے کچھ سمجھنا نہیں چاہتے۔

(شائستہ یاسین.....ہڑپہ شہر)

لفظ لفظ موتی

☆ اپنے رب سے مانگو کیونکہ نہ وہ اوقات دیکھتا ہے اور نہ ہی ذات۔

☆ یقین گہرا ہو تو ہر ان شاء اللہ، الحمدللہ ہو جاتا ہے۔

☆ دونوں صورتیں یقین کی ہیں۔ "اللہ" کے لیے سب چھوڑ دینا۔ اور "اللہ" پر ہی سب چھوڑ دینا۔

☆ یقین ایسا ہو کہ سامنے سمندر ہو اور تم کہو نہیں میرا رب راستے بنائے گا۔

☆ وہ روح کبھی نہیں مرجھاتی جس کی پیاس قرآن پاک کی تلاوت سے بجھتی ہو۔

☆ قرآن پاک کی خوب صورتی یہ ہے کہ آپ اس کے پیغام کو نہیں بدل سکتے ہاں مگر وہ آپ کو بدل سکتا ہے۔

☆ جب اللہ کسی کو پسند کرتا ہے تو اس کی پریشانیاں بڑھا دیتا ہے تاکہ اسے اپنے قریب کر سکے۔

(تبسم بشیر حسین.....ڈنگہ)

ہزاروں خواہشیں

☆ ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ
شوہر اس کا وائٹ ہو
لمبی اس کی ہائٹ ہو

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

غصہ اس کا لائٹ ہو
سیلری اس کی ٹائٹ ہو
جب ساس بہو میں فائٹ ہو
تو وہ بولے
بیگم تم ہی رائٹ ہو
(ہے ناں لڑکیوں)

(کنول ناز.....حاصل پور)

مسکراتی کرنیں

☆ ہماری قسمت کا فیصلہ ہماری زبان کی نوک پر ہوتا ہے۔

☆ محض بڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے جب تک فیض نہ ہو۔ کھجور کے درخت کو دیکھو کہ مسافر کو سایہ بھی نہیں دیتا اور پھل بھی بہت دور ہوتا ہے۔

☆ اپنی زندگی کے واقعات میں ایسے پھول بکھیرو کہ لوگ انہیں چننے کی کوشش کریں۔

☆ محبت ہمیشہ اپنی گہرائیوں سے بے خبر رہتی ہے۔ جب تک جدائی کے لمحے اسے بیدار نہ کریں۔

(رابعہ محمد عمر ناچ.....شہداد پور)

ماں

☆ اگر مجھے سب سے زیادہ بلند چوٹی پر پھانسی دی جائے تو مجھے معلوم ہے کہ میری جان سے پیاری ماں وہاں تک میرا تعاقب کرے گی (کیپلنگ)

☆ آسمان کا بہترین اور قیمتی تحفہ ماں ہے۔ اس کی دل سے قدر کرو (ملٹن)

☆ ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہے (مولانا حالی)

☆ ماں..... ان تین مختصر لفظوں میں کتنی وسیع دنیا پوشیدہ ہے (کہاوت)

☆ ماں کی زندگی میں محبت اور مہربانی کا خمیر داخل کر دیا گیا ہے (امیریس)

☆ ماں کی محبت میں کتنی مٹھاس اور تسکین ہے (چارلس کسٹر)

☆ لڑکا اپنی مرحوم ماں کو جب روتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ میں وہ درخت بن گیا ہوں جسے کوئی اب پانی نہیں دیتا۔

(منشی پریم چند)

(ارم صابرہ.....تلہ گنگ)

روزی دینے والا

حضرت حاتم ایک مرتبہ سفر پر جانے لگے تو اپنی بیوی سے بولے۔ میں چار مہینے تک باہر رہوں گا، تمہارے واسطے کس قدر خرچہ مہیا کروں؟

انہوں نے جواب دیا۔ ''جس قدر آپ کو میری زندگی منظور ہے۔'' حضرت حاتم نے فرمایا۔

''تمہاری زندگی میرے ہاتھ میں نہیں۔''

بیوی نے جواب دیا۔ ''میری روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں۔''

(عالیہ راجپوت.....احمد آباد)

فرمان رسول ﷺ

دوسروں کا محتاج بننے کے بجائے خود صاحب الرائے اور پختہ ارادہ کرنے والے بنو، بن بلائے کسی کے گھر کھانے کے لیے نہ جاؤ۔ تم کہتے ہو کہ جو ہم سے نیکی کرے گا ہم بھی اس سے نیکی کریں گے اور جو ہم سے برائی کرے گا ہم بھی اس سے برائی کریں گے لیکن تمہیں چاہیے کہ تم اپنے آپ کو اس بات کا عادی بناؤ کہ جو تمہارے ساتھ نیکی کرے تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو اور جو تمہارے ساتھ بدی کرے تم اس کے ساتھ بدی نہ کرو بلکہ اس پر بھی احسان کرو (اسوۃ رسول اکرم۔ ترمذی مشکوٰۃ)

(دانیہ آفرین ملک.....شہداد پور)

کچھ لفظ سنہرے سے

☆ آپ کی آنکھیں اکثر وہی کھولتے ہیں جن پر آپ آنکھیں بند کر کے بھروسا کرتے ہیں۔

☆ جو لوگ جتنے میٹھے ہوتے ہیں، زندگی ان سے اتنا ہی کڑوا امتحان لیتی ہے۔

☆ مٹی میں چلے جانا ہے تو پھر حسرتوں کے پہاڑ کیوں کھڑے کرتے ہو۔

WaqarAzeem
Pakistanipoint.com

(عائشہ عمر بٹ..... گجرات)

پیاری باتیں

☆اختلافات پر صبر کرنا اور دوسروں کو برداشت کرنا ہی اخلاق ہے۔

☆بانٹنے کی عادت ڈالیے چیزیں بھی، جذبے بھی اور خوشیاں بھی۔

☆سچے رشتے کچھ نہیں مانگتے سوائے عزت اور وقت کے۔

☆تعلق ختم ہونے پر اخلاق کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔

☆شام زندگی کی ہو یا دکھوں کی ہو، آخر ڈھل ہی جاتی ہے۔

☆درخت اپنے پھل سے اور انسان اپنے قول و فعل سے پہچانا جاتا ہے۔

☆عورت کو کبھی کوئی کام نہیں تھکا پاتا، بس رویے تحفظ دیتے ہیں۔

(شگفتہ خان..... بھلوال)

ماں کیسے بنی

ایک دن آسمان کے فرشتوں نے رب سے کہا!

"زمینی مخلوق سے ہمیں کچھ دکھایا رب!"

رب نے حجاب اٹھایا اور فرشتوں کو بلایا۔ رب نے انہیں ایک مجسمہ دکھایا۔

ایک مجسمہ..... خوب صورت اور روشن مجسمہ وہ جسے کلیوں سے معصومیت، چاندنی سے ٹھنڈک، گلاب سے رنگت، قمری سے نغمہ، نمازوں سے خاموشی، آبشاروں سے موسیقی، کوئل سے راگنی و بلبل سے چہچہاہٹ، لاجونتی سے حیا، آفتاب سے تمازت، صحرا سے تشنگی، شفق سے سرخی، شہد سے حلاوت، شب سے گیسو کے لیے سیاہی اور سرو سے بلند قامتی لے کر بنایا گیا۔

اس کی آنکھوں میں دیے روشن تھے

اس کے قدموں تلے گھنے باغات تھے

اس کے ہاتھوں میں دعاؤں کی تحریریں تھیں

اس کے جسم سے رحمت و برکت کا دریا موجزن تھا

اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک گوشت کا لوتھڑا (بچہ) عطا کیا۔ اپنی بہار کے سب پھول اسے دے دیئے۔ اپنے ہاتھوں کی دعاؤں کو اس کے سر پہ سایہ بنا دیا۔ اپنا سکون اس کو دے کر خود بے سکون ہو گیا۔ اپنی ہنسی اس کے نام کر دی اور خود خاموشی لے لی۔ سکھ اس کو دے دیا اور خود آنسو لے لیے۔

فرشتوں نے حیرانی سے پوچھا۔

"الٰہی! یہ کیا ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"یہ ماں ہے۔"

(اقرا ممتاز..... سرگودھا)

آج کی خاص بات

نیکی کی بات دوسروں تک پہنچانا بہت بڑی نیکی ہے۔ کیا خبر ہمارا کون سا عمل بارگاہ الٰہی میں پسندیدہ بن جائے اور رب کریم اپنی رحمت کے دروازے ہم گناہ گاروں پر کھول دے۔

(نورین انجم اعوان..... کراچی)

کاش

کاش تم میری زندگی نہیں موت ہوتے کیونکہ!

تم میری موت ہوتے تو تیرے آنے کا انتظار تو ہوتا کہ تمہیں ایک نہ ایک دن آنا ضرور ہے۔

پر افسوس! تم میری زندگی ہو اب ہمیشہ تیرے جانے کا خوف لگا رہتا ہے کہ تمہیں ایک نہ ایک دن جانا ضرور ہے۔

(نجم انجم اعوان..... کراچی)

بچہ من کے سچے

ماسٹر صاحب کا اسکول میں پہلا دن تھا۔ بچوں کو ڈانٹتے ہوئے انہوں نے کہا۔ اگر کسی نے ہوم ورک نہیں کیا تو میں اس کے والدین کو اسکول میں بلاؤں گا۔ اگر کسی نے کلاس میں شور مچایا تو اس کی چھٹی بند کر دوں گا۔ اگر کوئی ٹیسٹ میں فیل ہو گیا تو میں اسے دو دن تک کلاس میں بیٹھنے نہیں دوں گا۔"

ایک بچے نے پوچھا۔ "ماسٹر صاحب! مستقل طور پر

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

اسکول سے نکالے جانے کا جرم کیا ہوگا؟"

(ام ہانی شاہد.....ڈگری)

اعتراف

ایک عمر رسیدہ دیہاتی جوڑا پہلی بار شہر آیا۔ ایک فیشن ایبل علاقہ سے گزرتے وقت بڑے میاں ہر راہ چلتی عورت کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔

آخر بڑی بی نے ٹہوکا دیا۔

"خیر دین! کچھ تو شرم کرو۔ کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا۔ شاید یہی کہ تم نے زندگی میں کبھی عورت نہیں دیکھی۔"

بڑے میاں ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔

"کوئی اور تو کیا سوچے گا۔ میں خود اس وقت یہی سوچ رہا ہوں۔"

(کرن شہزادی.....مانسہرہ)

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

☆ موت کو زیادہ یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

☆ انسان کی حقیقت عظمت کا جائزہ اس کے اعمال سے لیا جاسکتا ہے۔ (میکالے)

☆ عالم بے عمل پارس پتھر ہے جو لوہے کو تو سونا بنا سکتا ہے، لیکن خود پتھر رہتا ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

☆ جو گناہ کا مرتکب ہوا سے آدمی سمجھو جو گناہ کر کے اترائے اسے شیطان سمجھو۔ (بوعلی سینا)

☆ ایسی نیکی کرو جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فیض پہنچے۔ (تھوریو)

(ماہا بشیر حسین.....ڈنگہ)

منافق

اگر منافقوں کو دیکھنا چاہتے ہو تو حکومتی لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو دیکھ لیں کہ کس طرح اللہ کی مرضی پر امرأ کی مرضی کو ترجیح دیتے ہیں۔

عیب

کسی کا عیب تلاش کرنے والے کی مثال اس مکھی جیسی ہے جو سارا خوب صورت جسم چھوڑ کر صرف زخم پر بیٹھتی ہے۔

سچا دوست

انسان کو اس کی برائیوں سمیت قبول کرنے والا ہی اس کا سچا دوست ہوتا ہے کیونکہ خوبیاں تو دشمن کی بھی متاثر کرتی ہیں۔

دلیل

دولت مندوں کے ساتھ عالموں کی دوستی ریاکاری کی دلیل ہے۔

(مدیحہ نورین مہک.....گجرات)

میں پاکستانی ہوں

توحید کا نعرہ ہے، امید کا پرچم ہے
اپنی میری دھرتی ہے، اپنا میرا موسم ہے
اس خاک پہ میں قربان، اس کی ہی دیوانی ہوں
میں پاکستانی ہوں
میں پاکستانی ہوں
ان پاک فضاؤں میں گونجے گی مری دھڑکن
چمکے گی میری چوکھٹ، مہکے گا میرا آنگن
میں اپنے بزرگوں کے خوابوں کی نشانی ہوں
میں پاکستانی ہوں
میں پاکستانی ہوں

(شازنہ پرویز شانو.....ایبٹ آباد)

سنہری باتیں

☆ جب نزدیکیوں میں فاصلے بڑھنے لگیں تو نزدیکیوں کو فاصلوں میں بدل ڈالو کیونکہ اگر نزدیکیاں اور بڑھاؤ گے تو فاصلے بے حساب بڑھ جائیں گے۔

☆ آسمان پر نگاہ ضرور رکھو مگر یہ مت بھولو کہ پاؤں زمین پر ہیں۔

(ثناء.....ملتان)

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

biazdill@naeyufaq.com

آئینہ

شہلا عامر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اللہ کے پاک نام سے ابتدا ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تین ماہ بعد آپ سے مخاطب ہوں۔ کرونا وائرس نے ہر طرف تباہی پھیلائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے زندگی مفلوج ہوکر رہ گئی ہے۔ اللہ رب العزت ہم پر رحم کرے اور ہم سے راضی ہوجائے اور اس موذی وبا کو دور فرمادے آمین۔ اب بڑھتے ہیں آپ کے تبصروں کی جانب۔

ارم کمال..... فیصل آباد پیاری دلاری شہلو جی ہمیشہ ہر وبا سے محفوظ رہو آمین۔ امید کامل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہوں گی۔ آج کل کرونا وائرس پھیلا ہوا ہے یہ عذاب الٰہی ہے توبہ واستغفار جتنا بھی کرسکیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وبا سے بچائے آمین۔ اس ماہ کا شمارہ بروقت موصول ہوا۔ ٹائٹل نہایت ہی دلکشی لیے ہوئے تھا ماڈل کچھ کچھ چینی لگ رہی تھیں۔ دانت بڑے لشکارے مار رہے تھے۔ ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار کا لک دے رہے تھے۔ سرگوشیاں سے ہوتے ہوئے حمد اور نعت کو ترنم سے پڑھا۔ بہت روحانی سکون ملا۔ درجواب آں سے بہنوں سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ ربنا اتنا سے ایمان کی عمارت کو مضبوط سے مضبوط تر کیا۔ ہمارا آنچل سے عیشا شوکت نے زبردست جواب دیے۔ سروے سالگرہ کا دن اے ون رہا۔ یاسمین نشاط اور ماورا طلحہ کے جوابات نے خوب مسرور کیا۔ میں بھی اس دفعہ سروے میں شامل ہورہی ہوں، پلیز شامل کرلیجیے گا۔ سلسلے وار ناول ''مستی دی ماری میں جھلی'' کی آخری قسط بھرپور رہی یوں لگا بیمار کو قرار آ گیا۔ صد شکر کہ ہاجرہ کو عقل آ گئی۔ سکینہ اور وجاہت کی نئی اور اچھوتی محبت کی شدت دل کو چھوگئی جس کے لیے دل دکھا لیکن کیا کرسکتے ہیں۔ بہرحال کہانی کے اختتام نے دلوں کو سکون اور رولا دیا۔ ''محبت ابر باراں ہے'' میں امید کی تھوڑی سی توبہ اور خلوص نے شازمہ کی زندگی رنگ رنگ بنادی۔ واقعی شوہر اگر ایسے ہوں تو عورت کے لیے دنیا میں ہی جنت ہے۔ ''اکائی'' بہت ہی سلیش سے گزر رہا ہے۔ فاطمہ کا چہرے کو بگاڑنا کیا رنگ لائے گا۔ اگلی قسط کا بے چینی سے انتظار ہے۔ شام سے پہلے ایک روایتی کہانی گھریلو جھگڑے اور سازش لیکن اینڈ نے دل شاد کیا۔ زین کی محبت کا حق عبداللہ نے ادا کرکے دوستی کا حق ادا کردیا۔ ''حرف محبت'' میں عیشہ نے جب تنگ آ کر رستہ تبدیل کرنے کا اعلان کیا تو فرحت بیگم راہ راست پر آ گئیں۔ ''سانسوں کے اس سفر میں'' ابھی رائے محفوظ ہے۔ ''تیرا پیار ساحرانہ'' ایک ہلکی پھلکی تحریر رہی۔ بیاض دل میں تسنیم حسین، پروین افضل شاہین، اقرا جٹ اور میمونہ خان شیروانی کے اشعار زبردست رہے۔ ''ڈش مقابلہ'' میں فنگر فش اور ٹماٹو پلاؤ ٹرائی کیے اور خوب داد پائی۔ ''نیرنگ خیال'' میں رخ چوہدری رابعہ بلوچ، انعم زہرا اور تسلیم شہزادی کی شاعری دل کو چھوگئی۔ ''دوست کا پیغام آئے'' میں صائمہ مشتاق آپ کا بہت شکریہ اور جزاک اللہ۔ نجم انجم اعوان میں تو آپ کو ہر وقت یاد کرتی ہوں ہاں یہ اور بات ہے اقرار میں کوتاہی ہوجاتی ہے۔ ہمیشہ خوش رہیں، پروین افضل شاہین شکریہ کی ضرورت نہیں، ہمارا پیارا سا بھانجا ہے منیب اللہ تعالیٰ اسے صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا کرے آمین۔ ماریہ نذیر شکریہ کی بات نہیں، آپ سے تو رونق ہے آنچل نگری میں، ماہ رخ سیال ماہی ہمیشہ خوش رہو شاد رہو جانو ''یادگار لمحے'' میں حسن اختر پریم، ماریہ نذیر سیدہ تبسم، بشیر حسین اور رابعہ شاہین کے مراسلات کمال کے تھے۔ آئینہ

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

میں سب کے چہرے چمک دمک رہے تھے۔ آخر معمولی بات تو نہیں آنچل کی سالگرہ ہے۔ چمکنے دمکنے کا دن ہے۔ ہم سے پوچھیے میں عروسہ شہوار اور سعدیہ رمضان سعدی نے خوب ہنسایا۔ اچھا جی اب اجازت اللہ تعالیٰ سب کو کرونا اور ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے آمین۔

☆ ڈیئر ارم! اللہ کے کرم سے ہم سب بخیر ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ سب بھی خیر و عافیت سے ہوں گے۔

فائزہ شاہ..... لانتھی۔ آغاز اپنے رب کی خوب صورت نام سے کرتی ہوں جو بڑا مہربان اور بزرگی والا ہے۔ اس ماہ کا شمارہ بھی بائیس کو با آسانی حاصل کرلیا، سب سے پہلے آپ سب ہی کو آنچل کی سالگرہ بے حد مبارک ہو۔ آپ کو آپی قیصر کی ''سرگوشیوں'' نے بتایا کہ آنچل کس طرح ہر ماہ تیج دھج کر ہمارے ہاتھ آتا ہے پھر امجد جی کی حمد کو اقبال جی کی نعت نے خود کو بے حد پرسکون پایا۔ اس کے بعد ''ربنا اتنا'' بے حد بھلا لگا۔ میرے اعصابوں کو پھر میں نے ''جواب درآں'' میں جھانکا تو کسی بہن کو بیمار تو کسی کو غم زدہ پایا۔ لہٰذا ان کے لیے دعا ہے کہ اللہ ان کی مشکلیں آسان کریں اور انہیں صبر و صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔ پھر میں نے باقی سلسلوں میں جب سالگرہ سروے دیکھا تو مصنفین کی رائے اور ان کے عمدہ جواب پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ سب ہی آپی اور آنیوں کو بھی سالگرہ مبارک۔ ''ہم سے پوچھیے'' میں عقیلہ رضی خوش آمدید، ثمرہ، نجم انجم اور نورین نے بہت مزے دار سوالات کے عمدہ جواب پائے۔ ''آئینہ'' میں سب ہی نے اس ماہ تبصرے بہت خوب صورت کیے ہیں۔ جب کہ ام ہانی مجھے یاد کرنے کا بے حد شکریہ۔ پیاری لڑکی، ماریہ نذیر یار زندگی کیسی گزر رہی ہے تمہاری اور اپنے تعلیمی معاملات سے ہمیں بھی آگاہ کرو۔ ہائے تبصرے میں پروین افضل آپی نے مجھے یاد رکھا، شکریہ جی سدا خوش رہیں، اپنے پرنس کے ساتھ آمین اور ثمرہ گلزار بے حد ممنون ہوں تمہاری یار تبصرہ پسند کرنے کا شکریہ۔ ام ہانی تم نے میرے لیے گانا گایا تو میں بھی گاتی ہوں نور ٹھیک ہے (خیر منکد امیر ے یارا) ہاہاہا ''دوست کا پیغام'' میں ام ہانی، ماریہ، رقیہ ناز (میری پیاری پھول جڑی ہاہاہا) کیسی ہو؟ ماورخ سیال کیوٹی بے حد شکریہ تم نے یاد رکھا، مجھے ویسے تم کہاں غائب رہتی ہو، جلدی واپس آؤ آپ نے یاد کیا شکریہ اور یہ گلشن، نورے ایمان، خم آپی ایند نورین بیٹا جی، حنا، عائشہ شکیل اور صائمہ مشتاق، ایم سحر کیا آپ لوگ مجھے بھول گئے ارے میں نے آپ سب سے دوستی کا کہا تھا۔ ''دشمقابلہ'' عمدہ تھا اور مزے دار بھی مگر میں نے صرف سوچ سوچ کر ہی گزارا کیا۔ ''نیرنگ خیال'' اور ''بیاض دل'' دونوں میں کسی کا نام نہیں لوں گی کیونکہ دونوں ہی بے حد زبردست تھے، اس بار میں ڈائری میں بے شمار چیزیں آنچل سے اپنے پاس لکھوں گی جب کہ ''یادگار لمحے'' میں اپنا نام دیکھا ہائے مجھے اچھا لگا۔ جب کہ مجھے ام ہانی، رابعہ شاہین، سباس گل، نجم آپی، گلشن، الغرض سب ہی اچھے لگے جب کہ ماریہ نذیر اور راؤ تہذیب نے بھی خوب لکھا۔ سلسلہ وار ناول میں ''اکائی'' بہت زبردست موڑ لے چکی ہے، بس اللہ کرے فاطمہ بی بی پاکستان ہجرت کرلیں اور آیات بھی محفوظ رہے جب کہ جنت بی بی کے ساتھ تو بہت اچھا ہوا۔ ہائے محمد جہانگیر جی میں آپ کا غم سمجھ سکتی ہوں کہ والدین کو چھوڑنا کوئی آسان بات نہیں مگر اللہ آپ کو ثابت قدم رکھے۔ آپی ناول دلچسپ موڑ لے چکا ہے جب کہ مجھے تو اختتام نظر آرہا ہے۔ ''سانسوں کے سفر میں'' ام ایمان آپی یار زبردست بہت اعلیٰ موحد اور شجر کی منگنی اور عبدالحنان اور شعرہ کو ایک کر رہی ہیں آپ مگر اس آیت کا کچھ کریں اب وہ گفٹ اور موحد کے تاثرات کا اندازہ مجھے ہے۔ جب کہ بہت جلد اماں جہاں اپنے پوتے کو ان کا وعدہ توڑتے دیکھیں گی۔ افسانوں میں ''حرف محبت'' میں شکر ہے کہ پھوپو کو وقت پر عقل آئی اور دو دلوں کو ٹوٹنے سے بچالیا ویلڈن آپی۔ ''ساہرانہ محبت'' اوئے ہوئے ساحر اور نیلم کی محبت آہا مزہ آیا ویلڈن آپی جب کہ سب سے پیارہ افسانہ ''محبت ابر باراں'' بہت بہت بہت اچھا میرے دل کو لگا کیونکہ شریک حیات کے لیے احساس و محبت جب کہ جذبات اور قدر بھی بے حد اہم ہے بس ہر رشتہ وقت مانگتا ہے۔ بے حد زبردست اعلیٰ اور آخر میں ناولز میں شام سے پہلے میں ہائے امی جی بہت دکھ ہوا

Waqar Azeem
Pakistani Point

مجھے زین حیدر کے انتقال پر جب کہ عبداللہ کو شروع میں تو میں نے ہیرو ہی سمجھا تھا اور اندازہ لگایا تھا کہ عائشہ اور عبداللہ ایک ہوں گے اور ہو گئے بس اینڈ نے اداس کر دیا۔ واقعی کتنا بڑا ظرف ہے ان دونوں کا جو ایک زین حیدر کے لیے اپنی زندگیوں کو ایک کر رہے ہیں جب کہ "عشقے دی ماری" اف اللہ پہلی اینڈنگ آپی صائمہ بہت بہت بے شمار مبارک ہو آپ کو سکیزہ کی محبت اور وجاہت کا اظہار محبت، ہاجرہ کا رضا کے ساتھ اچھا برتاؤ اور بڑھاپے کی محبت عبدالمعید حسین کا میموری باکس سب کچھ اختتام میں بے حد پرسکون تھا، بس حسن کا اختتام میں اکیلے رہ جانا تھوڑا تکلیف دہ ہے کیونکہ وہ شجیعہ کا حسن کے ہمراہ والہانہ پن وہ گانا گانا بے حد حسین تھا، یہ دو کردار اس کہانی کی جان ہیں جب کہ شمع سے تو مجھے ویسے بھی بے حد محبت ہے۔ شہلا آپی آپ میرا تبصرہ ہر ماہ لگاتی ہیں اس کا شکریہ مگر مجھے "دوست کا پیغام" میں جگہ نہیں مل رہی آپ سے التماس ہے آپی آپ ہما آپی سے کہیں وہ میرے خطوط شامل کر لیں آپ کی محبت و اپنائیت کی بہت ممنون ہوں آپی مجھے پوچھنا تھا کہ "یہ چاہتیں یہ شدتیں" ناول کے دو حصے ہیں کیا کیونکہ جب میں ڈاون لوڈ کر رہی تھی تو بار بار پارٹ ون اور پارٹ ٹو آ رہا تھا۔ آخر میں سب ہی کو سلام اور دعا اللہ حافظ۔ ایک شعر آنچل کے لیے

جب سے تیرے نام کردی زندگی اچھی لگی
دل کو تیرے گفتگو کی سادگی اچھی لگی

☆ پیاری فائزہ! دوست کے پیغام میں ہر ماہ جگہ نہیں مل سکتی اس لیے ایک ماہ بعد شرکت کیا کریں۔ "یہ چاہتیں یہ شدتیں" نیٹ پر دو حصوں میں ہے اس لیے آپ کو دونوں ہی ڈاون لوڈ کرنے ہوں گے۔

نجم انجم اعوان..... کراچی۔ آنچل فرینڈ سدا سلامت رہو مارچ میں بچوں کے اگزام ہونے تھے مگر اچانک کرونا کی وجہ سے سارے کام درہم برہم ہو گئے۔ بچوں کے اسکول بند ہو گئے ہر طرف خاموشی سی چھا گئی، نیوز دیکھ کر دل رونے لگتا ہے نجانے کتنے گھر اجڑ گئے، کتنے لوگ اپنے پیاروں سے جدا ہو کر مٹی میں مل گئے یہ زندگی جس پر ہم بہت ناز کرتے ہیں اللہ کی طرف سے قیمتی تحفہ ہے۔ اللہ کی امانت ہے، جب چاہے وہ ہمیں واپس اپنے پاس بلا لے، کوئی نہیں مانتا آنچل فرینڈ سے التجا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو یا میں نے کسی کا دل دکھایا ہو تو برائے مہربانی مجھے معاف کر دیں۔ اللہ پاک ہمیں اس عالمی وبا سے بچائے آمین اور جو اس فانی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں انہیں بخش دے آمین۔ یہ سب سوچ کر دل بہت ہی پریشان ہے۔ آنسو بہت ہی بہائے ہیں کہ اس ماہ میں اچانک آنچل کی آمد پھول کی طرح خوشبو بکھیرتا میرے آنگن میں آنا تو تھوڑی دیر کو روتی آنکھیں مسکرانے لگیں، خوب صورت مسکراتی ہوئی ماڈل کو دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ "حمد و نعت" "دانش کدہ" کو دل میں سمو کر آگے بڑھے، سونیا اداس اور عیشا شوکت سے ملاقات بہت عمدہ رہی "سالگرہ کا دن" میں رخ چوہدری، فاخرہ گل، نزہت جبین اور سب کو دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ "عشقے دی ماری میں جھلی" اختتام پذیر ہوا خوب صورت سا ناول بہت اچھا لگا۔ "اکائی" تو رک سا گیا ہے۔ پاکستان تک کا سفر نجانے کتنا طویل ہے۔ میرے خیال میں اب پاکستان پہنچ جانا چاہیے پلیز۔ "سانسوں کے اس سفر میں" چار اقساط ایک ساتھ پڑھوں گی۔ ابھی پڑھا نہیں ہے جب چار اقساط ہوں گی تب ابھی میرے ملک صاحب سر پر سوار ہیں کہ جلدی سے لکھو تاکہ پوسٹ کر آؤں ورنہ نہیں لے کر جاؤں گا اور میں جلدی جلدی لکھ رہی ہوں "بیاض دل" میں پروین افضل، ارم کمال، ارم چودھری، فرید جاوید فری "ڈش مقابلہ" "سنگر فش" "نیرنگ خیال" میں رخ چودھری اور نیلم شہزادی چھائی رہی۔ "دوست کا پیغام" میں جس جس نے یاد کیا انہوں نے بھی اچھا لکھا ہی ہی۔ "یادگار لمحے" میں ماہ رخ سیال، ماریہ نذیر، گلشن چودھری، ارم آصف، رابعہ شاہین نے خوب لکھا۔ "آئینہ" میں ثمرہ گلزار، مسز سدرہ ارسلان، رضوانہ وقاص، ماریہ نظیر، عائشہ شکیل، رمشا آصف، ارم آصف، ام ہانی شاہد، سیدہ تبسم بشیر حسین، پروین افضل شاہین اور ماریہ شاہ آپ سب نے میرا

Nagar Afreen
PakistaniPoint.com

انٹرویو پسند کیا شکریہ سلامت رہو "ہم سے پوچھیے" تو سب ہی نے اچھا لکھا تھا۔ آنچل جتنا ریڈ کیا تبصرہ حاضر ہے۔ شہلا جی! کچھ پیار و محبت آپ کے لیے (مکھن لگا رہی ہوں) اب تو تبصرہ شائع کر دینا پیاری آپی ہی ہی اللہ حافظ زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔

☆ پیاری نجم! پہلی بار کسی مونچھوں والی خاتون نے محبت اور پیار سے مجھے مکھن لگایا اور اس کا مکھن جم بھی گیا۔

ثنا فرحان..... کینیڈا۔ السلام علیکم۔ آپی بہت عرصے سے سوچ رہی تھی کہ حجاب میں شرکت کروں پر ممکن نہ ہو سکا اور ہر بار آئندہ ماہ کا سوچ کر رہ جاتی پر اس بار جو دنیا کے حالات ہیں اس کو دیکھتے ہمت باندھ ہی لی یوں تو میں ابھی کینیڈا میں ہوں اور یہاں کے حالات تو بہت زیادہ خراب ہیں یقیناً آپ سب خبروں میں دیکھ ہی رہے ہوں گے۔ میں نے تو فرحان سے کہہ دیا ہے کہ حالات بہتر ہوتے ہی واپس پاکستان چلو۔ کم سے کم اپنوں کے درمیان تو ہوں گے یہاں تو ہم سب سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کریں۔ آپ سب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاص کر میرے عثمان بھائی کے لیے کہ اللہ رب العزت ان کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور یہ ترقی کی منازل طے کریں آمین (یہ حجاب والے آنچل والے نہیں ہیں) امید ہے کہ میری سب دوستیں خیریت سے ہوں گی اور مجھے یاد کرتی ہوں گی۔ میں بھی تبسم بشیر تنہیں بہت یاد کرتی ہوں۔ عائشہ شکیل بھی مجھے یاد ہے اور ام ہانی کی تو کیا ہی بات ہے کوثر آپی اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو سلامت رکھے آمین۔ اب بڑھتے ہیں آنچل پر تبصرے کی جانب۔ "عشقے دی ماری" میں بہت ساری غلطیوں کے باوجود کہانی اچھی تھی۔ "شام سے پہلے" ماورا نے تو آ کر دل باغ باغ کر دیا۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ افسانے ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ "اکائی" ٹھہر گئی ہے گو کہ پاکستان بننے کے بعد اس طرح کے ہی حالات تھے اور سب مشکل سے ہی پاکستان پہنچے تھے۔ فاطمہ بی بی اور وقار الحق کا کردار بہت اچھا ہے بس وقار الحق کو لاابالی پن سے نکال لیں اور سمجھ دار ہیرو بنا دیں۔ "سانسوں کے سفر میں" کہانی بہت شاندار ہے اماں جہاں جو سیاست چل رہی ہیں اس میں خود ہی پھنس جائیں گی اور ماضی میں بھی انہی سے غلطی ہوئی ہوگی۔ جس کا احساس انہیں وقت آنے پر ہو جائے گا۔ "ہمارا آنچل" میں سونیہ اداس اور عشاء شوکت سے مل کر اچھا لگا۔ "در جواب آں" میرا پسندیدہ سلسلہ ہے۔ "ربنا آتنا" فرحان پڑھتے ہیں اور عمل کرنے کو مجھے کہتے ہیں۔ "بیاض دل" میں مریم اورنگیز، نازیہ ندیم، سونیا اداس کے اشعار پسند آئے۔ "نیرنگ خیال" میں یوں تو سب نے ہی زبردست لکھا لیکن مجھے نائلہ ذیشان بٹ، سباس گل اور رخ چودھری کی شاعری پسند آئی، "دوست کے پیغام" میں جس جس نے یاد کیا اس کا شکریہ۔ اللہ رب العزت آنچل کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔ جہاں رہیں خوش رہیں۔ اللہ نگہبان۔

☆ پیاری ثناء! کافی عرصے بعد آپ کی آمد اچھی لگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین۔ عثمان کون سے والے ہیں اس کی وضاحت بھی کر دیتیں۔

اس امید کے ساتھ اجازت کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ پھر ملاقات ہوگی۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

www.naeyufaq.com

شمائلہ کاشف

انیلا طالب..... بھدے شریف گوجرانوالہ

س: پیاری شمائل آپی میں ایک عرصے بعد آئی ہوں کیا مجھے مس کیا آپ نے سچی بتانا؟

ج: بہت مس کیا، بالکل گئے زمانے کی طرح۔

س: دنیا اتنی مطلب پرست کیوں ہے؟

ج: کیونکہ اس دنیا میں تم جو ہو۔

س: زکوٹا جن جیسا لازوال کردار بھلا ڈرامہ نگار کے ذہن میں کیسے آیا ہوگا؟

ج: تمہیں دیکھ کر، زکوٹی۔

س: عینک والا جن نام سے تو خوفناک نہیں لگتا؟

ج: اس لیے اس کا نام انیلا کرنے پر غور کیا جارہا ہے۔

س: کامیابی کا فارمولا؟

ج: شاعری..... وہ بھی بے تکی۔

س: میں کنواری ہوں ابھی پلیز میرے سسرال کو بخش دینا آپ۔

ج: لیکن صورت سے تو تم دکھیاری لگتی ہو۔

س: کیا آپ نے میری کتاب "چھولو آسمان" پڑھی آپ کو گفٹ کی تھی۔

ج: اچھا وہ پڑھنی تھی میں سمجھی ایویں دی ہے۔

س: لوگ میرے گرنے پر ہر بار "چھولو آسمان" کہہ کہہ کر دل کیوں جلاتے ہیں؟

ج: تاکہ تم دوسری کتاب کا نام "گروز مین پر" رکھو۔

س: دل کرتا ہے اپنے زور بازو پہ دنیا ہلا دوں؟

ج: وڈی تو ٹارزن ہے ناں۔

کرن شہزادی..... مانسہرہ

س: شمی آپا کیسی ہیں؟

ج: ہمیشہ کی طرح بہت خوب صورت۔

س: ہمارے خط کے ٹکڑے کیے پڑھا بھی نہیں؟

ج: پڑھا تھا بس سمجھ نہیں آیا۔

س: چھوڑیں آپی آپ نے دل توڑ دیا مجھ معصوم کا۔

ج: صمد بانڈ سے جوڑ لو۔

س: آپی میری دوست عروج رضا کی سالگرہ ہے اسے وش کردیں۔

ج: سالگرہ مبارک، اب بتاؤ تمہاری کنجوس دوست نے کیا تحفہ دیا۔

س: آپی آنچل کی سالگرہ پر تو آپ کی چھپ ہی نرالی تھی، وہ سوٹ کچھ دیکھا بھالا لگ رہا تھا نہیں۔

ج: وہ سوٹ تمہاری نند کا نہیں تھا۔

س: آپی میری دوست مومنہ کہتی ہے کہ کان کو ایک طرف سے پکڑو یا دوسری طرف سے بات تو ایک ہی ہوتی ہے۔ لیکن میرے خیال سے تو کان دو اور انہیں دو طریقوں سے پکڑنا تو بات بھی تو دو ہوئی ناں (سمجھنے کی بات ہے)

ج: بالکل ٹھیک، بس اب تم اپنی دوست کو سمجھاؤ۔

س: آپی جب کوئی آپ کی بات نا سمجھ رہا ہو بلکہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہو تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟

ج: اصل والی بین بجاؤ تاکہ سانپ نکل آئے۔

س: اچھا آپی آپ نے تو سوکھے منہ بھی کچھ کھانے پینے کا پوچھا نہیں اب اجازت دیں لیکن پھر آؤں گی۔

ج: کھانے پینے کے لیے لے کر آنا۔

نورین مسکان سرور..... سیالکوٹ

س: سننے میں آیا ہے کہ کراچی میں گرمی بہت ہے اور آپ کا اے سی بھی تہہ تیغ ہے۔ بہت افسوس ہوا بہرحال موت برحق ہے۔

ج: تمہیں دیکھ کر اس بات پر یقین ہوگیا۔

س: آپی سب کہتے ہیں کہ میں بہت تمیز دار ہوں۔ بس "ہاں جی" کی جگہ صرف "ہاں" کہہ کر شارٹ کٹ پوز کرتی ہوں۔

ج: کاش میں بھی ان سب میں شامل ہوتی۔

س: کاش کہ آپ مجھے ڈنر پر انوائیٹ کریں..... کیا میں ویٹ کروں؟

ج: بالکل کرو اور جب ویٹ کم ہوجائے تو سب کو بتانا اس کے بعد میں سوچوں گی۔

طیبہ حنیف بٹ..... سمندری

س: کیسی ہیں اور سچی بتایئے گا مجھے یاد کیا تھا ناں؟

ج: بہت خوب صورت، ہاں کل لائٹ نہیں تھی تم بہت یاد آئی۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

س: میں نے آپ کا فیورٹ کلر ایک دفعہ پوچھا تھا تو آپ نے (ریڈ اینڈ بلیک) بتایا تھا۔ کیا اب بھی یہی فیورٹ ہے یا کوئی اور بھی۔

ج: کلر تو اب بھی یہی پسند ہیں۔

پروین افضل شاہین..... بہاولنگر

س: مجھے اپنے میاں جانی پر پس افضل شاہین کو دیکھتے ہی ہنستے ہوئے رونا اور روتے ہوئے ہنسی کیوں آجاتی ہے؟

ج: ان کی بے چارگی پر رونا آتا ہوگا اور اپنی دلیری پر ہنسنا۔

س: دال میں جب کالے کے بجائے دال لال نظر آنے لگے تو اس کا کیا مطلب ہے؟

ج: بیوی کے دل میں کچھ ہے جو شوہر سے چھپا رہی ہے۔

س: برسات کے بعد کیچڑ ہو جاتی ہے اور پیار کے بعد؟

ج: اس کا جواب تو صرف آپ کے پرس کے پاس ہے۔

ایم سحر ہزارہ..... ایبٹ آباد

س: کیسی ہو ملکہ حسن سچ سچ بتانا؟

ج: بلکل ملکہ جیسی۔

س: آپی یہ لڑکیاں سسرال میں جاتے ہی نخرے کیوں دکھانے شروع ہو جاتی ہیں حالانکہ نہ شکل نہ عقل ہوتی ہے؟

ج: جب ہی تو نخرے دکھاتی ہیں عقل اور شکل والیوں کی شادی کب ہوتی ہے۔

س: آپی شمائلہ کاشف نام کی تو میری دوست بھی ہے کہیں وہ آپ ہی تو نہیں؟

ج: دوستی کرنے کا اچھا طریقہ ہے۔

س: عمر بھر یوں ہی غلطی کرتے رہے غالب، بھلا کیسی غلطی؟

ج: محبت کرتے رہے اور دکھ سہتے رہے۔

س: آپی اگر میں کراچی آؤں تو آپ مجھے کیا تحفہ دیں گی؟

ج: واپس جانے کا کرایہ۔

س: آپی حافظہ تیز کرنے کا کوئی نسخہ ہی بتا دیں؟

ج: صرف دوسروں کا دماغ کھائیں۔

ارم آصف، مہوش قریشی..... مظفر گڑھ

س: شمائلہ آپی! آپ مجھے یہ بتائیں کہ دولہا جب دلہن کو لینے کے لیے جاتا ہے تو اتنے سارے باراتیوں کو ساتھ لے کر کیوں جاتا ہے؟

ج: تاکہ وہ اس کو بھاگنے نہ دیں۔

س: آپی اردو، سرائیکی اور انگلش کو مکس کر کے کون سی زبان بنتی ہے؟ سوچ کے جواب دینا۔

ج: چائنیز۔

س: آپی ہم تو مالٹے سردیوں اور آم گرمیوں میں کھاتے ہیں، لیکن آپ آم سردیوں اور مالٹے گرمیوں میں کیوں کھاتی ہیں؟ (ہاہاہا)

ج: کیونکہ میں بلیجیئم میں رہتی ہوں، سمجھی۔

س: آپی اس شعر کا جواب شعر جیسے انداز میں دینا

اے بہارو گواہ رہنا
اے نظاروں گواہ رہنا
شمائلہ نے میرے سوالوں کے
جواب نہ دینے کی قسم کھائی ہے

ج: تم بالکل زیبا لگ رہی ہو، بس ایک محمد علی کی کمی ہے۔

س: آپ کے ایک بار سانس لینے سے چالیس مکھیاں کیوں مر جاتی ہیں؟

ج: تم کیسے زندہ ہو۔

اقرا جٹ..... منجن آباد

س: اپیا بہت دیر بعد آپ کی محفل میں حاضر ہوئی ہوں۔

ج: اور اس دیر کی وجہ تمہاری کاہلی ہے۔

س: زندگی گزرنے کے دو اصول؟

ج: محنت اور محبت۔

س: آپ نئے پاکستان سے ایگری ہیں؟

ج: کہاں ہے؟

س: دنیا کی منافقت سے بچنے کا طریقہ؟

ج: ڈھیٹ بن جاؤ۔

س: آپ بہت اچھی ہیں پر میں..... آپ مانتی ہیں نا؟

ج: ہاں بہت ہی نکمی ہو تم۔

س: رات کو سونے سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟

ج: دانت برش کرنا چاہیے۔

ثوبیہ سحر حسین..... بستی ملوک

س: آپی جی پہلی بار محفل میں شرکت پر پیار بھرا اسلام عرض ہے۔

ج: میری طرف سے محبت بھرا جواب وعلیکم السلام۔

س: محبت میں شرافت کب مہنگی پڑتی ہے؟

ج: جب محبت شرافت سے ہو جائے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

س: کم بخت مہر بے سر کی قسم کھا رہا تھا بھلا کون؟
ج: تمہاری نند کا بھائی، ہے ناں۔
س: مرد ٹھنڈی آہیں کیوں بھرتا ہے؟
ج: دوسرے فریق کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے۔
س: آپی جب لڑکیوں کا رشتہ آتا ہے یہ شرمانے کا بہانہ کر کے اندر جا کے دھمال کیوں ڈالتی ہیں؟
ج: شرم کروایسی باتیں سب کے سامنے نہیں پوچھتے۔
س: دیکھا آپی ہمارے آنے سے محفل میں چار چاند لگ گئے ناں؟
ج: کس کو یہ بھی تو بتاؤ۔

ارم کمال..... فیصل آباد

س: نہ گجرے کی دھار سے، نہ موتیوں کے ہار سے، نہ سولہ سنگھار سے، آخر وہ کیسے رام ہوں گے۔
ج: چھری کی تیز دھار سے۔
س: کیا مصیبت کبھی کہہ کر بھی آتی ہے جلدی سے بتاؤ؟
ج: بینڈ باجے کے ساتھ آتی ہے لونا نی بن کے بھی نہیں سمجھی۔
س: شائلہ جانو نوٹ اور ووٹ میں کس قسم کی رشتے داری ہے؟
ج: بیوی اور شوہر کی۔
س: شائلہ جی! یہ الٹی آنتیں کب گلے پڑتی ہیں تمہیں تو پتا ہوگا نا؟
ج: نہیں، میری ابھی شادی نہیں ہوئی۔
س: کیا افسانے حقیقت بنتے ہیں شائلہ جانو؟
ج: اس عمر میں بھی افسانہ بنانا چاہتی ہو، شرم کرو فسانہ نہ بن جائے۔
س: جلدی سے بتاؤ اگر خرانٹ اور جھگڑالو ساس شہد ٹپکانے لگے تو.....؟
ج: سمجھ لو اس نے اپنی بیٹی تمہارے بھائی سے بیاہنی ہے۔
س: اگر زندگی ایک امتحان ہے تو پھر موت کیا ہے پھس گئیں نہ آخر؟
ج: اس امتحان کا نتیجہ۔
س: اتنی شدید سردی کو کیسے انجوائے کرتی ہو مجھے بھی بتاؤ؟
ج: کہاں ہے سردی یہاں تو گرمی ہی گرمی ہے۔
س: انسان خطا کا پتلا ہے یا مٹی کا خوب سوچ کر بتانا؟
ج: خطا کا پتلا ہے اور مٹی کا مادھو سمجھی۔
س: کہتے ہیں کہ چاند تو اک ویرانہ ہے پھر بھی اسے حسن سے کیوں تشبیہ دی جاتی ہے؟
ج: کیونکہ حسین لوگ بھی اندر سے تنہا ہوتے ہیں۔

نجم انجم..... کراچی

س: سحرش میانوالی کو آپ اپنی محفل میں آنے کیوں نہیں دیتیں؟
ج: کیونکہ وہ اس شہر سے ہے جہاں کوئی لڑکی کنواری نہیں۔
س: مجھے پہچان لیا کہ میں کون ہوں ذرا بتانا؟
ج: انجم کی ہی کچھ لگتی ہو، بے چارے نورین انجم کے ماما۔
س: شعر کا جواب شعر میں دو تو مانوں گی؟
محفل میں میں نے شعر سنایا ہی تھا ابھی
ہر سمت سے ہر سائز کا جوتا پڑا مجھے (ہی ہی ہی)
ج: اس شعر کے جواب میں بس اتنا کہ عید مبارک۔
س: تیری محفل میں آئی ہوں کچھ انتظام کر لینا؟
ج: میں نے پہلے ہی اپنی چیزیں چھپالی ہیں۔

ماریہ نذیر..... بھاگٹانوالہ

س: وہ پوچھنا تھا جو لوگ کہیں کہ نہیں رہتے وہ کہاں رہتے ہیں؟
ج: سسرال میں۔
س: کسی کا مذاق اڑانا ہو تو کتنی اونچائی تک اڑاؤں؟
ج: اس کی پہنچ سے ذرا اوپر تک۔
س: دل پہ رکھنے والا پتھر کہاں ملے گا اور کتنے کلو کا ہوگا؟
ج: سسرال میں ملے گا اتنا بھاری ہوگا کہ سارے ارمان دم توڑ دیں گے۔
س: کسی کے زخموں پر نمک چھڑکنا ہے کون سا ٹھیک رہے گا۔ سادہ یا آیوڈین؟
ج: میرا خیال ہے لاہوری۔
س: کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ لوگ عزت کی روٹی کمانے میں لگے ہوئے ہیں کوئی عزت کی سبزی کیوں نہیں کماتا۔
ج: وہ اس روٹی کے ساتھ مفت ملتی ہے۔

Nadeem Azeem
Pakistanipoint.com
www.naeyufaq.com

آپ کی صحت

ڈاکٹر شائستہ سرفراز

مسز الماس جہلم سے لکھتی ہیں کہ ان کی شادی کو تقریباً 9 سال ہوگئے ہیں لیکن اولاد نہیں ہے۔ تمام ٹیسٹ کرائے ہیں سب نارمل ہیں بہت امید سے آپ کو خط لکھ رہی ہوں میرا مسئلہ حل کردیں۔

محترمہ آپ NOXOMICA 200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں ایک دفعہ پئیں اور اس کے ہفتے بعد MARCHURAS-SAL 6X کی پانچ گولیاں دن میں تین مرتبہ لیں۔ علاج کم از کم دو ماہ جاری رکھیں افاقہ نہ ہو تو دوبارہ خط لکھیں۔

فاطمہ ساہیوال سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 18 سال ہے۔ چہرے اور جسم پر غیر ضروری بال بہت زیادہ ہیں جس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور چاہتی ہوں کہ کسی طرح یہ بال ختم ہوجائیں۔

محترمہ آپ غیر ضروری بالوں کے لیے ہمارے کلینک سے بذریعہ ایزی پیسہ APHRODITE HAIR INHIBITOR منگوالیں اس کے استعمال سے آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

عاصمہ بہاولپور سے لکھتی ہیں کہ میرا وزن بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ کوئی ایسی دوا بتائیں کہ میرا وزن نارمل ہوجائے۔

محترمہ آپ PHYTOLACA-BARRY Q کے پانچ قطرے دن میں تین مرتبہ آدھا گلاس پانی میں استعمال کریں۔ سادہ غذا کھائیں، مرغن، مرچ مصالحے والے اور باہر کے کھانے سے مکمل پرہیز کریں، روزانہ آدھا گھنٹہ واک کریں آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

عظمیٰ لاہور سے لکھتی ہیں کہ انہیں لیکوریا کا مسئلہ ہے اور ان کے بال بھی بہت کمزور اور روکھے ہیں۔

محترمہ آپ PULSATILA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں اور اپنے بالوں کے لیے ہمارے کلینک سے ایزی پیسہ کے ذریعہ APHRODITE HAIR GROWER منگوالیں آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

انجم فاطمہ مری سے لکھتی ہیں کہ ان کی بچی کو بستر میں پیشاب کرنے کی عادت ہے۔

محترمہ آپ اپنی بیٹی کو CAUSTICUM 30 کے پانچ پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین دفعہ پلائیں آپ کی بیٹی ٹھیک ہوجائے گی۔

بہرام شیخوپورہ سے لکھتے ہیں کہ ان کی عمر 42 سال ہے ابھی ابھی شادی ہوئی ہے اور انہیں ازدواجی زندگی میں مسائل کا سامنا ہے جس کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اور بڑی امید کے ساتھ خط لکھ رہے ہیں۔

محترم آپ STAPHISAGORIA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

نائلہ خاتون جھنگ سے لکھتی ہیں کہ مجھے بار بار پیشاب کا مسئلہ ہے وضو دیر تک قائم نہیں رہتا برائے مہربانی کوئی دوا تجویز کریں۔

محترمہ آپ RUSH AROMA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

فرحت صاحب کراچی سے لکھتے ہیں کہ ان کے معدے میں ہر وقت درد رہتا ہے کھانا کھاتے ہی فوراً

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

حاجت بھی محسوس ہوجاتی ہے۔ بہت علاج کرا چکے ہیں لیکن افاقہ نہیں ہوا ان کی عمر 57 سال ہے۔

محترم آپ 6 ALOE کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

عالیہ عمران حیدرآباد سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 27 سال ہے مجھے الرجی کا مسئلہ ہے جو تقریباً چھ سال سے ہے۔ بڑی امید کے ساتھ آپ کو خط لکھ رہی ہوں، میرے چہرے اور ہاتھوں میں جلن اور خارش شروع ہوجاتی ہے اس کے بعد متاثرہ حصہ سرخ ہوجاتا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں آپ کوئی دوا تجویز کریں میرا مسئلہ سردیوں میں بڑھ جاتا ہے۔ بہت سے ڈاکٹرز سے مشورہ کیا مگر وقتی آرام آیا۔

محترمہ آپ URITCA VRNUS 3X کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

شہزاد حیدرآباد سے لکھتے ہیں کہ میرے بیٹے کی عمر 17 سال ہے مگر وہ اپنی عمر سے بہت چھوٹا لگتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا قد بڑھانے کے لیے کوئی دوا تجویز کریں۔

محترم آپ اپنے بیٹے کو CALC PHOS 6 X کی دو گولی دن میں تین بار کھلائیں اور BARIUM CARB 200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ہفتے میں ایک بار پلائیں۔

صبا سکندر کراچی سے لکھتی ہیں کہ میری بیٹی ڈھائی سال کی ہے مگر وہ اب تک صرف فیڈر پیتی ہے جس کی وجہ سے بھوک نہیں لگتی سارا دن کچھ نہیں کھاتی بس فیڈر پیتی رہتی ہے۔ جسمانی طور پر بہت کمزور ہے اور اکثر کھڑے کھڑے گر جاتی ہے جس کی وجہ سے پورے جسم پر نیل پڑ گئے ہیں ہاضمہ بھی خراب رہتا ہے۔

محترمہ آپ اپنی بیٹی کو CHINA 30 کے 5 قطرے دن میں 3 بار فیڈر دینے سے پہلے پلائیں اور ARNICA 30 کے پانچ قطرے فیڈر پلانے کے بعد پلائیں جلد بہتری آئے گی۔

آمنہ سیالکوٹ سے لکھتی ہیں کہ ان کی عمر 18 سال ہے مگر نسوانی حسن نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے وہ شرمندہ رہتی ہیں۔

محترمہ آپ ہمارے کلینک سے رابطہ کریں اور آپ کو دوائیں اور ہمارے کلینک کے تیار کردہ APHRODITE BREAST BEAUTY بھیج دیا جائے گا جس سے آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

ہومیوڈاکٹر ہاشم مرزا کلینک
صبح دس تا شام چار بجے
ایڈریس: دکان نمبر C-5 کے ڈی اے فلیٹس فیز 4 شادمان ٹاؤن نمبر 2 سیکٹر B-14 نارتھ کراچی 75850 فون نمبر 021-36997059 صبح 9 تا 6 بجے۔

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر 0349-4900800 خط لکھنے کا پتا آپ کی صحت ماہنامہ آنچل کراچی پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی۔

hashim.mirza@aphrodite.com.pk

www.naeyufaq.com

PakistaniPoint
www.pakistanipoint.com

تبت سنو

آپ کے قدرتی حُسن کو دوبالا کرے۔
اس کے استعمال سے جلد ہمیشہ صاف
اور ملائم رہتی ہے اور چہرے پر ایک نئی
تازگی اور دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔

Waqar Azeem
Pakistanipoint.com

تبت سنو - ایشیا کی مشہور ترین بیوٹی کریم